عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ۱۵

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206

Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq



مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶



انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کوکلاًیاجزاًبلااجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۵
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہندو دارالعلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۵۶
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ:۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

not found.

مسکہ لیجیو اللہ بس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی



نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

کتاب الصوم

﴿روزہ کے احکام﴾

☆............ باب اول ....☆

چاند دیکھنے کا بیان

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب چہارم**............☆	
	روزوں کی قضاء اور کفارہ	
۹۶	رمضان سمجھ کر کیم شوال کا روزہ............	۱۹۲
۹۷	ریڈیو کی خبر پر افطار کرنے سے قضاء کا حکم............	۱۹۳
۹۸	رمضان کے متعدد روزوں کے قضاء کا طریقہ............	۱۹۴
۹۹	نذر و قضاء کے روزوں میں کون سے پہلے رکھے............	۱۹۵
۱۰۰	روزوں کی قضاء عمری............	۱۹۵
۱۰۱	مستحاضہ کے روزوں سے متعلق ترجمہ منیۃ المصلی کی ایک عبارت کی توضیح......	۱۹۶
۱۰۲	کفارہ صیام............	۱۹۸
۱۰۳	کفارہ صوم کی تشریح............	۱۹۹
۱۰۴	کفارۂ صوم ادا ہونے کی آسان صورت............	۲۰۱
۱۰۵	کفارہ صوم میں دینی مدارس کے طلباء کو کھانا کھلانا............	۲۰۱
۱۰۶	کفارۂ صوم میں ساٹھ مساکین دونوں وقت ایک ہی ہوں یا الگ الگ......	۲۰۲
۱۰۷	کفارہ صوم میں ایک مسکین کو دو ماہ کھلانا............	۲۰۳
۱۰۸	کفارۂ صوم میں تتابع ضروری ہے............	۲۰۴
۱۰۹	کفارہ صوم میں بیماری کی وجہ سے اگر تسلسل نہ ہو سکے............	۲۰۴
۱۱۰	متعدد روزوں میں زنا سے کفارہ ایک ہی ہوگا یا زیادہ............	۲۰۵

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب ششم** ....☆	
	نفلی روزے	
۱۲۶	تنہا جمعہ کا روزہ............	۲۲۳
۱۲۷	صوم عاشورہ............	۲۲۴
۱۲۸	صوم عاشورہ منفرداً مکروہ ہے............	۲۲۴
۱۲۹	ذی الحجہ کے روزے اور قربانی سے کھانے کی ابتداء............	۲۲۵
۱۳۰	فضائل میں ضعیف روایت پر عمل برائے صوم وشب برأت............	۲۲۶
۱۳۱	چند مخصوص تاریخوں کا روزہ............	۲۲۷
۱۳۲		
۱۳۳	صیام دوام............	۲۲۸
۱۳۴	صوم یوم الشک............	۲۲۹
۱۳۵	یوم الشک میں روزہ............	۲۳۰
۱۳۶	کیا یوم الشک کا روزہ مکروہ ہے............	۲۳۱
۱۳۷	یوم عرفہ ونحر میں شک............	۲۳۴
۱۳۸	گناہ کے ترک کا عہد پھر اس کے خلاف کرنے پر روزہ کی نیت کرنا............	۲۳۶
	☆......☆......☆......☆......☆	

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب هفتم**............☆	
	روزے کے متفرق مسائل	
۱۳۹	جہاں اٹھارہ گھنٹہ کا دن ہو وہاں روزہ کی صورت................	۲۳۸
۱۴۰	طویل دن میں روزہ کس طرح رکھے................	۲۳۹
۱۴۱	مغرب پڑھ کر سفر کیا جہاں ابھی غروب نہیں ہوا تیس روزے پورے کر کے سفر کیا ایسی جگہ جہاں انتیسواں روزہ ہے................	۲۴۰
۱۴۲	گرمی کے روزہ کا ثواب زیادہ ہے................	۲۴۰
۱۴۳	بے روزہ کے حق میں سخت الفاظ................	۲۴۱
۱۴۴	تارک صوم کو کتے اور سور کی طرح سمجھنا رمضان میں اعلانیہ کھانا کھانے کی سز......	۲۴۲
۱۴۵	روز کے ایام میں ہوٹل میں کھلانا................	۲۴۴
۱۴۶	غسل جنابت بحالت صوم آٹھ بجے کرنا................	۲۴۶
۱۴۷	صبح صادق کے بعد غسل جنابت................	۲۴۷
۱۴۸	قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا................	۲۴۷
۱۴۹	بقرعید کی صلوٰۃ عید تک روزہ ہے................	۲۴۸
۱۵۰	رمضان میں یکسوئی حاصل ہونے کی تدبیر................	۲۴۹
	☆......☆......☆......☆......☆	

باب ہشتم

اعتکاف کے احکام

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

☆......☆......☆......☆......☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

کتاب الحج

﴿حج کے احکام﴾

☆..........باب اوّل..........☆

حج کے شرائط اور ارکان وغیرہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب پنجم** ....☆	
	حج میں بال کٹانے کا بیان	
۳۷۸	حلق وقصر میں ایک ربع بھی کافی ہے	۴۲۱
۳۷۹	عورتیں حلال ہونے کے لئے کتنے بال اور کہاں کے کاٹیں؟	۴۲۱
۳۸۰	احرام سے حلال ہونے کے لئے چند بالوں کا منڈانا	۴۲۲
۳۸۱	محرم کو حلال ہونے کے لئے حلق وقصر خود کرنا	۴۲۴
۳۸۲	اپنے بال اپنے ہاتھ سے کاٹنا	۴۲۴
	☆............ **باب ششم** ....☆	
	قران اور تمتع	
۳۸۳	قران افضل ہے	۴۲۵
۳۸۴	قارن عمرہ کے بعد احرام کھولدے تو کیا حکم ہے؟	۴۲۵
۳۸۵	حج بدل میں افراد ہو یا قران؟	۴۲۶
۳۸۶	متمتع وقارن پر کیا دو دم ہیں؟	۴۲۷
۳۸۷	اشہر حج سے پہلے عمرہ کرنے سے تمتع نہیں ہوتا	۴۲۸
۳۸۸	ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے کیا تمتع باقی رہے گا؟	۴۲۹
۳۸۹	متمتع کا مدینہ طیبہ جانا پھر عمرہ کرنا	۴۳۰

مسکہ لیجیو اللہبس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

مسکہ لیجیو اللہ ببس جحی لیجیو پھلیے بجب النحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے ۱۵ متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب نہم** ....☆	
	حج میں جنایات	
۴۴۱	حالت احرام میں حیض آ جانا..	۴۹۱
۴۴۲	حالت احرام میں بضرورت حیض روکنے والی دوا کا استعمال........................	۴۹۲
۴۴۳	سلی ہوئی تھیلی احرام میں رکھنا..	۴۹۴
۴۴۴	حالت احرام میں رضائی اوڑھنا..	۴۹۵
۴۴۵	حالت احرام میں کان میں روئی رکھنا اور پیروں پر کپڑا ڈالنا........................	۴۹۵
۴۴۶	حالت احرام میں شکار کی ممانعت..	۴۹۶
۴۴۷	حالت احرام میں کیا عورت منھ کھولے رکھے؟..	۴۹۷
۴۴۸	قربانی سے پہلے بال کٹوانے سے دم..	۴۹۸
۴۴۹	رمی سے پہلے قربانی سے دم..	۴۹۹
۴۵۰	رمی کا بدل آئندہ سال..	۴۹۹
۴۵۱	رمی اور قیام منیٰ چھوڑ دینے پر دم واجب ہے یا نہیں؟..	۵۰۰
۴۵۲	حج فارم میں یہ دستخط کرنا کہ پانچ سال سے حج نہیں کیا دھوکا ہے جبکہ خلاف واقع ہو......	۵۰۱
۴۵۳	وقت احصار بغیر ذبح حلال ہونے کی شرط..	۵۰۲
۴۵۴	کیا دم جنایت کو فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے؟..	۵۰۲
۴۵۵	عمرہ کا احرام کھولنے میں چند بال کٹوائے تو دم ہے..	۵۰۳
۴۵۶	ترتیب واجب کے خلاف سے وجوب دم..	۵۰۴

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
	☆............ باب یازدھم ....☆	
	زیارت مدینہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	
۴۷۰	گنبد خضراء کو دیکھتے ہی صلوٰۃ وسلام	۵۲۰
۴۷۱	زیارت روضۂ پاک علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ادب............	۵۲۰
۴۷۲	عورتوں کے لئے روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت............	۵۲۳
۴۷۳	مسجد نبوی میں چالیس نمازیں	۵۲۳
۴۷۴	حرمین میں پہلے کہاں جائے............	۵۲۴
۴۷۵	سفر مدینہ کی نیت	۵۲۵
۴۷۶	مدینہ منورہ کے حدود حرم کیا ہیں	۵۲۵
۴۷۷	ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا	۵۲۶
	☆............ باب دواز دھم ....☆	
	متفرقاتِ حج	
۴۷۸	حالت حیض میں حرم شریف کی نماز اور صلوٰۃ وسلام	۵۲۷
۴۷۹	حج کو جاتے وقت والد والدہ، بیوی کس کو ساتھ لے جائے............	۵۲۸
۴۸۰	ایک محرم دوسرے محرم کا سر مونڈے حلال کرنے کے لئے	۵۲۸

تمت وبالفضل عمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

﴿چاند دیکھنے کا بیان﴾

روزہ کا سبب رویت ہلال ہے یا شہود رمضان

(اختلاف مطالع کی تفصیل)

سوال:- رویتِ ہلال رمضان میں سب کا اتفاق ہے، اس پر کہ اختلاف مطالع سے حکم صوم مختلف ہوجاتا ہے، بعض نے حدیث حضرت کریبؓ کو دلیل بنایا، اور بعض دوسری دلیل پیش کرتے ہیں، اور بعض اسی کو حق اور مطابق نصِ قرآنی بتاتے ہیں، کیونکہ قرآن شریف میں ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ای رَمَضَانَ الآیۃ اوراس کا ترجمہ کرتے ہیں، کہ جو شخص ماہ رمضان پاوے یا داخل ہو اس پر روزہ واجب ہے اور یہی مذہب حق اور ٹھیک ہے، اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اگر مشرق والا ہلال رمضان کی خبر دے اہل مغرب کو تو اہل مغرب پر روزہ واجب ہوگا، یا اس کا عکس یہ مذہب خلاف حدیث اور نصِ قرآنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ کبھی یہ صورت واقع ہوگی کہ ایک ملک میں آج شعبان ہے تو دوسرے ملک میں رمضان جیسے امریکہ میں رات اور یہاں دن بلکہ لندن اور ہندوستان میں بھی بہت فرق ہے، ایک جگہ رات کے دس بجے ایک جگہ دن کے دس بجے اور بلغار کی خبر مشہور ہے اور فقہ کی کتاب میں ہے کہ اہل بلغار پر

صلوٰۃ عشاء واجب نہیں ہے، مغرب کے بعد فجر ہو جاتی ہے، الغرض جس پر ماہ رمضان حاضر ہوئے پھر اس پر روزہ واجب کس طرح ہوتا ہے، کیونکہ وجوب صوم کا سبب حاضر ماہ رمضان میں ہونا یا ماہ رمضان میں پانا ہے اور ہرگاہ مشرق میں رویت ہلال ہوا ہے اہل مغرب حاضر ماہ رمضان نہیں ہے، پھر وہاں کی خبر سے روزہ کس طرح واجب ہوگا، مثلاً اگر ایک ملک میں وقت ظہر ہوا ہے اور دوسرے ملک میں وقت فجر ہوا ہے، اگر کوئی خبر ظہر کی وہاں سے لادے تو اس وقت دوسرے ملک کے باشندوں پر ظہر پڑھنا واجب ہوگا یا فجر پڑھنا واجب ہوگا، اور دوسری بات یہ ہے کہ امام شعرانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے مسائل کا ماخذ قرآن اور حدیث اور قیاس اور اجماع ہے، الغرض رویتِ ہلال کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کی کیا دلیل ہے کہ رویتِ ہلال کا مسئلہ مطابقِ شریعتِ غراء اور ملتِ بیضاء ہے دلائل سے مزین فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کہنا کہ علماء مجتہدین سب کے سب رویتِ ہلال رمضان شریف کے بارے میں متفق ہیں کہ اختلاف مطالع سے حکم صوم مختلف ہو جاتا ہے، ان کے مذہب سے ناواقفیت پر مبنی ہے، ان کے مذاہب کی تفصیل یہ ہے، نیل المآرب[1] فقہ حنبلی میں لکھا ہے: **يجب صوم رمضان برؤية هلاله على جميع الناس وحكم من لم يره حكم من رآهٗ لو اختلف المطالع** اھ فقہ حنبلی کی دوسری کتاب الروض[2] المربع میں اور زیادہ واضح طور پر ہے: **اذا رآه اهل بلد اى متى ثبتت رويته ببلد لزم الناس كلهم الصوم لقوله عليه السلام صوموا لرويته وهو خطاب للامة كافة فان رآه جماعة ببلد ثم سافر والبلد بعيد فلم ير الهلال به فى الشهر**

---

[1] المغنى ص۵ ج۳ كتاب الصيام، فصل وإذا رأى الهلال اهل بلد الخ مطبوعه دار الفكر بيروت، الانصاف ص۲۷۳ ج۳ كتاب الصيام، إذا رآه اهل بلد هل يلزم الخ مطبوعه دار احياء التراث العربى بيروت.

[2] الروض المربع ص۱۳۷ ج۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

افطروا اھـ یہ تو حنابلہ کا مذہب ہوا، فقہ مالکیہ کی شرح کبیر[۱] للدردیر میں ہے: عم الصوم سائر البلاد قريبا او بعيدا ولايراعى فى ذلك مسافة قصر ولا اتفاق المطالع ولاعدمها فيجب الصوم على كل منقول اليه ان نقل ثبوته بالعدلين او بالمستفيضة عنهما اى عن العدلين اھـ یہ مالکیہ کا مسلک ہوا، اور حنفیہ کا قول راجح معلوم ہی ہے، پس معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنے میں ائمہ ثلاثہ متفق ہیں، حنفیہ منفرد نہیں، شافعیہ البتہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں، لیکن ان کے یہاں بھی یہ تفصیل ہے: وثبتت الروية فى حق من لم يره اى ممن مطلعه موافق مطلع محل الروية بان يكون غروب الشمس والكواكب وطلوعها فى البلدين فى وقت واحد فان غرب شئ من ذلك وطلع فى احد البلدين قبله فى الأخر او بعد لم يجب على من لم يره برؤية البلد الآخرحتى لوسافر من احد البلدين فوجدهم صائمين او مفطرين لزم موافقتهم سواء فى اول الشهر او اٰخره وهذا امر مرجعهٗ الى طول البلد وعرضها سواء قربت المسافة او بعدت ولا نظر الٰى مسافة القصر وعدمها نعم متى حصلت الروية للبلد الشرقى لزم رويته فى البلد الغربى وعليه كما فى مكة المشرفة ومصر المحروسة فيلزم من رويته بمكة لا فى عكسه اھـ (حاشيه شرح[۲] اقناع)

تو درحقیقت ائمہ ثلاثہ ایک طرف ہیں اور شافعیہ ایک طرف شیخ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی شافعی ''رحمۃ الامۃ[۳] فی اختلاف الائمۃ'' میں لکھتے ہیں۔

---

[۱] الشرح الكبير على حاشية الدسوقى ص:۱۳۰-۱۳۱، ج:۲، باب فى الصيام . مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] تحفة المحتاج مع شرح المنهاج ص۵۰۵،۵۰۶/۱، كتاب الصيام، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، المجموع شرح المهذب ص۲۷۴،۲۷۵ ج۶ كتاب الصيام، قبيل فرع فى مذاهب العلماء فيما إذا رأى الهلال اهل بلد الخ مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۳] رحمة الأمة فى اختلاف الأمة ص۹۴ كتاب الصوم، مطبوعه مصر.

واتفقوا على انه اذا رأى الهلال فى بلد رويةً فاشيةً فانه يجب على سائر اهل الدنيا الا اصحاب الشافعیؒ صححوانه يلزم حكمه اهل البلد القريب دون البلد البعيد اھـ یہاں تک تو مذاہب معلوم ہوئے، رہا دلائل کا قصہ سو مقلد عامی کو دلائل کی ضرورت نہیں، نہ دلائل اسکے سمجھ میں آئیں گے، اور نہ کچھ نفع ہوگا، بلکہ عجب نہیں کہ قصورِ فہم اور عدم علم کی بناء پر کچھ الجھن پیدا ہو لہٰذا اس کے امام نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر جو مسائل استخراج کئے ہیں ان پر عمل کر لینا کافی ہے، البتہ اہل علم کو اگر تحقیق اور اضافۂ معلومات کا شوق ہو تو ان کیلئے دلائل کا ذخیرہ کتب میں کافی موجود ہے، جن شافعیہ نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے انہوں نے آیت سے استدلال نہیں کیا بلکہ حدیث کریبؓ سے استدلال کیا ہے، میں اولاً آیت کا مطلب لکھتا ہوں اس کے بعد حدیث کے متعلق عرض کروں گا۔

اس میں شک نہیں کہ روزہ کی فرضیت موقوف ہے شہودِ شہر رمضان پر "**فمن شهد منكم الشهر فليصمه**[1]"، مگر حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رویتِ ہلال پر موقوف ہے "**صوموا لرؤيته**[2]" (الحدیث) اس لئے جمع کی صورت یہ ہے کہ شہودِ شہر کو موقوف کیا جائے، رویت ہلال پر، اب رویت ہلال کی دو صورتیں ہیں، یا تو ہر شخص کے حق میں خود اسی کی رویت معتبر ہو کسی دوسرے کی رویت کافی نہ ہو، تب تو اندھے ضعیف البصر، مستورات جو کسی بلند مقام سے پہلی شب کو چاند نہ

---

[1] **سورة بقره آيت نمبر:۱۵۸،**

ترجمه:- سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اسمیں روزہ رکھنا چاہئے،

[2] **مشكوة شريف ص:۱۷۴، (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) باب رويت الهلال، بخارى شريف ص۲۵۶ ج۱ كتاب الصوم، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلال فصوموا الخ مطبوعه اشرفى ديوبند، مسلم شريف ص۳۴۷ ج۱ باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال الخ مطبوعه رشيديه دهلى.**

ترجمه:- چاند دیکھ کر روزے رکھو

دیکھ سکیں ابروغبار ودخان والی جگہ کے رہنے والے ہوں سب لوگ صوم سے مستثنیٰ ہوجائیں گے بعض کچھ وقت کے لئے بعض مدت العمر کے لئے، اس کا بطلان تو بدیہی اور مجمع علیہ ہے دوسری صورت یہ ہے کہ بعض کی رویت سب کے حق میں معتبر اور کافی ہوجائے (بشرطیکہ شرعی طریق پر قابل قبول شہادت حاصل ہوجائے) یہی حق ہے، اب جس کو بھی رویت کا علم (شرعی شہادت سے) حاصل ہوگیا دیکھنے والے کی طرف اس کے حق میں بھی شہود شہر ہوگیا، یہ کہنا کہ مشرق کی رویت سے (باوجود شرعی شہادت پہنچنے کے) مغرب میں شہود شہر نہیں ہوا، غلط ہے، جس طرح نزدیک کی شہادت پر شرعی احکام نافذ ہوتے ہیں، اسی طرح دور کی شہادت پر بھی جاری ہوتے ہیں، دور ونزدیک کی تفریق حدود وقصاص (جن کو ادنیٰ سے شبہ کی بناء پر ساقط کردینے کا حکم ہے) میں بھی نہیں، بلکہ شریعت میں اس کی نظیر ملنا دشوار ہے، پس مذہب حنفیہ نصِ قطعی یا حدیث یا اجماع یا قیاس کے بالکل خلاف نہیں، بلکہ عین موافق ہے، تفسیر تبصیر[1] الرحمٰن میں ہے: **فمن شهد أى علم منكم الشهر باستكمال شعبان اوبروية عدل الهلال فليصمه** اھ۔ صاوی شرح جلالین میں ہے: **فمن شهد منكم الشهر ان كان المراد به الايام فالمعنى شهد بعضه وان كان المراد به الهلال فا لمعنى علمه اما بان يكون رآه اوثبت عنده** اھ[2]۔

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانیؒ بھی حنفیہ کے ساتھ ہیں وہ حدیث کریبؒ کا جواب دیتے ہیں، حدیث کریب جس کو ابوداؤدؒ[3] نے روایت کیا ہے، یہ ہے: **حدثنا موسٰى بن اسماعيل نا اسماعيل يعنى ابن جعفر اخبرنى محمد بن ابى حرملة اخبرنى كريب ان ام الفضل ابنة الحارث بعثته الٰى معاوية بالشام فقال قدمت الشام فقضيت**

---

[1] تبصير الرحمن ص:۷۲، ج:۱، مطبوعه بولاق مصر.

[2] صاوى شرح جلالين ص:۷۸، ج:۱، مكتبه اشرفيه ديوبند.

[3] ابوداؤد شريف ص ۳۱۹ ج ۱ كتاب الصوم، باب إذا رأى الهلال فى بلد الخ مطبوعه اشرفى ديوبند.

حاجتها فاستهل رمضان وانا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فی اٰخر الشهرفسألنی ابن عباسؓ ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال قلت رأيناه ليلة الجمعة قال انت رأيته قلت نعم ورآه الناس وصاموا وصام معاويةؓ قال لكنا رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين اونراه فقلت اَفَلا تكتفی برؤية معاوية وصيامه قال لا هكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اھـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: واعلم ان الحجة انما هی فی المرفوع من رواية ابن عباسؓ لا فی اجتهاده الذی فهم عنه الناس والمشار اليه بقوله هكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قوله فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين والامر الكائن من رسول الله صلى الله عليه وسلم هو ما اخرجه الشيخان وغيرهما بلفظ لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلٰثين وهذا لا يختص باهل ناحية على جهة الانفراد بل هو خطاب لكل من يصلح له من المسلمين فالاستدلال به علی لزوم روية اهل بلد لغيرهم من اهل البلاد اظهر من الاستدلال به على عدم اللزوم لانه اذا راٰه اهل بلد فقد راٰه المسلمون فيلزم غيرهم ما لزمهم ولو سلم توجه الاشارة فی كلام ابن عباسؓ الى عدم لزوم روية اهل بلد اٰخر فكان عدم اللزوم مقيدا بدليل العقل وهو ان يكون بين القطرين من البعد ما يجوز معه اختلاف المطالع وعدم عمل ابن عباسؓ برؤية اهل الشام مع عدم البعد الذی يمكن معه الاختلاف عمل بالاجتهاد وليس بحجة ولو سلم عدم لزوم التقييد بالعقل فلا يشک عالم ان الادلة قاضية بان اهل الاقطار يعمل بعضهم بخبر بعض وشهادته فی جميع الاحكام الشرعية والرؤية من جملتها وسواء كان بين القطرين من البعد ما يجوز معه اختلاف المطالع ام لا فلا يقبل التخصيص الا بدليل ولو سلم صلاحية حديث كريبؒ هذا للتخصيص

فينبغي ان يقتصر فيه على محل النص ان كان النص معلوما او على المفهوم منه ان لم يكن معلوماً لِوُرُوْدِهٖ على خلاف القياس ولم يات ابن عباسؓ بلفظ النبى صلى اللّٰه عليه وسلم لا بمعنى لفظه حتى ننظر فى عمومه وخصوصه انما جائنا بصيغة مجملة اشاربها الى قصة هى عدم عمل اهلِ المدينة برؤية اهل الشام على تسليم ان ذٰلک المراد ولم نفهم منه زيادة على ذلک حتى نجعله مخصصاً لذلک العموم فينبغي الاقتصار على المفهوم من ذلک الوارد على خلاف القياسِ وعدم الا لحاق به فلا يجب على اهل المدينة العمل برؤية اهل الشام دون غيرهم ويمكن ان يكون فى ذلک حكمة لا نعقلها اھ.

معلوم ہوا کہ حدیث کریبؒ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی قابل استدلال نہیں اورحنفیہ جوجوابات دیتے ہیں، ان کو نیز حنفیہ کے نقلی وعقلی استدلالات کومفصلا دیکھنا ہوتو اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ جلد ثالث دیکھئے[۲] اوقات صلوٰۃ اور بلغار کا تذکرہ سوال میں استطر اداً آیاہے،اصل مقصود رویت ہلال رمضان کا ہے۔اوراستدلال آیت "**فمن شهد منكم الشهر**" اور حدیث کریبؒ ہے، پس نفس مسئلہ اوراس کا استدلال اچھی طرح واضح ہوگیا اور حدیث کریبؒ کا بھی بقدر ضرورت جواب دیدیا گیا،اموار استطرادی کوبھی بالقصد اگر دریافت کرنا ہو توتحریر کیجئے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۱۹/۱۲/۵۸ھ

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہٗ ۲۲/ذی الحجہ ۵۸ھ

صحیح:عبد اللطیف

---

[۱] نيل الاوطار ص ۲/۲۵۴،جزء۴، باب الهلال اذا راٰه اهل البلدة، طبع دار الفكر بيروت.

[۲] اوجز المسالک ص:۵، ج:۵، باب ماجاء فى رويت الهلال للصيام والفطر، مطبوعه مكتبه امداديه مكة المكرمة.

ثبوتِ رؤیت میں اختلاف کے اسباب عشرہ

سوال:-آپ کا ادارہ دارالعلوم دیوبند اور اس کا شعبۂ دارالافتاء عالم اسلام میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے، اس کے فیصلے اور فتوے ہند اور بیرونی ہند بھی ہر جگہ مقبول و مسلم ہیں، ساری نگاہیں آپ ہی کی طرف مرکوز ہیں، اس کی بناء پر اگر آپ کی سمع خراشی نہ ہو اور ساتھ ہی ساتھ گستاخی کی معافی بھی ہوتی چلے تو چند باتیں عرض کرنے کی آپ سے جرأت کر رہا ہوں، امید ہے کہ توجہ دیں گے اور اس کا اولین فرصت میں معتبر اور معتمد اور معقول جواب دیتے ہوئے دل کو مطمئن فرمائیں گے۔

(۱) رؤیتِ ہلال رمضان المبارک میں اور عید الفطر میں اکثر گڑبڑ ہوتی ہے اور کوئی صحیح فیصلہ اس بارے میں علماء کرام کی جانب سے صادر نہیں ہوتا، اور نہ اسکا کوئی معقول انتظام ہوتا ہے، خط، تار، ٹیلفون، ریڈیو، اس قدر ذرائع شائع ہیں کہ عوام ان ہی کی خبروں پر اعتماد اور اعتبار کر لیتے ہیں، اس وقت مقامی علماء کی کوئی نہیں سنتا، مجبوراً مقامی علماء کو بھی عوام کے فیصلہ شدہ نظریہ کی طرف جھکنا پڑتا ہے، اسی اختلاف میں ۲/۲ عیدیں ہوجاتی ہیں اور پہلا روزہ افطار عدم افطار کی کشمکش میں پڑ جاتا ہے، علمائے کرام سے اگر فتویٰ منگایا جاتا ہے، تو وہ ایسی گول مول بات لکھ کر شروط سے مقید کر دیتے ہیں کہ خود مستفتی اور عوام صحیح نتیجہ نکالنے سے قاصر رہتے ہیں۔

اب موجودہ دور کا حال یہ ہے کہ کہیں دہلی سے مفتی صاحب کا اعلان آل انڈیا ریڈیو سے نشر کیا جا رہا ہے تو کہیں لکھنؤ فرنگی محل سے اعلان شائع کیا جا رہا ہے، ادھر کانپور سے کوئی صاحب بول رہے ہیں اور دیکھئے ریڈیو کا بینڈ بدل کر پاکستان لگایا جا رہا ہے اور وہ وہاں کراچی کی موجودہ ہلال کمیٹی کی جانب سے چاند ہو جانے کی خبر دی جا رہی ہے، ادھر فتاویٰ عبدالحیٔ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، بہشتی زیور جیسے معتبر فتاویٰ کھنگالے جا رہے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ تار، ٹیلیفون، ریڈیو کی خبر ہلال رمضان ہلال عید کی معتبر نہیں ہے، اور اگر معتبر بھی ہے تو بایں شرط کہ اعلان کرنے والا

معتبر مسلمان ہو یا عالم، اس وقت نہ کوئی عالم بولتا ہے، نہ مفتی بلکہ انکی جانب سے اعلان پہ اعلان کئے جاتے ہیں خود بولنے والیکے متعلق پتہ نہیں چلتا کہ مسلمان ہے یا کوئی اور قوم، اگر مسلمان بھی ہے تو قابل اعتبار ہے یا نہیں، بہرنوع کوئی صحیح پوزیشن اعلان کرنے والیکی واضح اور ظاہر نہیں ہوتی، اب اس صورت میں مقامی علماء اور عوام میں ٹکراؤ ہوتا ہے، جو جس پر غالب آجائے بس وہی فیصلہ قابل تسلیم ہوتا ہے، خواہ غلط ہو یا صحیح۔

علمائے کرام خود اپنی ذمہ داریاں محسوس کرتے ہوئے خود ریڈیو اسٹیشن آکر رویت ہلال کی اطلاع دیتے ہوئے شرعی فیصلہ سنائیں تا کہ عوام اس پر کار بند ہوں اور قبل اعلان اپنا تعارف کرائیں اور اگر اعلان کرنے والا عالم کے علاوہ کوئی اور مسلمان ہو تو اس کو اپنا تعارف کرانا چاہئے، تا کہ ان کی خبروں پر اعتماد کیا جا سکے۔

اب عرض مدعا یہ ہے کہ اس بارے میں موجودہ دور کے مطابق جب کہ لوہا لنگر (ریڈیو، ٹیلیفون) کا دور ہے کوئی صحیح بات بتائی جائے جس سے ان کی خبروں کی تصدیق کی جا سکے، یا نہ کی جا سکے۔

نیز بہ نسبت ہندوستان خاص پاکستان ہلال کمیٹی خواہ کراچی کی ہو یا لاہور کی راولپنڈی کی یا اسلام آباد کی بذریعہ ریڈیو تسلیم کی جا سکتی ہے، یا نہیں اور وہاں کی ہلال کمیٹی ہمارے لئے حجت ہے، یا نہیں اور اگر پاکستان کی خبر ریلے کر کے لکھنؤ، کانپور، یا دہلی، حیدرآباد سے معلوم ہو تو تسلیم کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

اب اخیر میں یہ عرض کرنا ہے کہ امسال بھی یہی گڑبڑ رہی اگر تصدیق ہوگئی ہو تو براہ کرام اطلاع دی جائے کہ پہلا روزہ جمعہ کو ہوا یا شنبہ کو۔

نوٹ: اگر واقعی ریڈیو کی خبر معتبر نہیں تو برائے کرم آل انڈیا جمعیۃ العلماء کے ذریعہ اس کا اہتمام کیا جائے کہ چاند کی خبر ریڈیو سے نشر نہ کی جائے کہ عوام گڑبڑ میں پڑ جائیں، صرف رویت دہلی پر اعتماد کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) چاند کے مسئلہ میں گڑ بڑ اور اختلافی صورت ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی قرون مشہود لہا بالخیر، خلافت راشدہ کے دور میں بھی یہ رہا، اس اختلاف کو ختم کرنے کی سعی قدرت کا مقابلہ کرنا ہے، اس لئے کہ پہلا سبب اختلاف کا تو یہ ہے کہ چاند کبھی انتیس کو نظر آتا ہے، کبھی تیس کو، دوسرا سبب یہ ہے کہ جب چاند نظر آتا ہے ہر جگہ مطلع صاف نہیں رہتا، کہیں صاف کہیں غبار آلود، اس لئے کہیں نظر آیا کہیں نہ آیا، تیسرا سب یہ ہے کہ ہر مہینہ کا چاند برابر نہیں ہوتا، کبھی باریک کبھی موٹا، چوتھا سبب یہ ہے کہ ہر مہینہ کا چاند ایک جگہ سے نظر نہیں آتا کبھی مغرب سے مائل بہ جنوب کبھی عین مغرب میں کبھی مائل بہ شمال نظر آتا ہے، پانچواں سبب یہ ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر سب کی یکساں نہیں ہوتی، کسی کی قوی کسی کی ضعیف، کوئی بغیر چشمہ کے دیکھے کسی کو چشمہ سے بھی نظر نہ آوے۔ چھٹا سبب یہ ہے کہ گواہی دینے والے سب یکساں نہیں ہوتے، کسی کی گواہی مقبول کسی کی مردود، ساتواں سبب یہ ہے کہ کوئی ایک شخص ایسا نہیں کہ جس کی بات ماننے کو سب تیار ہو جائیں، جس کا شکوہ آپ کو بھی ہے، آٹھواں سبب یہ ہے کہ ہر جگہ رویت ہلال کمیٹی موجود نہیں نہ بنانے کے لئے تیار ہیں باوجودیکہ بارہا درخواست کی گئی، نواں سبب یہ ہے کہ جہاں رویت ہلال کمیٹی موجود ہے وہاں بھی ہر جگہ ان کے تمام ارکان مسائل شرعی کے ماہر اور احکام سنت کے پابند نہیں، اور دسواں سبب یہ ہے کہ ہر ریڈیو پر اپنا قبضہ نہیں کہ ان پر پابندی عائد کی جائے کہ اعلان کیا جائے یا نہ کیا جائے، نہ ہر جگہ کے عالم کو اس کا مکلّف کیا جاسکتا ہے، کہ ریڈیو اسٹیشن پر آکر خود اعلان کرے نہ یہ اس کے قبضہ میں ہے، ان اسباب عشرہ کے پیش نظر آپ ہی بتائیں کہ یہ مسئلہ کیسے حل کیا جائے، مگر صاف صاف بتائیں جس سے آدمی کو اطمینان ہو جائے۔

(**تنبیہ**) اختلاف مطالع کی بحث مستقل بحث ہے، اس کے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں، ورنہ شاید مطالبہ یہ بھی ہو کہ جس روز یہاں سات یا آٹھ ذی الحجہ اور مکہ مکرمہ میں حج ہو رہا ہو تو وہاں کا حج

معتبر نہ ہو۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے مستقل کتاب شائع فرمائی ہے، جس میں ریڈیو کے ذریعہ حاصل ہونے والی خبر پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔[۱] نیز مولانا محمد میاں صاحب نے بھی اس مسئلہ کو پورے طور سے واشگاف فرمایا ہے، میری درخواست ہے کہ ان دونوں کا مطالعہ فرمائیں، علامہ شامیؒ کا مستقل ایک رسالہ ہے، اس میں بھی کافی تفصیل موجود ہے جس سے ریڈیو کے مسئلہ پر مدد مل سکتی ہے۔[۲]

یہاں انتیس شعبان جمعرات کو چاند نظر نہیں آیا اس لئے تراویح نہیں پڑھی گئی جمعہ کو روزہ رکھنا نہیں ہوا مگر بعد میں شہادت سے ثابت ہوگیا، اور اعلان کر دیا گیا کہ جمعہ کو رمضان کی پہلی تاریخ ہے، جمعہ کے روزے کی قضاء بعد عید لازم ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

مطلع کتنے فاصلہ پر بدلتا ہے؟

سوال:-شرعاً کتنے فاصلہ پر واقع بلاد کا مطلع ایک سمجھا جاتا ہے، اور کتنے بُعد میں مطلع بدل جاتا ہے؟ مسئلہ کی پوری شرح فرمائیں، جن دوشہروں یا ملکوں کا مطلع ایک ہوا اور رُویت کی خبر صحیح ہو تو اس رویت کی اطلاع پر دوسرے شہر والے روزہ یا عید منا سکتے ہیں، یا نہیں؟ کبھی اگر رُویت کی کہیں سے غلط خبر نشر ہوگئی تو پھر کبھی وہاں کے رُویت کی خبر کو قبول نہیں کی جائے گی جنتریوں اور کلنڈروں میں جو غروبِ آفتاب کے اوقات لکھے ہوتے ہیں، اس کے کتنی دیر بعد اذانِ مغرب دی جائے، منٹ کی وضاحت کریں گے۔

---

۱ رویت ہلال کے شرعی احکام (جواہر الفقہ ص:۳۹۵، ج:۱) طبع دیوبند

۲ تنبیه الغافل و الو سنان علی احکام هلال رمضان (۱ ۲۳۱، ج: ۱، رسائل ابن عابدین) لاهور

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک ہزار میل کے بعد پر مطلع بدل جاتا ہے[۱] اگر رویت بطریقِ شرعی ثابت ہوجائے تو روزہ اور عید کا حکم ہوگا ورنہ نہیں[۲] جنتریوں اور کلنڈروں میں خود ہی اختلاف رہتا ہے، آج کل عامۃً طلوع غروب استقراء کا مشاہدہ کرکے جنتریوں کو مرتب نہیں کیا جاتا ہے، زیادہ تر نقل ہی پر اعتماد ہوتا ہے، پھر مرتب کرنے والے اپنے مزاج کے اعتبار سے احتیاط کی بھی رعایت رکھتے ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ گھڑیوں میں سستی اور تیزی کا فرق ہوتا رہتا ہے، اس لئے کوئی حتمی تعیین نہیں کی جاسکتی بس اتنا ہے کہ غروب متعین ہونے کے بعد اذان کا وقت ہے، نہ یہ کہ ہر جگہ ہر موسم پر گھڑی کا پابند کردیا جائے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

مطلع میں ۲۴ گھنٹہ کا فرق ہو تو روزہ کا کیا حکم ہے

سوال:- ہوائی جہاز سے ہوائی کھیل ایجاد ہے، وہاں سے کھلاڑی گیند کھیلتے ہیں تو گیند اسی جگہ لڑھک کر جاتا ہے، وہاں کے مطلع میں ۲۴ گھنٹہ کا فرق ہوجاتا ہے، اگر ہوائی والے شنبہ کو روزہ

---

۱ وقدر البعد الذی تختلف فیه المطالع مسیرة شهر فاکثر علی فی القهستانی عن الجواهر بقصة سلیمان علیه السلام إلی قوله وقد نبه التاج التبریزی علی ان اختلاف المطالع لا یمکن فی اقل من اربعة وعشرین فرسخا وافتی به الوالد والاوجه انها تحدیدة کما افتی بهالخ شامی زکریا ص۳۶۳، ۳۶۴ ج۳ کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع.

۲ ملاحظه هو عنوان ''مطلع میں چوبیس گھنٹہ کا فرق''الخ،

۳ عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اقبل اللیل من ههنا وادبر من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم، مشکوٰة شریف ص۱۷۵ باب رویة الهلال، مرقاة ص۵۱۰ ج۲ مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

رہیں تو کیا قریبی ملک والے کو اسی دن روزہ رکھنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہاں رویت بطریق شرعی ثابت ہوجائے تو دن میں روزہ کا حکم ہوگا ورنہ نہیں [۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اختلاف مطالع

سوال:-حضرات احناف کا خاص طور پر ہمارے اکابر دیوبند کا مطالع کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا معتبر ہے، یا نہیں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ عزیز الفتاویٰ میں ہے کہ معتبر راجح اور ظاہر الروایات ومفتی پر عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے، عزیز الفتاویٰ ج:۳،ص:۴۹، اور الفرقان شمارہ ستمبر ۵۷ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہیکہ اختلاف مطالع تمام مذاہب میں معتبر ہے، اب سوال یہ ہیکہ اگر معتبر نہیں تو کیا بلاد مغرب کی رویت بطریق موجب اگر اہل مشرق کو پہنچ جائے خواہ کئی دن میں پہنچ جائے تو جو آج کل کے دور میں بالکل دشوار نہیں کہ ہوتے ہی جہاز پر بیٹھے اور آکر شہادت دے تو کیا ان پر افطار اسی حساب سے واجب ہوگی، یا نہیں، اس مسئلہ کو ذرا خوب تفصیل سے ارقام فرمائیں۔

---

[۱] لو رأى اهل مغرب هلال رمضان يجب الصوم على اهل مشرق كذا فى الخلاصة ثم انما يلزم الصوم على متأخرى الرؤية اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب الخ فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص۱۹۹ ج۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال، الدرالمختار على الشامى زكريا ص۳۶۳، ج۳، كتاب الصوم، مطلب فى اختلاف المطالع المحيط البرهانى ص ۳۴۱ ج۳ كتاب الصوم، الفصل الثانى فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل.

الجواب حامداً ومصلیاً

واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتویٰ فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤیة اولئک بطریق موجب وقال الزیلعی الاشبه انه یعتبر لکن قال الکمال الاخذ بظاهر الروایة احوط. (درمختار علی هامش الشامی[1] ص: ۹۶، ۹۷، ج:۲، نعمانیه) فقہاء نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے یوم الشک ۲۹؍ تاریخ کو مطلع صاف نہ ہو اور بطریق موجب رویت ثابت ہوجائے تو قابل قبول ہے، یہی ظاہر مذہب ہے۔ ۲۸؍ تاریخ کو رویت کا ثبوت پہنچے تو وہ ناقابلِ التفات ہے، آپ کو جو خلجان ہو وہ لکھیں تو جواب دیا جائے گا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

جہاں ہمیشہ مطلع ابر آلود رہتا ہے وہاں ثبوتِ رُویت کیسے ہو؟

سوال:- جہاں آسمان ہمیشہ ابر آلود رہتا ہے چاند نظر نہیں آتا، سورج سال کے مخصوص مہینے میں نظر آتا ہے وہاں کے باشندے **لا تصوموا حتّٰی تروه ولا تفطروا حتّٰی تروه** حدیث

---

[1] درمختار مع الشامی زکریا ص:۳۶۳،۳۶۴/۳، مطلب فی اختلاف المطالع، کتاب الصوم، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۹ ج۱ الباب الثانی فی رؤیة الهلال، المحیط البرهانی ص۳۴۱ ج۳ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[2] ان کان بالسماء علة فشهادة الواحد علی هلال رمضان مقبولة اذا کان عدلاً مسلمًا عاقلاً بالغاً حراً کان او عبداً الخ. الی قوله: وان لم یکن بالسماء علة لم تقبل الاشهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم. (عالمگیری ص: ۱۹۸، ۱۹۹، ج:۱) الباب الثانی فی رویة الهلال) کتاب الصوم، المحیط البرهانی ص۳۸۳ ج۳ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، تاتارخانیة کراچی ص۳۵۰ ج۲ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال.

کے مطابق روزہ رکھیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مہینوں کا تعین جنتری اور قریبی مقامات کی تحقیق سے ہوسکتا ہے جہاں چاند نظر آتا ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رویت ہلال سے متعلق کتاب القاضی الی القاضی کی تفصیل

سوال:-۲۹؍رمضان المبارک ۶۹ھ یوم یکشنبہ کو خیرآباد مطلع پر ابر محیط تھا اس لئے چاند نظر نہ آسکا، اور اطراف ونواح سے شہادت بھی نہ گذری البتہ لکھنؤ میں ثبوت رویت ہوجانے کی وجہ سے ۱۲؍بجے شب کو وہاں عید کا اعلان کردیا گیا، سیتاپور (جو خیرآباد کا ضلع اور یہاں سے پانچ میل دور ہے) کے ذمہ دار حضرات نے فون سے معلوم کرکے رات ہی کو بذریعہ موٹر دوثقہ آدمی روانہ کردیئے جو علی الصباح مفتی صاحب فرنگی محلی کی تحریر لے آئے جس کی بناء پر سیتاپور میں عید کا اعلان کردیا گیا، خیرآباد میں جہاں کا نظام افتاء سیتاپور سے علیحدہ ہے، جب صبح ۶؍بجے خبر ہوئی تو مفتی خیرآباد نے دوآدمی فوراً لکھنؤ روانہ کئے جو چار بجے شام کی ٹرین سے مفتی صاحب فرنگی محل لکھنؤ کا خط لائے، جس کے بعد فوراً روزہ توڑنے کا اعلان کردیا گیا وقت نہ ہونے کی وجہ سے نماز دوسرے روز ادا کی گئی یہاں سے لوگوں کو اس بات پر اصرار تھا کہ سیتاپور کے اعلان پر یہاں بھی اعلان کردیا جائے، لیکن یہاں کے مفتی نے اس وجہ سے لکھنؤ کے مفتی صاحب کا خط خاص سیتاپور

---

[۱] لو رأى اهل المغرب هلال رمضان يجب الصوم على اهل المشرق، تاتارخانية كراچى ص۳۵۵ج۲ الفصل الثانى فيما يتعلق برؤية الهلال، عالمگيرى كوئٹه ص۱۹۹ج۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال، الدر المختار على الشامى زكريا ص۳۶۴ج۳ كتاب الصوم، مطلب فى اختلاف المطالع.

کے مفتی صاحب کے نام تھا نا قابل عمل سمجھتے ہوئے عید کا اعلان نہیں کیا، اس لئے کہ کتب فقہ میں تصریح کردی گئی ہے، کہ جب خط عام نہ ہو مکتوب الیہ کے علاوہ دوسرے کے لئے قابل عمل نہیں ہوسکتا، اس کے باوجود لوگوں کی بڑی تعداد نے روزہ توڑ دیا اور چند نفوس نے نماز بھی پڑھ لی شرعی ثبوت حاصل ہونے کے بعد اعلان کی قطعاً پرواہ نہ کی اس سلسلہ میں حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) کتاب القاضی الیٰ القاضی جب کہ کسی خاص قاضی کے نام ہو دوسرے کے لئے قابل عمل اس وقت ہوسکتی ہے جب کہ مکتوب الیہ کے نام کے بعد عموم کردیا گیا ہو جیسا کہ درمختار اور شامی میں ہے: **وکذا بموت المکتوب الیه وخروجه من الاهلیة قال الشامی الا اذا عم بان قال الی فلاں قاضی بلد کذا والٰی کل من یصل الیه کتابی هٰذا من قضاة المسلمین وحکامهم** یہ عموم صرف اسی شہر کے لئے ہے، جہاں کے لئے خط لکھا گیا ہے، یا جس جگہ بھی یہ خط مع ان گواہوں کے پہنچ جائے کافی ہے، نیز "**وحکامهم**" سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ذمہ دار حضرات کو بھی وہی درجہ حاصل ہے، جو قاضی کو ہے جب عموم کردیا جائے۔

(۲) سیتاپور کے مفتی کے پاس لکھنؤ کے مفتی کی جو تحریر آئی ہے اب اگر سیتاپور کا مفتی کسی دوسرے مقام کے مفتی کے پاس دو گواہوں کے ساتھ ایک تحریر اس مضمون کو بھیجے کہ لکھنؤ کے مفتی کی تحریر میرے پاس بشہادت شاہدین آگئی ہے جس میں یہ درج ہے کہ لکھنؤ میں شہادت رویت ہلال گذر گئی ہے، اب دوسرے مقام کے مفتی کے لئے سیتاپور کے مفتی کی یہ تحریر جو ثبوت رؤیت پر نہیں بلکہ جس مفتی کے پاس ثبوت رویت ہوا ہے اس کی تحریر کی تصدیق ہے قابل عمل ہوسکتی ہے یا نہیں؟

پھر یہ سلسلہ تیسرے مفتی تک محدود رہے گا، یا تیسرے کو چوتھے علیٰ ہذا القیاس سلسلہ بہ سلسلہ مفتیوں کو تحریر روانہ کرنے کا حق باقی رہے گا اور سب مکتوب الیہ عمل کرنے کے مجاز ہوتے رہیں گے کتب فقہ میں کوئی اس کی نظیر یا جزئیہ نظر سے نہیں گذرا اگر یہ صورت جائز ہے، تو بحوالہ کتاب تحریر فرمایا جائے۔

(۳) فتاویٰ شامی میں ہے: **وعن ابی یوسفؒ ان کان فی مکان لوغدا لاداء الشهادة لا يستطيع ان يبيت في اهله صح الاشهاد والكتابة.**

اب سوال یہ ہے کہ اگر سوال ۲ر کی بناء پر لکھنؤ کی تحریر پر سیتاپور کا مفتی دوسرے مقام کے مفتی کو لکھ سکتا ہے، اور وہ اس پر عمل کا مجاز ہے، تو خیرآباد یا کوئی دوسرا مقام جو سیتاپور سے اس مقدار مسافت سے کم ہے، جس کا عبارت مذکورہ بالا میں بیان ہے، تحریر بھیجنے کی کیا صورت ہوگی، نیز خود اگر سیتاپور میں شہادت علی الرؤیۃ گذر جائے تو خیرآباد کا مفتی وہاں کے مفتی کے بیان پر کس طرح عمل کرے، جب کہ قول مفتی بہ مسافت مذکورہ کتاب القاضی الیٰ القاضی کے لئے ضروری ہے: **قال في الدرالمختار وجوزهما الثاني ان بحيث لا يعود في يومه وعليه الفتوىٰ.** یہ بھی تحریر فرمائیے کہ شہادت علی القضاء کیلئے تو مسافت شرط نہیں ہے۔

(۴) مفتی خیرآباد نے اعلان عید کے بارے میں لکھنو کے آدمیوں کی واپسی تک توقف کیا یہ فعل شرعاً صحیح تھا یا غلط اور بغیر اس کے محض سیتاپور کی عید کا حال معلوم کر کے اعلان عید کر دینا (جب کہ یہاں کا نظام افتاء جداگانہ ہے) جائز تھا یا نہیں۔

(۵) خیرآباد کے جن لوگوں نے شرعی ثبوت کا انتظار کئے بغیر روزہ توڑ ڈالا یا نماز عید ادا کی یہ گنہ گار ہوے یا نہیں اور نماز صحیح ہوئی یا اعادہ ضروری ہے۔

(۶) خیرآباد کے بعض لوگ جو اپنی ملازمت یا دوسری ضرورت سے سیتاپور گئے ہوئے تھے وہاں کے اتباع میں انہوں نے نماز بھی ادا کی روزہ بھی توڑا اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔

(۷) بعض باشندگان خیرآباد خاص طور سے نماز ادا کرنے کے لئے سیتاپور گئے ان کا یہ فعل کیسا ہے، خیرآباد کی اتباع ضروری تھی، یا سیتاپور جانا صحیح تھا۔

(۸) پاکستان اور حیدرآباد میں ۲۹ر کی رویت رمضان کی ہوئی تھی، یعنی یہاں سے ایک روز قبل روزہ رکھا تھا، بعض لوگ جو وہاں موجود تھے، عید کے لئے یہاں آ گئے تو یہاں تیسویں کو ان کا

اکتیسواں روزہ پڑ رہا تھا، اس لئے انہیں روزہ رکھنا چاہئے تھا، یا ترک کر دینا چاہئے تھا۔

(۹) رؤیت ہلال میں تار ٹیلیفون ریڈیوں کی اطلاع معتبر ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان چونکہ مسلم سلطنت ہے اس لئے وہاں کا ریڈیو معتبر ہونا چاہئے۔

(۱۰) اگر جس قاضی کے پاس شہادت گذری ہے مفتی خود جائے یا اپنا نائب بنا کر بھیج دے تب بھی شاہدین کی ضرورت ہوگی، قاضی خود آ کر مفتی سے زبانی کہہ دے کہ میرے پاس شہادت گذر گئی اور میں نے تسلیم کر لی بلا شہادت یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۱) سیتاپور جہاں کتاب القاضی الٰی القاضی کے اصول پر عید ہوئی ہے رؤیت سے نہیں ہوئی ہے اگر وہاں سے مختلف جماعتیں خیر آباد آ کر عید ہونا بیان کر دیں یا خیر آباد کی مختلف جماعتیں وہاں جا کر دیکھ آئیں، اور مفتی سے آ کر عید کا ہونا بیان کریں تو یہ امر خیر آباد میں عید کا حکم دینے کے لئے کافی ہے یا نہیں، جب کہ فقہاء نے مجرد شیوع کو بے اصل قرار دیا ہے۔

(۱۲) عید میں جب شہادت مستور غیر معتبر ہے تو باہر کے آئے ہوئے لوگوں کی گواہی کیسے مانی جائے، کیونکہ وہ مستور الحال ہیں، حالانکہ شہادت اہل الشرق لاہل الغرب کو رویت میں معتبر مانا گیا ہے، اگر عیدین کا ثبوت باب شہادت سے ہے تو پھر خبر مستفیض جہاں عدالت بھی ضروری نہیں صرف تعداد کافی ہے کیونکر معتبر ہے نیز ریڈیو اور ٹیلیفون کی خبر جب کہ متعدد جگہوں سے ہو یا ریڈیو کا نظام جب کہ مسلمان عملہ کی زیر نگرانی ہو کیوں غیر معتبر ہے۔

(۱۳) اگر ہلال رمضان محض ایک عادل سے ثابت ہوا ہے، تو تیس دن پورے کر کے بغیر چاند دیکھے ہوئے عید کرنا جائز ہے یا نہیں خصوصاً جب کہ مطلع صاف ہو اور تیس کو چاند نظر نہ آئے۔ بینوا وتوجروا.

پوری توجہ اور غور فکر کے بعد جواب تحریر فرمایئے گا، معاملہ بہت اہم اور وقت نازک ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آج کل شرعی قاضی تو یہاں موجود نہیں اور مفتی وقاضی میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے یعنی اول

مخبر حکم ہے اور ثانی ملزم ہے، جس جگہ حاکم ملزم نہ ہو وہاں مفتی کا فتویٰ ہی عامی کے حق میں بمنزلہ حکم حاکم کے ہے، اس بناء پر مفتی کی تحریر کو کتاب القاضی کا حکم دیا جاتا ہے: **ولا فرق بین المفتی والحاکم الا ان المفتی مخبر بالحکم والقاضی ملزم بہٖ**[1] اھـ (شرح عقود رسم المفتی)

(۱) اگر قاضی کاتب نے کسی خاص قاضی مکتوب الیہ کے نام خط لکھ کر عموم کردیا ہو تو تمام قضاۃ وحکام کے لئے وہ قابل عمل ہے اگر ابتداءً ہی عموم کردیا ہو تب بھی قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ قابل عمل ہے، اور بہت سے مشائخ کے نزدیک بھی وہ قابل عمل ہے یہ ہی اوجہ ہے، اسی پر عمل ہے مسائل قضاء وشہادت میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے: **الا اذا عمم بعد تخصیص اسم المکتوب الیه بخلاف مالو عمم ابتداءً وجوزه الثانی وعلیه العمل خلاصه اھـ درمختار قوله بخلاف مالو عمم، بان قال إلی من یصل الیه کتابی هٰذا من قضاة المسلمین وحکامهم، قوله وجوزه الثانی، وکذا الشافعیؒ واحمدؒ فتح، قوله وعلیه العمل، قال الزیلعی واستحسنه کثیر من المشائخ وفی الفتح وهو الاوجه لان اعلام المکتوب وان کان شرطاً فبالعموم یعلم کما یعلم بالخصوص ولیس العموم من قبیل الاجمال والتجهیل فصار قصدیته وتبعیته سواء نهر اھـ**[2] **شامی. وفی القنیة من باب المفتی الفتویٰ علیٰ قول ابی یوسفؒ فیما یتعلق بالقضا وزاد فی شرح البیری**

---

[1] شرح عقود رسم المفتی ص: ۴۷، وکذا فی الشامی نعمانیة ص: ۵۱، ج: ۱، شامی کراچی ص: ۷۴، ج: ۱، لا یجوز العمل بالضعیف.

[2] شامی نعمانیه ص: ۳۵۵، ج: ۴، شامی کراچی ص: ۴۳۸، ج: ۵، باب کتاب القاضی الی القاضی قبیل مطلب فی قضاء القاضی بعلمه، النهر الفائق ص۶۲۲، ۶۲۳ ج۳ باب کتاب القاضی الی القاضی، قبیل فرع، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص۱۸۷ ج۴ باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان، المحیط البرهانی ص۳۴۲ ج۱۲ الفصل الرابع والعشرون فی کتاب القضاة الی القضاة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

علی الاشباہ ان الفتویٰ علٰی قول ابی یوسفؒ ایضًا فی الشھادات اھ[1] (شرح عقود رسم المفتی)

اگر کسی خاص شہر کے قضاۃ کو مکتوب الیہم قرار نہیں دیا بلکہ عام رکھا ہے، تو کسی خاص شہر کی تعیین نہیں ہوگی، اور مفتی کی طرح ہر وہ شخص اس صورت میں مکتوب الیہ سمجھا جائے گا جس کی طرف عوام ایسے مسائل میں رجوع کرتے ہوں اور وہ ذمہ دار ہو بشرطیکہ شہادت شرعیہ کے ساتھ یہ تحریر اس کے پاس پہنچ جائے۔

(۲) یہ جزئیہ اور اس کی نظیریں کتب فقہ میں موجود ہیں: ویجوز للقاضی المکتوب الیہ ان یکتب کتاباً الٰی قاضٍ اٰخر اذا تعذر حضور خصمہ عندہ وکذا للمکتوب الیہ ثانیا ان یکتب الٰی اٰخر ما لا یتناھی لان الشھادۃ الواقعۃ عند الاول صارت منقولۃ الٰی المکتوب الیہ حکمًا فصار واکانھم شھدوا عندہ حقیقۃ فجاز لہ ان ینقلھا الٰی غیرہ اذ الحاجۃ الٰی نقلھا مراراً ماسۃ وھی المجوزۃ للنقل اھ[2] زیلعی شرح کنز (فرع) لوسمع الخصم بوصول کتاب القاضی الٰی قاضی بلدۃ فھرب الٰی بلدۃ اخرٰی کان للقاضی المکتوب الیہ ان یکتب الٰی قاضی تلک البلدۃ بما ثبت عندہ من کتاب القاضی فکما جوزنا للاول الکتابۃ نجوز للثانی والثالث وھلم جرا للحاجۃ اھ[3] (فتح القدیر)

(۳) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ظاہر الروایۃ کے خلاف ہونے کے باوجود ان کے قاضی ہونے کی بنا پر مفتی بہ قرار دیا گیا ہے، لیکن امام محمدؒ نے یہ شرط نہیں لگائی اور بعض فقہاء نے امام

[1] شرح عقود رسم المفتی ص: ۱۴۷، مطبوعہ زکریا دیوبند.

[2] تبیین الحقائق للزیلعی ص: ۱۸۷، ج: ۴، باب کتاب القاضی ای القاضی، مطبوعہ ملتان.

[3] فتح القدیر ص: ۲۹۵، ج: ۷، باب کتاب القاضی، مطبوعہ دارالفکر، النھر الفائق ص ۶۱۹، ج ۳، باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے: **ثم لا بد من مسافة بين القاضيين حتى يجوز كتاب القاضي واختلفوا فى تلك المسافة منهم من قال هى معتبرة بالشهادة علىٰ الشهادة وهى مسيرة ثلاثة ايام فى ظاهر الرواية وعن ابى يوسفؒ انه ان كان فى مكان لو غدا لاداء الشهادة لا يستطيع ان يبيت فى اهله صح الاشهاد وعن محمدؒ انه تجوز الشهادة على الشهادة وان كان الاصل صحيحاً فى المصر وذكرالكرخیؒ فى اختلاف الفقهاء ان كتاب القاضى الىٰ القاضى مقبول وان كان فى مصر واحد فكانهما اعتبراه بالتوكيل وفى الظاهر اعتبر بالعجز اھ[1] زيلعى. فى الخصاف وروىٰ عن محمدؒ انه قال فى مصرفيه قاضيان فى كل جانب قاضٍ يكتب احدهما الىٰ الأخر كتابا يقبل كتابه ولواتى احدهماالى صاحبه فاخبره بالحادثة بنفسه لم يقبل قوله لان فى الوجه الاول كان خاطبه فى موضع القضاء وفى الثانى خاطبه فى غير موضع القضاء اھ[2] شلبى.** اس قول کی بناء پر مسافت مذکورہ فی الدر المختار سے کم کی صورت میں بھی تحریر قابل عمل ہوسکتی ہے۔

(۴) مفتی خیرآباد کا عمل صحیح رہا، روزہ توڑنا جائز نہیں تھا۔

(۵) یہ روزہ توڑنا اور عید پڑھنا خلاف شرع ہوا، پھر اگر کسی نے یہ سمجھتے ہوئے نماز عید پڑھی ہے کہ عید کا ثبوت نہیں ہوا تو اس کو آئندہ روزہ جب کہ اور آدمیوں نے ثبوت ہونے پر پڑھی ہے، ان کے ساتھ پڑھنا چاہئے، پہلی دفعہ کا پڑھنا کافی نہیں اور اگر یہ سمجھتے ہوئے پہلی دفعہ پڑھی ہے کہ

---

[1] تبيين الحقائق للزيلعى ص: ۱۸۶، ج:۴، باب كتاب القاضى الى القاضى امداديه ملتان.

[2] حاشية الشلبى على الزيلعى ص: ۱۸۶، ج:۴، باب كتاب القاضى الى القاضى، مطبوعه امداديه ملتان، المحيط البرهانى ص۳۶۹،۳۷۰/۱۲، الفصل الرابع والعشرون فى كتاب القضاة الى القضاة، مجمع الأنهر ص۲۳۰ ج۳ فصل كتاب القاضى الى القاضى، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

عید کا ثبوت ہوگیا تو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں: **صلی الفرض وعنده ان الوقت لم یدخل فظهر انه کان قد دخل لایجزیه لانه عنده ان ما فعله غیر جائز ا ھـ**[1] (کبیری)

(۶) نہیں کوئی حرج نہیں۔

(۷) ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

(۸) ایسے لوگوں کو روزہ رکھنا چاہئے جیسے کہ اگر کوئی شخص عید کا چاند دیکھ لے مگر اس کا قول قبول نہ کیا جائے تو اس کو عید کرنا درست نہیں بلکہ روزہ رکھنا چاہئے تاہم اگر روزہ نہیں رکھا یا رکھ کر توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں[2]

(۹) جن مسائل میں شہادت شرعیہ ضروری ہے ان میں تار، ریڈیو ٹیلیفون کی اطلاع معتبر نہیں خواہ پاکستان سے یہ اطلاع آئے خواہ عربستان سے اور جن مسائل میں خبر بھی کافی ہے ان میں اگر معتمد تار ریڈیو ٹیلیفون کی اطلاع سے ظن غالب حاصل ہوجائے تو ان مسائل میں معتبر ہے خواہ پاکستان سے اطلاع ملے خواہ کسی اور جگہ سے پاکستان کی اسلامی حکومت کا ہندوستان پر ایسے مسائل میں کوئی اثر نہیں جیسے کہ عرب وغیرہ کی حکومت کا کوئی اثر نہیں۔

(۱۰) جواب ۳؍ کے اخیر میں شلبی کی عبارت منقولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قاضی خود آکر دوسرے قاضی سے معاملہ بیان کرے تو اس کا قول قبول نہیں والعلۃ مذکورۃ ثم۔

(۱۱) جب کہ خیرآباد کا نظام افتاء جداگانہ ہے سیتاپور کے ماتحت نہیں تو صورت مسئولہ میں عید کا حکم صحیح نہیں۔

---

[1] کبیری ص۲۲۲ الشرط الرابع استقبال القبلة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، الاشباه والنظائر ص: ۹۴، القاعدة الثانیة، فتح القدیر ص: ۲۷۱، ج: ۱، باب شروط الصلاة.

[2] رای مکلف هلال رمضان اوالفطر ورد قوله بدلیل شرعی صام فافطر قضی فقط فیها لشبهة الرد. (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۳۸۴، ج: ۲، شامی نعمانیة ص ۲/۹۰، مبحث فی صوم یوم الشک، تاتارخانیة کراچی ص۳۵۳ ج۲ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال، المحیط البرهانی ص ۳۴۰ ج۳ الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیة الهلال، مطبوعه ڈابهیل،

(۱۲) جی ہاں مستور الحال کی شہادت رؤیت ہلال عید کے متعلق معتبر نہیں شاہد کا عادل ہونا ضروری ہے خواہ وہ مقامی ہو خواہ باہر سے آنے والا ہو، جو فائدہ شہادت سے حاصل ہوتا ہے وہ فائدہ خبر مستفیض سے بطریق اتم حاصل ہوجاتا ہے اس لئے یہاں بھی مستفیض معتبر ہے: **فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عندهم روية اولٰئک بطريق موجب اهـ درمختار. کأن یتحمل اثنان الشهادة علٰى حكم القاضى اويستفيض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اهل بلدة كذا رأوه لانه حكاية اهـ**[۱] **شامی وقبل بلاعلة جمع عظيم يقع العلم الشرعى وهو غلبة الظن بخبرهم اهـ درمختار قوله وقبل بلاعلة اى ان شرط القبول عند عدم علة فى السماء لهلال الصوم او الفطر اوغيرهما اهـ قوله وهو غلبة الظن لانه العلم الموجب للعمل اهـ** (شامی)[۲] ریڈیو اور ٹیلیفون اور تار کی شہادت کا نہ ہونا تو ظاہر ہے، دو چار خبریں اگر آ بھی جائیں تو وہ حد استفاضہ تک نہیں پہنچتی، ریڈیو کا نظام مسلمان عملہ کے زیر نگرانی اگر ہو تب بھی اس کو شہادت کا درجہ نہیں دیا جاتا: **لان النغمة تشبه النغمة** ہر مسلمان عادل مقبول الشہادۃ ہی نہیں ہوتا۔

(۱۳) ایسی صورت میں عید کرنا جائز نہیں: **واذا تم العدد اى عدد رمضان لا يحل الفطر اتفاقاً علٰى ما ذكره شمس الائمة ويعزر ذٰلک الشاهد كذا فى الدر وفى التجنيس اذا لم يرهلال شوال لا يفطرون حتى يصوموا يومًا اٰخر وقال الزيلعى والاشبه ان يقال ان كانت السماء مصحية لا يفطرون لظهور غلطه وان كانت**

---

[۱] شامی کراچی ص: ۳۹۴، ج: ۲، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع.

[۲] شامی نعمانیة ص ۹۲ ج ۲، شامی کراچی ص: ۳۱۷، ج: ۲، کتاب الصوم، مطلب ماقاله السبکی من الاعتماد، عالمگیری کوئٹه ص ۱۹۸ ج ۱ الباب الثانی فی رؤیة الهلال، مجمع الأنهر ص ۳۴۹ ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، سکب الأنهر ص ۳۴۹ ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه بیروت.

متغیمة یفطرون لعدم ظهور الغلط ۱ھ (مراقی[۱] الفلاح) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱/۱۱/۶۸ھ

کتابُ القاضی الیٰ القاضی کا طریقہ

سوال:-مکتوب قاضی الیٰ القاضی کا کیا قاعدہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حکم یا شہادت کو گواہوں کے سامنے تحریر کرے اوران کوسنا کر مہر لگادے پھراس مہر شدہ تحریر کو دوسرے قاضی کے پاس ان گواہوں کے ساتھ بھیج دے، مکتوب الیہ کے پاس، جب یہ گواہ اس تحریر کو لے کر جائیں تو وہ ان گواہوں سے دریافت کرے کہ اس میں کیا لکھا ہے، اوروہ گواہ پورے طور پر شہادت دیں کہ فلاں قاضی نے یہ تحریر ہمارے سامنے لکھی ہے، اوراس میں یہ مضمون ہے، پھر وہ مکتوب الیہ اس تحریر کو کھول کر پڑھے، یہ شرائط آج کل کی ڈاک، تار، ٹیلیفون، ریڈیو، خط وغیرہ کسی میں بھی موجود نہیں، تفصیل مطلوب ہو تو کتابُ القاضی الیٰ القاضی ص:۴۸۶، ج:۴، ردالمحتار[۲] اور

---

[۱] مراقی الفلاح ص: ۱۰۴، مصری، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۴۰، فصل فیما یثبت به الهلال، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۸ ج۱ الباب الثانی فی رؤیة الهلال، تبیین الحقائق ص۳۲۰ ج۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] القاضی یکتب الی القاضی فی کل حق به یفتی استحسانا غیر حد وقود لشبهه وقرأ الکتاب علیهم اوا علمهم بما فیه وختم عندهم ای عندم شهود الطریق وسلم الکتاب الیهم بعد کتابة عنوانه فی باطنه، فاذا وصل الی المکتوب الیه نظر الی ختمه اولا ولا یقبله ای لا یقرأة الَّا بحضور الخصم وشهوده. (الدر مع الشامی نعمانیة ص: ۳۵۰، ج:۴، شامی کراچی ص۴۳۲ ج۵ باب کتاب القاضی الی القاضی، تبیین الحقائق ص۱۸۲، ۱۸۴ ج۴ کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان، المحیط البرهانی ص۳۴۴ ج۱۲ الفصل الرابع والعشرون کتاب القضاة، مطبوعه ڈابهیل.

لسان الحکام وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۴/ شعبان ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/ شعبان ۶۶ھ

رویتِ ہلال کمیٹی اگر فتویٰ کے خلاف کرے تو کیا کیا جائے؟

سوال: - رویتِ ہلال کمیٹی میں کوئی شخص دینی علم رکھنے والا نہ ہو اور اگر ہو بھی تو اس کی رائے غلبۂ آراء میں دب کر رہ جائے اور خلافِ فتویٰ مفتی رویتِ ہلال کمیٹی شہر کی اپنا حکم نافذ کرنا چاہے تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رویتِ ہلال کمیٹی کو مفتی کے فتویٰ کے ماتحت رہنا اور کام کرنا ضروری ہے، ورنہ وہ کمیٹی شرعاً معتبر نہیں ہوگی، اور اس کے اعلانات شرعی اعلانات نہ ہوں گے، ان پر عمل کرنے کی اجازت نہ ہوگی، جو کمیٹی عالمِ دین کی بات جب کہ وہ شرعی دلیل کے ساتھ ہو تسلیم نہ کرے تو عالمِ دین کو کمیٹی سے علیحدہ ہو کر اعلان کر دینا چاہئے، کہ یہ لوگ حکم شرعی تسلیم نہیں کرتے ہیں، اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں، ان کی رائے شرعاً معتبر نہیں، میں ان سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

غیر مفتیٰ بہ قول کو اختیار کرنا

سوال: - محترم المقام.......................................سلام مسنون!

رویتِ ہلال سے متعلق تیرہ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء بھیجا تھا جس کا جواب آپ کے یہاں

یکم ذی قعدہ ۶۹ھ کو مکمل ہوا اور آخر ذی قعدہ میں یہاں پہنچا ہے، اس کے جواب ۳/ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب ایک شہر میں دو قاضی ہوں تو مراسلت ان کے درمیان جائز ہے میں نے یہ لکھا تھا کہ مفتیٰ بہ مذہب امام ابو یوسفؒ کا ہے لہٰذا مسافت مقرر کردہ امام ابو یوسف سے کم کی صورت میں کیا صورت اختیار کی جائے مثلاً سیتا پور یہاں سے پانچ میل ہے، وہاں اگر شہادت گذر جائے تو خیرآباد میں مراسلت کیسے کی جائے، امام محمدؒ کی روایت نوادر کی ہے، اور فقہاء نے تصریح کردی ہے کہ جس قول پر فتوی کی صراحت ہو اس سے عدول جائز نہیں ہے، تو خصاف سے جو امام محمدؒ کا قول تحریر فرما کر عمل کی گنجائش تحریر فرمائی ہے، وہ کس طرح ممکن ہوگی، ذیل میں وہ عبارتیں درج کی جاتی ہیں، جن میں غیر مفتی بہ قول پر عمل کرنا ناجائز بتایا گیا ہے، جب کہ دوسرے قول کے لئے فتویٰ کی صراحت موجود ہو۔

عقود رسم المفتی ص:۱۶ میں ہے: **معناه ان ما كان من المسائل فى الكتب التى رويت عن محمد بن الحسن رواية ظاهرة يفتىٰ به وان لم يصرحوا بتصحيحه نعم لو صححوا رواية اخرىٰ من غير كتب ظاهر الرواية يتبع ما صححوه قال العلامة الطرطوسى فى انفع الوسائل فى مسئلة الكفالة فى شهر ان القاضى المقلد لا يجوز له ان يحكم الا بما هو ظاهر الرواية لا بالرواية الشاذة الا ان ينصوا علىٰ ان الفتوىٰ عليها.**

(۲) فما فيه لفظ الفتوىٰ يتضمن شيئين احدهما الاذن بالفتوىٰ به والأخر صحته لان الافتاء به تصحيح له عقود ص: ۳۹.

(۳) واذا ذيلت بالصحيح اوالمآخوذ به اوبه يفتىٰ اوعليه الفتوىٰ لم يفت بمخالفتها ص: ۳۸، عقود.

عبارات مذکورہ بالا سے صاف واضح ہے کہ جس امر پر فتویٰ کی صراحت ہو اس کے خلاف عمل نہیں جائز ہے۔

الجواب وہو الموفق للصواب

یہاں کے جواب میں روایت امام محمد نوادر کو مفتیٰ بہ نہیں کہا گیا بلکہ مفتی بہ حسب تصریح فقہاء

قول ابو یوسفؒ ہی ہے، لیکن جیسے کہ آج کل کے قاضی شرعی قاضی نہیں ان پر فقہاء کی بیان کردہ تعریف صادق نہیں آتی، ان کو قدرت الزام حاصل نہیں بلکہ تسامحاً مفتی یا عالم پر قاضی کے احکام جاری کردیئے جاتے ہیں، اسی طرح قبول کتاب قاضی کے شرائط میں بھی تسامح سے کام لیا جاتا ہے، خاص کر ایسے مسائل میں جن میں عوام کے فتنہ کا مظنہ ہو، مواقع ضرورت میں بعض غیر مفتی بہ اقوال کو اختیار کرنے کی فقہاء نے گنجائش تحریر فرمائی ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے نواقض وضو کی بحث میں کیُّ الحمَّصَة کا حکم ذکر فرماتے ہوئے خارج ومخرج کے ذیل میں بعنوان تنبیہہ ایک قول کو صحیح کہا ہے اور پھر بحوالہ حلوانی اسی صحیح کے مقابل قول پر عمل کی گنجائش نقل کی ہے[1] بلکہ اس مسئلہ پر مستقل رسالہ بھی تالیف کیا ہے[2] نیز احکام حیض میں مواضع ضرورت میں کسی ایک قول کو اختیار کرنے بلکہ فتویٰ دینے کی اجازت نقل کی ہے، اگرچہ وہ قول مفتیٰ بہ نہ ہو[3] امسال عید کے موقعہ پر بعض دیار میں اس قدر خلفشار رہا کہ جس کی حد نہیں ایک ہی شہر میں کچھ آدمی صائم رہے، کچھ نے نماز عید ادا کی بعض نے محض افواہ پر روزہ افطار کیا، بعض نے شرعی شہادت کے باوجود روزہ پورا کیا وغیرہ وغیرہ پھر نااہل لوگوں نے مسائل فقہ پر زبان طعن محض دراز کی اس کے بعد فتویٰ کا سلسلہ چلا جواب تک ختم نہیں ہوا یعنی افطار کردینے والوں پر قضاء وکفارہ کا کیا حکم ہے، اور جنھوں نے افطار نہیں کیا وہ صوم منہی عنہ سے عاصی ہوئے یا نہیں، پس اگر ایسے خلفشار اور فتنۂ عوام سے بچنے اور عوام کو بچانے کے

---

[1] والصحيح الاول كما ذكره قاضی خان لكن فی الثانی توسعة لمن به جدری او جرب كما قاله الإمام الحلوانی ولا بأس بالعمل به هنا عند الضرورة. شامی كراچی ص: ۱۳۹، ج: ۱، مطلب فی حكم كیّ الحمصه، كتاب الطهارة، عقود رسم المفتی ص: ۱۸۹.

[2] رسائل ابن عابدين ص: ۵۴، ج: ۱، رساله ثالثة "الفوائد المخصصة باحكام كی الحمصة، مطبوعه لاهور.

[3] شامی نعمانية ص ۱۹۲ ج ۱، شامی كراچی ص: ۲۸۹، ج: ۱، مطلب لو افتی مفت بشیءٍ من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة طلباً للتيسير كان حسناً، باب الحيض، عقود رسم المفتی ص: ۱۹۰.

لئے قول امام محمدؒ پر عمل کی گنجائش تحریر کردی جائے تو یہ اصول افتاء کے خلاف نہیں ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۳/محرم ۷۰ھ

خبر عادل اور اصول ہیئت میں تعارض ہو تو کس کا اعتبار ہے

سوال:- اذا تعارض المحاق بحسب علم الهندسة وخبرالعادل برؤية الهلال لأيهما الترجيح وقد وقع الاختلاف فى هٰذا الامر بين العلماء.

الجواب حامداً ومصلياً

قال العلامه الحصفكى، ولا عبرة بقول الموقتين ولو عدولاً على المذهب اهـ(الدر المختار[1] ص: ۹۲، ج:۲) قوله ولا عبرة بقول الموقتين اى فى وجوب الصوم على الناس بل فى المعراج لا يعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه اهـ(در مختار نعمانيه[2] ص: ۹۲، ج:۲) ظهر من العبارة المنقولة ان علم الهندسة ليس بحجة فى رؤية الهلال لوجوب الصوم بل الحجة خبر العادل كما هو مصرح فى كتب المذهب وقبل للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل الخ[3] (الدر المختار) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۵/۱/۹۶ھ

[1] الدر المختار كراچى ص: ۳۸۷، ج:۲، كتاب الصوم.

[2] شامى كراچى ص:۳۸۷، ج:۲، كتاب الصوم مطلب لاعبرة بقول الموقتين فى الصوم، عالمگيرى كوئٹه ص۱۹۷ ج۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اُمّی کی تحقیق اور اصحابِ توقیت کا قول رویتِ ہلال کے بارے میں

سوال:- زید کہتا ہے کہ اہلِ علم عرب ستاروں کی چال سے ناواقف تھے، اسلئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ رُویتِ ہلال سے مہینوں کی ابتداء مانی جائے، چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں: **نحن أمة أمية لانكتب ولانحسب ألشهرُ هٰكذا وهٰكذا يعنى مرةً تسعة وعشرين ومرة ثلاثين.** (بخاری شریف کتابُ الصوم)

اب زید کہتا ہے کہ اس زمانہ میں جولوگ مہینوں کی ابتداء کو رُویتِ ہلال پر موقوف مانتے ہیں، وہ دراصل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے منشاء اور غایت وغرض سے ناواقف وبے خبر ہیں،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ الدر المختار مع الشامی کراچی ص:۳۸۵، ج:۲، کتاب الصوم، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۷ الباب الثانی فی رؤیة الهلا، مجمع الأنهر ص۳۴۸ ج۱ کتاب الصوم، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

ترجمه سوال وجواب

سوال:- جب علم ہندسہ کے اعتبار سے مہینہ کی آخری رات اور رویت ہلال سے متعلق خبر عادل میں تعارض ہو تو ان دونوں میں کس کو ترجیح ہوگی، علماء کے درمیان اس میں اختلاف واقع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہلِ توقیت کے قول کا اعتبار نہیں اگر چہ وہ عادل ہوں مذہب کے مطابق (درمختار ص:۹۲، ج:۲) قولہ ولاعبرۃ بقول الموقتین یعنی لوگوں پر روزہ کے واجب ہونے میں اہلِ توقیت کا قول کا اعتبار نہیں، بلکہ معراج الدرایۃ میں ہے کہ ان کا قول بالاتفاق معتبر نہیں، اور علم نجوم کے ماہر کے لئے جائز نہیں کہ وہ خود اپنے حساب پر عمل کرے۔ (ردالمحتار نعمانیہ ص:۹۲، ج:۲) منقولہ عبارت سے ظاہر ہوا کہ علم ہندسہ رویت ہلال میں حجت نہیں روزہ کے واجب ہونے کے لئے بلکہ حجت خبر عادل ہے، جیسا کہ مذہب کی کتابوں میں مصرح ہے، اور روزہ رکھنے کے لئے علت پائے جانے کی صورت میں جیسے بادل وغبار خبر عادل کو قبول کیا جائے گا فقط۔

چونکہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ ستاروں کی چال سے اور ان کے حساب سے خوب واقف ہیں، لہٰذا زید کا یہ قول مذکورہ آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) أمّة أميّة کے کیا معنی ہیں؟ اَن پڑھ یا جاہل یا کچھ اور؟

(۳) أمّة أميّة سے کون لوگ مراد ہیں؟

(۴) اہل عرب کیا جاہل تھے؟ اور اُن میں کوئی پڑھا لکھا نہیں تھا اور اُن میں کچھ لوگ پڑھے لکھے لوگ بھی تھے، تو امّة اُميّة سے اہلِ عرب مراد لینا صحیح ہوگا یا نہیں؟

(۵) بقولِ زید اگر اگلے زمانہ کے عرب ستاروں کی چال کے حساب سے واقف نہ تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حساب اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر ان کو کیوں نہیں تعلیم فرمائی؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس زمانے کے عرب کوتاہ عقل تھے، تو العیاذ باللہ حضراتِ صحابہ کرامؓ کے اجتہادی مسائل سب نا قابلِ اعتبار ہو جائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلياً

وَلاَ عبرة بقول الموقتين ولو عدولاً على المذهب الخ درمختار اى فى وجوب الصوم على الناس بل فى المعراج لا يعتبر قولهم بالاجماع وَلايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه وفى النهر فلا يلزم بقول الموقتين انه اى الهلال كان فى السماء ليلة كذا وان كانوا عدولاً فى الصحيح كمافى الايضاح الخ[1] (ردالمحتار ص: ۱۴۵، ج: ۲) احکام وارکانِ اسلام کے ایسے سادہ طریقہ پر قائم کیا گیا ہے، جس کا سمجھنا بلا تکلف آسان ہو، ہیئت وحساب یا دیگر دقیق علوم پر قائم نہیں کیا گیا ہے جن کے سمجھنے کیلئے بڑے آلات وتکلفات کی ضرورت پیش آئے، اگر ایسے علوم پر قائم کرنا مقصود ہوتا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن

[1] شامی نعمانیه ص: ۹۲، ج:۲، شامی کراچی ص: ۳۸۷، ج:۲، كتاب الصوم، مطلب لا عبرة بقول الموقتين، عالمگیری کوئٹه ص۱۹۷ ج۱ الباب الثانی فی رؤية الهلال.

کی بھی وحی آتی، اور آپ اپنے صحابہ کرامؓ کو ان کی بھی تعلیم دیتے اور صحابہ کرامؓ اُن کی تبلیغ و اشاعت فرماتے، علامہ سبکی شافعیؒ نے اہلِ توقیت کے قول کو معتبر مانا ہے مگر خود شوافع ابن حجر، رملی شہابؒ وغیرہ نے ہی ان کی تردید کی ہے، اور علامہ ابن عابدینؒ نے معراج سے اجماع نقل کیا ہے کہ اہلِ توقیت کا قول معتبر نہیں[1]

(۲) مجمع[2] بحار الانوار ص: ۴۹، ج:۱، میں اس حدیث کی تشریح اس طرح کی ہے یعنی: **علی اصل ولادة امهم لم يتعلمو الكتاب وَالحساب فهم علىٰ جبلتهم الاولیٰ** جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو وہ امی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی امی تھے، یعنی آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی تمام ضروری اشیاء اور شانِ نبوت کے لائق اتنے علوم عطا فرمائے کہ کسی کو نہیں ملے، لہٰذا اس موقع پر اُمی کا ترجمہ ''جاہل'' کرنا جہالت ہے۔

(۳) **بعث فی الاميين رسولاً قيل نسبة الی اُم القُریٰ فان قلت العرب فيهم الكاتب واكثرهم كانوا يعرفون الحساب قلت ان اكثرهم اميون والحساب حساب النجوم وهم لايعرفونه الخ** (مجمع بحار[3] الانوار ص: ۴۹، ج: ۱)

(۴) ان میں پڑھے لکھے بھی تھے، اسی وجہ سے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وحی کو لکھوادیا کرتے تھے، خط وکتابت بھی کرتے تھے، حدیثیں بھی وہ حضرات لکھا کرتے تھے، مگر اس کا

۱؎ ماقاله السبكی رده متاخروا اهل مذهبه ومنهم ابن حجر والرملی فی شرحی المنهاج (وقبله) بل فی المعراج لا يعتبر قولهم بالاجماع. (شامی نعمانيه ص: ۹۲،ج:۲، شامی كراچی ص۳۸۷ج۲ كتاب الصوم، مطلب ماقاله السبكی من الاعتماد علی قول الحساب مردود)، تحفة المحتاج بشرح المنهاج ص۵۰۵ ج۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

۲؎ مجمع بحار الانوار ص:۱۰۷، ج:۱ باب الهمزة، مع الميم، امم، مطبوعه دار الايمان مكه مكرمه.

۳؎ مجمع بحار الانوار ص: ۱۹، ج: ۱، الهمزة مع الميم، امم طبع دائرة المعارف حيدر آباد.

عمومی رواج نہیں تھا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اہلِ مشرق کی رُویتِ اہلِ مغرب کے لئے

سوال:- فقہِ حنفی کی رُو سے ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں کے لئے حجت ہے، ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقہ سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا (درمختار ردالمحتار) ابتدائے مغرب کی رُویت انتہائے مشرق کے لئے حجت ہونے سے کیا مراد ہے؟

(۲) عرب ملک کی خبر چاند کی جو ریڈیو کے ذریعہ سے سرکاری طور پر ساری دنیا میں پہنچا دی جاتی ہے تو کیا ہمارے لئے وہ خبر حجت ہوگی، جبکہ مشرق میں اس دن رویت ممکن ہی نہیں۔

(۳) رُویت کی شہادت یا خبر کس حد تک معتبر ہے ریڈیو سے یا ٹیلیفون سے؟

(۴) پاکستان ریڈیو کی سرکاری خبر ہمارے لئے حجت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ ہر شہر والے اپنے مطلع کے مکلّف ہیں جیسے کہ اوقاتِ نماز کا حال ہے،

---

[۱] هو الذى بعث فى الاميين اى فى العرب لأن اكثرهم لا يكتبون ولا يقرأون من بين الأمم فغلب الأكثر وإنما قلنا اكثرهم لأنه كان فيهم من يكتب ويقرأ وإن كانوا على قلة، روح البيان ص۵۱۳ ج۹ مطبوعه دار الفكر بيروت، احكام القرآن للجصاص ص۴۴۳/۳، مطبوعه دار الكتاب العربى بيروت، روح المعانى ص۱۳۷ ج۱۵ الجزء الثامن والعشرون، مطبوعه دار الفكر بيروت، تفسير مظهرى ص۲۷۵ ج۹ سورة جمعه تحت آيت ۲، مطبوعه كوئٹه.

ایسے ہی صوم وافطار کا حال ہے: "صوموا لرویته وافطروا لرویته" (الحدیث[۱]) یوم الشک میں اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس دن پورے کرنے کا حکم ہے، یوم الشک ۲۹/تاریخ کے بعد والا دن ہے، جس میں احتمال ہیکہ اسی مہینہ کا تیسواں دن ہو، اور یہ بھی احتمال ہیکہ آئندہ مہینہ کا پہلا دن ہو، اس دن کی جورات ہوتی ہے، یعنی ۲۹/تاریخ کے بعد والی شب، یہ لیلۃ الشک ہے، کیونکہ احتمال ہیکہ یہ اسی مہینہ کی تیسویں شب ہو اور یہ بھی احتمال ہیکہ آئندہ مہینہ کی پہلی شب ہو۔

لیلۃ الشک میں اگر مطلع صاف نہ ہونے کی حالت میں کسی جگہ چاند نظر نہ آیا اور دوسری جگہ نظر آ گیا وہاں سے جب بھی لیلۃ الشک میں یا رات گذرنے کے بعد یوم الشک میں شہادت پہنچے گی جو کہ قواعدِ شرعیہ کے مطابق مکمل اور قابلِ قبول ہے، تو وہ شہادت قبول کر لی جائے گی، خواہ نزدیک سے آئے یا دور سے حتی کہ مغرب کی شہادت مشرق میں اور بالعکس سب جگہ تسلیم کر لی جائے گی[۲]

تنبیہ: قبولِ شہادت کے لئے ضروری ہے کہ یوم الشک میں ایسا نہ ہو کہ شہادت قبول کرنے سے مہینہ ۲۸/کا رہ جائے یا ۳۱/کا ہو جائے، ایسی صورت محلِ شہادت ہی نہیں۔ (بدائع[۳]، زیلعی[۴]، بحر[۵])

---

[۱] من حدیث ابی هریرةؓ مرفوعاً بخاری ص: ۲۵۶، ج: ۱، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم إذا رأیتم الهلا الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم ص: ۳۴۷، ج: ۱، باب وجوب صوم رمضان لرؤیة الهلال، مطبوعه بلال دیوبند، مشکٰوة ص: ۱۷۴، کتاب الصوم، مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

[۲] واختلاف المطالع غیر معتبر علٰی ظاهر المذهب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتویٰ بحر عن الخلاصة فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب درمختار ص: ۹۶، ج: ۲، نعمانیه، وشامی کراچی ص: ۳۹۴، ج: ۲، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، عالمگیری کوئٹه ص ۱۹۸، ۱۹۹ ج ۱ الباب الثانی فی رؤیة الهلال، مجمع الأنهر ص ۳۵۲ ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] بدائع الصنائع ص: ۲۲۴، ج: ۲ کتاب الصوم، اختلاف المطالع، مطبوعه زکریا دیوبند،

[۴] تبیین الحقائق للزیلعی ص: ۳۱۷، ج: ۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان،

[۵] البحر الرائق ص: ۲۶۴، ج: ۲، کتاب الصوم، مطبوعه الماجدیه کوئٹه،

اگر عرب ممالک یا کسی اور جگہ سے ۲۸؍ کی رویت کی شہادت آئے گی تو وہ قبول نہیں ہوگی، کیونکہ اس کے تسلیم کرنے سے مہینہ صرف ۲۸؍ کا رہ جائے گا، شہادت کیلئے یہ ضروری ہے کہ شاہد حاضر ہوکر شہادت دے، لہٰذا ریڈیو، تار، ٹیلیفون، خط کے ذریعہ سے آنے والی خبر شرعی شہادت نہیں، اگر کسی جگہ رُویتِ ہلال کمیٹی یا قاضی شرعی یا حاکم مسلم ذی علم باشرع شہادتِ شرعیہ باقاعدہ حاصل کرکے ریڈیو پر اعلان کرے یا کرائے کہ یہاں شرعی شہادت سے چاند کا ثبوت ہوگیا، لہٰذا فلاں روز عید ہے تو مذکورہ بالا طریق پر یہ اعلان قابلِ تسلیم ہوگا، مگر اس اعلان پر عوام کو چاہئے کہ خود جلدی سے عمل نہ کرلیں، بلکہ اہلِ علم اور ذمہ دار حضرات کی طرف رجوع کریں، جب وہ شرعی قواعد کے موافق اس کو قابلِ اطمینان سمجھ کر تسلیم کرلیں، تب عوام اس پر عمل کریں، اس لئے کہ عوام پوری حدود و قیود کا نہ علم رکھتے ہیں، نہ پابندی کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۳؍۱۱؍۸۵ھ

رؤیت کے زبانی پیغام پر افطار

سوال:- ہمارے یہاں رمضان المبارک کا اول روزہ پنجشنبہ کا ہوا اور جب پنجشنبہ کو ۲۹؍ رمضان المبارک ہوا تو ابر ہونے کی وجہ سے نہ شہر بیاور میں چاند نظر آیا اور نہ شہر اجمیر شریف میں اور بروز جمعہ تیسواں روزہ کل مسلمانان شہر اجمیر و بیاور نے رکھا، مگر تیس رمضان المبارک بروز جمعہ دس بجے دن کے چار پانچ آدمیوں نے کسی شہر سے آکر اجمیر شریف میں ایک مولوی صاحب سے ایک مجمع میں یہ شہادت دی کہ ہم نے کل بروز پنجشنبہ بچشم خود فلاں شہر میں چاند دیکھا ہے، اس پر مولوی صاحب نے ایک مجمع میں حکم دیا کہ روزہ افطار کرلو سب نے اجمیر شریف میں روزہ افطار کرلیا اس مجمع میں دو آدمی شہر بیاور کے بھی موجود تھے، انہوں نے بھی بروز جمعہ قریب دس بجے دن کے اسی مجمع

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

میں روزہ افطار کرلیا جب یہ دونوں شخص شہر بیاور میں آنے لگے تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم بیاور والوں سے کہہ دینا کہ روزہ افطار کرلیں ان دونوں آدمیوں نے بیاور میں آکر بوقت جمعہ جامع مسجد میں آکر کہا کہ مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ روزہ افطار کرلو، اس کہنے پر زید نے روزہ افطار کرلیا، اور زید نے کہا کہ جب مولوی صاحب نے کہلا کر بھیجا ہے، اور اجمیر میں روزہ افطار کر لئے ہیں تو شرعاً سب کو یہاں بھی روزہ افطار کرلینا چاہئے، مگر بکر نے افطار نہیں کیا اور بکر نے زید پر یہ اعتراض کیا کہ جو مولوی صاحب نے کہلا کر بھیجا ہے اس کا ثبوت کیا ہے، اُن دونوں آدمیوں کو مولوی صاحب نے تحریری سند دی ہے یا درگاہ شریف کی مہر لگی ہوئی کوئی سند لائے ہیں، یا ان ہر دونوں نے خود چاند لکھا ہے، لہٰذا علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ زید کا قول معتبر ہے، یا بکر کا، اور ایسی صورت میں روزہ بیاور والوں کو افطار کرلینا چاہئے تھا یا نہیں، جو حکم ہو خلاصہ تحریر فرمائیں۔فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیاور کے لوگ ان مولوی صاحب کی طرف اپنے مسائل اور معاملات میں رجوع کرتے ہیں، اور وہ مرجع الفتویٰ ہیں اور انہوں نے جن دوشخصوں کی معرفت روزہ افطار کرنے کا حکم وپیغام بھیجا ہے وہ دونوں معتبر ومقبول الشہادۃ ہیں نیز مولوی صاحب نے شرعی طریق پر شہادت حاصل کر کے پیغام بھیجا ہے تو وہ معتبر ہے اس پر روزہ افطار کردینا چاہئے[1] ایسی حالت میں بکر کا یہ مطالبہ کہ کیا مولوی صاحب نے کوئی تحریری سند دی ہے بیکار ہے کیونکہ اگر یہ دونوں کوئی تحریر لاتے اور وہ بکر کے نزدیک معتبر ہوتی تو زبانی پیغام کے غیر معتبر ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اگر ان کے توسط کی وجہ سے زبانی پیغام غیر معتبر ہے اور یہ احتمال ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں تو ان کی معرفت جو تحریر آتی وہ بھی

[1] فیلزم أهل المشرق برؤیة أهل المغرب إذا ثبت عندهم رؤیة أولئک بطریق موجب، الدر مع الشامی کراچی ص ۳۹۴ ج ۲ کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع،
النهر الفائق ص ۱۴ ج ۲ کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم، طبع مکه مکرمه بحر کوئٹه ص ۲۷۰ ج ۲ کتاب الصوم، قبیل باب ما یفسد الصوم الخ.

غیر معتبر ہوتی، اور اسمیں بھی احتمال ہوتا کہ شاید جعلی تحریر بنالائے ہوں: "لِاَنَّ الخطّ یشبه الخط اھ" [۱] غرض بکر کا زبانی پیغام نہ ماننا اور تحریر کو ماننے کے لئے آمادہ ہونا بے دلیل ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبول شہادت کی صورتیں

سوال:- جب کہ مطلع صاف ہوتو ایسی صورت میں عیدین کے ہلال کے لئے مجمع کثیر کی شہادت لی جائے گی، یا دو چار شخصوں کی۔

(۲) اگر دو چار شخصوں کی شہادت لی جاسکتی ہے تو ان کا عادل ثقہ ہونا ضروری ہے، یا جس طرح کے لوگ میسر آویں ان کی شہادت قابلِ قبول ہوگی۔

(۳) عدل وثقاہت کی تعریف اوراس کے معنی کیا ہیں، عادل وثقہ کے الفاظ جو کتب احادیث، فقہ میں بکثرت آئے ہیں ان سے کیسے لوگ مراد ہیں۔

(۴) موجودہ زمانے میں عادل وثقہ لوگ بآسانی مل سکتے ہیں یانہیں؟

(۵) شریعت نے جن لوگوں کو عادل کہا ہے اگر وہ نہ ملیں تو کیا غیر عادل وغیر ثقہ کی گواہی رویت ہلال کے بارے میں جائز ہوگی یانہیں اور اگر جائز ہوتو عیدین اور رمضان دونوں کے لئے یا کسی ایک کے لئے۔

(الف) مجمع کثیر سے کم ازکم کتنے لوگ مراد ہیں۔

(ب) اگر دوتین بستیوں سے ایک ایک دودو رویت ہلال کی گواہی دیں تو ایسی صورت میں

---

[۱] مجمع الانھر ص۲٦۷ ج۳ کتاب الشھادات، فصل یشھد بکل ما سمعه الخ ایضا ص۲۳۰، ج۳، کتاب القضاء، دار الکتب العلمیة بیروت، تبیین ص۲۱۴ ج۴ کتاب الشھادة، طبع امدادیه ملتان.

مجمع کثیر کا ان پر اطلاق ہوگا یا نہیں اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں صرف ان کی ہی گواہی کافی ہے یا نہیں۔

(۷) کیا ایسی صورت میں جب کہ دروغ گو مفتری اور منافق لوگوں کی موجودہ زمانہ میں کثرت ہے اور اہل ایمان اور بے ایمان میں تفاوت مشکل ہے، شریعت نے قاضی کو اختیار دیا ہے کہ وہ بغیر دریافت اور تحقیق حال کے جس کو چاہے عادل ثقہ سمجھ لے اور مطلع صاف ہونے کی حالت میں بھی اس پر اور اس کی شہادت پر اعتماد کلی کرتے ہوئے انتیس کی رویت ہلال کا حکم کردے۔

(۸) اگر کسی قصبہ یا شہر کے باشندوں نے انتیس تاریخ کو چاند دیکھا اور دوسری جگہ کے لوگوں نے چاند نہیں دیکھا اور قاضی نے تیس کے چاند کا اعلان کیا تو ایسی صورت میں جنہوں نے ۲۹ر کو چاند دیکھا ہے عیدین کی نماز اپنی رویت کے اعتبار سے پڑھیں یا قاضی کے حکم کے مطابق تیس کے حساب سے نماز ادا کریں۔

(۹) اگر مطلع بالکل صاف ہو اور رویت ہلال عیدالاضحیٰ کیلئے پورا پورا اہتمام کرنے کے باوجود دور ونزدیک کہیں بھی کسی شخص نے انتیس کا چاند نہیں دیکھا مگر قاضی نے بعض لوگوں کے کہنے پر پانچ چھ تاریخ کو ۲۹ر کی رویت ہلال کا اعلان کیا اور لوگوں نے اسکے متعلق دس ذی الحجہ کو نماز وقربانی ادا کی تو ایسی صورت میں فریضۂ نماز واضحیہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

(ب) اور اگر بعد کو بالتحقیق معلوم ہوا کہ چاند تیس کو ہوا تو انتیس کے حساب سے صلوٰۃ اضحیہ کرنے والوں کے صلوٰۃ اضحیہ کا شرعاً کیا حکم ہوگا۔

(ج) اور اعلان قاضی کا وثوق نہ کر کے تیس کے چاند کے مطابق صلوٰۃ اضحیہ کرنے پر کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مجمع کثیر کی: قبل بلاعلة جمع عظيم يقع العلم الشرعى وهو غلبة الظن بخبرهم درمختار وقوله قبل بلاعلة اى ان شرط القبول عند عدم علة فى السّماء الهلال الصوم او الفطر اوغيرهما كما فى الامداد اھ(ردالمحتار[۱] ج: ۲، ص: ۱۴۷)

(۲) عادل وثقہ ہونا ضروری ہے: لا (يقبل خبر) فاسق اتفاقاً[۲] درمختار.

(۳) العدل فى اصطلاح الفقهاء من اجتنب الافعال الخسيسة كالاكل فى الطريق والبول اھ[۳] تعريفات جرجانى ص: ۸۹.

الثقة هى التى يعتمد عليها فى الاقوال والافعال اھ[۴] (تعريفات جرجانى ص: ۴۱)

(۴) مل سکتے ہیں کہیں بآسانی اور کہیں بدقت۔

(۵) غیر عادل اگر مستور الحال ہوتو اس کی گواہی (موقع خبر واحد میں) مقبول ومعتبر ہے اگر ظاہر الفسق ہوتو معتبر نہیں: وقول الطحاوى اوغير عدل محمول علىٰ المستور كما هو رواية الحسن لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولاثبوت فى المستورو ا ما

---

[۱] شامى نعمانيه ص ۹۲ ج ۲، مطلب فى ما قاله السبكى من الاعتماد كتاب الصوم، شامى كراچى ص ۳۸۷ ج ۲، النهر الفائق ص ۱۴ ج ۲ كتاب الصوم، طبع مكه مكرمه، محيط برهانى ص ۳۳۹ ج ۳ كتاب الصوم، الفصل الثانى فى ما يتعلق برؤية الهلال، طبع مجلس علمى گجرات.

[۲] شامى نعمانيه ص: ۹۰، ج: ۲، كتاب الصوم شامى كراچى ص: ۳۸۵، طحطاوى على المراقى ص ۵۳۸ فصل فيما يثبت به الهلال، طبع مصر، محيط برهانى ص ۳۳۹ ج ۳ كتاب الصوم، الفصل الثانى فيما يتعلق برؤية الهلال، طبع مجلس علمى گجرات.

[۳] كتاب التعريفات ص ۱۴۳، مكتبه فقيه الامت ديوبند، شامى كراچى ص ۳۸۵ ج ۲ كتاب الصوم مبحث فى صوم يوم الشک، بحر كوئٹه ص ۲۲٦ ج ۲ كتاب الصوم.

[۴] كتاب التعريفات ص: ٦۸، طبع مكتبه فقيه الامت، ديوبند.

مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا اھ[۱] **شامی ج: ۲، ص: ۴۵.** رمضان وعیدین سب کا حکم یہی ہے۔

(۶) (الف) مذہب یہ ہے کہ اس میں کوئی عدد متعین نہیں بلکہ رائے امام پر محمول ہے: **وھو مفوض الیٰ رای الامام من غیر تقدیر بعدد علیٰ المذھب درمختار**[۲]

(ب) اس کا جواب (الف) سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۷) بس اتنا اختیار ہے کہ زیادہ کنج وکاؤ نہ کرے بلکہ ظاہر عدالت یا ستر حال پر اکتفاء کرے، فاسق کو عادل قرار دینا درست نہیں جیسا کہ جواب ۵/ میں گذرا لیکن اگر قرائن سے صدق معلوم ہوتو اس کی شہادت مقبول ہوسکتی ہے[۳]

(۸) اگر یہ قصبہ یا شہر ہے جس میں ۲۹/ کی رویت عام ہے، اس دوسری جگہ جس میں قاضی نے ۳۰/ کا اعلان کیا ہے، تابع نہیں بلکہ مستقل ہے تو یہاں کے لوگوں کے ذمہ قاضی کے اعلان کی پابندی لازم نہیں[۴]

---

[۱] شامی نعمانیه ص: ۹۱، ج:۲، قبیل مطلب لاعبرة بقول الموقتین شامی کراچی ص۳۸۵، ج۲، کتاب الصوم مبحث فی صوم یوم الشک، بحر کوئٹه ص۲۶۶ ج۲ کتاب الصوم، فتح القدیر ص۳۲۳ ج۲ کتاب الصوم، فصل فی رؤیة الهلا، دار الفکر.

[۲] الدرا لمختار مع الشامی نعمانیه ص: ۹۲، ج:۲، شامی کراچی ص: ۳۸۸، ج:۲، مطلب ما قاله السبکی، النهر الفائق ص۱۴ ج۲ کتاب الصوم، قبیل باب ما یفسد الصوم، طبع عباس احمد الباز مکة مکرمة، بحر کوئٹه ص۲۶۹ ج۲ کتاب الصوم.

[۳] المراد بالعدل فی ظاهر الروایة من ثبتت عدالته وأن الحکم بقوله فرع ثبوتها ولا ثبوت فی المستور وفی روایة الحسن وهی المذکورة تقبل شهادة المستور وبه اخذ الحلوانی فصار بهذا التاویل أن الخلاف المتحقق فی المذهب هو اشتراط ظهور العدالة أو الاکتفاء بالستر (فتح القدریر ص۳۲۳ ج۲ کتاب الصوم فصل فی رؤیة الهلال، دار الفکر، شامی کراچی ص۳۸۵ ج۲ مبحث فی صوم یوم الشک بحر کوئٹه ص۲۶۶ ج۲ کتاب الصوم.

[۴] امداد المفتین ص۴۸۴ رؤیت هلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت، طبع دار الاشاعت کراچی آلات جدیده کے شرعی احکام ص۱۸۸ هلال کے معامله میں آلات جدیده کی خبروں کا درجه، طبع کتب خانه قاسمی دیوبند.

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

(۹) اگر شہادت شرعیہ پر قاضی نے اعلان کیا ہے تو نماز و قربانی سب صحیح ہوگی۔

(ب) سب درست ہوگئی کسی کا اعادہ واجب نہیں کیونکہ یہ اختلاف مطالع پر مبنی ہوسکتا ہے، کہ ایک جگہ رویت ہوئی ہو اور دوسری جگہ نہ ہوئی ہو اور مسائل صلوٰۃ واضحیہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، (کمافی ردالمحتار[۱] ج:۲،ص:۵۴ قبیل مفسدات الصوم)

(ج) جو لوگ اس قاضی کے ماتحت ہیں اور قاضی نے شرعی شہادت سے اعلان کیا ہے تو ان کے ذمہ اس پر عمل واجب ہے اس کے خلاف کرنے سے گنہگار رہوں گے،[۲] اور جو قربانی ایام اضحیہ کے بعد کی ہے وہ درست نہیں اس کی قیمت کا تصدق واجب ہے[۳] اس حساب سے دس ذی الحجہ کو اگر نماز عید ادا نہیں کی بلکہ گیارہ کو ادا کی تو وہ ادا ہوگئی[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[۱] اختلاف المطالع انما لم يعتبر فى الصوم لتعلقه بمطلق الروية وهذا بخلاف الاضحية فالظاهر انها كاوقات الصلاة يلزم كل قوم العمل بما عندهم. (شامى نعمانيه ص: ۹۲، ج:۲) شامى كراچى ص: ۳۹۴، ج:۲.

[۲] امر السلطان انما ينفذ إذا وافق الشرع وإلا فلا يتبع ولا تجوز مخالفته، الدر مع الشامى كراچى ص ۴۲۲ ج۵، كتاب القضاء، مطلب اطاعة الامام واجبة،

[۳] ولو تركت التضحية ومضت ايامها تصدق بها حية، شامى ص ۳۲۰ ج۲، كتاب الأضحية، طبع كراچى، هنديه كوئٹه ص ۲۹۶ ج۵ كتاب الأضحية، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان أو الزمان، مجمع الأنهر ص ۱۷۰ ج۴ كتاب الأضحية، دار الكتب العلمية بيروت.

[۴] وأحكامها أحكام الأضحى لكن هنا يجوز تاخيرها إلى آخر ثالث ايام النحر بلا عذر مع الكراهة، الدر مع الشامى كراچى ص۱۷۶ ج۲ باب العيدين، مطلب امر الخليفة لا يبقى بعد موته، هنديه كوئٹه ص۱۵۲ ج۱ الباب السابع عشر فى صلاة العيدين بحر كوئٹه ص۱۶۳ ج۲ باب العيدين.

ہلال فطر کا ثبوت

سوال:- ۲۹/رمضان کو بہت زیادہ ابر تھا باوجود پوری کوشش کے چاند نظر نہیں آیا اس لئے جملہ مساجد میں تراویح پڑھی گئی پھر ریڈیو سے بھی معلوم ہوا کہ ہندوستان میں کسی جگہ چاند نظر نہیں آیا، اس کے بعد نصف شب گذر جانے پر قاضی شہر کے پاس چار شخصوں نے بیان دیا، ایک نوجوان مستور الحال نے کہا کہ میں نے بازار میں قبل از مغرب ایک سکنڈ چاند دیکھا ابر آجانے سے دوسروں کو دکھا نہیں سکا، دوسرے نوجوان ڈاڑھی منڈے نے کہا کہ میں نے لکیر سی دیکھی ہے، غالباً وہ چاند تھا، تیسرے شخص نے جو رافضی ہے کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، چوتھے شخص نے جو مولوی ہے کہا کہ چاند دیکھنے والے معتبر ہیں، ان بیانات پر قاضی نے اعلان عید کر دیا اور اہل شہر نے عید منا لی قرب وجوار کے قصبات اور گاؤں میں سے بعضوں نے اس کو تسلیم کیا اور بعض نے تسلیم نہیں کیا، بعض بستیوں میں نصف لوگوں نے عید منائی اور نصف نے نہیں منائی بعض نے روزے رکھے بعض نے نہیں رکھے، اور بعض نے رکھ کر توڑ دیئے، بعض نے نہیں توڑے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ واقعہ مذکورہ میں قاضی کو کیا فیصلہ دینا تھا کیا جو فیصلہ دیا ہے، وہ از روئے شرع صحیح ہے یا غلط اور اس پر عمل جائز ہے یا ناجائز روزے کی قضا ہے یا نہیں اطراف کے لوگوں نے محض سورت کے فیصلہ کی خبر پر عید منائی اور روزہ نہیں رکھا یا رکھ کر توڑ دیا اس کا کیا حکم ہے اور جنہوں نے عید نہیں منائی اور روزہ نہیں چھوڑا اور نہیں توڑا ان کے متعلق کیا حکم ہے، بڑا انتشار اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے، لہٰذا جلد تفصیلی جواب مرحمت فرماویں تاکہ شائع کر دیا جائے اور عوام وخواص مسئلہ کی حقیقت سے واقف ہو جاویں، تاکہ آئندہ اس قسم کی بات اور اختلاف رائے نہ ہو، بعض نے منگل کو عید کی ہے، بعض مقامات کی اطلاع ہے کہ بعض اشخاص نے دونوں روز عید کی نماز پڑھی پہلے روز ایک پارٹی کے ساتھ دوسرے روز دوسری جماعت کے ساتھ یہ سارا اختلاف دراصل دیکھا جائے تو رمضان کے چاند کے بارے میں پاکستان کے ریڈیو نے اطلاع دی تھی، اس بناء پر ہوا ہے، بعضوں

نے روزہ بھی رکھ لیا تھا اور تراویح بھی باجماعت ادا کرلی تھی ان کے چونکہ تیس روزے ختم ہورہے تھے، اس لئے ان کو بھی سعی یہ تھی کہ دوشنبہ کی عید ہوجانی چاہئے، کہ کراچی میں بھی اسی روز عید تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہلال عید کے لئے شہادت شرعیہ ضروری ہے جو بیانات سوال میں نقل کئے گئے ہیں ان کی حیثیت مجموعی طور پر شرعی شہادت کی نہیں، صرف پہلا نوجوان صرف ایک سکنڈ چاند دیکھنے والا مستور الحال ایسا ہے کہ بعض احکام میں اس کا بیان شہادت کہلانے کا مستحق ہے، مگر نصاب تام نہ ہونے کی بناء پر صرف اس کے بیان پر ثبوت ہلال کا حکم نہیں دیا جاسکتا[1] دوسرا نوجوان اولاً ڈاڑھی منڈا ہونے کی وجہ سے عادل نہیں مستور الحال نہیں مقبول الشہادۃ نہیں[2] ثانیاً اس کو چاند کا یقین نہیں بلکہ لکیر سی دیکھی ہے، تیسرا شخص رافضی ہے، جو مردود الشہادۃ ہے[3] چوتھے شخص مولوی نے خود چاند دیکھنا بیان نہیں کیا بلکہ دیکھنے والوں کی توثیق کی ہے اس لئے قاضی صاحب کا فیصلہ ان بیانات پر درست نہیں، عید پڑھنا درست نہیں، روزہ نہ رکھنا درست نہیں ہے، روزہ کی قضاء لازم ہے جنہوں نے توڑ دیا ہے

---

۱ وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة أى على الأموال وهو رجلان أو رجل وإمرأتان، الدر مع الشامى كراچى ص۳۸۶ج۲ كتاب الصوم، مبحث فى صوم يوم الشک، هنديه كوئٹه ص۱۹۸ ج ۱ الباب الثانى فى رؤية الهلال، بحر كوئٹه ص۲۶۷ ج ۲ كتاب الصوم.

۲ لا يقبل خبر فاسق اتفاقاً، الدر مع الشامى كراچى ص۳۸۵ج۲ مبحث فى صوم يوم الشک، طحطاوى على المراقى ص۵۳۸ فصل فيما يثبت به الهلال، طبع مصر، محيط برهانى ص ۳۳۹ج۳ كتاب الصوم، الفصل الثانى، مطبوعه ڈابهيل،

۳ ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف الذين هم الصحابة والتابعون وأبوحنيفة وأصحابه رضى الله عنهم اجمعين، هنديه كوئٹه ص۴۸۳/۵، الفصل الثانى من لا تقبل شهادته لفسقه، مجمع الأنهر ص۲۷۸ ج۳ باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص۹۲ ج۷ باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل.

ان کے ذمہ بھی قضاء لازم ہے[1] جنہوں نے اس فیصلہ پر روزہ نہیں توڑا اور عید نہیں منائی انہوں نے درست کیا جنہوں نے دو مرتبہ عید پڑھی انہوں نے بھی بیجا حرکت کی، ہمارے اطراف میں انتیس روزے ہوئے پھر اکثر مقامات پر رویت ہوئی اور دہلی سے بھی بذریعہ ریڈیو اطلاع آ گئی مگر سہارنپور ابر تھا، ریڈیو کی اطلاع کو شرعی شہادت قرار نہیں دیا گیا کچھ دیر میں شہادت پہنچی حتی کہ بہت سی مساجد میں تراویح بھی ہوئی، اور دوشنبہ کو بالاتفاق عید ہوئی: **وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادت ولفظ اشهد** اھ (درمختار)[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/ شوال ۶۹ھ

ہلالِ عید کی شہادت پر روزہ افطار کرنا اور عید پڑھنا

سوال:- عید الفطر کا چاند ۲۹/ کو عام نہیں ہوا، ۳۰/ تاریخ کو شہادت کی وجہ سے دوپہر کو روزہ افطار کئے گئے اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے عید اس روز مانی جائیگی جس روز روزے افطار کئے گئے ہیں یا اگلے دن جب نماز ہوئی ہے عید مانی جائے گی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے ۲۹/ رمضان کو چاند نظر نہیں آیا اس بنا پر روزہ رکھا گیا یہ تصور کرتے ہوئے کہ ۳۰/ رمضان ہے، مگر بعد میں شہادتِ شرعیہ سے چاند کا ثبوت ہو گیا، اور روزہ

---

[1] ولو أفطر أهل الرستاق بصوت الطبل يوم الثلاثين ظانين أنه يوم العيد وهو لغيره لم يكفروا، طحطاوی علی المراقی، ص ۵۵۶ باب ما يفسد الصوم، طبع مصر،
شامی زکریا ص۳۸۳ ج۳ باب ما يفسد الصوم الخ، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری تاتارخانية کراچی ص۳۹۵ ج۲ کتاب الصوم، الفصل التاسع فيما يصير شبهة فی إسقاط الكفارة.

[2] الدرالمختار مع ا لشامی ص:۳۸۶، ج:۲، مبحث فی صوم يوم الشک شامی نعمانيه ص:۹۴، ج:۲.

افطار کر دیا گیا اور ثابت ہوگیا کہ یکم شوال ہے، تو وہی دن عید کا دن ہے، اسی دن عید کی نماز پڑھی جائے لیکن اگر شہادت دیر میں پہنچی اور عید کی نماز کا وقت نہیں رہا، تو نمازِ عید ۲ رشوال کو پڑھی جائے[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/ ۸۵ھ

غلط شہادت پر اعلان عید ور یڈیو کا اعلان

سوال:-فخر الاماثل مفتی صاحب دامت برکاتہم ....السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

حضرت یہاں پر امسال عید کے موقع پر ایک بہت بڑا فتنہ بر پا ہوا اور ہمیشہ سے یہاں کے لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہیں چنانچہ حضور والا کے تائیدی جواب کے بعد انشاء اللہ یہ فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گا آسمان ابر آلود ہے، اور یہاں کے برادری کے منتظمین نے اپنے قدیم غیر شرعی دستور و نظام کے موجب انتیس رمضان ۶۹ھ کو ایک بالکل فاسق فاجر مزدور لڑکے کو جو نہ تو کبھی نماز پڑھتا ہے، نہ کبھی روزہ رکھتا ہے بلکہ ہمیشہ فسق و فجور میں مبتلا رہتا ہے، سورت کے ایک تاجر کے پاس پرچہ دے کر بھیجا کہ اگر وہاں چاند ہوا اور عید ہو تو اس مزدور لڑکے کے ہاتھ چٹھی لکھ کر بھیج دینا، اس پر ہم عمل کریں گے یہ لڑکا صبح چار بجے کے قریب ان تاجر صاحب کی چٹھی لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ یہاں عید کا نقارہ پٹ گیا اور صبح عید کی عید مبارک، مجھے جب اس کی اطلاع پہنچی تو میرے پاس حضرت العلامۃ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کا فتویٰ موجود تھا، جو میں نے پہلے ہی منگا رکھا تھا، اس فتویٰ میں لکھا ہوا ہے کہ باہر سے خبر یا تحریر لانے والے دو عادل مسلمان ہونے ضروری ہیں

[1] وتؤخر بعذر كمطر الى الزوال من الغد (الدر) ودخل فيه ما إذا لم يخرج الإمام وما إذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحيث لا يمكن جمع الناس، (شامی کراچی ص ۱۷۶، ج ۲، قبيل مطلب لا يلزم من ترک المستحب، باب العيدين شامی نعمانیه ص ۵۶۱ ج ۱، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۴۳۹ باب احکام العیدین، حلبی کبیر ص ۵۷۱ فصل فی العید، طبع لاهور)

خواہ وہ ہلال رمضان ہو یا عیدین سو میں نے یہاں کے لوگوں کو مذکورہ فتویٰ کی بناء پر روکا بعض نے افطار نہیں کیا اور دوسرے دن میرے ہمراہ عید منائی اور یہاں کی اکثریت نے افطار بھی کرلیا، اور عید بھی منالی اب سورت کی شہادت کا حاصل کیا ہوا وہ ملاحظہ ہو۔

میں نے یہاں تین ثقہ اشخاص کو جن میں دو عالم اور ایک متشرع مستور الحال ہیں راندیر بھیجا تا کہ ان کی شہادت پر عمل کیا جائے، یہ لوگ راندیر کے علماء سے ملے چنانچہ انہوں نے ان حضرات سے کہا اور تحریر بھی لکھ دی جس پر مولوی عبدالرحیم صادق صاحب اور حافظ صالح صاحب کے جو وہاں کے ایک مسلم بزرگ ہیں دستخط تھے زبانی روئیداد یہ بیان کی کہ یہاں کے شہر قاضی نے بھی نقارہ پیٹ دیا تھا مگر ہم ان کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے پاس شہر سورت سے جن چاند دیکھنے والوں کے نام آئے ہیں ان کے نام ہم کو دو اور اپنی موٹر بھی دو ہم ابھی تحقیق کر کے آتے ہیں، اور چنانچہ یہ حضرات سورت گئے اور نام بنام سب سے دریافت کرنا شروع کیا تو سب ہی نے کہا کہ ہم نے چاند نہیں دیکھا ہمارا نام کسی نے غلط اڑایا ہے، بہر حال یہ راندیر کے علماء رات بارہ بجے سے تین بجے تک موٹر میں گھومے اور شہر کا چپہ چپہ اور کونہ کونہ چھان مارا، اور جن جن لوگوں کے نام لئے گئے ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے صاف انکار کیا اور بعض نے کہا کہ صاحب ہم ٹھیک تو نہیں کہہ سکتے مگر ایک سکنڈ کے لئے کچھ سفیدی سی معلوم ہوگئی اخیر میں ایک شخص ایسا ملا جس نے کہا کہ ہاں میں نے بھی دیکھا ہے اور شہر قاضی نے بھی دیکھا ہے، چنانچہ یہ حضرات سورت کے شہر قاضی کے پاس گئے ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کس شہادت کی بناء پر شہر میں عید کا اعلان کرایا ہے، انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ لوگ دو چار لوگوں کو لے کر آئے اور کہا کہ یہ آدمی اچھے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، ان لوگوں نے چاند دیکھا ہے میں نے ان کے دستخط لے لئے اور عید کا نقارہ پٹوا ڈالا۔

(۱) ان حضرات نے قاضی صاحب سے کہا کہ فلاں صاحب تو آپ کا نام بھی لیتے ہیں کہ قاضی صاحب نے چاند دیکھا ہے، جواباً کہا کہ حاشا وکلاّ وہ جھوٹے ہیں میں نے ہرگز چاند نہیں

دیکھا صرف ان لوگوں کے کہنے سے نقارہ پٹواڈالا ان حضرات نے کہا کہ یہ حضرات تو انکار کرتے ہیں کہ ہم نے چاند نہیں دیکھا اور یہ دستخط بھی ہمارے نہیں ہیں، اس پر قاضی صاحب خاموش ہوگئے، مگر عید تو صبح کو قاضی صاحب کے حکم سے ہوہی گئی، راندیر والوں نے نہیں کی بہرحال جس شہر کی شہادت کی بناء پر یہاں کٹھور میں عید منائی گئی اس شہادت کا یہ حشر ہوا اور قطع نظر اس کے کہ سورت میں شرعاً عید درست ہوئی یا نہیں صرف ایک بالکل فاسق فاجر لڑکے کے وہاں کے کسی تاجر کی تحقیق لانے پر صرف یہاں والوں نے روزہ توڑ ڈالا اور عید کی دوگانہ ادا کر لی گئی سوا گر جن لوگوں کو روزہ توڑنے سے پہلے میں نے روکا اور مسئلہ بتلایا ایسے لوگوں نے روزہ توڑ ڈالا اور عید کر لی تو آیا ان لوگوں پر روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں ہیں یا نہیں نیز وہ دوگانہ واجب الاعادہ ہے، یا نہیں نیز جن لوگوں کو اس مسئلہ کا علم ہی نہیں ہوا اور اس غیر شرعی شہادت پر روزہ توڑ ڈالا اور عید منائی ان کے قضا اور کفارہ اور اعادہ عید کا کیا حکم ہے۔

(۲) پاکستان ریڈیو سے اعلان ہوا ہیکہ آئندہ رمضان اور عیدین کے موقع پر پاکستان ریڈیو سے ایک ثقہ عالم رویت ہلال کی اطلاع دیدیا کریں گے جن کا نام پروگرام میں بتلایا جائے گا سو اس اطلاع کی بناء پر تمام مسلمان عمل کرلیا کریں اول تو ریڈیو کی اطلاع پھر وہ بھی بولنے والا صرف ایک ہی کم از کم دو بھی نہیں اس خبر پر عمل کر کے صوم وافطار کا حکم دیا جا سکتا ہے۔

(۳) یہاں قاضی شرعی تو کوئی ہے نہیں صرف نکاح خواں اور فاتحہ خواں شخص کو یہاں عرفاً قاضی کہتے ہیں جو علاوہ جاہل ہونے کے ان میں عدالت تو کجا مستور الحال ہونے کی بھی اہلیت نہیں سو ایسی صورت میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر رؤیت یا شہادت کی تحریر لانے کے باب میں کتاب القاضی الی القاضی کی تو گنجائش ہے نہیں تو جس مقام سے تحریر منگائی جاتی ہے، اس مقام کا بذریعۂ تحریر خبر دینے والا شخص کس قماش کا ہونا چاہئے، نیز تنہا ایک ہی شخص کی تحریر اور دستخط دو عادل اور ثقہ آدمی لے کر یا اس تحریر پر دو شخصوں کے دستخط ہونے چاہئیں، نیز تحریر کے شاہدین عادلین کا

حضور اس محرر کے سامنے ضروری ہے یا نہیں نیز ان شاہدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ یہ تحریر فلاں فلاں حضرات نے ہمارے حضور میں لکھی ہے، امید کہ جواب سے جلد مشرف فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) سورت کی اس شہادت اور قاضی صاحب کی حالت اور کٹھور کی پبلک کے (باوجود منع کرنے کے) روزہ توڑنے اور عید منانے پر حسرت وافسوس ہے اللہ پاک صلاحیت عطا فرمائیں اور احکام شرع پر عمل کی توفیق دیں دیانات میں فاسق کی خبر معتبر نہیں[۱] شہادت کا درجہ خبر سے بڑھ کر ہے وہ کیسے معتبر ہوگی سورت کے قاضی صاحب کو جب تحقیق ہوگئی کہ چاند نہیں ہوا اور ان کے سامنے جو بیانات دیئے گئے تھے وہ غلط تھے ان کے ذمہ لازم تھا کہ فوراً اعلان کراتے کہ عید کے لئے جو نقارہ پیٹا گیا ہے، وہ غلط ہے اس نقارہ کی بناء پر کل ہرگز عید نہ کی جائے اور بھی جن لوگوں کو اس غلط بیانی کی اطلاع ہوئی ان کو لازم تھا کہ وہ روزہ رکھتے اور عید کی نماز اس روز نہ پڑھتے اور جب وہاں ثبوت رویت نہیں ہوا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے دوگانہ عید کی نماز لازم نہیں اعادہ بھی نہیں، روزہ کا کفارہ بھی لازم نہیں کفارہ شبہ سے بھی ساقط ہوجاتا ہے: **لو افطر اهل الرستاق بصوت الطبل يوم الثلاثين ظانين انه يوم العيد وهو لغيره لم يكفروا كما فى المنية اهـ** (طحطاوی[۲] ص: ۲۲۹)

---

[۱] لأن قول الفاسق فى الديانات التى يمكن تلقيها من العدول غير مقبول البحر الرائق كوئٹه ص۲۶۶ ج۲ كتاب الصوم، هدايه مع فتح القدير ص۳۲۲ ج۲ كتاب الصوم، فصل فى رؤية الهلال، مطبوعه دار الفكر بيروت، طحطاوى على المراقى مصرى ص۲۳۸ كتاب الصوم، فصل فيما يثبت به الهلال.

[۲] طحطاوى على المراقى مصرى ص۵۵۶، باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء من غير كفارة، شامى زكريا ص۳/۳۸۳ باب مايفسد الصوم الخ، مطلب فى جواز الإفطار بالتحرى، تاتارخانية كراچى ص۲/۳۹۵ كتاب الصوم، الفصل التاسع فيما يصير شبهة فى اسقاط الكفارة.

(۲) اگر حکومت رویت ہلال کا انتظام معتبر ومعتمد علماء کے سپرد کرے کہ وہ باقاعدہ شہادت لیں اس کے بعد حکومت کی طرف سے ذمہ دارانہ حیثیت سے کوئی عالم ریڈیو پر بطور اعلان نشر کر دے اور اس امر کا پورا پورا انتظام ہو کہ کوئی دوسرا شخص اعلان نہ کرے اور بغیر شہادت شرعیہ کے اعلان نہ کیا جائے غرض کسی قسم کی تلبیس نہ ہو تو اس علاقہ کے لوگوں کو بحیثیت اعلان حکومت اس اعلان کا اعتبار کرنا ہوگا، جیسے کہ دیگر اعلانات حکومت بذریعہ منادی کئے جاتے ہیں جن کا اعتبار کیا جاتا ہے اور جو مسلمان اس علاقہ کے رہنے والے نہیں وہ اس اعلان کے بھی پابند نہیں[۱]

(۳) اگر وہاں کے عام مسلمین ان قاضی صاحب پر امور دینیہ میں اعتماد کرتے اور ان کے اعلانات پر عمل کرتے ہیں تو ان کا تنہا کا ایک تحریر دو ثقہ معتبر آدمی کے سامنے لکھ کر ان کو سنا کر ان کے حوالہ کر دینا کافی ہے وہ دونوں ثقہ جب بیان کریں کہ ہمارے سامنے یہ تحریر لکھی ہے اور اس میں یہ تحریر ہے تو اعتبار کر لیا کریں اور اگر ان قاضی صاحب پر عام مسلمین کو اس قدر اعتماد نہیں تو تنہا کا لکھنا کافی نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۱۱/ شوال ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۱۷/ شوال ۶۹ھ

---

[۱] امداد المفتیین ص ۴۸۴ رؤیت ھلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۸۸ ھلال کے معاملہ میں آلات جدیدہ کی خبروں کا درجہ، مطبوعہ قاسمی دیوبند، انوار رحمت ص ۵۴۲ ھلال کمیٹی کے فیصلہ کا ریڈیو یا ٹیلی ویزن میں اعلان، مطبوعہ مکتبہ الاصلاح مرادآباد.

[۲] ولا یقبله الا بحضرة الخصم وبشهادة رجلین أو رجل وأمرأتین أنه کتاب فلان، ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر ص ۲۳۲ ج ۳ کتاب القضاء، فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۴ ج ۷ کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الخ، النهر الفائق ص ۲۲۲ ج ۳ کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

کیا مفتی کے ذمہ لازم ہے کہ رویت ہلال کے لئے شاہدوں کو تلاش کرتا پھرے

سوال:-عید یا رمضان یا کسی دوسرے مہینہ کے چاند دیکھنے والوں پر یہ لازم ہے کہ مفتی کے پاس آکر گواہی دیں یا خود مفتی کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ وہ محلّہ محلّہ گھر گھر بلکہ دیہات جا کر گواہیاں حاصل کرے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ خود مفتی کے فرائض میں سے ہے، مفتی کا بیان یہ ہے کہ جب عام طور سے گواہی کا وجوب لوگوں کو بتلا دیا گیا ہے تو اب خود لوگوں کا فرض ہے کہ وہ آکر گواہی دیں بحوالہ کتاب تحریر کیا جائے کہ کس کی بات صحیح ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مفتی کا بیان صحیح ہے، یہاں تک کہ اگر صرف کوئی پردہ دار چاند دیکھے تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ آکر گواہی دے: **ویجب علی الجاریة المخدرة أن تخرج فی لیلتها بلا اذن مولاها وتشهد اھ (درمختار) قوله ویجب علی الجاریة المخدرة ای التی لا تخالط الرجال وکذا یجب علی الحرة أن تخرج بلا اذن زوجها وکذا غیر المخدرة والمزوجة بالاولیٰ قال والظاهر ان محل ذٰلک عند توقف اثبات الرؤیة علیها والا فلا اھ[1] (رد المحتار ص: ۱۲۴، ج:۲) فقط واللّٰه سبحانهٗ تعالیٰ اعلم**

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۴/۱۱/۶۷ھ

---

[1] الدرالمختار مع رد المحتار ص۲/۳۸۶، قبل مطلب لاعبرة بقول الموقتین مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۵۳۸ کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۶۷ ج۲ کتاب الصوم.

کیا ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند کی جستجو ضروری ہے

سوال :- برطانیہ میں امسال رمضان کے آغاز کے سلسلہ میں کافی اختلاف رہا اسلامک کلچر سینٹر نے حجاز مقدس کی خبر کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیر ۲۹ رنومبر ۶۹ء کو پہلے روزے کا اعلان کیا ایسٹ لنڈ مسجد (مرکز تبلیغ جماعت) نے جنوبی افریقہ کی خبر کے تحت منگل کے روز اور برطانیہ کے علماء کی جماعت نے متفقہ طور پر اس بات کا فیصلہ کیا کہ بیرونی ممالک کے خبروں کو قابل اعتبار نہ سمجھا جائے اور اگر برطانیہ میں چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس روز مکمل کر کے اور اسی طرح قابل وثوق برطانیہ ہی کی خبر نہ ملنے کی صورت میں رمضان کے تیس بھی روزے مکمل کئے جائیں اور اس طرح انہوں نے بدھ کے روز پہلا روزہ رکھا۔

برطانیہ کا موسم اس قابل نہیں کہ چاند آسانی سے دیکھا جاسکے اس صورت میں کوئی اسلامی مہینہ علماء حضرات کی رائے کے تحت تیس روز سے کم نہیں ہوگا، الّا ماشاء اللہ ایک جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رصدگاہ کی اطلاعات کے مطابق ہلال افق میں موجود ہوتا ہے لیکن بادلوں کی وجہ سے نظر نہیں آنے کے امکانات قوی تر ہیں اس جماعت کا یہ خیال ہے کہ چند قابل ثقہ حضرات کو لے کر غروب آفتاب کے فوراً بعد بذریعہ ہوائی جہاز بادلوں سے اوپر سفر کیا جائے اور چاند کو دیکھا جائے اور اس طرح مسلمانوں کے اس اختلاف کو دور کیا جائے، جس نے اس سال بہت شدت اختیار کر لی ہے، اور جس کی وجہ سے باطل طاقتیں اسلام کے خلاف اپنی تحریکوں کو مضبوط کر رہی ہیں احادیث میں رویت ہلال کی ضمن میں کسی اونچے مقام پر جانے کا مضمون وارد ہوا ہے کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے ہوائی جہاز کے اس سفر کے جواز کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

برطانیہ میں اگر بادل کی وجہ سے ۲۹ رشعبان کو چاند نظر نہ آئے تو آس پاس جہاں نظر آئے وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز دیکھنے والوں کو طلب کر کے ان سے تحقیق کر لی جائے اگر وہ معتبر اور ثقہ

ہوں تو ان کے قول کو تسلیم کر کے ثبوت رمضان کا حکم کر دیا جائے، اگر مہینہ ۲۸/ یا ۳۱/ کا نہ بن جاتا ہو تو دوسرے مقامات کی شہادت معتبر ہوگی، ہوائی جہاز کے ذریعہ بادلوں سے بلندی پر جا کر دیکھنے کو شرعاً ضروری قرار نہیں دیا جائے گا اس سے اقرب یہ ہے کہ چاند دیکھنے والے ہوائی جہاز سے آ کر گواہی دیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

آلات جدیدہ سے رویت ہلال کا ثبوت

سوال:- (۱) ہمارے شہر دہرہ دون سے کوہ منصوری چودہ میل کے فاصلہ پر ہے، جہاں کی بلندی سے قدرتی طور پر چاند دیکھنے کی آسانی ہے، لہٰذا اگر منصوری کی جامع مسجد کا امام مع دیگر متشرع مسلمانوں کے ۲۹/شعبان ۲۹/رمضان اور ۲۹/ ذیقعدہ کو دیکھ کر چاند ہونے کی اطلاع بذریعہ ٹیلیفون دے تو ممبران رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون ان کی رویت ہلال کو مستند سمجھ کر اعلان رویت ہلال کریں یا نہیں؟

(۲) اگر صدر رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون اپنے کسی متشرع ممبر کو بغرض رویت ہلال منصوری بھیجے اور وہ ممبر مع دیگر مسلمانان منصوری چاند دیکھ کر ہمیں بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیں تو اس پر عمل کیا جائے گا یا نہیں یا وہ ممبر بذات خود منصوری سے واپس دہرہ دون آ کر چاند دیکھنا بیان کرے اور ثبوت میں امام جامع مسجد منصوری و دیگر مسلمانان منصوری کی تحریری تصدیق کے ساتھ چاند دیکھنا

---

[1] نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الأخری لزمهم علی الصحیح من المذهب مجتبی وغیره (درمختار) قال الرحمتی معنی الاستفاضه أن تأتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صامو عن رؤیة لا مجردالشیوع (شامی کراچی ص ۳۹۰/۲، شامی زکریا ص ۳۵۹ ج۳ کتاب الصوم، قبیل مطلب فی رؤیة الهلال نهارا. منحة الخالق هامش البحر الرائق کوئٹه ص ۲۷۰ ج۲ قبیل باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۴۱ کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال الخ)

بیان کرے تو ایسی صورت میں رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون کی اعلان رویت ہلال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) بذریعہ تار یا خطوط دیگر اضلاع مثلاً بمبئی، کراچی، مراد آباد، دہلی، سہارن پور سے رویت ہلال کی مستند خبر آئے تو کیا حکم ہے جب کہ تار دہندہ و خط نوسندہ جانتے بھی ہیں یا دریافت کرنے پر انہوں نے تار دیا ہے یا خط لکھا ہے۔

(۴) ریڈیو کے ذریعہ سے رویت ہلال کی خبر کا کیا حکم ہے؟

(۵) اگر بعد تصدیق شرعی ممبران رویت ہلال کمیٹی دہرہ دون کے اعلان کو امام عیدگاہ یا امام جامع مسجد قبول نہ کرے تو ایسی حالت میں ممبران رویت ہلال کمیٹی کیا کریں۔

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) ٹیلیفون کے ذریعہ سے اطلاع ملنے پر اگر چہ امام جامع مسجد نے اطلاع دی ہو اعلان اطلاع رویت ہلال کرنا شرعاً درست نہیں[1]

(۲) اس پر بھی عمل درست نہیں، وہ ممبر اگر ثقہ اور مقبول الشہادۃ ہے تو رمضان شریف کے چاند کے مطابق اس کا تنہا آکر شہادت دینا بھی کافی ہے، جیسا کہ کوئی ثقہ شہادت دیتا تو وہ کافی ہوتی[2] غیر رمضان کے لئے ایک شخص کی شہادت کافی نہیں ہوتی ہاں اگر جامع مسجد کے امام صاحب

---

[1] ولو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره اذ النغمة تشبه النغمة تبيين الحقائق ص۲۱۴ ج۴ كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان، شامی زكريا ص۱۸۱ ج۸ كتاب الشهادات، مجمع الأنهر ص۲۶۶ ج۳ كتاب الشهادات، فصل يشهد بكل سمعه الخ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] لو اخبر رجل القاضی بمجئی رمضان يقبل ويامر الناس فی الصوم فی يوم الغيم. البحر الرائق ص: ۲۶۳، ج:۲، كتاب الصوم، مطبع كوئٹه. هكذا فی الهندية كوئٹه ص: ۱۹۷، ج:۱. كتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤية الهلال، تبيين الحقائق ص۳۱۹ ج۱ كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان.

اور دیگر مسلمانان کم از کم شرعی دو شہادتیں قلمبند کر کے کم از کم دو معتبر مسلمانوں کے ہاتھ بھیجیں اور وہ اپنے ساتھ لکھوا کر بحفاظت لائیں تو پھر اعلان رویت درست ہوگا[۱]

(۳) تار یا بذریعہ ڈاک سرکاری آئے ہوئے خطوط سے رویت درست نہیں خواہ وہ تار یا خط مرسل نے ازخود روانہ کیا ہو خواہ دریافت کرنے پر![۲]

(۴) ریڈیو کے ذریعہ سے بھی شرعی شہادت حاصل نہیں ہوتی![۳]

(۵) شرعی شہادت کا قبول کرنا واجب ہے[۴] ممبران کمیٹی کو چاہئے کہ امام عیدگاہ اور امام جامع مسجد کے سامنے اپنے ذرائع تصدیق بیان کریں اگر وہ ان ذرائع میں کوئی شرعی نقص بتائیں تو ان کا تدارک کریں اگر باوجود شرعاً قابل قبول ہونے کے وہ قبول نہ کریں اور کوئی شرعی نقص بھی نہ نکال سکیں تو پھر ممبران کو رویت ہلال کے احکام پر عمل کرنا چاہئے، مثلاً اگر رمضان شریف کا چاند تھا تو

---

[۱] وشرط لهلال الفطر اى لثبوته وغيره من الأهلة إذا كان بالسماء علة لفظ الشهادة الحاصلة من حرين مسلمين مكلفين اوحر وحرتين مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۵۳۹ كتاب الصوم، فصل فيما يثبت به الهلال، شامى زكريا ص ۳٦١ ج۳ كتاب الصوم، قبيل مطلب فى رؤية الهلا نهاراً، مجمع الأنهر ص ۳۴۹ ج ۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، المحيط البرهانى ص ۳۳۹ ج۳ الفصل الثانى فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل، بدائع الصنائع زكريا ص ۲۲۲ ج ۲ كتاب الصوم، اختلاف المطالع.

[۲] ولا يعمل بالخط الا فى مسئلة كتاب الامان الدر المختار عبارة الاشباه لا يعتمد على الخط قال البيرى المراد من قوله لا يعتمد اى لا يقضى القاضى بذلك عند المنازعة لان الخط مما يزوّر ويفتعل، الدر المختار مع الشامى زكريا ص۱۳۵ ج۸ باب كتاب القاضى الخ مطلب لا يعمل بالخط، البحر الرائق كوئٹه ص ۴ ج۷ باب كتاب القاضى الخ.

[۳] ملاحظہ ہو گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ۱۔

[۴] ومن تحمل وشهد وجب على كال قاض الحكم بشهادته، فتح القدير ص ۲۹۵ ج۷ كتاب القضاء، كتاب القاضى الى القاضى، مطبوعه دار الفكر بيروت.

روزہ رکھیں[1] مگر فتنہ وہ فساد سے حتی الوسع پرہیز کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

ٹیلیفون کی خبر کا حکم

سوال:-(۱) خبر ٹیلیفون جب کہ کسی معتبر شخص کی طرف سے ہو مفید ظن ہے، اور غلبۂ ظن عمل کے لئے حجت ہے، پس خبر ٹیلیفون جب کسی معتمد علیہ عالم کی طرف سے ہو اس پر صوم وافطار درست ہے یا نہیں؟

(۲) فقہ کی کتابوں میں کتاب القاضی الیٰ القاضی کو مشابہ خطاب القاضی الیٰ لقاضی بنا کر حجت مانتے ہیں تو ٹیلیفون قاضی شہر جو کہ بعینہٖ خطاب القاضی الیٰ القاضی ہے کیونکر حجت نہ ہوگی۔

(۳) اختلاف مطالع کے اعتبار اور عدم اعتبار کے تحت میں قول فقہاء کہ **فیلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب** کا محمل اگر خبر ٹیلیفون قرار دیا جائے تو اس میں کیا خرابی یا مخالفت روایات ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) محض ٹیلیفون کی خبر پر صوم وافطار درست نہیں[2]!

[1] عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصوموا حتی تروا الھلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا له وفی روایة قال الشھر تسع وعشرون لیلة فلا تصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین مشکوٰة شریف ص ۱۷۴ باب رؤیة الھلال، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص۲۵۵ ج۱ کتاب الصوم، باب رؤیة الھلال، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۳۴۷ ج۱ کتاب الصیام، باب وجوب رمضان لرؤیة الھلال، مطبوعه رشیدیه دهلی.

[2] تقدم تخریجه تحت عنوان ''آلات جدیدہ سے رؤیت ہلال کا ثبوت''.

(۲) کتاب القاضی الیٰ القاضی کو شرعاً معاملات میں حجت مانا ہے نہ کہ جمیع امور میں اور یہ بھی خلاف قیاس حجت ہے اور اس کے لئے جس قدر شروط ہیں کیا تمام ٹیلیفون میں موجود ہیں: **یجب ان یعلم ان کتاب القاضی الیٰ القاضی صار حجة شرعاً فی المعاملات بخلاف القیاس لان الکتاب قد یفتعل ویزور والخط یشبه الخط والخاتم یشبه الخاتم ولکن جعلناه حجة بالاجماع ولکن انما یقبله القاضی المکتوب الیه عندوجود شرائطهٖ ومن جملة الشرائط البینة حتی ان القاضی المکتوب الیه لا یقبل کتاب القاضی ما لم یثبت بالبیّنة انه کتاب القاضی (فتاویٰ عالمگیری[1] ص: ۳۸۱، ج: ۳)**

اس کے علاوہ اور بھی شرائط ذکر کئے ہیں ان میں سے کیا کیا شرطیں یہاں پائی جاتی ہیں کم از کم اس ایک شرط پر غور کر لیا جائے کیا شرعی بینہ اس بات پر قائم ہے کہ یہ ٹیلیفون قاضیٔ شہر ہی دے رہے ہیں، ٹیلیفون کو خطاب بعینہٖ قرار دے کر حجت سمجھنا تفقہ سے بعید ہے **وفی التبیین[2] لو سمع من وراء الحجاب لا یسعه ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذ النغمة تشبه النغمة اھ** دیکھئے پس پردہ آواز سن کر شہادت دینا درست نہیں مگر اس شرط سے **الا اذا کان فی الداخل وحده وعلم الشاهد انه لیس فیها غیره ثم جلس علیٰ المسلک ولیس له المسلک غیره فسمع اقرار الداخل ولا یراه لانه یحصل به العلم[3]** اس کے بعد بھی اگر شاہد نے قاضی کے یہاں پوری تفصیل وتفسیر کے ساتھ یہ شہادت دی تو قاضی قبول نہیں کرے گا

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۸۱ ج ۳، کتاب القاضی، الباب الثالث والعشرون فی کتاب القاضی الی القاضی، تبیین الحقائق ص ۱۸۲ ج ۴ باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص ۲۳۰ ج ۳ کتاب القضاء، فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] زیلعی ص ۲۱۳، ۲۱۴/۴، کتاب الشهادة، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص: ۲۶۲، ج: ۳، کتاب الشهادات، فصل اول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] تبیین الحقائق ص ۲۱۴ ج ۴ کتاب الشهادة، مطبوعه امدادیه ملتان.

وينبغي للقاضي اذا فسر له ان لا يقبله لان النغمة تشبه النغمة[۱] پس پردہ سے اگر کوئی شخص بولے اور دو گواہ بھی اس کو دیکھ رہے ہیں، اور کسی اور شخص کے سامنے یہ دو شخص گواہی دیں کہ فلاں شخص نے ہمارے سامنے بولا ہے تو جس نے فقط پس پردہ سے آواز سنی ہے اس کو بغیر دیکھے محض آواز سن کر باوجود دو گواہوں کی گواہی کے اس بولنے والے کے متعلق گواہی دینا درست نہیں۔

قالوا اذا سمع صوت امرأة من وراء الحجاب لا يجوز ان يشهد عليها الا اذا كان يرىٰ شخصها وقت الاقرار قال الفقيه ابو الليث اذا اقرت امرأة من وراء حجاب وشهد عنده اثنان انها فلانة بنت فلان بن فلان لا يجوز لمن سمع اقرارها ان يشهد عليها الا اذا رأى شخصها حال ما اقرت فحينئذ يجوز ان يشهد علىٰ اقرارها برؤية شخصها لا رؤية وجهها اھ (مجمع الانهر[۲] ص: ۱۹۱، ج: ۲)

(۳) خرابی یہ ہیکہ عبارت مذکورہ کے بعد کچھ اور بھی عبارت ہے جس کو آپ نے کسی مصلحت کی وجہ سے نظر انداز کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ: اذا ثبت عندهم رؤية اولٰئك بطريق موجب كمامر، اس کی شرح اس طرح کی ہے: كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضي او يستفيض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اهل بلدة كذا رأوه لانه حكاية (ردالمحتار[۳] ص: ۱۴۸، ج: ۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور

---

۱ تبيين الحقائق ص ۲۱۴ ج ۴ كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان.

۲ مجمع الانهر ص: ۲۶۶، ج: ۳، كتاب الشهادات، فصل اول، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۵۶ ج ۷، كتاب الشهادات، شامی زكريا ص ۱۸۱، ۱۸۲ ج ۸ كتاب الشهادات.

۳ شامی كراچی ص ۳۹۴ ج ۲ شامی نعمانيه ص: ۹۶، ج: ۲، مطلب فی اختلاف المطالع، طحطاوی على المراقی مصری ص ۳۵۴ كتاب الصوم، فصل فيما يثبت به الهلال، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۷۰ ج ۲ قبيل باب ما يفسد الصوم.

تار، ٹیلیفون وغیرہ کی خبر پر عید رمضان

سوال:-(۱) اگر کسی شہر یا ملک میں رویتِ ہلال رمضان وعید الفطر نہ ہو اور کسی دوسرے شہر یا ملک سے صرف بذریعہ تار برقی، ٹیلی گراف، ٹیلیفون، ریڈیو اور وارلیس خبر موصول ہو تو کیا از روئے شرع شریف مطابق مذہب احناف اس شہر والوں پر جہاں رویتِ ہلال نہیں ہوئی ہے روزہ رکھنا یا رکھوانا، افطار کرنا یا کرانا ضروری اور واجب ہے۔

(۲) امسال رویتِ ہلال عید الفطر کے سلسلہ میں ڈھاکہ اور حیدرآباد سے بذریعہ ریڈیو ۲۹/رمضان المبارک کو یہ خبر نشر کی گئی تھی کہ ہلالِ عید الفطر کی رویت ہوگئی ہے اور کل عید ہے کیا اس خبر کو صحیح باور فرما کر جناب نے شنبہ ۸/ستمبر ۱۹۴۵ء کو یوم الفطر قرار دیا تھا یا نہیں؟

(۳) بصورتِ معتبری خبر ریڈیو، ٹیلیفون، وارلیس فقہی نقطۂ نظر سے اس کو دعویٰ شہادت، قضاء قاضی خبر مستفیض کی شقوں میں سے کس شق میں داخل سمجھا جاوے، از روئے شرع شریف مع حوالہ کتبِ معتبرہ حنفی سے مستفیض فرما کر داخلِ اجر عظیم ہوں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) آلاتِ مذکورہ کے ذریعہ جو خبر حاصل ہو وہ مقامِ شہادت میں شرعاً حجت نہیں، کیونکہ شاہد کیلئے جن اوصاف کی ضروت ہے انکا علم واقعی طور پر حاصل ہونا دشوار ہوتا ہے: **لان النغمة تشبه النغمة والخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم كذا فی شرح الملتقى**[1] لہٰذا ایسی خبر پر عید کرنا شرعاً درست نہیں، کیونکہ عید کیلئے شہادتِ عدلین شرط ہے، جب کہ آسمان پر بادل وغیرہ ہو اور

---

[1] مجمع الانهر ص: ۲۳۰، ج:۳، کتاب القضاء فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص۲۸۶ ج۷ باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه دار الفکر بیروت، تبیین الحقائق ص۱۸۲ ج۴ باب کتاب القاضی الی القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان.

مطلع صاف نہ ہوتو ثبوتِ رمضان کے لئے ایسی صورت میں قولِ واحد کافی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ واحد عدل ہو یا مستور ہو، اگر متعدد تار برقی یا ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ سے مختلف خبریں حاصل ہوں اور قرائنِ قویہ سے ان کی صحت کا غلبۂ ظن حاصل ہو جاوے تو وہ خبر شہود کے حکم میں ہوگی اور اس پر روزہ کا رکھنا صحیح ہوگا: **واذا كان بِالسَّمَاءِ علة تمنع الرؤية قبل في هلال رَمضان خبر عدل او مستور في الاصح لافاسق خلافاً للطحاوی ولو عبداً او انثٰی او محدوداً في قذف تاب لانه خبر لا شهادة ولذا لا يشترط لفظ الشهادة وقبل في هلال الفطر شهادة حُرّين او حر وحرتين بشرط لفظ الشهادة وعدم الحد في القذف** اھ(سکب الانہر[1])

(۲) اس خبر پر یہاں شنبہ ۸؍ستمبر کو عید الفطر قرار نہیں دی گئی بلکہ ۳۰؍رمضان یوم شنبہ ۸؍ستمبر ۴۵ء کو رویتِ عامہ ہوکر ۹؍ستمبر ۴۵ء یوم یکشنبہ کو عید الفطر قرار دی گئی۔

(۳) نہ یہ قضاءِ قاضی ہے نہ شہادتِ شرعیہ ہے، نہ خبر مستفیض ہے کچھ بھی نہیں بلکہ خبر مستور ہے، اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ ہے جس کا نام "**القول الكافي في حكم الخبر التلغرافي**" اس میں تفصیل موجود ہے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ دیوبندی نے بھی ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰؍۱۰؍۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱؍شوال ۶۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰؍شوال ۶۴ھ

---

[1] **سكب الانهر. ملخصاً ص ۳۴۸، ج: ۱، كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الصوم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۳۸ كتاب الصوم، فصل يثبت به الهلال.**

تار وٹیلیفون کی خبر

سوال:-خبر رویتِ ہلال بذریعہ ریڈیو یا تار، ٹیلیفون شرعاً معتبر ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ خبر شہادت شرعیہ کے حکم میں نہیں: **لان الخط یشبه الخط**[1] **والنغمة تشبه النغمة**[2] خاص کر جب کہ تار وغیرہ کا واسطہ غیر مسلم ہوں اور مطلب سمجھنے میں بھی اکثر غلطی ہوتی ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو ٹیلی فون، تار برقی کے ذریعہ چاند کا ثبوت

سوال:-ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی کی اطلاع پر کیا رویت یا عیدین کے چاند ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہوسکتا ہے، درانحالیکہ حکومت خود ان ایجادات کو اس درجہ میں معتبر نہیں سمجھتی ہے کہ اس کی آواز پر کوئی عدالت کسی مقدمہ کا فیصلہ کردے ان ایجادات کے جو موجد ہیں جب ان کی نگاہوں میں یہ چیزیں اتنا اعتبار نہیں رکھتی ہیں، تو پھر کیا شریعت مطہرہ کے احکامات پر یہ ایجادات حاکم ہوسکتی ہیں اور تمام علماء متقدمین ومتاخرین کے طریق کار اور تحقیق کو لغو، فضول، دقیانوسی، اور بیکار جیسے الفاظ سے یاد کیا جاسکتا ہے، رویت ہلال کے مسئلہ کی تحقیق کس طرح کی جائے شریعت مطہرہ نے اس کے

---

[1] مجمع الانهر ص:۲۳۰، ج:۳، کتاب القضاء فصل ثانی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص۲۸۶ ج۷ باب کتاب القاضی مطبوعه دار الفکر بیروت، تبیین الحقائق ص۱۸۲ ج۴ باب کتاب القاضی، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] مجمع الانهر ص: ۲۶۶، ج:۳، کتاب الشهادات، فصل اول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، هدایه ص: ۱۵۸، ج:۳، کتاب الشهادة.

متعلق کیا ہدایت فرمائی ہے اوران آلات وایجادات کے اعتبار کی شرعی حیثیت کیا ہے براہ عنایت جواب باصواب سے جلد سرفراز فرمائیں تاکہ رفع فتنہ ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عیدین کے چاند کیلئے شہادت ضروری ہے، مثلاً اگر ۲۹ ر رمضان المبارک کو مطلع صاف نہ ہوتو آئندہ دن کو ۳۰ ر رمضان مانتے ہوئے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا الّا یہ کہ چاند دیکھنے کی شہادت حاصل ہوجائے اور وہ شہادت اصول شرعیہ پر قابل قبول ہو جس کیلئے ایک امر یہ بھی ضروری ہیکہ شاہد مجلس شہادت میں (جہاں پر شہادت قبول کی جارہی ہو اور شاہد پر جرح کی جاسکتی ہو) حاضر ہو پس پردہ کی شہادت یعنی غائبانہ آواز پر حکم شہادت نافذ کرکے احکام شرعیہ کو جاری نہیں کیا جائے گا، اس سے ریڈیو، ٹیلیفون، تار برقی کا حکم سمجھ میں آگیا ہوگا۔

رمضان المبارک کے چاند کی شہادت ضروری نہیں صرف خبر کافی ہے، پس اگر ریڈیو، ٹیلیفون، تار سے خبریں آجائیں اوران پر وثوق ہو یعنی خبر دینے والے رویت کی خبریں دیں اور یہ پورا امن ہو کہ کوئی دوسرا شخص نہیں بول رہا ہے، نہ دوسرے شخص نے تار دیا ہے بلکہ بولنے والے اور تار دینے والے کو خوب اچھی طرح پہچانا جاتا ہے اور وہ ثقہ ہے مجروح نہیں ہے (تار میں تو یہ چیز ممکن ہی نہیں) تو اگر ایسی خبروں سے صدق کا ظن غالب ہوجائے تو ان کو معتبر مان لیا جائے گا اگر مطلع صاف ہوتو اس میں ان آلات میں سے کوئی آلہ بھی کارگر نہیں بلکہ جم غفیر کا چاند دیکھنا ضروری ہے، خواہ رمضان شریف کا چاند ہو خواہ عید کا ہو۔

والظاهر انه يلزم اهل القرىٰ الصوم بسماع المدافع او رؤية القناديل من المصر لأنه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به واحتمال كون ذٰلک لغير رمضان بعيد اذ لايفعل مثل ذٰلک عادةً فى

لیلة الشک الالثبوت رمضان [۱] (رد المحتار) **وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد وعدم الحد فی قذف لتعلق نفع العبد درمختار (قوله مع العلة) ای من غیم وغبار ودخان (قول لتعلق نفع العبد) علة لاشتراط ماذکر فی الشهادة علیٰ هلال الفطر بخلاف هلال الصوم لان الصوم امر دینی فلم یشترط فیه ذٰلک اما الفطر فهو نفع دنیوی للعباد فاشبه سائر حقوقهم فیشترط فیه ما یشترط فیها اهـ** (ردالمحتار) [۲] **الشهادة هی اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القضاء اهـ** (درمختار) **(قوله فی مجلس القضاء) خرج به اخبارهٔ فی غیر مجلسه فلا یعتبر** [۳] **اهـ** (طحطاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو کے ذریعہ رویتِ ہلال کا ثبوت

سوال:- ہم لوگ مشرقی یوپی ضلع بستی کے رہنے والے ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مطلع صاف ہوتا ہے مگر چاند نظر نہیں آتا، زمانہ کی ترقی اور ریڈیو کی ایجاد نے پوری دنیا کو ایک محلّہ بنادیا ہے، رویتِ ہلال نہ ہونے کے باوجود ایسا ہوتا ہے کہ کبھی پٹنہ، کبھی حیدرآباد، کبھی لکھنؤ کبھی کان پور سے اطلاع آتی

---

[۱] شامی نعمانیه ص: ۹۱، ج:۲، لاعبرة بقول الموقتین، شامی کراچی ص: ۳۸۷، ج:۲، کتاب الصوم، منحة الخالق ص ۲۷۰ ج ۲ کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۲] شامی کراچی ص۳۸۷ ج۲ کتاب الصوم، لا عبرة بقبول الموقتین، زیلعی ص ۳۱۹ ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان، البحرالرائق ص۲۶۷ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه، النهرالفائق ص۱۳ ج ۲، کتاب الصوم مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] شامی کراچی ص: ۶۲، ج:۷، کتاب الشهادات وایضا شامی کراچی ص ۴۶۱ ج۵ کتاب الشهادات، وطحطاوی علی الدر ص۲۲۷ ج۳ دار المعرفة بیروت، عالمگیری ص ۴۵۰، ج۳ کتاب الشهادات، الباب الأول الخ مطبوعه کوئٹه،

ہے کہ ان جگہوں میں کسی جگہ یا تمام جگہوں میں چاند ہو گیا وہاں کل عید ہے اور اطلاع یہ دی جاتی ہے کہ وہاں کے قاضی نے یا وہاں کے جامع مسجد کے امام نے رویتِ ہلال کا اعلان کر دیا ہے، بتایا جائے کہ ایسی اطلاع پر ہم لوگوں کا عید کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا ایسی حالت میں جو روزہ رکھ لیتے ہیں ان کا یہ فعل مستحسن ہے یا غیر مناسب؟ مثلاً اسی سال راقم السطور نے تراویح سے فارغ ہونے کے بعد دہلی ریڈیو اسٹیشن سے سنا کہ دہلی کی جامع مسجد کے امام صاحب نے اعلان کیا ہے کہ چاند کا ثبوت ہو چکا ہے، کل عید ہے، حیدر آباد کی رویتِ ہلال کمیٹی نے چاند کی رویت تسلیم کر لی ہے اور کل عید ہے، ریڈیو کی ان خبروں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آج کل ریڈیو کی خبروں پر بہت سے کام ہوتے ہیں چاند کی بات تو میں نہیں کہہ سکتا، لیکن فسادات، انتخابات کے موقعوں پر ممبران کی کامیابی یا ناکامی کی اطلاع، حکومت بننے کے بعد عہدوں کی تقسیم کا اعلان، کسی بڑے آدمی کے انتقال کی خبر اگر ریڈیو پر آ جاتی ہے، تو اس کو تسلیم کیا جاتا ہے، پھر بھلا کسی کی جانب سے خصوصاً مفتی اور قاضی کی طرف سے رویتِ ہلال کے ثبوت کا اعلان کیونکر قابلِ تسلیم نہیں ہے؟

یا ایسا ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ کے لئے کسی علاقہ کی خبر نا قابلِ تسلیم ہے، مثلاً حجازِ مقدس میں عید ہمیشہ یہاں سے پہلے ہوتی ہے، تو ہندوستان میں بھی کوئی علاقہ ایسا ہی ہو کہ اس میں عید یہاں سے پہلے ہی ہوتی ہو؟ اگر ایسا ہو تو اس کی نشاندہی کا ارزومند ہوں، ہم کم پڑھے لکھے لوگ تو بہشتی زیور (جو معتبر کتاب اور اہلِ دیوبند کے نزدیک قابلِ اعتبار ہے، نیز اس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ اس کے تمام مسائل کو مدلل کر دیا گیا ہے) دیکھتے ہیں اس میں یہ ملتا ہے کہ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے، ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتی کہ اگر ابتداءِ مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر انتہائے مشرق کے رہنے والوں پر پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا، (بہشتی زیور حصہ یازدہم) نہیں کہا جا سکتا ہے، کہ یہ حکم صرف روزہ کے بارے میں ہے یا عید کے بارے میں بھی حاشیہ پر عبارت ملتی ہے: و اختلاف

المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذاهب فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب (درمختار ص:۱۴۹، ج:۱، عالمگیری ص:۱۹۷، ج:۱، بحر ص:۲۷۰، ج:۲)

بہت سے معتبر علماء کی رائے میری نگاہ سے ایسی بھی گذری کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس طرح کی اطلاع ریڈیو پر آجائے کہ فلاں جگہ کے مفتی یا قاضی یا امام یا رویتِ ہلال کمیٹی نے رویتِ ہلال کا اعلان کر دیا ہے، تو اس صورت میں اس کو تسلیم کر لینا چاہئے، اور اس پر کار بند ہونا چاہئے لیکن اگر یہاں کے صاحبِ علم اور اہلِ وجاہت اسے تسلیم نہ کریں تو میرے لئے روزہ رکھنا یا افطار کر لینا شرعی حیثیت سے جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ جواب باصواب سے نوازیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسائل دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ جن میں خبر معتبر کافی ہے، دوم وہ کہ ان میں شہادت ضروری ہے، ریڈیو پر خبریں تو آپ سنتے اور معتبر مانتے ہیں، اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے ایسی خبروں کو معتبر مانا ہے، مگر کبھی یہ بھی دیکھا اور سنا ہے کہ کسی مجسٹریٹ نے کسی مقدمہ میں گواہی ریڈیو پر لے لی ہو اور اس پر فیصلہ کر دیا ہو، یا کسی قاضی نے مرد وعورت کا ایجاب وقبول ریڈیو پر کرا دیا ہو اور وہاں گواہ موجود نہ ہوں اور شرعاً وہ نکاح معتبر مان لیا گیا ہو، علاوہ ازیں دو باتیں اور بھی غور طلب ہیں ایک یہ کہ جب مطلع صاف ہو گیا اس وقت بھی ایک دو آدمی کی خبر یا گواہی کافی ہے یا جم غفیر کی رویت ضروری ہے، دوسری بات یہ ہے کہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں جس مقام پر رویت ہو گئی ہے وہاں سے خبر طریق موجب کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے، جیسا کہ آپ نے عالمگیری کے حوالہ سے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے، خبروں کا حال خاص کر ہنگاموں کے وقت مثلاً الیکشن اور جنگ وغیرہ کے وقت ایسا ہوتا ہے کہ ہر فریق اپنے حریف کو شکست دینے کیلئے جو تدبیر مناسب سمجھتا ہے

اختیار کرلیتا ہے، پھر بعد میں ظاہر ہوتا ہے کہ فلاں فلاں خبر غلط تھی، اہلِ تدبیر وتجربہ شروع ہی سے بتلا دیتے ہیں کہ فلاں خبر غلط ہے، بعض دفعہ وہ بھی فریب میں آجاتے ہیں، صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح سمجھ جاتے ہیں، یہ آئے دن کا حال ہے، پس کلیۃً یہ رائے قائم کرلینا کہ ریڈیو کی ہر خبر معتبر اور کافی ہے، صحیح نہیں ہے، عید کے لئے خبر محض کافی نہیں بلکہ شہادت ضروری ہے، یا خبر مستفیض ہو، اس کے شرائط شامی، بحر وغیرہ میں مذکور ہیں[1] خبر یا شہادت قبول کرنے کا محل بھی ذہن میں رکھیں، وہ ۲۹/ تاریخ ہے، اگر حجازِ مقدس سے بذریعۂ ہوائی جہاز یہاں آکر گواہی دیں کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے جو کہ ہمارے حساب سے ۲۸/ تاریخ تھی، تو انکی گواہی سنی بھی نہیں جائے گی، کیونکہ اسکے اعتبار سے ہمارا مہینہ ۲۸/ کا رہ جائے گا اور حدیث شریف میں ہیکہ مہینہ ۳۰/ کا ہوتا ہے یا ۲۹/ کا[2] (نہ ۲۸/ کا ہوتا ہے، نہ ۳۱ کا) امید ہیکہ اس تفصیل کے بعد آپکے اشکالات کا جواب واضح ہو گیا ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۱ھ

---

[1] (۱) وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد وقبل بلاعلة جمع عظيم يقع العلم الشرعي بخبرهم. (الدرمع الشامي كراچي ص: ۳۸۶، ج:۲ قبيل مطلب لا عبرة بقول الموقتين، شامی نعمانيه ص: ۹۱، ج:۲) البحر الرائق ص۲۶۷ ج۲ كتاب الصوم مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيری ص۱۹۸ ج۱ كتاب الصوم الباب الثانی فی رؤية الهلال مطبوعه كوئٹه.

(۲) معنى الاستفاضه ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن روية لا مجرد شيوع من غير علم بمن اشاعه. (شامی كراچی ص ۳۹۰، ج:۲، شامی نعمانيه ص:۹۴، ج:۲، منحة الخالق على البحر الرائق ص:۲۷۰، ج:۲)

[2] وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا وعقد الإبهام في الثالثة ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا يعنى تمام الثلاثين يعنى مرةً تسعاو عشرين ومرةً ثلثين متفق عليه، مشكوٰة شريف ص ۱۷۴ باب رؤية الهلال كتاب الصوم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ہلال رمضان وعید اور ریڈیو کی اطلاع

رمضان المبارک کے روزے رکھنے اور شعبان کا ۲۹/کا چاند دیکھنے کے بارے میں شہر بھر میں اور اطراف شہر کے کسی نے چاند نہیں دیکھا، اور نہ قصبہ میں دیکھا گیا، لیکن لوگوں نے صرف جنتری کے حساب سے گاؤں اور دوسرے بہت سے قصبوں میں بغیر چاند دیکھے روزہ شروع کردیا ہے، یہ روزہ رمضان کا ہے، یا نہیں؟ شہر سے ایک شخص نے پچاس میل دور ۲۹/شعبان کے چاند دیکھنے کی خبر دی ہے، باقی دیکھنے والے ہندو تھے، صرف اکیلا ایک مسلمان شہادت دیتا ہے، اور اس شخص کی نمازیں قضا ہوتی رہتی ہیں اور چاند دیکھنے کی حالت اس طرح بتلاتا ہے کہ کبھی کہتا ہے کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے، اور کبھی کہتا ہے کہ ایک ہندو نے دیکھا ہے اور اس نے مجھے بتلایا اور کبھی کہتا ہے کہ میں نے موٹر روک کر خود دیکھا ہے، اور یہ بات عشاء سے پہلے ایک دو شہر کی مسجد والوں سے بتلائی اور ایک دو مسجد میں تراویح بھی ہوئی ہم سے جب اس ڈرائیور نے آکر خبر دی اور اس نے بذریعہ خط ہم کو خبر دی، لیکن لکھی ہوئی عبارت کی وجہ سے ہم لوگوں نے اس شخص کی خبر معتبر طریقہ سے نہیں معلوم کی، اس لئے ہم نے ۲۹/شعبان کا روزہ نہیں رکھا، اور کچھ لوگوں نے شہر میں روزے کا اعلان کردیا، آپ مطلع فرمادیں کہ ایک مسلمان کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟ اور چاند ۲۹/شعبان کا ہوا ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ عید مبارک کے چاند کا کیا مسئلہ ہے؟ فاسق، فاجر، ہندو، کافر، غلام وغیرہ کی شہادت ان مسائل میں معتبر ہے، یا نہیں؟ ٹیلیفون، ٹیلی گرام، ریڈیو، مشرق وسطیٰ کے ریڈیو کی خبریں جو رویتِ ہلال سے سے متعلق ہوں وہ معتبر ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۲۹/شعبان کو اگر مطلع صاف نہ ہوتو ایک مسلمان کا چاند دیکھ کر بیان کردینا بھی کافی ہے،

بشرطیکہ وہ ظاہرُ الفسق نہ ہو[1] امسال یہاں بھی ۲۹/شعبان جمعرات کو چاند نظر نہیں آیا، لیکن بعد میں متعدد مقامات سے چاند ہونے کی اطلاع آئی اور دیکھنے والے معتبر گواہوں نے خود جمعرات کو چاند دیکھنے کی گواہی دی، اس وجہ سے یہاں جمعہ کو یکم تاریخ رمضان کی قرار پائی، اور جن لوگوں نے جمعہ کو روزہ نہیں رکھا ان کو ایک روز بعد میں روزہ رکھنے کا حکم کر دیا گیا، اور اس چیز کو بذریعہ اعلان طبع کرا کر شائع کرادیا گیا، جن لوگوں نے محض جنتری دیکھ کر جمعہ کا روزہ رکھا انہوں نے ٹھیک نہیں کیا، یہ شرعی حکم نہیں کہ محض جنتری دیکھ کر روزہ رکھا جائے یا عید کی جائے، تاہم ان کا روزہ صحیح ہوگیا، اور ان کے ذمہ قضا لازم نہیں۔

ریڈیو کے ذریعہ آنے والی خبر کے متعلق بڑی تفصیل ہے، بعض صورتوں میں معتبر ہوتی ہے، بعض میں نہیں، رسالہ آلاتِ[2] جدیدہ اور ریڈیو کے متعلق احکام میں وہ تفصیل مذکور ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۸ھ

ریڈیو کا اعلان

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ دہلی میں جو ہلال کمیٹی ہے اس کا اعلان جو آل انڈیا ریڈیو دیتی ہے اس کی حیثیت کیا ہے آیا اس خبر پر عمل کیا جائے یا نہیں

[1] وقبل للصوم مع علة خبر عدل أو مستور در مختار قال الشامي أما مع تبين الفسق فلا قائل به عندنا، درمختار مع الشامی کراچی ص۳۸۵ج۲ کتاب الصوم مبحث فی صوم یوم الشک، عالمگیری ص۱۹۷ ج۱ الباب الثانی فی رؤیة الهلال، مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص ۳۱۹ ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] آلات جدیده کے شرعی احکام ص:۱۸۸، مصنفه مفتی محمد شفیع صاحب، باب هوائی رؤیت هلال کی شرعی حیثیت، مطبوعه قاسمی دیوبند.

کیونکہ ہلال کمیٹی کے صدر یا اس کا کوئی بھی رکن ریڈیو سے اعلان نہیں کرتا بلکہ صرف خبروں میں کمیٹی کے صدر کا حوالہ دیا جاتا ہے، اسی طرح پاکستان میں بھی ہلال کمیٹی ہے، اس کا صدر عام طور پر خود ریڈیو پاکستان پر چاند کا اعلان فرماتے ہیں آیا اس اعلان کا اطلاق صرف پاکستان پر لاگو ہوگا یا ہندوستان والے اس اعلان پر عمل کر سکتے ہیں شرعی حیثیت کے مطابق آپ مع حوالہ جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں اور اس رمضان کی پہلی تاریخ اور دن سے بھی مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہلال کمیٹی جس کے افراد اہل علم واہل دیانت ہوں شرعی قاعدے کے مطابق ثبوت رویت ہلال حاصل کر کے ریڈیو کے ذمہ دار کو تحریر لکھ کر دیدیں کہ ہمارے پاس شرعی شہادت ہے فلاں روز رویت ہلال کا ثبوت ہوگیا ہے اس بناء پر ہم اعلان کرتے ہیں کہ کل فلاں دن روزہ رکھا جائے تو یہ اعلان معتبر ہوگا جب کہ ۲۹ر کو مطلع صاف نہ ہو اعلان کرنے والا ریڈیو پر اگر چہ غیر مسلم ہو لیکن جب اسکا پورا اعتماد ہے، کہ رویت ہلال کمیٹی کے صدر صاحب نے اسکو یہ تحریر دی ہے جس کا اس نے انکی طرف سے یہ اعلان کیا ہے تو یہ اعلان معتبر ہے جیسے سرکاری حکم، اعلان کوئی بہت چھوٹا آدمی بذریعہ منادی کرتا ہے اور یہ اطمینان ہوتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے یہ اعلان نہیں کر رہا ہے بلکہ سرکاری تحریر کا اعلان کر رہا ہے تو اسکے اعلان کا اعتبار کرلیا جاتا ہے، جہاں تک اس ریڈیو کے اعلان تسلیم کرنے سے مہینہ اٹھائیس کا نہ رہ جائے یا اکتیس کا نہ بن جائے وہاں تک اسکا اعتبار کیا جاسکتا ہے، یہی حال پاکستان کے اعلان کا ہے، کہ اگر وہ باضابطہ شرعی شہادت کے بعد کیا گیا ہے تو معتبر ہے اس مسئلہ پر مستقل رسائل بھی لکھے گئے ہیں، ان میں دلائل بھی مذکور ہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور ۹؍۸؍۱۴۰۲ھ

---

[1] والظاهر أنه يلزم أهل القرى الصوم بسماع المدافع أو رؤية القناديل من المصر لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجةٌ موجبةٌ للعمل، شامی کراچی ص ۳۸۶ ج ۲ مبحث فی صوم یوم الشک آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۸۸ مصنفہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ، بیان ہوائی رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت، مطبوعہ قاسمی دیوبند، انوار رحمت مؤلفہ مفتی شبیر احمد صاحب شاہی مراد آباد ص ۵۴۲ آلات جدیدہ اور چاند کا ثبوت، مطبوعہ مراد آباد۔

ریڈیو کے اعلان کی حیثیت

سوال:- بعض شہروں میں مثلاً بمبئی، دہلی وغیرہ میں رویت ہلال کمیٹی قائم ہے، انکے فیصلوں کی پیروی کتنے میل کے فاصلہ تک جائز ہے اور کن پر نہیں، جب کہ ان کے اعلانات اور فیصلے محض ریڈیو کے ذریعہ پہنچتے ہوں اور محض خبر پر اعتماد کر لینا کیا حکم ہے جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب کے مرنے یا منتخب ہونے یا حادثہ کی خبر کیوں مانتے ہو؟ عینی گواہ شرعاً کیسا ہو اور کن خوبیوں کا حامل ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر رویت ہلال کمیٹی اہل علم اور دیانت حضرات پر مشتمل ہو اور باقاعدہ ثبوت رویت فراہم ہونے پر وہ ریڈیو سے اعلان کرے تو وہ اعلان رویت ہے، شہادت نہیں جس طرح توپ اور نقارہ کے ذریعہ اعلان معتبر ہے اسی طرح یہ اعلان بھی معتبر ہے اور جہاں تک اس اعلان کو تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸/ کا نہ رہ جائے اور ۳۱/ کا نہ ہو جائے وہاں تک یہ اعلان معتبر ہوگا، بشرطیکہ ۲۹/ کی رویت کے متعلق ہو اور مطلع صاف نہ ہو اور اعلان کے الفاظ بھی ذمہ دارانہ ہوں، ثبوت ہلال عید کیلئے خبر محض کافی نہیں بلکہ شہادت شرط ہے[1] لہٰذا اسکو دوسری چیزوں پر قیاس نہیں جا سکتا اگر حکومت مسلمہ کی طرف سے ریڈیو پر اعلان ہو تو اس کی حیثیت سرکاری اعلان کی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة وهو رجلان أو رجل وامرأتان ولفظ اشهد. الدر المختار على الشامي كراچی ص: ۳۸۶، ج:۲، كتاب الصوم. شامی زكريا ص: ۳۵۳، ج:۳، عالمگيری ص۱۹۸ ج۱ كتاب الصوم الباب الثانی فی رؤية الهلال، مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص۳۲۵ج۲ باب رؤية الهلال، مطبوعه دار الفكر بيروت.

ریڈیو کے اعلان کی حیثیت

سوال:- پاکستان ریڈیو سے یا ہندوستان ریڈیو سے اگر چاند کی خبر آوے تو وہ معتبر ہے یا نہیں جبکہ ریڈیو پاکستان مسلمانوں کی ریڈیو ہے تو پھر کیا وجہ ہیکہ اسکی خبر معتبر نہ مانی جاوے؟

(۲) صبح کو ہی جب بمبئی سے چاند ہونیکی خبر امام صاحب جامع مسجد دلی کے پاس آ گئی تو اس وقت انہوں نے بمبئی کی بات کیوں نہیں مانی اور بعد میں ایک بجے کیوں افطار کرایا، عجب معمہ ہے، یہ سب واقعات ریڈیو سے معلوم ہوتے رہے لہٰذا صحیح جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص ریڈیو پر شہادت دے کہ میں نے عید کا چاند دیکھا ہے تو یہ شہادت سننے والوں کے حق میں معتبر نہیں نہ بمبئی کی ریڈیو سے نہ لاہور کی ریڈیو سے، نہ کسی اور اسلامی یا غیر اسلامی ملک سے قبولِ شہادت کے لئے شاہد کا مجلس شہادت میں حاضر ہونا شرط ہے: وهو مصرح فی کتب[1] الفقه.

اگر ریڈیو پر یہ خبر آئے کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا ہے یا عید ہے تو یہ خبر کافی نہیں، اس میں بھی سب جگہ کا ریڈیو برابر ہے، اگر مسلم باشرع رویتِ ہلال کمیٹی یا قاضی شرعی یا حاکم مسلم باقاعدہ شہادت لے کر ریڈیو پر اعلان کرے یا کرائے کہ یہاں شہادتِ شرعیہ سے چاند کا ثبوت ہوگیا اس بنا پر اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے تو یہ اعلان یوم الشک میں یعنی ۲۹/رمضان کے بعد والے دن کے لئے مطلع صاف نہ ہونے کی حالت میں معتبر مانا جائے گا، جہاں اس کے مان لینے سے مہینہ ۲۸/یا ۳۱ کا نہ ہونے پائے وہ ریڈیو کسی جگہ کا ہو سب کا یہی حکم ہے، ایسے ریڈیو کی خبر پر روزہ

[1] الشهادة هی اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی قال الشامی، قوله فی مجلس القضاء خرج به اخباره فی غیر مجلسه فلا یعتبر (الدر المختار مع الشامی کراچی ص۴۶۲، ج۷، کتاب الشهادات، طحطاوی علی الدر المختار ص۲۲۷، ج۳، دار المعرفة بیروت.

افطار کرنا اور نمازِ عید ادا کرنا درست ہوگا[1]

ضلع سہارن پور میں متعدد مقامات پر لوگوں نے چاند دیکھا اور ان کی باقاعدہ شہادت لی گئی اس پر عید کا حکم کیا گیا اور یہ حکم بھی رات میں ہی کر دیا گیا تھا، بعض جگہ اس کی اطلاع دن میں پہنچی اس شہادت پر اتوار کو عید ہوئی، کسی ریڈیو پر عید نہیں کی گئی جس وقت بھی عید کے چاند کا ثبوت پہنچ جائے گا خواہ دوپہر سے پہلے یا بعد اسی وقت روزہ افطار کر دیا جائے گا، عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے[2] اگر ثبوت نہ پہنچا اور روزہ رکھ لیا گیا تو گناہ نہیں ہے، لیکن اگر پھر ثابت ہو گیا کہ وہ عید کا دن تھا اس لئے روزہ توڑ دیا تو اس روزہ کی قضاء یا کفارہ بھی لازم نہیں[3] بمبئی اور دوسرے شہروں کی پوری تفصیل ہمیں معلوم نہیں کہ وہاں شہادت پر عید کی گئی یا کس طرح چاند سے متعلق آپ کے سوالات کا جواب تحریر بالا میں آ گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱/۱۱/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱/۱۱/ ۸۵ھ

---

[1] ملاحظہ: رسالہ آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص۱۸۸ ہلال کے معاملہ میں آلات جدیدہ کی خبروں کا درجہ: مطبوعہ قاسمی دیوبند، انوار رحمت مصنفہ مفتی محمد شبیر احمد صاحب مرادآبادی ص ۵۴۲ ہلال کمیٹی کا ریڈیو یا ٹیلیفون میں اعلان، مطبوعہ مرادآباد.

[2] والثانی الذی کرہ تحریماً صوم العیدین الفطر والنحر للإعراض عن ضیافة اللّٰہ ومخالفہ الأمر، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۵۲۸ کتاب الصوم فصل فی صفة الصوم الخ مطبوعہ مصری، عالمگیری ص ۲۰۱ ج ۱ الباب الثالث فیما یکرہ للصائم الخ، مطبوعہ کوئٹہ، شامی زکریا ص ۳۳٦ ج ۳ کتاب الصوم.

[3] ولو کانو ببلدة لا حکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة(الدرالمختار) (قولہ افطروا الخ)عبارة غیرہ لا بأس ان یفطروا والظاهر ان المراد به الوجوب. شامی کراچی ص:۳۸٦، ج:۲، ولا قضاء علیہ ان شرع فیها ثم أفطر کذا فی الکنز، عالمگیری ص ۲۰۱ ج ۱ الباب الثالث فیما یکرہ للصائم، مطبوعہ کوئٹہ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۵۳۷ کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال الخ.

ریڈیو کا اعلان کب معتبر ہے

سوال:-امسال ہمارے یہاں مطلع صاف نہ ہونیکی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا، اور نہ بدلی کی وجہ سے اطراف ہی کے کسی گاؤں سے چاند دیکھنے کی اطلاع ملی، ریڈیو نے ملک کے مختلف حصوں میں چاند دیکھنے اور عیدالفطر کی نماز ادا کرنیکی اطلاع دی ریڈیو پر اعتماد کر کے ہمارے گاؤں میں عید پڑھی گئی کچھ لوگوں کا کہنا ہیکہ ریڈیو کے اعتماد پر عید کی نماز پڑھنا شرعاً غلط ہے، اب جناب والا ہی بتائیں کہ ریڈیو کے اعتماد پر عید کی نماز ادا کرنا صحیح تھا یا غلط، اور اگر صحیح نہیں تھا، تو کیا اس معاملہ میں کسی شکل سے بھی ریڈیو پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اگر اس سلسلہ میں کچھ تفاصیل ہوں تو تحریر فرماویں تاکہ اس طرح کے موقع پر صحیح مسئلہ پر عمل کیا جاسکے۔فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر حاکم مسلم یا رویت ہلال کمیٹی جس کے افراد حدود شرع سے واقف اور متبع شریعت ہوں ثبوت رویت کے بعد (شہادت لے کر) ریڈیو پر اعلان کرے یا اعلان کرائے اس طرح پر کہ ہم نے شہادت لی ہے، اور رویت کا ثبوت ہو گیا ہے لہٰذا فلاں روز نماز عید ادا کی جائے تو اتنی دور تک کہ اس اعلان کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸/ کا نہ رہ جائے اور ۳۱/ کا نہ ہو جائے، یہ اعلان شرعاً قابل تسلیم ہوگا جب کہ رویت یوم الشک یعنی ۲۹/ شعبان میں ہو اور مطلع صاف نہ ہو۔

ایسے اعلان پر بھی عوام کو پیش قدمی نہیں چاہئے بلکہ ریڈیو کے اعلان کی پوری تفصیل ذمہ دار اہل علم کے سامنے رکھ دیں جب وہ تحقیق وتفتیش سے اطمینان کرلیں تو انکی ہدایت پر عمل کریں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

[1] عندنا العمل بالإمارات الظاهرة الدالّة على ثبوت ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایضاً

سوال:-عید یا رمضان کے بارے میں ریڈیو کی خبر کا اعتبار ہے یا نہیں اگر ہے تو کس صورت سے؟

الجواب حامداًومصلیاً

۲۹رشعبان کو اگر مطلع صاف نہ ہو اور چاند نظر نہ آئے اور متعدد ریڈیو سے چاند کی خبر آئے جس سے ظن غالب ہو جائے تو ثبوت رمضان کے لئے اتنا ہی کافی ہے[۱]، لیکن ثبوت عید کے لئے شہادت ضروری ہے[۲]، پس اگر ۲۹ر رمضان کو مطلع صاف نہ وہ اور چاند نظر نہ آئے اور مسلم حاکم یا رویت ہلال کمیٹی جو کہ ذی علم اور دیانتدار افراد و ارکان پر مشتمل ہوں باقاعدہ شرعی شہادت حاصل کر کے اعلان کرے یا ریڈیو پر اس طرح اعلان کرائے کہ فلاں مقام پر رویت ہلال کمیٹی کے پاس شرعی شہادت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ).........الشهر كضرب المدافع فى زماننا والظاهر وجوب العمل بها على من سمعها ممّن كان غائباً عن المصر كأهلِ القرىٰ ونحوها كما يجب العمل بها على أهل المصر الذين لم يروا الحاكم قبل شهادة الشهود وقوله انّه يثبت انه بالإمارات الظاهرة الدّالة الّتى لا تختلف عادةً كرؤية القناديل المعلّقة بالمنائر ومخالفة جمع فى ذلك غير صحيحة، منحة الخالق ص ۲۷۰ ج۲ كتاب الصوم قبيل باب ما يفسد الصوم الخ مطبوعه الماجديه كوئٹه، شامى كراچى ص ۳۸۶ ج۲ كتاب الصوم مبحث فى صوم يوم الشك انوار رحمت مصنفہ مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہ ص ۵۴۲ ہلال کمیٹی کا ریڈیو یا ٹیلیفون میں اعلان، مطبوعہ مرادآباد، رسالہ آلات جدیدہ کے شرعی احکام، مصنفہ مفتی شفیع احمد صاحبؒ ص ۱۸۸ ہلال کے معاملہ میں آلات جدیدہ کی خبروں کا درجہ، مطبوعہ قاسمی دیوبند۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] كفايت المفتى ص ۴/۲۰۹، پهلا باب. رويت هلال رمضان و عيدين.

[۲] آلات جدیدہ کے شرعی احکام مصنفہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ ص:۱۸۸، مطبوعه قاسمى ديوبند، وشرط للفطر مع العلة والعداله نصاب الشهادة ولفظ اشهد. الدرالمختار على الشمى كراچى ص:۳۸۶، ج:۲، كتاب الصوم، قبيل مطلب لاعبرة بقول الموقتين فى الصوم.

پہنچ گئی ہے اور رویت کا ثبوت ہوگیا ہے، اب وہ رویت ہلال کمیٹی اعلان کراتی ہے کہ کل فلاں روز نماز عید ادا کی جائے تو یہ اعلان اتنی دور تک معتبر ہوگا کہ اس کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸/ کا نہ رہ جائے یا ۳۱/ کا نہ ہو جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

رویتِ ہلال کا اعلان ریڈیو سے کب معتبر ہے؟

سوال:- رمضان المبارک میں عید، بقرعید کی رویتِ ہلال سے متعلق ریڈیو کی خبر معتبر ہے یا نہیں، خواہ ریڈیو ہندوستان کا ہو یا پاکستان کا عرب کا یا مصر کا، اس کا کیا حکم ہے؟ امسال مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا، لیکن بعض مقامات پر پاکستان اور ہندوستان میں دونوں جگہ چاند ہوگیا اور اس کا اعلان ریڈیو پر ہوا تو اس کو مان کر روزہ افطار کرنا اور عید کرنا کیسا ہے؟ آپ تفصیلی جواب لکھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شاہد کا مجلسِ شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے، پسِ پردہ محض آواز سن کر شہادت قبول نہیں کی جائے گی[2]، لہٰذا ریڈیو پر جو شہادت سنی جائے وہ قبول نہیں، نہ نزدیک سے نہ دور سے یعنی نہ

---

[1] ایک مقام پر چاند ۲۸/ یا ۳۱/ کا ہو اور دوسری جگہ ۲۹/ یا ۳۰/ کا ہو تو اختلاف مطالع ہو جاتا ہے، لھٰذا اذا کان المسافة بين البلدين قريبة لا تختلف فيها المطالع فاما اذا كانت بعيدة فلا يلزم احدالبلدين حكمالاخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشه تختلف فيعتبر فى اهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر الخ. بدائع الصنائع كراچى ص۸۳، ج:۲، كتاب الصوم ، فصل واما شرائط الصوم فنوعان، زيلعى ص ۳۲۱ ج ۱ ، كتاب الصوم مطبوعه امداديه ملتان.

[2] (۱) الشهادة هى اخبار صدق لا ثبات حق بلفظ الشهادة فى مجلس القاضى (الدرالمختار مع الشامى قال الشامى قوله فى مجلس القضاء خرج به اخباره فى غير مجلسه فلا يعتبر ص ۶۲/۷، كتاب الشهادات، طحطاوى على الدر ص۲۲۷/۳، طبع دار المعرفة بيروت،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہندوستان سے نہ پاکستان سے نہ مصر، نہ مکہ مکرمہ سے، پس اگر ریڈیو پر کوئی شخص شہادت دے کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو اس شہادت پر عید کرنا درست نہیں، اگرچہ شاہد ثقہ اور متدین ہو، ریڈیو پر اگر اس طرح خبر آئے کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا ہے، یا فلاں جگہ عید ہے تو یہ خبر بھی کافی نہیں، اگر باقاعدہ شرعی شہادت ذمہ دار حضرات حاصل کریں، مثلاً قاضی شرعی، مسلمان وزیر، رویت ہلال کمیٹی، جمعیۃ العلماء، امارتِ شرعیہ جب کہ ان کے افراد باعلم اور متبع سنت ہوں، اور پھر ان کی طرف سے ریڈیو پر اس طرح اعلان کیا جائے کہ ہمارے پاس چاند دیکھنے والے ثقہ گواہوں نے شہادت دی ہے، اور ان کی شہادت سے رویتِ ہلال تسلیم کر لی گئی ہے، لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے تو یہ اعلان یوم الشک سے متعلق مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں معتبر ہوگا[1] خواہ ہندوستان کا اعلان ہو یا کسی اور جگہ کا جس مقام پر اس اعلان کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸؍دن کا رہ جائے یا ۳۱؍دن کا ہوجائے وہاں یہ اعلان تسلیم نہ ہوگا،[2] مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی اس

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

(۲) لو سمع من وراء الحجاب لایسعه أن یشهد لاحتمال أن یکون غیره إذ النعمة تشبه النغمة مجمع الأنهر ص۲۶۶ ج۳ کتاب الشهادات فصل یشهد بکل ما سمعه الخ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۲۱۳ ج۴ کتاب الشهادة مطبوعه امدادیه ملتان.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد (الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص:۳۸۶، ج:۲) کتاب الصوم ، انوار رحمت (مفتی شبیر صاحب شاهی مرادآباد) ص۵۴۲، مطبوعه مرادآباد، آلات جدیده کے شرعی احکام (مصنفه مفتی شفیع صاحب) ص۱۸۸ مطبوعه قاسمی دیوبند.

[2] واذا کانت المسافة بین البلدین قریبة لا مختلف فیها المطالع، فاما اذا کانت بعیدة فلا یلزم احد البلدین حکم الآخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة مختلف فیعتبر فی اهل کابلد مطالع بلدهم دون بلد الآخر الخ (بدائع الصنائع کراچی ص:۸۳، ج:۲) کتاب الصوم.

قسم کا ایک دو اعلان کافی نہیں ہوگا، تاوقتیکہ خبر مستفیض کے درجہ تک نہ پہنچ جائے[1]، جن صورتوں میں یہ اعلان معتبر ہوگا، ان صورتوں میں بھی عوام کو جلدی اور پیش قدمی نہیں چاہئے، کہ جیسے ہی اعلان سنا فوراً روزہ توڑ کر عید الفطر منانا شروع کردیں، بلکہ اہلِ علم حضرات کی طرف رجوع کیا جائے کہ وہ دینی حدود و قیود کو پوری طرح سمجھتے ہیں ایسے اعلان کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اعلان کرنے والا خود بھی مقبول الشہادۃ ہو بلکہ ذمہ دار مقبول الشہادۃ حضرات کی طرف سے اگر غیر مقبول الشہادۃ شخص اعلان کردے تو وہ بھی کافی ہے، جیسا کہ منادی کا حال ہوتا ہے امید کہ اس میں آپ کے جملہ سوالات کا جواب مل جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

ریڈیو کی خبر ہلال رمضان و عید کے لئے

سوال:- اسلامی سلطنت میں خواہ والی ملک کی جانب سے یا مسلمانانِ شہر کی جانب سے ایک محکمہ رویتِ ہلال کے متعلق ایسا قائم کیا جائے کہ جب چاند ۲۹/ کا نظر آجاوے تو وہ بڑے بڑے شہروں میں تار یا ریڈیو کے ذریعہ خبر پہنچادیں اور اس تار یا ریڈیو کی خبر معتبر سمجھ کر روزہ رکھیں یا روزہ افطار کریں یا عید کریں، لہٰذا علماء کرام سے عرض ہے کہ کیا اس محکمہ کی تار یا ریڈیو کی خبر از روئے شرع معتبر سمجھی جائے گی اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا شرعاً درست ہوگا، جو حکم ہو تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا.

---

[1] ان لم یکن بالسماء علة فیهما یشترط ان یکون فیها الشهود جمعا کثیرا یقع العلم بخبرهم (البحر الرائق ص:۲۶۸، ج:۲، مکتبه کوئٹه) کتاب الصوم. (بدائع الصنائع ص ۸۱، ج۲، کراچی) کتاب الصوم، زیلعی ص ۳۲۰، ج ۱ کتاب الصوم، مطبوعه امدادیه ملتان، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۴۰، کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال فی صوم الخ، مطبوعه مصری،

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ محکمہ رویتِ ہلال کی شرعی طور پر تحقیق کر کے والی ملک کے امر سے تار یا ریڈیو کے ذریعہ رویت کا اعلان کردے تو خاص اس شہر میں نیز ان مقامات میں جو اس شہر کے تابع ہوں جیسے قرب وجوار کے قصبات اس اعلان کا اعتبار کر کے عمل کرنا شرعاً درست ہے جو شہر یا قصبات اس کے تابع نہیں، وہاں یہ اعلان کافی نہیں، جیسے ایک قاضی کی قضا دوسرے قاضی کے شہر میں نافذ نہیں ہوتی، جن مقامات پر اعلان کو معتبر مانا جائے گا وہاں بھی بہت سے علماء کے نزدیک شرط یہ ہے کہ اس کی صحت وصدق کا غلبۂ ظن حاصل ہو، حکومت کی طرف سے اس کا انتظام ضروری ہے کہ کوئی اور شخص ایسی جعلی کاروائی نہ کرنے پائے: فی تعبیر المصنّف کغیره بالظن اشارة الٰی جواز التسحر والافطار بالتحری وقیل لا یتحری فی الافطار والٰی انه یتسحر بقول عدل وکذا بضرب الطبول واختلف فی الدیک وَاَمَّا الافطار فلا یجوز بقول الواحد بل بالمثنٰی وظاهر الجواب انه لا بأس به اذا کان عدلا صدقه کما فی الزاهدی والٰی انه لوافطر اهل الرستق بصوت الطبل یوم الثلاثین ظانین انه یوم العید وهو لغیره لم یکفروا کما فی المنية قهستانی قلت ومقتضی قوله لا بأس بالفطر بقول عدل صدقه انه لایجوز اذا لم یصدقه ولا بقول المستور مطلقاً وبالاولیٰ سماع الطبل او المدفع الحادث فی زماننا لاحتمال کونه لغیره ولان الغالب کون الضارب غیر عدل فلا بد حینئذ من التحری فیجوز لان ظاهر مذهب اصحابنا جواز الافطار بالتحری کما نقله فی المعراج عن شمس الائمة السرخسی لان التحری یفید غلبة الظن وهی کالیقین کما تقدَّمَ فلو لم یتحر لا یحل لهٗ الفطر لما فی السراج وغیره لوشک فی الغروب لا یحل له الفطر لان الاصل بقاء النهار اهـ وفی البحر عن البزازية ولا یفطر مَالم یغلب علی ظنه الغروب وان اذن الموذن اهـ وقد یقال ان المدفع فی زماننا یفید غلبة الظن وان

کان ضاربه فاسقاً لان العادة ان الموقت یذهب الیٰ دارالحکم اٰخر النهار فیعین لهٗ وقت ضربه ویعینه ایضاً للوزیر وغیره واذا ضربه یکون ذٰلک بمراقبة الوزیر واعوانه للوقت المعین فیغلب علی الظن بهٰذه القرائن عدم الخطاء وعدم قصد الافساد والالزم تاثیم الناسِ وایجاب قضاء الشهر بتمامه علیهم فان غالبهم یفطر بمجرد سماع المدفع من غیر تحر ولا غلبة ظن[1] شامی فقط والله سبحانه تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷؍شوال ۶۷ھ

یہ حکم محض اعلان کا ہے جیسے بھنگی کے ذریعہ حکومت کوئی اعلان کرادیتی ہے، نفسِ ثبوت رویت یا شہادت کے حق میں سب طریقے شرعاً معتبر نہیں۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

رویت ہلال کا ثبوت پاکستانی ریڈیو سے

سوال:- امسال ہندوستان میں ۲۹؍رمضان کو چاند نہیں دیکھا گیا، مگر ریڈیو پاکستان نے آٹھ بجے شب میں خبر دی کہ ۲۹؍کا چاند ہوگیا ہے، اس خبر کو سن کر بعض عجلت پسند لوگوں نے روزہ توڑ دیا جس میں ایک مولوی صاحب بھی ہیں، انہوں نے روزہ توڑا، اور دوسروں سے بھی تڑوادیا، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ صرف ریڈیو پاکستان کی خبر یا شہادت پر روزہ افطار کرنے والوں نے کیسا فعل کیا، اور جن لوگوں نے روزہ نہیں توڑا ان لوگوں کا فعل کیسا ہے؟ مولوی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ پاکستان مسلم حکومت ہے وہ غلط خبر نہیں دے گی۔

---

[1] شامی کراچی ص:۴۰۷، ج:۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری باب مایفسد الصوم: شامی نعمانیه ص:۱۰۶، ج:۲، عالمگیری ص۱۹۵ ج۱، کتاب الصوم الباب الاول الخ، مطبوعه کوئٹه،

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں ریڈیو کی خبر کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، پاکستانی ہو یا ہندوستانی، یا عربی جن مولوی صاحب نے پاکستان کی خبر پر روزہ توڑ دیا، اور لوگوں سے توڑوادیا انہوں نے سخت غلطی کی اور قضاء لازم ہے، اور جن لوگوں نے پاکستان کی ریڈیو کی خبر پر روزہ نہیں توڑا شریعت کے حکم کے مطابق کیا۔

مفتی عبدالجبار الحنفی مدرّس مدرسہ مفتاح العلوم مئو ۲۵/شوال المکرّم ۸۶ھ

الجواب: ریڈیو کی خبر شرعاً معتبر نہیں، اس پر جن لوگوں نے روزہ توڑا ان پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگیا، جس میں مولوی صاحب بھی شامل ہیں اور روزہ توڑوانے کی وجہ سے تمام روزہ توڑنے والوں کا گناہ بھی اس کے سر عائد ہوگا، اور جن لوگوں نے روزہ نہیں توڑا انہوں نے بالکل درست کیا۔ واللہ اعلم وحکمہ احکم

حررہٗ ابوالقاسم محمد عتیق غفرلہٗ فرنگی محلی ۴/ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ

سوال:- امسال بھی عید کے چاند میں بہت گڑبڑ ہوگئی، ابر کی وجہ سے ۲۹/کا چاند نہیں دیکھا گیا، مگر آٹھ بجے رات کے بعد ریڈیو پاکستان (بمبئی واحمد آباد) حیدرآباد سے چاند کی خبر ملی، وہاں کے مولوی صاحب نے آپ کے فتویٰ کے پیشِ نظر ریڈیو پاکستان کی خبر مانتے ہوئے چاند کا اعلان کرادیا، اور جمعرات کو نمازِ عید ادا کی، ہمارے پاس تین جگہ کے فتاویٰ موجود ہیں، ان کو دیکھ کر طبیعت پریشان ہے کہ کس کو مانا جائے، بلیا کے علماء کرام کا کہنا ہے کہ پاکستان ایک الگ حکومت ہے، وہاں کی خبر باشہادت ہمارے لئے معتبر نہیں، اور ہندوستان میں کوئی وزیر یا قاضی اعلان کرتا ہی نہیں، اس لئے یہاں کی بھی خبر معتبر نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دارالعلوم کے فتویٰ محررہ ۲۷/۳/۸۶ھ میں شروع ہی میں بتادیا گیا ہے کہ آج کل عامۃً ریڈیو

پر اس طرح خبر آتی ہے تو اس خبر پر روزہ توڑ نا درست نہیں، اور فرنگی محل لکھنؤ اور مفتاح العلوم مئو کے فتاویٰ منقولہ کی بنیاد بھی یہی چیز ہے، اس لئے اتنی بات میں ہر سہ فتاویٰ متفق ہیں کوئی اختلاف نہیں البتہ دارالعلوم دیوبند کے فتوے میں ایک دوسری شق بھی مذکور ہے، جس سے ریڈیو کی خبر محض خبر کے درجہ سے نکل کر ذمہ دارانہ اعلان کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اس کی کوشش بھی کی جارہی ہے، اور بعض جگہ کامیابی بھی ہوگئی ہے، رہی یہ بات کہ پاکستان کی خبر یا شہادت ہمارے لئے معتبر نہیں یہ تو بالکل بے بنیاد ہے، اگر ۲۹ رکو مطلع صاف نہ ہو اور دو مقبول الشہادۃ مرد آ کر گواہی بھی دیں تو ان کی شہادت کو محض اس درجہ سے رد کر دینا کہ یہ الگ حکومت کے آدمی ہیں ہرگز صحیح نہیں، اختلافِ دارین کو فقہاء نے موانعِ ارث میں تو شمار کیا ہے وہ بھی بحق اہل اسلام نہیں، مگر قبولِ شہادت کے موانع میں شمار نہیں کیا، لاہور اور امرتسر دو شہر قریب قریب ہیں مطلع بھی متحد ہی ہے، اگر ایک جگہ رویت ہوجائے اور چاند دیکھ کر دوسری جگہ شرعی شہادت پہنچ جائے تو یقیناً قابلِ قبول ہوگی، اگر اختلافِ مطالع کی بحث کو نہ لایا جائے تو فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ مغرب کی رویت سے اہلِ مشرق پر بھی یہی حکم لازم ہوجائے گا جب کہ رویت بطریق موجب ثابت ہوجائے: **فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولٰئک بطریق موجب اهـ** (درمختار) **قوله بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهدا علٰی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اهل بلدة کذا رأوه لانه حکایة اهـ**[1] (رد المحتار ص: ۱۳۲، ج: ۲) مشرق ومغرب سب جگہ ایک حکومت اس وقت بھی نہیں تھی، جب یہ مسئلہ فقہاء نے تحریر فرمایا تھا، بلیا کے علماء کرام کے قول مذکور کا

---

[1] شامی کراچی ص: ۳۹۴، ج: ۲، مطلب فی اختلاف المطالع شامی نعمانیه ص: ۹۶، ج: ۲، کتاب الصوم، البحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۲ کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد مطبوعه الماجدیه کوئٹه، تاتارخانیة ص ۳۵۵ ج ۲ کتاب الصوم رؤیة الهلال، مطبوعه کراچی.

ماخذ ان سے دریافت کر کے ہم کو بھی مطلع فرمائیں تو احسان ہوگا اور مزید غور کا موقع ملے گا، رویتِ ہلال پر علامہ شامیؒ کا مستقل رسالہ ہے، جس میں مفصل بحث ہے[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۸۹ھ

رمضان کا چاند اور ریڈیو پاکستان کی ایک دلچسپ غلطی

کراچی ۱۰/مارچ (بذریعہ ڈاک) ریڈیو پاکستان کراچی نے اپنی دانستہ غلطی سے کراچی کے باشندوں کو الجھن میں ڈال دیا ہے بتایا گیا ہے کہ مولانا احتشام الحق تھانوی نے رمضان کا چاند نظر آنے کی صورت میں ریڈیو پاکستان سے نشر کرنے کے لئے اپنی تقریر ریکارڈ کرائی تھی، آج چاند نظر آنے کی امید تھی لیکن نظر نہیں آیا، ادھر ریڈیو پاکستان کے ذمہ داروں نے سمجھا کہ چاند نکل آیا ہے چنانچہ اس غلط فہمی کے نتیجہ میں انہوں نے مذکورہ بالا تقریر کا ریکارڈ نشر کر دیا جس میں مولانا نے کراچی کے باشندوں کو یہ خوشخبری سنائی تھی، کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا ہے، بعد میں ریڈیو پاکستان نے اپنی غلطی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے معذرت چاہی۔

(اخبار روزنامۂ سیاست کان پور ۱۸/مارچ ۵۹ء ۸/رمضان ۷۸ھ)

تار کا یہ حال ہے کہ روزآنہ اس میں غلطی ہوتی ہے ڈاک خانہ کے کہنہ مشق کچھ کا کچھ لکھتے ہیں اور کچھ کا کچھ پڑھتے ہیں، چنانچہ ایک تار آیا ''کتّا بے دین'' ڈاکیہ تلاش کرتا پھرتا ہے اس نام کا کوئی ملتا اور جس سے پڑھوایا سب نے یہی ''کتّا بے دین'' پڑھا یہ ناس مارا گیا تھا، قطب الدین کا۔ غرض ان آلات وایجادات پر خود ان کے استعمال کرنے والوں کا جس قدر اعتماد ہے، وہ سائل کے علم میں ہے پھر ان کے مقابلے میں شرعی احکام واصول پر اس نوع کا کلام کرنا شرعی احکام سے

[1] تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام هلال رمضان (رسائل ابن عابدین ص: ۲۳۱، ج: ۱) مطبوعہ لاهور پاکستان،

بے خبری اور ان کی بے وقعتی ہے اورآلات مذکورہ کی صحیح حیثیت سے عدم واقفیت پرمبنی ہے، اگراصل حقیقت سے واقفیت ہوتو ایسے کلام کی جرأت نہ ہوسکے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ

ریڈیو کی خبر،خبر ہے شہادت نہیں

سوال:- یہاں موضع بھاول پور ضلع جلگاؤں میں عیدالفطر کا انتیسواں چاند نظر نہیں آیا،اور نہ کوئی عینی شاہد ملاصرف ریڈیو پر بمبئی سے اطلاع ملی کہ وہاں کی رویت ہلال کمیٹی نے عید کا اعلان کردیا ہے، یہاں پر کچھ لوگوں نے اس پراعتماد کرکے تیسواں روزہ نہیں رکھا،اورعید منالی اور لوگوں کا روزہ بھی تڑوایا کہ آج کا روزہ حرام ہے،اورکچھ لوگوں نے ۳۰/ پورے روزے رکھے تو اب خبر ہے یا شہادت اورایسا کرنے والوں پرشرعاً کیا حکم ہےاور جن لوگوں نے روزہ توڑوایا ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

شاہد کا مجلس شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے، غائب کی شہادت اگرچہ وہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں شرعی شہادت نہیں،اسلئے کہ ریڈیو کی خبرخبرہی ہے[1] خبراگرمستفیض ہوتواس پر بھی حکم کرنا درست ہے،ایک دوریڈیو کی خبر کافی نہیں بلکہ ۲۹/کو اگر مطلع صاف ہوتو ایک دو کی شہادت بھی کافی نہیں: **وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد اھ درمختار قوله مع**

---

[1] الشهادة هي اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القضاء قوله في مجلس القضاء خرج به اخباره في غير مجلسه فلا يعتبر الخ شامي كراچی ص۶۲ ج۷ كتاب الشهادات، طحطاوی على الدر ص۲۲۷ ج۳ دار المعرفة بيروت.

العلة ای غیم وغبار ودخان اھ[۱] (شامی نعمانیه ص: ۹۱، ج:۲) وقبل بلاعلة جمع عظیم یقع العلم الشرعی بخبرهم[۲] اھ (درمختار علی الشامی ص:۹۳، ج:۲)

نعم لواستفاض الخبر فی البلدة الاخریٰ لزمهم علی الصحیح من المذهب اھ درمختار قال الرّحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلد اھ[۳] شامی نعمانیه ص: ۹۴، ج:۲.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو کے ذریعہ شہادت

سوال:-عید کا چاند یا کسی اور مہینہ کا چاند دکھائی نہ دے اور پاکستان وبمبئی کے ریڈیو سے اگر خبر ملے تو اس کی خبر معتبر ہوگی یا نہیں اور ایسی صورت میں روزہ توڑ نا مناسب ہے یا نہیں؟ حالانکہ اکثر کتابوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ریڈیو کی خبر معتبر نہیں، ہاں اگر اعلان کرنے والے کی آواز

---

[۱] شامی کراچی ص: ۳۸۶، ج:۲، کتاب الصوم. شامی زکریا ص۳۵۳ ج۳، مجمع الأنهر ص۳۴۹ ج۱ کتاب الصوم مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص۲۶۷ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه کوئٹه، هندیه کوئٹه ص۱۹۸ ج۱ کتاب الصوم، فتح القدیر ص۳۲۵ ج۲ باب رؤیة الهلال مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] درمختار علی الشامی کراچی صء ۳۸۷، ج:۲، کتاب الصوم زکریا ص: ۳۵۵، ج:۳، سکب الأنهر ص ۳۴۹ کتاب الصوم مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص۲۶۸ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه. منحة الخالق ص۲۷۰ ج۲ کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۳] شامی کراچی ص:۳۹۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطلب ماقاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، شامی زکریا ص:۳۵۹، ج:۳، منحة الخالق ص۲۷۰، ج۲، کتاب الصوم مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

پہچان لی جائے تو معتبر ہے، نیز یہ کہ اگر چاند کے متعلق ریڈیو سے یہ اعلان کیا جائے کہ بمبئی سے جمعیۃ العلماء اور دہلی سے فلاں جماعت نے اعلان کیا ہے کہ چاندی کی تصدیق ہوگئی ہے اور اس پر عمل کیا جائے تو عام مسلمانوں کو ایسی صورت میں اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص چاند دیکھ کر ریڈیو پر خبر دے کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو اس کی خبر شہادت شرعیہ نہیں، اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا بلکہ اس کو لغو کہا جائے گا[۱]، اگر رویتِ ہلال کمیٹی جس میں ذی علم اور قابلِ اعتماد لوگ ہوں باقاعدہ چاند کی شہادت حاصل کر کے اعلان کریں یا کرائیں کہ شرعی شہادت سے چاند کا ثبوت ہوگیا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے، تو اعلان شرعاً معتبر ہوگا[۲]، لیکن عوام کو چاہئے کہ اس اعلان پر اپنے یہاں کے اہلِ علم حضرات کی طرف رجوع کریں اور وہ اس کو معتبر مانتے ہوئے روزہ افطار کرنے اور نمازِ عید ادا کرنے کا حکم دیدیں یہی احتیاط ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ
صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

---

[۱] هی ای الشهادة اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی خرج به اخباره فی غیر مجلسه فلا یعتبر، تکملة رد المحتار مع در المختار زکریا ص۷۷/۷۸ ج۱۱ کتاب الشهادات، مطلب لا تحل الشهادة بسماع صوت المرأة، لو سمع من وراء الحجاب لا یسعه أن یشهد لاحتمال أن یکون غیره اذ النغمة تشبه النغمة، زیلعی ص۲۱۴/۲۱۳ ج۴ کتاب الشهادات، امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص۲۶۶ ج۳ کتاب الشهادات فصل یشهد بکل ما سمعه أو رآه، طبع دارالکتب العلمیة بیروت، شامی زکریا ص۱۸۱، ج۸، کتاب الشهادات، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص۱۸۸، ہوائی رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت مکتبۂ قاسمی دیوبند۔

[۲] امداد المفتین ص۴۸۴ ج۲ کتاب الصوم ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ریڈیو کی اطلاع پر روزہ

سوال:-گذارش یہ ہے کہ آپ حضرات نے آج تک رویتِ ہلال کے متعلق کچھ فیصلہ نہیں فرمایا اور احکامِ رمضان المبارک جو دارالعلوم سے شائع ہوا ہے اس میں بھی آپ نے یہی لکھا ہے کہ اس کو مستند اور غیر مستند ہونے کے متعلق علماء سے معلوم کرلیا جائے اگر آپ ریڈیو کو لکھ کر دیتے ہیں کہ خبر فلاں فلاں شکل میں معتبر ہوگی تو ہم لوگوں کو آسانی ہوجائے گی، امام صاحب دہلی نے گذشتہ عید الفطر کے موقع پر اعلان کر کے ہر جگہ روزہ کو افطار کرا کر عید دوسرے دن منائی اس مرتبہ میں بھی وہ جمعہ کے روزہ کا اعلان کر چکے ہیں، اور جا بجا عمل اس پر ہورہا ہے اور ہر جگہ روزہ جمعہ و ہفتہ کا ہوا ہے، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت مفتی سعود صاحب باجازت حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبد القادر فرنگی محل لکھنؤ، مفتی مظہر اللہ صاحب دہلی وغیرہ ان سب حضرات نے اس کو غیر معتبر مانا ہے، اور آپ نے صرف خبر مستفیض کی بحث چھیڑ دی، ہندوستان میں بنگلور اور پٹنہ کی رویت کی خبر بذریعہ ریڈیو پہنچی ہے اور پاکستان میں ہمیشہ چاند ۲۹/ کا ہوتا ہے، وہ لوگ بذریعہ ہوائی جہاز اور دوربین تلاش کر لیتے ہیں پھر بھی ان میں اختلاف

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) .... "رؤیت ھلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت" مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، احسن الفتاوی ص۴۱۷، ج۴، کتاب الصوم طبع دار الاشاعت دیوبند، انوار رحمت جدید آلات اور چاند کا ثبوت ص۵۴۲، مطبوعہ مرادآباد، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص۱۸۹ مکتبۂ قاسمی دیوبند.

۳؎ والعالم الثقة فی بلدة لا حاکم فیه قائم مقامه، عمدة الرعایة علی هامش شرح الوقایة ص۲۴۶، ج۱، کتاب الصوم طبع ادارہ مرکزِ ادب دیوبند، احسن الفتاوی ص۴۷۱، ج۴، کتاب الصوم، طبع دارالاشاعت دیوبند، انوار رحمت جدید آلات اور چاند کا ثبوت ص۵۱۵، مصنفہ مفتی شبیر احمد صاحب مرادآباد، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص۱۸۸، مصنفہ مفتی شبیر احمد صاحب مرادآباد، مکتبہ قاسمی دیوبند،

رہتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۲۱/دسمبر اور ۲۹/شعبان اور ۳۰/شعبان پاکستان بروز سنیچر اگر مطلع ابرآلود ہو اور چاند دیکھا گیا ہمارے قرب وجوار میں اور ریڈیو میں یوپی سے اطلاع ملے تو اس ریڈیو کی خبر پر ہم لوگ عید کریں یا نہ کریں؟ ریڈیو کی اور چاند کی خبر کے معتبر اور غیر معتبر ہونے میں اختلاف کا ہونا قدرت کی طرف سے ہے، وہ یہ کہ چاند ہمیشہ ۲۹/کو نظر نہیں آتا، بلکہ ۳۰/تاریخ کو نظر آتا ہے، مطلع ہمیشہ صاف نہیں رہتا، کبھی ابرآلود رہتا ہے ہر شخص کی نظر صاف نہیں دیکھ سکتی، اختلاف تو ہمیشہ سے چل رہا ہے البتہ اس کو خلاف قرار دینا جو کہ نتیجہ ہے، عناد کا، جس کا ثمرہ فساد ہے، شرعاً وعقلاً ہر طرح سخت مذموم اور ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ نے ریڈیو کے ذریعہ موصول ہونے والی خبروں کے متعلق تفصیل سے کلام کیا اور اس کو شائع کیا ہے کہ کس صورت میں ایسی چیزیں معتبر ہوں گی، کس صورت میں معتبر نہیں ہوں گی[۱] یہاں سے بھی چند شرائط کے ساتھ معتبر ہونے کو لکھا جاتا ہے، نہ یہ بات ہے کہ ہر حال میں ان کو معتبر مانا جائے، نہ یہ ہے کہ کسی حال میں معتبر نہ مانا جائے، جیسے کہ بغیر ریڈیو کی خبر نہ معتبر ہوتی ہے نہ غیر معتبر ہوتی ہے، مولانا محمد میاں صاحب نے بھی دہلی سے اس کی تفصیل عرصہ ہوا شائع کر دی ہے، ہمارے پاس امسال معتبر آدمیوں نے خود اپنا دیکھنا اور جمعہ کو روزہ رکھنا بیان کیا ہے، ان کے بیان کو یہاں معتبر تسلیم کیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ جمعہ کو پہلا روزہ ہے، جن لوگوں نے رکھ لیا ہے وہ بری ہو گئے، جنہوں نے نہیں رکھا وہ بعد عید ایک روزہ کی قضا

[۱] آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص: ۱۸۸، مکتبۂ قاسمی دیوبند.

کریں[۱] دہلی، بجنور وغیرہ متعدد مقامات پر ۲۹ر کی رویت ہوئی ہے، اب کوئی تردد نہیں رہا، آئندہ روزہ کا حکم اسی پر مرتب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۸ھ

ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید

سوال:- ہمارے یہاں بہت سے آدمیوں نے ریڈیو کی خبر کے مطابق آج ۲۳ر جنوری ۶۶ھ بروز اتوار سات آٹھ بجے دن کو روزہ افطار کرلیا ہے اور عید الفطر کی نماز بھی ادا کرلی، لیکن ہمارے یہاں اور گردونواح کی کسی بھی جگہ سے چاند دیکھنے کی کوئی معتبر خبر نہیں سنی، سب جگہوں سے بدستور روزہ رکھنے کی اور ۲۴ر جنوری کو عید الفطر کی نماز ادا کرنے کی خبر ہے، لہٰذا جن آدمیوں نے ۲۳ر جنوری کو روزہ افطار کرلیا اور عید الفطر کی نماز ادا کرلی ان کے لئے اسلام کی رو سے کیا حکم ہے؟

---

[۱] إذا صام أهل بلدة ثلاثين يوماً للرؤية وصام أهل بلدة تسعة وعشرين يوماً للرؤية فعليهم قضاء يوم وفي القدوری إذا كان بين البلدتين تفاوت لا تختلف المطالع لزم حكم احدیٰ البلدتين حكم البلدة الاخریٰ فأما إذا كان تفاوت تختلف المطالع فيه لم يلزم حكم احدیٰ البلدتين حكم البلدة الاخری، المحيط البرهانی ص۳۴۲/ ۳۴۱ ج۳ كتاب الصوم الفصل الثانی ما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه المجلس العلمی گجرات، فتاوی التاتارخانية ص۳۵۵ج۲ كتاب الصوم، رؤية الهلال طبع ادارة القرآن كراچی خانية علی هامش الهندية ۱۹۸ ج۱ كتاب الصوم الفصل الاول فی رؤية الهلال طبع كوئٹه، مجمع الأنهر ص۳۵۳ج۱ كتاب الصوم قبيل باب موجب الفساد طبع دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

محض ریڈیو کی خبر پر کہ فلاں جگہ عید ہے روزہ توڑ دینا اور عید پڑھنا درست نہیں[۱] لیکن اگر رویتِ ہلال کمیٹی یا قاضی شرع با قاعدہ شرعی شہادت لے کر اعلان کرے یا کرائے کہ شرعی طور پر چاند کا ثبوت ہو گیا ہے، اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے، تو یہ اعلان معتبر ہوگا[۲] جب کہ بعد میں ثابت ہو گیا کہ اتوار کو یکم شوال تھی تو جو روزہ توڑا گیا تھا اس کی قضاء لازم نہیں[۳] اور جو نماز عید الفطر پڑھ لی گئی ہے اس کی بھی قضاء لازم نہیں[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دار العلوم دیو بند ۲۳/۱۰/۸۵ھ

---

[۱] لو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره اذا النغمة تشبه النغمة، زيلعي ص ۲۱۴، ۲۱۳ ج ۴ كتاب الشهادات، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۲۶۶ ج ۳ كتاب الشهادات فصل يشهد بكل ما سمع أو راه، طبع دار الكتب العلمية بيروت، شامي زكريا ص ۱۸۱ ج ۸ كتاب الشهادات، آلات جديده كے شرعى احكام ص ۱۸۸، هوائى رؤيت هلال كى شرعى حيثيت، مكتبه قاسمى ديوبند.

[۲] امداد المفتين ص ۴۸۴ ج ۲ كتاب الصوم، ''رؤیت ہلال میں ریڈیائی خبروں کی شرعی حیثیت'' طبع دار الاشاعت كراچى، احسن الفتاوىٰ ص ۴۱۷ ج ۴ كتاب الصوم، رؤيت هلال ميں ريڈيو وغيره كى خبر كى تحقيق، طبع دار الاشاعت ديوبند، انوار رحمت آلات جدیدہ اور چاند کا ثبوت ص ۲۴۵، مطبوعه مرادآباد، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۸۹ مكتبهٔ قاسمى ديوبند.

[۳] ويكره صوم يوم العيد وأيام التشريق إلى قوله ولا قضاء عليها ان شرع فيها ثم افطر الخ، عالمگيرى كوئٹه ص: ۲۰۱، ج: ۱، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره، طحطاوى مع المراقى ص ۵۶۹ كتاب الصوم فصل فى العوارض، مطبوع مصر، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۹۵ ج ۲ كتاب الصوم فصل عقد لبيان ما يوجبه العبد على نفسه.

[۴] چونکہ وہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو چکی ہے اس لئے اسکی قضاء کی ضرورت نہیں، قضاء تو وقت سے فوت ہو جانے کے بعد واجب ہوتی ہے۔ القضاء تسليم عين الوجب بعد خروج الوقت (طحطاوى على المرقى ص: ۳۵۸) باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصر، فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۱۲۱ ج ۱ الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت، البحر الرائق كوئٹه ص ۷۹ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

ریڈیو کی خبر پر روزہ افطار کرنا

سوال:- امسال بلیا میں عید کا چاند نہیں دیکھا گیا، ہندوستان اور پاکستان کے تمام ریڈیو سے ۲۹/رمضان کی خبر دی کہ کہیں چاند نہیں، لیکن ۱۲/بجے رات کے پاکستان ریڈیو اور بمبئی ریڈیو نے خبر دی کہ ۲۹/کا چاند ہو گیا ہے، اس خبر کو سن کر بعض عجلت پسند لوگوں نے روزہ توڑ دیا، اس میں ایک مولوی صاحب بھی ہیں انہوں نے بھی روزہ توڑ دیا، لیکن عید کی نماز دوشنبہ کو پڑھائی، حالانکہ نماز کا وقت تھا اس لئے کہ سحری کے وقت تک خبر معلوم ہو چکی تھی، اور شہر بلیا اور اس کے قرب وجوار کے تمام لوگوں نے اس خبر کو نہیں مانا، اور روزہ نہیں توڑا، اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ جن لوگوں نے صرف ریڈیو کی خبر پر روزہ توڑ دیا اور نماز عید نہیں پڑھی، حالانکہ وقت تھا، ان لوگوں نے کیسا فعل کیا اور جن لوگوں نے روزہ نہیں توڑا ان کا فعل کیسا ہے، جب کہ عینی شہادت مفقود تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آج کل عامۃً ریڈیو پر اس طرح خبر آتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا، یا فلاں جگہ عید ہے، نہ یہ خبر کہ چاند کس نے دیکھا ہے ایک دو نے یا زائد نے، مطلع صاف تھا یا نہیں، چاند دیکھنے والے مقبول الشہادۃ ہیں یا نہیں، رویت ہلال کمیٹی نے شہادت قبول کر کے اعلان کیا ہے یا ویسے ہی یہ اعلان حکومت مسلم کی طرف سے ہے، یا محض ریڈیو کے منتظمین کی طرف سے وغیرہ وغیرہ تو ایسی خبر پر روزہ توڑنا درست نہیں[1]، اگر وہ اعلان ریڈیو پر اس طرح ہو کہ فلاں جگہ شرعی شہادت کے ذریعہ سے چاند کا ثبوت ہو گیا ہے اور رویت ہلال کمیٹی (جس کے ذمہ دار مسائل شرع سے واقف اور مقبول الشہادۃ آدمی ہیں) یا حکومت مسلم (قاضی یا وزیر وغیرہ) کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا

---

[1] ملاحظہ ہو تحت عنوان "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشیۃ ا، "ریڈیو کے ذریعے شہادت" رقم الحاشیۃ ا۔

ہے کہ کل فلاں روز نماز عید ادا کی جائے تو یہ خبر معتبر ہے[۱]، اس پر روزہ افطار کرنا اور نماز عید ادا کرنا درست ہے، اس مسئلہ کی پوری تفصیل حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے مستقل رسالہ[۲] میں بیان فرمائی ہے، اگر عید کے چاند کا ثبوت واعلان ایسے وقت ہوجائے کہ نماز روزہ والوں کو خبر پہنچ جائے اور وہ نماز عید وقت پر (زوال سے پہلے) ادا کرسکیں تو آئندہ روز کیلئے بغیر کسی شرعی مجبوری (بارش شدید وغیرہ) کے نماز کو مؤخر کرنا درست نہیں[۳] آپ اپنے یہاں کے حالات کو اس مسئلہ کی روشنی میں خود سمجھ لیں اور مولوی صاحب سے دریافت کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو کی خبر پر روزہ توڑ دینا

سوال:- ریڈیو کی خبر دیانات ومعاملات میں شرعاً حجت ہے یا نہیں؟ دیانات میں خصوصاً رویتِ ہلال رمضان وعید الفطر میں؟

(۲) آگرہ میں ۱۷؍اگست کو مطلع صاف نہ ہونیکی وجہ سے رویت نہ ہوسکی، ۱۸؍اگست کو سب نے روزہ رکھا مگر دوپہر کو بعض افراد یہ کہہ کر (کہ پاکستانی ریڈیو کی خبر سے ہمارا دل گواہی دے رہا کہ آج عید ہے) روزہ افطار کیا اور دوسروں سے یہ کہہ افطار کرایا کہ آج شیطانی روزہ ہے، ان

۱؎ تقدم تخریجه تحت عنوان "ریڈیو کے ذریعه شهادت" رقم الحاشية ۱، "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشية ۱.

۲؎ آلات جدیده کے شرعی احکام، مکتبه قاسمی دیوبند.

۳؎ وتوخر بعذر کمطر دخل فیه ما اذا لم یخرج الامام وما اذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحیث لا یمکن جمع الناس فلا توخر من غیر عذر (شامی نعمانیه ص: ۵۶۱، ج: ۱، باب العیدین، مطلب امر الخلیفة لا یبقٰی بعد موته، شامی کراچی ص: ۱۷۶، ج: ۲، الفتاوی الهندیة ص۱۵۲، ج۱، الباب السابع عشر فی صلاة العیدین، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۳۹، باب احکام العیدین مطبوعه مصر.

لوگوں کا یہ فعل صحیح تھا یا غلط؟ اگر غلط تھا تو ان لوگوں پر قضا ہے یا قضا مع الکفارہ یا کچھ نہیں، اگر کچھ نہیں تو کیوں؟

(۳) فقہاء کے نزدیک اختلافِ مطالع کا کہاں تک اعتبار مانا گیا ہے بینوا توجروا۔

نوٹ: چونکہ میں ایک طالب علم ہوں اس لئے دلائل سے سمجھنا چاہتا ہوں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ۶/ستمبر ۷۴ء

الجواب حامداً ومصلیاً

ریڈیو کی خبر حجت نہیں محض ریڈیو کی خبر پر روزہ افطار کر کے عید کرنا ہرگز جائز نہیں[1] بلکہ ناجائز اور معصیت ہے، لیکن اگر بعد میں شہادتِ شرعیہ یا خبر مستفیض سے ثبوت ہو جائے، تو قضا یا کفارہ کا حکم بھی نہیں کیا جائے گا[2]۔

رمضان کے متعلق اختلافِ مطالع شرعاً معتبر نہیں، یہی ظاہرِ مذہب ہے: **واختلاف المطالع غير معتبر علٰى ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوىٰ بحر عن الخلاصة يلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولٰئک بطريق موجب اهـ كان يتحمل اثنان الشهادة اويشهدا علٰى حكم القاضى او**

---

[1] تقدم تخريجه تحت عنوان "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشية ۱، "ریڈیو کے ذریعہ شہادت" رقم الحاشية ۱.

[2] ولزم نفل شرع فيه قصداً اداء وقضاءً اِلّا فى العيدين وايّام التشريق فلا يلزم اداءً ولا قضاءً اذا أفسده، الدر المختار مع الشامى زكريا ص۴۱۲، ۴۱۱ج۳ كتاب الصوم باب يفسد الصوم وما لا يفسد، فصل فى العوارض، طحطاوى مع المراقى ص۵۶۹ كتاب الصوم فصل فى العوارض مطبوعه مصر، فتاوى الهنديه كوئٹه ص۲۰۱ ج۱ كتاب الصوم الباب الثالث فيما يكره للصائم.

یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اهل بلدة کذا رأوه لانه حکایة[۱] اهـ (درمختار وشامی ص: ۱۳۲)

تار، ٹیلیفون، خط، ریڈیو وغیرہ کی خبر کے متعلق مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ[۲] تالیف کیا ہے زیادہ تفصیل مطلب ہوتو اس کو دیکھئے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/۱۱/۶۶ھ

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم

صحیح :عبد اللطیف مظاہر علوم ۱۲/ذیقعدہ ۶۶ھ

ریڈیو کی خبر پر روزہ نہ توڑنا

سوال:-جن لوگوں نے رڈیو کی خبر پر روزہ نہ توڑا اور ۳۰/روزے پورے کئے انکا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ثبوت رویت نہ ہونے کی بناء پر جنہوں نے عمل کیا صحیح کیا کما مر من الدر المختار وشرط للفطر[۳] الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] شامی ص: ۹۶، ج:۲، نعمانیه مطلب فی اختلاف المطالع شامی کراچی ص: ۳۹۳، ج:۲، الفتاوی الهندیه کوئٹه ص۱۹۸ ج ۱ کتاب الصوم الباب الثانی فی رؤیة الهلال، طحطاوی مع المراقی ص ۵۴۱ فصل فیما یثبت الهلال فی صوم مطبوعه مصر.

[۲] ''آلات جدیده کے شرعی احکام''، ص۱۸۸ طبع مکتبۂ قاسمی دیوبند.

[۳] وشرط للفطرمع العلة والعدالة نصاب الشهاده وهو رجلان او رجل وأمرأتان ولفظ اشهد. الدر المختار علی الشامی کراچی ص۲/۳۸۶، کتاب الصوم، شامی زکریا ص۳/۳۵۳، مبحث فی صوم یوم الشک، مجمع الأنهر ص۳۴۸ج۱ کتاب الصوم، طبع دار الکتب العلمية بیروت، هندية کوئٹه ص۱۹۸/۱، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال،

بغیر ثبوتِ رویت کے عید کرنا درست نہیں

سوال:- (۱) اگر کوئی شخص بلا چاند دیکھے صرف ریڈیو کی خبر پر ۳۰؍رمضان کو عید کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

بغیر رویت کے محض ریڈیو کی خبر پر عید کرنا

سوال:- (۲) قریبی شہر کلکتہ سے بذریعہ ریڈیو اگر یہ خبر پہنچے کہ اگر چہ کلکتہ میں چاند نہیں دیکھا گیا، لیکن چونکہ ڈھاکہ، دہلی وغیرہ شہر سے چاند کی خبریں بذریعہ ریڈیو آرہی ہیں، اسی بناء پر یہ کلکتہ میں عید ہو رہی ہے اس خبر پر کلکتہ والوں کو اور کلکتہ کی خبر پر دیہاتوں میں عید کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

(۳) اگر ۳۰؍رمضان کو ایسی خبر پر عید کرے اور بعد کو اگلے روز چاند ہونے کی تحقیق ہو جائے، تو اس کو عید بلا تحقیق کرنا جائز ہوا یا نہیں؟

(۴) اور اگر چہ بعد میں چاند کی تحقیق ہوئی، لیکن چونکہ وہ لوگ ۳۰؍رمضان کو آٹھ بجے تک روزہ میں تھے، ریڈیو کی ایسی خبر پر کلکتہ کے مسلمان آکر دیہات میں کہیں اور وہ لوگ روزہ توڑ کر عید کرلیں، تو قضاء و کفارہ یعنی ۶۰؍روزے لازم ہوں گے۔

(۵) یا صرف ایک روزہ رکھے؟

(۶) یا کچھ کرنا نہیں پڑے گا؟

(۷) اور جو لوگ ایسی خبروں کو غیر معتبر سمجھ کر ۳۰؍رمضان کو عید نہ کر کے پورا ۳۰؍روزہ رکھ کر اگلے دن عید کریں تو وہ حق پر تھے، یا نہیں؟

(۸) اگر چہ بعد میں ۲۹؍رمضان کے چاند کی تحقیق ہو تب بھی کیا ہوگا؟

(۹) چونکہ صرف ریڈیو کی خبر تھی، جس کے مشتہر غیر مسلم ہوتے ہیں۔

(۱۰) یا ڈھاکہ کی خبر جو مسلمین دے رہے ہیں انکے احوال معلوم نہیں کہ متقی ہیں یا نہیں؟

(۱۱) اور دہلی چونکہ کلکتہ سے قریب ہزار میل ہے، جسکا طلوع وغروب کلکتہ کے ساتھ متفق نہیں ہوسکتا، کہ وہاں ۲۹ر رمضان کو چاند ہوا ہو اور یہاں نہیں اسلئے اس کو غیر معتبر سمجھ کر۔

(۱۲) اور چونکہ کلکتہ والے خود چاند نہیں دیکھے صرف ڈھاکہ یا دہلی کی خبر پر عید کر رہے ہیں۔

(۱۳) لہٰذا اس خبر کو بھی غیر معتبر سمجھ کر ۳۰ر رمضان کو عید نہ کریں بلکہ روزہ رکھیں تو ان کا یہ روزہ رکھنا حرام تو نہیں ہوگا۔

(۱۵) نیز امسال دیوبند وسہارن پور میں روزہ کتنے ہوئے؟

(۱۶) عید کب ہوئی۔

(۱۷) اچھا شریعت میں کوئی ایسی حد معین ہے کہ اگر مثلاً پانچ سو میل کے اندر والے کے لئے حجت ہو، اس سے اگر دور ہو تو حجت نہیں۔

یہ کل سترہ سوالات ہیں، امید ہے کہ ہر ہر سوال کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے، حقیقت میں سوال ایک ہی ہے، اس لئے آپ کے قانون کے خلاف نہیں ہوا۔

ضروری گذارش: چونکہ اس مسئلہ پر پوری مغربی بنگال میں اختلاف ہے، اور شدید اختلاف ہے، اس لئے برائے کرم ہر ہر سوال کے جواب سے سرفراز فرمائیں کیوں کہ اس کا ہر سوال حقیقی اور واقعی ہے، مخترعہ نہیں، جس کا جواب نہیں آئے گا، پھر اسی کو لے کر جھگڑا ہوگا، ۲۲ر شوال کو ہمارا ایک اجلاس ہوگا، جس میں یہی مسئلہ لے کر گہری بات ہوگی، لہٰذا قبل اس تاریخ کے اگر جواب پہنچے تو بڑا احسان ہوگا، خط پہنچنے میں چھ روز لگتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر ۲۹ر کو مطلع صاف ہو کہ نہ بادل ہو نہ غبار نہ دھواں ہو نہ بارش ہو نہ سرخی ہو تو محض کسی

ریڈیو کی اتنی خبر پر کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ۳۰ ر رمضان کو عید کرنا درست نہیں[1]

(۲) اتنی خبر بھی کافی نہیں[2]

(۳) بلاتحقیق عید کرنا جائز نہیں تھا، اگر چہ بعد میں تحقیق سے حجت کا علم ہو جائے[3]

(۴) جب تک شرعی طور پر تحقیق نہ ہو جائے روزہ توڑنے کی اجازت نہیں لیکن بعد میں تحقیق ہونے پر کہ اسی روز عید تھی، قضاء وکفارہ کا وجوب نہ ہوگا[4]

(۶،۵) نہ قضاء سے ہے نہ کفارہ، بلاتحقیق روزہ توڑنے پر استغفار کرے[5]

(۷) جب تک تحقیق نہ ہو جائے روزہ رکھنا لازم ہے، عید کرنا درست نہیں لہٰذا انہوں نے ٹھیک کیا[6]

---

[1] وان لم یکن بالسماء علة فیهما یشترط ان یکون فیهما الشهود جمعاً کثیراً یقع العلم بخبرهم (بحر کوئٹه ص۲۶۸، ج:۲، کتاب الصوم) الدر المختار مع الشامی زکریا ص۳۵۶ ج۳ کتاب الصوم مطلب ما قاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، الفتاویٰ الهندیة کوئٹه ص۱۹۸ ج۱ کتاب الصوم الباب الثانی فی رؤیة الهلال طبع کوئٹه.

[2] تقدم تخریجه تحت عنوان "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشیة ۱، "ریڈیو کے ذریعه شهادت" رقم الحاشیة ۱.

[3] ان غم علی الناس هلال شوال اکملوا عدة رمضان ثلاثین یوماً لان الاصل بقاء الشهر وکماله فلا یترک هذا الاصل الا بیقین (بدائع ص۸۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطبوعه کراچی.

[4] ولا قضاء علیها ان شرع فیها ثم افطر الخ (عالم گیری کوئٹه ص۲۰۱/۱، الباب اثالث فیما یکره للصائم، شامی زکریا ص۴۱۲/۳ کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسد فصل فی العوارض طحطاوی مع المراقی مصری ص۵۶۹، کتاب الصوم، فصل فی العوارض،

[5] حوالۂ بالہ.

[6] ان غم علی الناس هلال شوال اکملوا عده رمضان ثلاثین یوماً لان الاصل بقاء الشهر وکماله فلا یترک هذا الاصل الا بیقین (بدائع ص۸۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطبوعه کراچی، بدائع الصنائع زکریا ص۲۲۰ ج۲ فصل انواع الصوم، بحر کوئٹه ص۲۶۳ ج۲ کتاب الصوم، زیعلی ص۳۷۱ ج۱ کتاب الصوم امدادیه ملتان.

(۸) انہوں نے ٹھیک کیا وہ گنہگار نہیں[1]

(۹،۱۳) محض یہ خبر کہ چاند ہوگیا یا عید ہے کسی کی بھی معتبر نہیں اگر چہ ریڈیو پر خبر دینے والے مسلم متفق ہوں[2]

(۱۴) آپ کی تحریر کردہ صورت میں وہ لوگ گنہگار نہیں[1]

(۱۵) ۲۹/ رہوئے۔

(۱۶) عید سنیچر کو ہوئی۔

(۱۷) ایک قول میں اس کا بھی اندازہ کیا گیا ہے: **وقدر البعد الذی تختلف فیه المطالع مسیرة شهر فاکثرعلیٰ مَا فی القهستانی**(رد المحتار ص: ۹۶ ج:۲) شامی نے اس کی دلیل کے ضعف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۹۱ھ

---

[1] ان غم علی الناس هلال شوال اکملوا عده رمضان ثلاثین یوماً لان الاصل بقاء الشهر وکماله فلا یترک هذا الاصل الا بیقین (بدائع ص ۸۰، ج:۲، کتاب الصوم، مطبوعه کراچی، بدائع الصنائع زکریا ص ۲۲۰ ج۲ فصل انواع الصوم، بحر کوئٹه ص۲۶۳ ج۲ کتاب الصوم، زیعلی ص ۳۷۱ ج ۱ کتاب الصوم امدادیه ملتان.

[2] تقدم تخریجه تحت عنوان "ریڈیو کے ذریعے شهادت" رقم الحاشیة ۱، "ریڈیو کی خبر پر افطار اور عید" رقم الحاشیة ۱.

[3] گذشتہ صفحہ کا حوالہ نمبر ۵۔

[4] فی القهستانی عن الجواهر اعتباراً بقصه سلیمان علیه السلام فانه قد انتقل کل غدو ورواح من اقلیم الی اقلیم وبینهما شهر اهـ ولا یخفی مافی هذا الاستدلال. شامی کراچی ص: ۳۹۳، ج:۲، مطلب فی اختلاف المطالع کتاب الصوم وشامی نعمانیه ص: ۹۶، ج:۲، شامی زکریا ص۳۶۳/۳۶۴ ج۳ مطلب فی اختلاف المطالع، طحطاوی مع المراقی ص ۵۴۱ فصل فی ما یثبت الهلال فی صوم مطبوعه مصر.

اٹھائیس رمضان کو چاند کی شہادت

سوال:- ایک گاؤں میں دس آدمیوں نے گواہی دی ہے کہ ہم نے مورخہ ۲۸/رمضان المبارک ۷۵ھ کو شام چاند بچشم خود دیکھا ہے، لوگوں کے روزے چھوڑوانے اور جو آدمی چاند دیکھنے والے ہیں، ان میں پانچ بالغ اور پانچ نابالغ ایک چمار باقی نو مسلم ہیں گاہے گاہے نماز پڑھتے ہیں لیکن ہیں مسلمان، چاند دیکھنے والوں کا کیا حکم ہے، اور مفطرین کا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مہینہ ۲۹/روز کا ہوتا ہے، یا ۳۰/کا ۲۸/کا نہیں ہوتا، وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، جب وہ نمازی نہیں، تو وہ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں فاسق ہیں انکی شہادت ہرگز مقبول نہیں: **وقبل بلادعوی وبلا لفظ اشهد للصوم مع علةٍ كغيمٍ خبر عدل اومستورعلی ماصَحّحَه البزازی علیٰ خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا بين اهل المذهب ومانسبه الاكمل الى الطحاوی من ان شهادة الفاسق فی هلال رمضان تقبل فهی نسبة غير صحيحة كما اوضحه صاحب النهر وفی النهر قول الفاسق فی الديانات ای يمكن تلقيها من العدول غير مقبول كالهلال ورواية الاخبار ولو تعدد كفاسقين فاكثر** (درمختار[1] وطحطاوی[2] ص: ۴۴۶، ج: ۱)

ایسے لوگوں کی شہادت پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ افطار کرنا ہرگز درست نہیں، خصوصاً جب

[1] الدر مختار مع الشامی نعمانيه ص: ۹۰، ج: ۲، مطلب فی صوم يوم الشک شامی کراچی ص: ۳۸۵، ج: ۲.

[2] طحطاوی علی الدر ص: ۴۱۷، ج: ۱، کتاب الصوم، مطبوعه مصر، فتح القدير ص ۳۲۲ ج ۲ کتاب الصوم فصل فی رؤية الهلال مطبوعه دار الفکر بيروت.

کہ چاند کا محل بھی نہیں[1]، جس میں شک اور شبہ کی گنجائش ہو لہٰذا جن لوگوں نے ان کے کہنے سے روزہ نہیں رکھا، ان کے ذمہ قضا لازم ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف

تیس رمضان کو چاند نظر نہیں آیا

سوال:-شرعی شہادت کی بناء پر قاضی شہر نے رویت ہلال کی تصدیق کردی اور عام اعلان بھی کردیا اور اس علان کے مطابق عوام وخواص نے روزے رکھنا بھی شروع کردیئے، تیس روزے پورے ہونے کے بعد جب تیس تاریخ کو چاند دیکھنے کی نوبت آئی تو مطلع بالکل صاف تھا، مگر اس کے باوجود چاند نظر نہیں آیا، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ صبح عید منائی جائے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہلال رمضان کی رویت کے وقت مطلع صاف نہیں تھا، بلکہ ابر تھا اور قاضی کے پاس دو

---

[1] عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم اِنّا اُمّة اُمّیّة لا نکتب ولا نحسب الشهر هکذا وهکذا وهکذا وعقد الإبهام فی الثالثة ثم قال الشهر هٰکذا وهٰکذا وهٰکذا یعنی تمام الثلاثین یعنی مرّة تسعا وعشرین ومرة ثلاثین متفق علیه، مشکوٰة المصابیح ص ۱۷۴ ج ۱ کتاب الصوم باب رؤیة الهلال طبع یاسر ندیم دیوبند.

[2] إذا مضٰی من رمضان تسعة وعشرون یوما فاصبح الناس فی الرساتیق وسمعوا اصوات الطبل فی الیوم الثلاثین فظنوا ان هذا یوم العید فافطروا ثم تبین أن صوت الطبل کان لغیر ما ظنوا هل تلزمهم الکفارة؟ فقال لا، فتاوی التاتارخانیة ص ۳۹۵ ج ۲ کتاب الصوم الفصل التاسع ما یصیر شبهة فی اسقاط الکفارة، طبع ادارة القرآن کراچی شامی زکریا ص ۳۸۳، ج ۳، کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد مطلب فی جواز الافطار بالتحرّی.

گواہوں نے اپنی رویت بیان کی جس پر قاضی نے ثبوت رمضان کا اعلان کر دیا اور تیس روزے پورے ہونے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود عید کا چاند نظر نہیں حالانکہ یہ اکتسویں شب ہے، تو عید نہ کی جائے بلکہ روزہ رکھا جائے، اگر ایک شخص کی خبر پر ثبوت رمضان کا اعلان کیا گیا تھا پھر تیس روزے ہو جانے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو اس شخص کو جس کی خبر پر رمضان کا اعلان کیا گیا تھا شرعی سزا دیجائے کیونکہ اس نے ہلال رمضان کی خبر غلط دی تھی۔ ردالمحتار ص: ۹۴، ج:۲[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زوال سے پہلے یا بعد چاند دیکھ کر روزہ افطار کر دینا

سوال:- اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے یہاں ابر کی وجہ سے انتیس رمضان کو رویتِ ہلال نہ ہوئی مگر تیس تاریخ کو چھ سات بجے تقریباً دوسری جگہ سے ٹیلیفون اور تار آیا اور قریب دس بجے چاند بھی دیکھا گیا، بناء علیہ بعض لوگوں نے صرف تار اور ٹیلیفون پر اعتماد کر کے رویتِ ہلال کے قبل روزہ توڑ ڈالا اور بعضوں نے چاند دیکھ کر توڑا مگر قبل زوال اور بعضوں نے چاند دیکھ کر بعد زوال توڑا اور بعض لوگوں نے چاند دیکھا قبل زوال اور روزہ بعد زوال توڑا اور بعض لوگوں نے اپنی خوشی سے رکھ لیا تھا مگر کسی مولوی صاحب کے کہنے پر توڑا چاند کے یقین تار ٹیلیفون پر اعتماد کر کے کہ انتیس پر چاند ہوا اور آج عید کا دن ہے، عید کے روز روزہ رکھنا حرام ہے، پھر ایک دو روز کے بعد یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ انتیس تاریخ کو چاند ہوا ہے، اب ان لوگوں کا روزہ توڑنا بحکم شرع شریعت صحیح

---

[1] وبعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز وغم ھلال الفطر لایحل علی المذھب (الدر) ای الفطر اذا لم یر الھلال قال فی الدرر ویعزر ذلک الشاھد ای لظھور کذبہ. (شامی نعمانیہ ص: ۹۴، ج:۲، قبیل مطلب فی رویۃ الھلال نھارا شامی کراچی ص: ۳۹۰، ج:۲)

ہے یا نہیں؟ برتقدیر ثانی کفارہ بھی ہے، یا صرف قضاء ہے، ہر ایک فریق کا حکم بالدلیل تحریر فرمائیں بحوالہ کتب معتبرہ وتعین صفحہ جات۔ بینواوتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعی شہادت نہیں[1] لہٰذا اس پر روزہ توڑنا جائز نہیں ہے، قریب ۱۰/ بجے چاند دیکھنا بھی روزہ توڑنے کے لئے ظاہر مذہب کے موافق شرعی حجت نہیں، اس پر عمل کرتے ہوئے روزہ توڑنا بھی منع ہے: **ورویته نهاراً قبل الزوال وبعده غير معتبر علی ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتویٰ بحر عن الخلاصه درمختار ومعنی عدم اعتبارها انه لا يثبت بها حكم من وجوب صوم او فطر فلذا قال فی الخانية فلا يصام له ولا يفطر** (ردالمحتار[2] ص: ۱۴۹، ج: ۲)

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ خواہ چاند قبل الزوال دیکھا جاوے تو خواہ بعد الزوال دونوں صورتوں میں اس دن کے حق میں یہ رویت معتبر نہ ہوگی، لہٰذا دونوں صورتوں میں روزہ توڑنا درست نہ ہوگا، خواہ روزہ قبل الزوال توڑے خواہ بعد الزوال ہر حال میں ممنوع ہوگا، یہی قول مختار اور مفتی بہ ہے والبسط فی ردالمحتار[3] ص: ۱۴۶، ج: ۲ صرف تار اور ٹیلیفون پر اعتماد کر کے روزہ توڑنا نہ خود جائز ہے، نہ کسی دوسرے مولوی صاحب وغیرہ کے کہنے سے جائز، یہ صحیح ہے کہ عید کے روزہ رکھنا حرام

---

[1] الشهادة هي اخبار صدق لإثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القضاء قوله في مجلس القضاء خرجه به اخباره في غير مجلسه فلا يعتبر الخ شامی کراچی ص۶۲ ج۷ کتاب الشهادات، طحطاوی علی الدر ص۲۲۷ ج۳، دار المعرفة بيروت.

[2] رد المحتار ص: ۹۶، ج:۲، نعمانيه، خانيه علی الهندية ص۱۹۸ ج۱ كتاب الصوم الفصل الاوّل فی رؤية الهلال الخ مطبوعه كوئٹه، تاتارخانية ص۳۵۴ ج۲ كتاب الصوم الفصل الثانی فی رؤية الهلال، مطبوعه کراچی.

[3] شامی زکریا ص۳۶۱ ج۳ كتاب الصوم مطلب فی رؤية الهلال نهاراً.

ہے لیکن عید کا روز چاند دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے یا رمضان شریف کے یقینی طور پر تیس دن گذرنے سے یا شرعی شہادت مہیا ہوجانے سے۔

اورصورتِ مسئولہ میں چاند دیکھا نہیں، رمضان شریف کے پورے تیس دن ہوئے نہیں شرعی شہادت موجود نہیں پھر عید کا روز ہونا کیسے ثابت ہوا، البتہ جس نے ناواقفیت کی بنا پر کسی مولوی صاحب کے کہنے سے روزہ توڑا ہے وہ گنہگار نہیں جن لوگوں نے چاند دیکھ کر قبل الزوال روزہ توڑا ہے یا قبل الزوال دیکھ کر بعد الزوال توڑا ہے اس کے ذمہ کفارہ نہ ہونا ظاہر ہے، کیونکہ اس میں اختلاف ہے، امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر چاند قبل الزوال دیکھا جاوے تو وہ شب گذشتہ کا ہوگا، لہٰذا یہ دن اس قول کے مطابق عید کا دن ہے گو اس مسئلہ میں طرفین کے قول پر فتویٰ نہیں ہوتا۔

ورویته بالنهار لیلة الآتیة مطلقاً ای سواء رؤی قبل الزوال او بعده وقوله علی المذهب ای الذی هو قول ابی حنیفة رحمة اللّٰه علیه ومحمد رحمة اللّٰه علیه قال فی البدائع فلا یکون ذلک الیوم من رمضان عندهما. وقال ابویوسف رحمة اللّٰه علیه ان کان بعد الزوال فکذالک وان کان قبله فهو للیلة الماضیة ویکون الیوم من رمضان وعلی هذا الخلاف هلال شوال فعندهما یکون للمستقبلة مطلقاً ویکون الیوم من رمضان وعنده لوقبل الزوال یکون للماضیة ویکون الیوم یوم الفطر لانه لا یری قبل الزوال عادة الا ان یکون للیلتین فیجب فی هلال رمضان کون الیوم من رمضان وفی هلال شوال کونه یوم الفطر والاصل عندهما انه لا تعتبر رویته نهاراً (الٰی) قوله والمختار قولهما اهـ(شامی[1] ص: ۱۴۶، ج:۲)

چونکہ ان دونوں فریقوں نے قبل الزوال چاند دیکھ لیا ہے لہٰذا اگر یہ عادل ہیں اور شہادت دیں

---

[1] شامی زکریا ص ۱۳۶۱ ج۳ کتاب الصوم مطلب فی رؤیة الهلال.

تو ان کا دیکھنا گویا کہ سب کا دیکھنا ہے اور ان کے حق میں شبہ پیدا ہوتا ہے، پس جس فریق نے بعد الزوال چاند دیکھ کر روزہ توڑا ہے تو درحقیقت اس نے بھی اسی چاند کو دیکھا ہے، جس کو دو فریق نے قبل الزوال دیکھا ہے کوئی نیا چاند نہیں دیکھا تو جو اثر پہلے دو فریق کے حق میں اس چاند کا ہوا ہے یعنی شبہ کی وجہ سے کفارہ کا وجوب نہ ہونا وہی اثر اس فریق کے حق میں بھی ہوگا، یہ حال ان تین فریق کا ہوا جنہوں نے چاند دیکھا ہے، اب رہ گئے وہ فریق جنہوں نے چاند نہیں دیکھا نہ قبل الزوال نہ بعد الزوال بلکہ کسی مولوی صاحب کے کہنے سے روزہ توڑا ہے یا صرف تار ٹیلیفون پر اعتبار کر کے توڑا ہے، سو ان دونوں کا حکم بھی وہی ہے جو پہلے ان تین فریق کا ہے، کیونکہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے لئے ہر شخص کا چاند دیکھنا ضروری نہیں، اگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہوتا تو پہلے دو فریق کی رویت سب کے حق میں کافی ہوتی، یعنی وہ ان سب کے حق میں عید کا دن ہوتا اور ان دونوں فریق پر بھی کفارہ واجب نہ ہوگا، نیز بعد میں اس روز کا روز عید ہونا یقینی طور پر ثابت بھی ہوگیا۔

رای مکلف هلال رمضان او الفطر ورد قوله بدليل شرعي صام مطلقاً وجوباً وقيل ندباً فان افطر قضى فقط فيهما لشبهة الرد علة لما تضمنه قوله فقط من عدم لزوم الكفارة اى ان القاضى لما رد قوله بدليل شرعي اورث شبهة وهذه الكفارة تندرى بالشبهات هدايه. ولا يخفى ان هذه علة لسقوط الكفارة فى هلال رمضان اما فى هلال الفطر فلكونه يوم عيد عنده كما فى النهر وغيره وكانه تركه لظهوره (واختلف فيما اذا افطر قبل الرد لشهادته) وكذا لو لم يشهد عند الامام فصام ثم افطر كما فى السراج (والراجع عدم وجوب الكفارة وصححه غير واحد لان ما رأه يحتمل ان يكون خيالاً لا هلالاً) انما يصلح تعليلاً لعدم الكفارة فى هلال رمضان اما فى هلال شوال فانما لا تجب لانه يوم عيد عنده

علیٰ نسق ما تقدم. (درمختار[۱] ص: ۹۰، ج: ۲، مکتبہ نعمانیہ وشامی ص: ۱۳۸، ج: ۲)

دیکھئے اس صورت میں ایک شخص نے خود اپنی آنکھ سے رمضان شریف یا عید کا چاند دیکھ لیا لیکن قاضی نے اس کے قول کو فسق وغیرہ کی وجہ سے رد کردیا اور پھر اس نے روزہ توڑ دیا (گو ایسی حالت میں روزہ رکھنا چاہئے) تو اس کے ذمہ کفارہ واجب نہیں، اگر رمضان شریف کا چاند دیکھ کر ایسا کیا ہے تو اس نے ایسا روزہ توڑا ہے جو اس کے نزدیک رمضان کا روزہ ہے، اور اگر عید کا چاند دیکھ کر روزہ توڑا ہے تو قاضی اور تمام اہل شہر کے نزدیک وہ رمضان کا روزہ ہے، اور اگر قاضی کے رد کرنے سے پہلے روزہ توڑا ہے، یا قاضی کے پاس شہادت ہی نہیں دی اور پھر روزہ رکھ کر واقعۃً اس کے ہلال نہ ہونے بلکہ خیال ہونےسے اور ہلال عید میں خود اس کے نزدیک یوم عید ہونے سے شبہ پیدا ہوگیا اور اتنا شبہ سقوط کفارہ کے لئے کافی ہے۔

قال فی البحر وانما لم تجب الکفارة بافطاره عمداً بعد اکله اوشربه اوجماعه ناسیا لانه ظن فی موضع الاشتباه بالنظیر وهو الاکل عمدا لان الاکل مصاد للصوم ساهیاً اوعامدا فاورث شبهة وکذا فی شبهته اختلاف العلماء فان مالکاً رحمه اللّٰه یقول بفساد صوم من اکل ناسیا واطلقه فشمل ما لوعلم انه لم یفطره بان بلغه الحدیث اوالفتویٰ اولاً وهوقول ابی حنیفة رحمة اللّٰه علیه وهو الصحیح وکذا لو ذرعه القی وظن انه یفطره فافطر فلا کفارة علیه لوجود شبهة الاشتباه بالنظیر فان القئ والاستقاء متشابهان لان مخرجهما من الفم وکذا لو احتلم للتشابه فی قضاء الشهوة وان علم ان ذلک لا یفطره فعلیه الکفارة لانه لم توجد شبهة ولو شبهة الاختلاف (رد المحتار[۲] ص: ۱۵۷)

---

[۱] رد المحتار ص: ۹۰، ج: ۲، کتاب الصوم نعمانیه، شامی زکریا ص۳۵۰، ج۳، کتاب الصوم، مجمع الأنهر ص ۳۵۱ ج ۱ کتاب الصوم مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] شامی کراچی ص: ۴۰۱، ج: ۲، باب ما یفسد الصوم، شامی نعمانیة ص: ۱۰۱، ج: ۲، البحر الرائق ص۲۹۳ ج۲ کتاب الصوم فصل فی العوارض مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص۳۴۳ ج ۱ کتاب الصوم فصل فی العوارض مطبوعه ملتان.

ان سب صورتوں میں شبہۃ الاشتباہ اور شبہۃ الاختلاف کا اعتبار کر کے کفارہ لازم نہیں کیا گیا اور اختلاف دوسرے ائمہ کا بھی اس میں مؤثر ہو گیا اور صورتِ مسئولہ میں تو اختلاف امام ابو یوسفؒ کا ہے اور شبہ کلی ظاہر ہے، لہٰذا کفارہ لازم نہیں ہوگا، اور اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے انتیس رمضان کو رویت نہیں ہوئی اور اس بات سے ایک دو روز شرعی شہادت سے انتیس کی رویت ثابت ہوگئی تو پھر قضاء بھی اس دن کی لازم نہیں تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعی نہ ہونے میں **البیان الکافی فی حکم الخبر التلغرافی** مستقل رسالہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۹/۱۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ ہذا ۱۲/ ذیقعدہ ۵۷ھ

ریڈیو کی خبر کا اعتبار اور توحیدِ عید کا مسئلہ

سوال:-مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ ہندو بیرون ہند مسلمانوں کے دینی معاملات میں رہبر اکبر مانے جاتے ہیں اور مسلم قوم کو دینی امور میں آپ پر کامل بھروسہ ہے، اس لئے آپ کو بھی یہ سمجھنا اور دیکھنا ہوگا کہ بوقت موجودہ ایک مسئلہ سامنے آیا ہے آج کے حالات میں اس کو ٹھیک طریقہ سے سمجھانے کا کیا راستہ اختیار کیا جائے، اگر وقت کو نہیں سمجھا گیا اور مسائل دینی کو پندرہ سو سال پرانے طور پر ہی سلجھانے کی کوشش کی تو اس طرح عوام کا اطمینان حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا، ساتھ میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ زمانہ کو دیکھ کر آپ نمازوں کے اوقات گھٹا دیں، زکوٰۃ کم کر دیں، ایک آدھ بار شراب کی چھوٹ دیدیں، یا ایک بیوی تک شادی کا مسئلہ طے کر دیں بنیادی چیزوں پر تبدیلی کی توجہ دلانا بھی دین محمدی سے انحراف ہے، لیکن جہاں احادیث کے مسائل ہیں وہاں وقت کی ضرورت کو سمجھ کر مسائل حل کرنا ضروری ہے، میرا مقصد رویت ہلال سے ہے، چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور چاند دیکھ کر عید کرنا مسئلہ ہے، لفظ دیکھنے کی بات چیت کہی گئی ہے، اس وقت انسان کے پاس جو

ذرائع تھے وہ صرف دیکھنے کے تھے، اللہ تعالیٰ کی طویل وعریض زمین اور اس پر طلوع وغروب کی حالت ایک ملک سے دوسرے ملک کے جداگانہ ہے اور اس اعتبار سے دیکھ کر عمل کرنا بہترین ضابطہ ہے، لیکن آج وقت نے ایسی تبدیلیاں کھڑی کی ہیں، جن کو جھٹلایا نہیں جاسکتا، لاسلکی پیغامات تک ہم نے جو دلیلیں چاند کے معاملے میں آپ کے سامنے رکھی تھیں وہ لائق قبول نہیں اس لئے عوام میں تار اور ٹیلیفون ایجاد ہونے تک بھی بحث نہیں، چھڑی لیکن یکا یک برقی بے تار طاقت نے ایک نیا ماحول سامنے رکھ دیا ہے اور وہ ہے ٹیلی ویژن، ریڈیو ان آلوں نے ملکوں اور قوموں کی موت وبقاء تک اپنا دسترس حاصل کرلیا ہے، اگر مشرقی بنگال میں کوئی حادثہ ہوا تو اس کی خبر فی الوقت دینے والے یہی آلے اور انہیں جیسی برقی طاقت کے آلے ہیں جن پر بھروسہ کر کے دفاع یا حملہ وغیرہ کا انتظام ہوتا رہتا ہے، کیا ان سے انکار کرنا اللہ تعالیٰ کے انعامات سے منکر ہونا نہیں ہے؟ اگر مسلمان کسی شئ کو حاصل نہ کرسکا تو کیا اس بناء پر ان انعامات کو جھٹلانا، ان میں تاویلیں پیدا کرنا مناسب ہے؟ ہمارے علماء میں کثرت ان کی ہے جو دین محمد کو محض ایک گھیرے میں دکھا کر عوام کو اس سے باہر جانے نہیں دینا چاہتے لیکن علماء کو جھٹلانے سے کثرت والی پارٹی کیا عوام میں مقبول ہوگی جنہوں نے علامہ اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ جیسے دقیق مطالعہ نے زمین کے ساتھ آسمانوں تک انسان کی دسترس کو قرآن حکیم سے ثابت کیا ہے، قرآن حکیم کے ان رازوں کی عقدہ کشائی کی ہے، جن کو سمجھنے میں علماء کی عقل نے ساتھ نہیں دیا۔

نشر واشاعت پر ہندوستان میں بھی اختیار دے رکھا ہے، جہاں مسلم حکومتیں نہیں ہیں وہاں سب آپ ہی ہیں پھر کیا سبب ہے کہ آپ ایران، پاکستان، مکہ، مدینہ انڈونیشیا اور دیگر اسلامی ممالک کے بذریعہ ریڈیو اس اعلان کی مخالفت کرتے ہیں جو رمضان المبارک کے چاند سے بطور خاص متعلق ہے اور اگر اس کتاب کے مضمون کو پڑھا جائے جو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے نام سے موسوم ہے اور جو حضرت مفتی اعظم عزیز الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے

لکھی ہے اور جہاں "**کشف الظنون فی حکم الخط والتلفون**" کی سرخی دیکھ کر ہلال پر بہت وقت صرف کرنے کے بعد بھی حق اور ظاہر پر قطعی فیصلہ نہ کر کے عوام کو الجھن میں ڈالا ہے، ایسے مضامین جن کے پڑھنے کے بعد بھی انسان قطعی فیصلہ پر نہ پہنچے کیا معنی رکھتا ہے، کیا شہادت زیادہ قابل یقین ہے، جب کہ وہ شاہد جس کی تعریف کی گئی ہے، اس جمہوری دور میں غائب ہیں جیسے کبھی نہ تھے اور کیا اسلامی ممالک کے ریڈیو کی نشریات پر شبہ ظاہر کرنا مناسب ہے، علماء کے رویہ سے مسلم عوام کس طرح مستفید ہوں، نتیجہ یہ ہے کہ ہر سال دو، دو دن مسلمانوں کے رمضان اور عید ہو رہی ہے، گویا اس طرح تفریق کی دعوت دی جا رہی ہے، بہتر ہو کہ آپ اتنی اتنی چھوٹی بات سے مسلمانوں کو دو اور تین روز تک علیحدہ علیحدہ رمضان اور عید کے جھگڑے سے بچائیں، اور اس ریڈیو پر اظہار اطمینان کریں، جو ملکوں اور قوموں کے تحفظ کی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ فقط والسلام

نوٹ: اگر طبیعت پر ناراضگی آئے تو حقائق پر نظر رکھ کر معاف فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دین اسلام اور اس کے بنیادی احکام وہی ہیں جو پندرہ سو سال پہلے عطا ہوئے اور احکم الحاکمین نے زبردست سند عطا فرمائی: **الیوم اکملتُ لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً**[1] نیز ارشاد فرمایا: **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الأخرۃ من الخاسرین**[2]

جس کی تفصیلات وتشریحات حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں فرمائی ہیں،

---

[1] سورۂ المائدہ: ۳/ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کر لیا (بیان القرآن)

[2] سورۂ آل عمران: ۸۵/ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا وہ اس سے مقبول نہ ہوگا، اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔ (بیان القرآن)

الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ آپ بنیادی طور پر پختگی سے قائم ہیں اور کسی ترمیم کے روادار نہیں بلکہ ترمیم کو دین سے انحراف تصور کرتے ہیں، اللہ پاک مزید استقامت عطا فرمائے اتنا تو ذہن نشین رکھیں کہ نئے مسائل کو حل کرنے کے لئے اصل بنیادیں تو وہی ہیں جن پر پندرہ سوسال گذر چکے، حق تعالیٰ نے ان بنیادوں میں ایسی گہرائی رکھی ہے، کہ نئے مسائل کے لئے ان سے خوب روشنی ملتی ہے، اور علماء امت نے ہمیشہ ایسی روشنی سے نئے مسائل کو حل کیا ہے، ٹرین، پلین میں نماز، ایک نماز مثلاً مغرب پڑھی ہوئی نماز کا حکم اور وہاں غروب ہونے پر دوبارہ پڑھنے کا حکم، پٹرول سے کپڑے دھونے کا حکم انجکشن کے ذریعہ جانوروں کو گابھن کرانے اور عورتوں سے بچہ پیدا کرانے کا حکم وغیرہ وغیرہ سارے ہی مسائل کا حل کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ سب مسائل بھی دائرے کے اندر آ گئے ہیں، دائرہ سے خارج نہیں، حق تعالیٰ نے زندگی کے مختلف شعبوں کے احکام کو بیان کر کے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے: "**تلک حدود اللّٰہ**اور ان حدود اللہ سے خارج ہونے پر ارشاد فرمایا ہے "**ومن یتعدد حدود اللّٰہ فقد ظلم نفسہ**"[1] رہا عوام کا اطمینان ان بیچاروں میں اتنی صلاحیت اور استعداد کہاں ہے، کہ مسائل شرعیہ کی گہرائی تک پہنچ سکیں، اکثریت کا فیصلہ کوئی شرعی فیصلہ نہیں ہوتا: "**وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللّٰہ ان یتبعون الا الظن**" (الآیۃ)[2]

پورے انتظامات اہل اسلام کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود بھول، چوک غلطی سے تحفظ کا کیا اطمینان ہے، چندسال ہوئے پاکستان میں مولانا احتشام صاحب نے ریڈیو کو ایک تقریر ریکارڈ کرائی تھی جس میں اہل پاکستان کو عید کی مبارک باد اور پھر اس کے متعلق ہدایات دی تھیں، ریڈیو کے ذمہ داروں کو غلط فہمی ہوئی انہوں نے رویت ہلال سے پہلے ہی اس کو نشر کر دیا جس سے

[1] سورہ الطلاق: ۱/۱ اور جوشخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ (بیان القرآن)

[2] سورہ الانعام: ۱۱۴/۱ اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔ وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں، اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔ (بیان القرآن)

تمام پاکستان میں ہیجان پیدا ہوگیا پھر ریڈیو کو اپنی غلطی پر معذرت کرنیکی نوبت آئی۔

اسمبلی میں یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا کہ ریڈیو سے آنے والی خبر معتبر ہے یا نہیں، ان لوگوں نے اس پر اطمینان نہیں کیا، عدالتوں، کچہریوں میں، ریڈیو اور ٹیلیفون سے شہادت نہیں قبول کی جاتی، شاہد خود حاضر عدالت ہو یا پھر اس کے پاس کمیشن جائے تب وہ شہادت معتبر ہوتی ہے، شرعاً بھی پس پردہ کی شہادت معتبر نہیں: "**النغمة تشبه النغمة**"[۱] کوئی شخص اپنی تحریر بذریعہ ڈاک بھیج دے وہ بھی شرعاً کافی نہیں: "**الخطّ يشبه الخط**"[۲]

جن بلادِ اسلامیہ کا آپ نے تذکرہ کیا ہے کیا ان میں ٹیلی فون ٹیلی ویژن کی شہادت پر مقدمہ فیصل کردیا جاتا ہے؟

چاند کا نکلنا سب مقامات پر بیک وقت نہیں ہے، بلکہ اس میں قدرت کا پیدا کیا ہوا اختلاف ہے کہیں ایک دن پہلے طلوع ہوتا ہے کہیں دو دن پہلے اگر شرعی اصول کے مطابق ایک ملک میں چاند کی رویت ثابت ہوجائے اور دو عادل شاہد بذریعہ ہوائی جہاز ایسے ملک میں آکر شہادت دیں جہاں اس روز اٹھائیس تاریخ ہو تو شاہدوں کے عادل وثقہ ہونے کے باوجود ان کی شہادت قابل سماعت نہیں ہوگی۔

شہادت کے لئے محل ہونا ضروری ہے، اس کا محل یوم الشک ہے، یعنی ۲۹/ تاریخ اور ۲۸/ تاریخ کو تو شہادت لی بھی نہیں جائے گی، ورنہ شاہد کا ذب قرار دیا جائے گا، اگر چار آدمی عادل معتبر

---

۱ **مجمع الأنهر ص۲۶۶ ج۳ كتاب الشهادات فصل يشهد بكل ما سمعه الخ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص۲۱۳ ج۴ كتاب الشهادة مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيرى ص۵۲ ج۳ كتاب الشهادات، الباب الثانى مطبوعه كوئٹه.**

۲ **مجمع الأنهر ص۲۳۰ ج۳ كتاب القضاء مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامى كراچى ص۴۱۳ ج۴ كتاب الوقف مطلب لا يعتمد على الخط إلا فى مسائل، ص۳۸۷ ج۷ كتاب الشهادة مطبوعه دار الفكر بيروت.**

C:\F.M.Fainal\Jild-15\ Chand Dekhne Ka Bayan

کسی شخص کے متعلق گواہی دیں کہ ہم نے اس کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے، لیکن تفتیش سے معلوم ہوا کہ وہ شخص مجبوب ہے، یعنی اس کے پاس آلہ ہی موجود نہیں بلکہ مقطوع ہے، تو ان شاہدوں کی وجہ سے اس شخص کو سنگسار نہیں کیا جائے نہ شاہدوں کے حدقذف جاری ہوگی [1]

آفتاب غروب ہونے پر مغرب کا وقت ہوجاتا ہے مغرب کی نماز کا پڑھنا فرض ہوجاتا ہے اگر ٹیلی ویژن سے معلوم ہوا کہ فلاں مقام پر آفتاب غروب ہوگیا تو کیا اس کی وجہ سے ایسی جگہ پر بھی نماز کا حکم کیا جائے گا جہاں سورج سامنے ہو ؟

اسی طرح ٹیلی ویژن کے ذریعہ رویت ہلال ثابت ہونے پر کیا دوروز پہلے حج کا بھی حکم کردیا جائے گا ؟

یہ چاندسورج کا اختلاف قدرت کا پیدا کیا ہوا اختلاف ہے، جو رہتی دنیا تک باقی رہیگا، اور جو مسائل چاندوسورج سے متعلق ہیں ان میں بھی یہ اختلاف ظاہر ہوکر رہیگا، اسکے متعلق یہ کہنا کہ علماء تفریق کی دعوت دیتے ہیں یہ سوءظن ہے یا مسائل سے عدم واقفیت پر مبنی ہے۔

اطمینان قلبی حاصل ہونے کی دوصورتیں ہیں، ایک یہ کہ اسلام کے بنیادی اصول کی گہرائی تک آدمی پہنچ جائے تو وہ بہت جلد سمجھ جائے گا کہ یہ مسئلہ کس اصل پر مبنی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ قلب میں اسلام اوراس کے احکام کی انتہائی عظمت ہو تب اطمینان حاصل ہوتا ہے، لیکن اگر ہر شخص اپنی عقل کی کسوٹی بنا کر ہر مسئلہ کو اس پر پرکھنے کی کوشش کرے یا دوسروں کو دعوت دے تو اس کی سعی لا حاصل ہے، عقلاً، شرعاً، عرفاً کسی طرح بھی درست نہیں، اور

---

[1] واذا شهدوا على رجل بالزنا وهو مجبوب فانه لا يحد ولا يحد الشهود ايضاً كذا فى التبيين. (عالمگیری ص: ۱۵۳، ج:۲، کتاب الحدود) الدر المختار على الشامى كراچى ص۳۳ج۲ کتاب الحدود باب الشهادة على الزنا، تبيين الحقائق ص۱۹۰ج۳ کتاب الحدود، باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها، مطبوعه امداديه ملتان، عالمگیری ص۴۵۲/۳، کتاب الشهادات، مطبوعه کوئٹه،

جن لوگوں نے ایسا کیا ہے وہ کبھی صراط مستقیم پر قائم نہیں رہے: "ضلّوا فاضلوا"[۱] ممکن ہے کہ آپ کے سامنے بھی اس کے کچھ نمونے ہوں، ممکن کیا ضرور آپ کے سامنے بھی نمونے ہیں۔

جو شخص تحقیق حق کے لئے مسئلہ دریافت کرے اس پر ناراض ہونا بے محل ہے اگر چہ وہ حقیقت سے ناواقف ہو۔

نامناسب بھی لکھ دے تو وہ معذور ہے اس کا علاج ناراضگی نہیں بلکہ نرمی وشفقت سے افہام وتفہم ہے یہ بھی ممکن ہے کہ افہام وتفہیم میں کوئی جملہ سائل کے مزاج کے خلاف آ گیا ہو تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں، معاف فرمائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۸۸ھ

پہاڑ کا سامنے ہونا مانع رویتِ ہلال ہے

سوال:- رویتِ ہلال کے متعلق حیلولة الجبال علة فی السماء کا حکم رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رویتِ ہلال کے متعلق احکام مختلف ہیں شعبان، رمضان، عیدین میں اختلاف کثیر ہے: حیلولۃ الجبال وغیرہ کو بعض احکام میں اختلاف مطالع کے ماتحت ذکر کیا گیا ہے: **وحکی عن ابی عبد اللّٰہ ابن ابی موسٰی الضریر أنه استفتی فی اهل الاسكندرية ان الشمس تغرب بها ومن علی منارتها یری الشمس بعد ذلک بزمان کثیرفقال یحل لاهل البلد الفطر ولا یحل لمن علی راس المنارة اذا کان یری غروب الشمس لان مغرب الشمس یختلف کما یختلف مطلعها فیعتبر فی اهل کل موضع مغربه اھـ**

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص۳۳ کتاب العلم الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم.

(بدائع[۱] ص:۸۳، ج:۲) واما اذا جاء من مکان اٰخر خارج المصر فانه تقبل شهادته اذا کان عدلاً ثقة لانه یتیقن فی الرویة فی الصحاری مالم یتیقین فی الامصار لما فیها من کثرة الغبار وکذا اذا کان فی المصر فی موضع مرتفع.[۲](بحرالرائق ص: ۲۶۹، ج:۲) وذکر الطحاوی انه تقبل شهادة الواحد اذا جاء من خارج المصر وکذا اذا کان علی مکان مرتفع کذا فی الهدایة[۳]

وعلی قول الطحاوی اعتمد الامام المرغینانی وصاحب الاقضیة والفتاویٰ لکن فی ظاهرالروایة لا فرق بین خارج المصر والمصر(کذا فی معراج الدرایة فتاویٰ عالمگیری[۴] ص:۱۹۸، ج:۱)

علتِ فی السماء کے وقت ہلال رمضان واحد عدل کی خبر سے ثابت ہوجاتا ہے اور ہلال عید عدلین کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے[۵]جن حضرات کے نزدیک اختلافِ مطالع معتبر نہیں ان کے نزدیک ایک جگہ کا ثبوت سب جگہ کے لئے کافی ہے، لہٰذا اگر پہاڑ کے اوپر یا کسی ایسی جگہ جہاں حیلولۃ الجبال نہ ہو ثبوت ہلال ہوجائے تو دامن کوہ میں رہنے والوں کے لئے بھی ثبوت کا حکم دیا جائے گا، اور جن مشائخ کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے جیسے صاحب تجرید وغیرہ[۶] ان کے نزدیک ثبوت نہ

---

۱ بدائع الصنائع ص: ۲۲۵، ج:۲، اثبات الاهلة. مطبوعه زکریا دیوبند.

۲ مطبوعه کوئٹه کتاب الصوم.

۳ هدایه ص۲۱۶ ج۱ کتاب الصوم.

۴ عالمگیری ص: ۱۹۸، ج: ۱، الباب الثانی فی رویة الهلال مطبوعه کوئٹه.

۵ قبل فی هلال رمضان خبر عدل ...... وفی هلال النظر وذی الحجة شهادة حرین او حر وحرتین بشرط العدالة ولفظ الشهادة الخ ملتقی الابحر ص۳۴۸ج۱ کتاب الصوم دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۱۳ج۲ دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۳۱۹ج۱ مطبوعه امدادیه ملتان.

۶ ومختار صاحب التجرید وغیره من المشائخ اعتبار اختلاف المطالع الخ فتح القدیر ص۳۱۴ج۲، مطبوعه دار الفکر بیروت.

ہوگا، زیلعی[۱] نے اس کو اشبہ کہا ہے، اور اول ظاہر الروایۃ ہے شیخ ابن ہمام نے اس کو احوط کہا ہے اور خلاصہ میں ہے: ظاہر المذہب وعلیہ الفتویٰ۔ (فتح[۲] ج:۲،ص:۵۳، وبحر[۳] ج:۲،ص:۲۷۰)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۱/ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۷/ ذیقعدہ ۵۲ھ

رؤیت نہ ہونے پر پہلی تاریخ کا اعلان

سوال:- برطانیہ میں عموماً بادل غبار آلود ہوتا ہے، جس کی وجہ سے سال کے بارہ مہینے چاند کی رویت محال تو نہیں نہ ممکن ہوتی ہے، اسلئے رمضان وعیدین کے تعیین کے بارے میں ہر سال یہ معمول رہتا ہے کہ رمضان کی ابتداء کے لئے قریبی ملک مراکش ۲۹/ شعبان کو فون سے گفتگو کی جاتی ہے، اور اس پر رمضان یا عدم رمضان کا اعلان کیا جاتا ہے، چنانچہ اس سال بھی اسی طرح مراکش فون سے گفتگو ہونے پر ۱۸/ ستمبر مطابق ۷۴ھ بروز بدھ رمضان کا اعلان کیا گیا اور اس اعلان پر لوگوں نے رمضان شروع کیا۔

عید الفطر کے لئے عموماً ہر سال یہ ہوتا ہے کہ چار پانچ مسلم ملکوں کے ریڈیو فون وغیرہ کی اطلاع پر اس کو خبر مستفیض قرار دے کر عید الفطر کا اعلان کیا جاتا ہے۔

سال رواں رویت ہلال کمیٹی نے ۲۹/ رمضان بروز بدھ جمعرات کو عید الفطر ہونے کا اعلان کیا تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے لندن میں ایک صاحب سے بذریعہ فون ساؤتھ افریقہ

---

[۱] خلاصۃ الفتاویٰ ص ۲۴۹ ج ۱ کتاب الصوم الفصل الاول فی الشھادۃ علی ھلال رمضان الخ مطبوعہ امجد اکیڈمی لاھور۔

[۲] فتح القدیر ص: ۳۱۴، ج: ۲، فصل فی رویۃ الھلال مطبوعہ دارالفکر۔

[۳] وھو الاشبہ کذافی التبیین والاول ظاھر الروایۃ وھو الاحوط کذا فی فتح القدیر وھو ظاھر المذھب وعلیہ الفتویٰ کذافی الخلاصۃ۔ (البحرالرائق ص: ۲۷۰، ج: ۲، کتاب الصوم)

گفتگو کی جس میں انہوں نے جمعرات کو عید ہونے کی اطلاع دی (تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنوبی افریقہ میں رمضان ۳۰/شعبان پورے کرکے شروع ہوا، اور یہاں ۲۹/شعبان کو چاند کی اطلاع پر) اسی طرح ایک صاحب نے مراکش فون سے گفتگو کی وہاں سے انہوں نے عید ہونے کی اطلاع دی یہ بات کرنے والے دونوں آپس میں غیر متعارف تھے، اور الجزائر سے اقبال نامی شخص کے پاس کسی صاحب کا میٹلکش عید ہونے کا آیا تھا، فیصلہ کے وقت یہ دونوں مجہول لندن کے ایک فرد کی مذکورہ خبروں پر اعتماد کرتے ہوئے ہلال کمیٹی نے ۱۷/اکتوبر جمعرات کو عید ہونے کا اعلان کیا اور لوگوں نے عید منائی۔

مگر بعض علماء نے ہلال کمیٹی کے اس فیصلہ سے اتفاق نہیں کیا، وہ دلیل میں یہ کہتے ہیں کہ عید کے لئے صرف مراکش اور افریقہ کی دوخبریں کافی نہیں کیونکہ یہ شرعی شہادت نہیں، صرف خبر ہے، اور دوخبریں استفاضہ کا درجہ بھی نہیں رکھتی اور الجزائر کی خبر موہوم ہے اسلئے ان علماء نے ۱۸/اکتوبر جمعہ کو ۳۰/روزہ کرکے عید الفطر منانے کا اعلان کیا۔

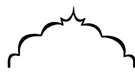
اب ہم عوام کے لئے سوال طلب عمور یہ ہے کہ جن لوگوں نے جمعرات کو عید منائی اور روزہ نہیں رکھا، کیا انکو ایک روزہ کی قضاء لازم ہوگی؟ صرف قضاء ہوگی یا کفارہ بھی، شبہہ اس لئے بھی زیادہ قوی ہورہا ہے کہ جن شہروں کے مقامی علماء نے ہلال کمیٹی کے اعلان پر جمعرات کو عید کا اعلان کیا، ان کو بھی بعد میں تحقیق ہونے پر جمعرات کو عید کے اعلان پر افسوس ہوا کہ یہ صحیح نہیں ہوا، امید کہ جواب سے جلد مدلل طور پر ممنون فرمائیں گے،

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں وہ لوگ ایک روزہ بطور قضاء بعد میں رکھیں کفارہ لازم نہیں، کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہیکہ رمضان کا روزہ شروع کرکے بلاعذر شرعی توڑ دیا جائے یہاں ایسا نہیں ہوا۔

عید کا اعلان کرنے میں پوری احتیاط نہیں کی گئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۰/۹۴ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

﴿سحری اورافطار﴾

کیا افطار کے لئے اذان شرط ہے؟

سوال:- رمضان یا اس کے علاوہ روزوں میں افطار غروب آفتاب پر موقوف ہے یا اذان مغرب پر بعض لوگ باوجود غروب ہونے کے افطار نہیں کرتے اور اس کے لئے اذان کو شرط جانتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

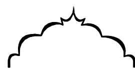
الجواب حامداً ومصلیاً

غروب متحقق ہوجانے پر افطار کا وقت ہوجاتا ہے، اذان پر موقوف نہیں، لیکن عموماً لوگ غروب کا انداز نہیں کر پاتے یا اذان غروب پر ہی ہوتی ہے، اس لئے اذان پر افطار کے عادی ہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] هو الامساک عن المفطرات حقیقة او حکما فی وقت مخصوص وهو الیوم ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الی قوله قال ﷺ اذا اقبل اللیل من هاهنا فقد افطر الصائم ای اذا وجدت الظلمة حسا فی جهة المشرق فقد ظهر وقت الفطر او صار مفطرا فی الحکم ...... وانما ادی بصورة الخبر ترغیبا فی تعجیل الافطار، شامی مع الدرالمختار مطبوعه زکریا دیوبند ص ۳/۳۳۰، اول کتاب الصوم، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۱/۳۴۱، اول کتاب الصوم، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۲۱، کتاب الصوم.



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

افطار غروب پر یا اذان پر

سوال: - کیا روزہ افطار کرنے کے لئے غروب آفتاب شرط ہے یا اذان شرط ہے، جب کہ پچاس فٹ اونچا بانس پر لال بتی کا انتظام کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر روزہ افطار کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ افطار کرنے کے لئے دن کا ختم ہونا اور رات کا شروع ہو جانا ضروری ہے، اور یہ چیز آفتاب غروب ہونے سے ہوتی ہے: "ثُمَّ اتموا الصیّام الی اللیل" (الآیۃ[1]) اور اذان غروب آفتاب سے پہلے درست نہیں[2] بعض جگہ غروب سے کچھ وقفہ کے بعد ہوتی ہے بعض مقامات پر سرخ بتی بھی غروب پر روشن کی جاتی ہے، لیکن اگر غروب متحقق ہو جائے اور سرخ بتی روشن نہ ہو تو اس کی وجہ سے افطار کو مؤخر کرنے کی ضرورت نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۹/۱۳۹۹ھ

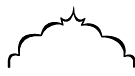
---

[1] سورہ بقرہ: آیت نمبر ۱۸۷.

ترجمہ: پھر پورا کرو روزہ کو رات تک۔

[2] فیعاد أذان وقع قبله کالاقامة. ای فی انما تعاد اذا وقعت قبل الوقت شامی زکریا ص: ۵۰، ج: ۲، مطلب فی المواضع التی یندب لها الاذان فی غیر الصلاة. باب الاذان، مطبوعه زکریا، البحرالرائق ص ۲۶۲، الاذان، مطبوعه کراچی، عالمگیری کوئٹه ص ۵۳/۱، کتاب الصلوة، الباب الثانی فی الاذان)

[3] عن عمر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا اقبل اللیل من ههنا وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم. متفق علیه. (مشکوٰة شریف ص: ۱۷۵، الفصل الاول، کتاب الصوم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) (باقی اگلے صفحہ پر)



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

غروب سے پہلے چاند دیکھ کر روزہ توڑنا درست نہیں

سوال:- تیسواں چاند اگر وقت افطار سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قبل نظر آجائے تو روزہ توڑ دینا چاہئے، یا نہیں کیوں کہ بعض لوگوں نے یہ کہہ کر روزہ توڑ دیا ہے کہ چاند نظر آ گیا، ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چاند اگر غروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل نظر آجائے، تب بھی غروب تک روزہ پورا کرنا لازم ہے، غروب سے پہلے روزہ توڑنا اور دوسروں کا روزہ توڑوانا حرام ہے: رؤيته بالنهار لليلة الآتية (درمختار علی الشامی[۱] ص: ۱۳۰، ج: ۲)

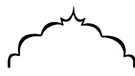
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات اس جگہ سے آئے اور دن اس جگہ سے جائے اور سورج غروب ہوجائے پس اس وقت روزہ دار کے لئے افطار کا وقت ہے۔ اذا اقبل الليل فليفطر الصائم وذلک ان الخيرية منوطة بتعجيل الافطار. (مرقاة، ص: ۵۱۰، ج: ۲، کتاب الصوم، الفصل الاول، باب ای فی مسائل متفرقة من کتاب الصوم، مطبوعه بمبئی)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] درمختار مع شامی زکریا ص: ۳۶۱، ج: ۳، شامی نعمانیه ص ۲/۱۵۳، مطلب فی روية الهلال نهاراً. کتاب الصوم. اذا رأو الهلال نهارا قبل الزوال او بعده لايصام به ولايفطر وهی من الليلة المستقبلة، خانية علی هامش الهندية ص ۱/۱۹۸، کتاب الصوم، الفصل الاول فی رؤية الهلال، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، تاتارخانیه ص ۲/۳۵۴، کتاب الصوم، الفصل الثانی فيما يتعلق برؤية الهلال، مطبوعه کراچی.



غروبِ شمس کی علامت کیا ہے؟

سوال:- افطار غروبِ شمس کے بعد فوراً ہونا چاہئے لیکن غروبِ شمس ہے کیا؟ کیا شمس کی طرف اعلیٰ کا آنکھ سے غائب ہونے کا نام ہے یا کہ غروبِ شمس کے لئے ظلمت من المشرق بھی ضروری ہے، جس طرح شامی ج:۲، میں شرط لگائی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس وقت جرم شمس غائب ہوتا ہے جب ہی مشرق سے ظلمت ظاہر ہوتی ہے، چونکہ ہر شخص کی نظر جرم شمس پر نہیں پڑتی، اس لئے ظہورِ ظلمت کو اس کی علامت قرار دیا گیا ہے کہ یہ ایک حسی چیز ہے، جس کو ہر شخص پہچان لیتا ہے شامی کی عبارت کا مطلب بھی یہی ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳۰؍ذی الحجہ ۶۷ھ

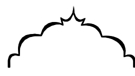
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

اذان افطار کے بعد

سوال:- رمضان میں اذان مغرب افطار سے قبل کی جائے یا افطار کے بعد۔

---

[۱] والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة فى جهة الشرق. (شامی ص: ۸۰، ج: ۲، مطبوعہ نعمانیہ، شامی کراچی ص: ۳۷۱، ج: ۲، مطبوعہ زکریا ص ۳/۳۳۰، کتاب الصوم، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۲۱، کتاب الصوم، مطبوعہ مصری، سکب الانہر علی ہامش مجمع الانہر ص ۳۴۱، ج ۱، کتاب الصوم، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)



الجواب حامداً ومصلیاً

افطار کر کے اذان دی جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۵ھ

رمضان میں غروب کی کتنی دیر بعد جماعت کھڑی ہو

﴿اکابر کے معمولات﴾

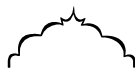
سوال:- (۱) رمضان میں غروب کے بعد نماز جماعت میں کم ازکم اور زیادہ سے زیادہ کتنی منٹ تاخیر کی گنجائش ہے یعنی افطار کے لئے کتنی منٹ نکالی جائے یہاں برطانیہ میں افطار کے بعد نماز کے بارے میں اکثر جگہوں میں اختلاف ہوتا رہتا ہے، بعض کہتے ہیں مختصر افطاری کر کے نماز کھڑی کر دی جائے، بعض کہتے ہیں حسب خواہش افطار کرنی چاہئے، لہٰذا اس سلسلہ میں اپنے اکابر خصوصاً حضرت گنگوہیؒ حضرت تھانویؒ حضرت مدنیؒ وغیرہ کے معمولات تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں ہے رمضان میں روزہ عموماً مدرسہ میں مہمانوں کے ساتھ افطار فرماتے ہیں، اور اذان اول وقت ٹھیک وقت پر ہوتی ہے، اور

---

[1] ویستحب السحور وتاخیره وتعجیل الفطر لحدیث. ثلاث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار. (درمختار مع الشامی ص: ۴۰۰، ج:۳، کتاب الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیة، مطبوعه زکریا دیوبند، مجمع الانهر ص ۱/۳۶۵، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)



اطمینان کے ساتھ افطار کر کے ہاتھ دھو کر کلی کر کے بطمانینت وسکون نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، اذان اور جماعت کے درمیان اتناوقت بخوبی ہوتا ہے کہ کوئی چاہے تو اطمینان سے وضو کرے اور تکبیر اولیٰ نہ جائے، اہل محلّہ اپنے گھروں میں افطار کر کے بخوبی تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتے ہیں، اھ معمولات اشرفیہ اکابر کا رمضان ص[۱] ۳۰ ر

حضرت مدنیؒ کے معمولات میں ہے۔ ۸/۱۰ ر منٹ اس افطار میں لگ جاتے ہیں، اھ اکابر کا رمضان ص[۲] ۳۲ ر

حضرت سہارن پوری کے معمولات میں ہے تقریباً دس منٹ کا فصل ہوتا تھا، تاکہ اپنے گھروں سے افطار کر کے آنے والے نماز میں شریک ہوسکیں، اکابر کے رمضان ص[۳] ۶ ر

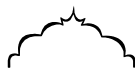
حضرت مولانا یحییٰ صاحب کے معمولات میں ہے، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے دور میں مغرب کی اذان خود کہنے کا بہت معمول تھا اس میں جہری الصوت اور نہایت طویل اذان کا معمول تھا، وہ (مولانا یحییٰ صاحبؒ) اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اس وجہ سے اہتمام کرتا تھا کہ اطمینان سے لوگ اپنے اپنے گھروں سے فارغ ہو کر آجائیں، دور تک آواز پہنچتی رہے، میری اذان کے درمیان بہت اطمینان سے آدمی افطار سے فارغ ہوسکتا ہے، اور اذان کے بعد اپنے گھر سے چلے تو حضرت قطب عالم امام ربانی قدس سرہٗ کے یہاں تکبیر اولیٰ میں شریک ہوسکتا ہے، حضرت قطب عالم قدس سرہٗ کے یہاں نصف النہار سے گھڑیوں کے ملانے کا بہت اہتمام تھا والد صاحب فرماتے تھے، کہ میں غروب سے ایک دو منٹ پہلے خانقاہ کی چھت پر چلا جایا کرتا تھا خودرو گھاس کے دو چار پتے توڑ کر ان

---

[۱] حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی اور دیگر اکابر کا رمضان۔ ص: ۱۶۱، مطبوعہ دار العلوم المدنیۃ بفیلو

[۲] ایضاً ص ۱۷۴،

[۳] ایضاً ص ۱۳۷،



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

کو چبا کر ان سے افطار کر کے اذان شروع کر دیتا تھا، اور بہت ہی لمبی اور اطمینان سے اذان کہا کرتا تھا، اھ اکابر کا رمضان ص[۱] ۶۴۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۹۵ھ

نمازِ مغرب افطار کے کتنے منٹ بعد

سوال:- رمضان المبارک میں روزہ افطار کرنے کے بعد مغرب کی نماز کی جماعت میں کتنی دیر کی تاخیر کی جاسکتی ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے لئے افطار کے فوراً بعد کھڑا ہونا چاہئے، کچھ کہتے ہیں کہ محلے کے لوگوں کے آنے کے بعد دس منٹ تک انتظار کیا جاسکتا ہے، برائے مہربانی جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان وجماعت میں اتنا فصل کیا جائے کہ پابند جماعت افطار سے فارغ ہوکر کلی وغیرہ کرلیں اور شروع جماعت سے شریک ہوسکیں، جو لوگ اپنے مکان پر افطار کرتے ہیں ان کو بھی چاہئے کہ افطار میں زیادہ وقت خرچ نہ کریں اور اپنے انتظام میں تمام حاضرینِ مسجد کو نہ روکے رہیں، آپس کی مصالحت سے وہاں کے اعتبار سے ۵/۱۰ منٹ جیسا مناسب ہو تجویز کر لیں اس میں نزاع نہ کریں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

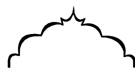
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۳/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۹/۱۴/۸۸ھ

---

[۱] ایضاً ص ۱۹۸، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



سحر وافطار کی اطلاع بذریعہ سائرن

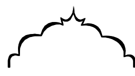
سوال:-شہر سہارن پور میں عرصہ دراز سے رمضان المبارک میں سحر وافطار کے وقت گولے چھوڑے جاتے ہیں اب تقریباً آٹھ دس جگہ گولے چھوڑے جاتے ہیں اور ان میں تھوڑا لیٹ ٹائم میں فرق ہوجاتا ہے اور تقریباً چالیس روپئے روزانہ خرچ ہوتے ہیں، جامع مسجد میں تین سو روپے ہر سال خرچ آتا ہے اور گولا سبزی منڈی میں چھوڑا جاتا ہے، ایسی صورت میں کسی کو چوٹ آجانے کا بھی خطرہ ہے، جس سے ناحق جھگڑا کھڑا ہوگا، ایسی صورت میں اگر جامع مسجد کی طرف سے ایک سائرن خرید لیا جائے، تو تمام شہر کو آواز پہنچ جائے، اور سحر وافطار صحیح طریقہ پر ہوجائے اور رقم بھی بچ جائے، شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہاں افطار کی اطلاع جامع مسجد کے ذمہ ہے، تو موجودہ انتشار کا دفعیہ، جھگڑے سے تحفظ سائرن سے ہوجائے تو ذمہ دارانِ جامع مسجد کے مشورے سے سائرن خرید سکتے ہیں، اس کو مسجد سے باہر کسی سہ دری وغیرہ میں رکھا جائے، اگر رائے متفق نہ ہو تو اہلِ وسعت اس کا انتظام کرلیں۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۱۴۰۱ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ ویفصل بین الاذان والاقامة لکراهة وصلهما لقوله ﷺ لبلال اجعل بین اذانک واقامتک نفسا حتی یقضی المتوضی حاجته فی مهل وحتی یفرغ الآکل من اکل طعامه فی مهل بقدر ما یحضر الملازمون الی قوله ولان المقصود بالاذان اعلام الناس بدخول الوقت لیتهیئو للصلاة بالطهارة فیحضروا المسجد وبالوصل فینتفی هذا المقصود ...... الحاصل ان التاخیر الیسیر للاعانة علی الخیر غیر مکروه الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۱۵۹، باب الاذان، مطبوعه مصر، تبیین الحقائق ص ۱/۹۲، باب الاذان، مطبوعه امدادیه ملتان.



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

سحری وافطار کے وقت ڈھول بجانا

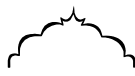
سوال:-کیا سحری وافطار ونماز جمعہ وعیدین کے لئے جمع ہونے کے واسطے کوئی باجا یا دف یا نقارہ یا ڈھول یا بارود کا گولہ یا گھنٹہ بجانا درست ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو تمام باجے یا کوئی خاص باجہ مثلاً دف اور جملہ امور شادی بیاہ بارات نکاح کے لئے جائز ہے، یا صرف وہی امور مثل مذکورہ بالا کے لئے جائز ہے؟ اور مسجد کے چھت یا مسجد کے فرش یا مینار یا برج پر بھی جائز ہے اور افطاری کے وقت قبل اذان یا بعد اذان بجانا چاہئے، بعض مقام ایسے ہی ہیں، جس جگہ اہل ہنود اس رحمتِ عظمیٰ سے منع کرتے ہیں، یعنی اذان بلند آواز سے نہیں ہونے دیتے اس جگہ یہ نقارہ وغیرہ بجا دیا جائے یا عام جگہ؟ اور اس سے شبہ ہوتا ہے کہ جو موافقت کرے غیر قوم کی وہ انہیں میں سے ہے، تمام باجوں کے ساتھ شیطان ہے یا تمام کاموں کے واسطے فرمایا منادی ہونی چاہئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

سحر کا یا افطاری کا اگر وقت معلوم نہ ہوتا ہو اور روزوں کے فساد کا اندیشہ ہو، تو نقارہ بجانا یا گھنٹہ بجانا، گولہ بنانا درست ہے، [1] لیکن مسجد یا اس کی چھت پر نہیں چاہئے، بلکہ مسجد سے ہٹ کر کسی دوسرے مکان یا بلند مقام پر چاہئے کیونکہ یہ چیز احترام مسجد کے خلاف ہے، نماز کیلئے

---

[1] وینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبة وعن الحسن لابأس بالدف فی العرس لیشتهر وفی السراجیة هذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی هیئة التطرب اقول وینبغی ان یکون طبل المسحر فی رمضان لا یقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام. (شامی کراچی ص: ۳۵۰، ج: ٦، شامی زکریا ص ۹/۵۰۵، شامی نعمانیه ص ۵/۲۲۳، قبیل فصل فی اللبس، کتاب الحظر والاباحة، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴/۲۲۲، کتاب الکراهية، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت)



شریعت نے اذان مقرر فرمادی ہے، لہٰذا اس کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں، نماز عید کے وقت کا پہلے سے اعلان کردیا جائے، جب کہ اذان کی ممانعت اس جگہ ہے، اس قدر بلند آواز سے نہ کہی جائے جس سے ناقابل برداشت فتنہ پیدا ہو، لیکن بالکل ترک کرنا بھی نہیں چاہئے بلکہ کسی قدر درست آواز سے کہہ لیا کریں، آخر تکبیر بھی تو کہتے ہی ہوں گے، اس سے کچھ اور بلند آواز سے کہہ لیں نکاح کے اعلان کے لئے دف بجانا بغیر ساز کے درست ہے[۱] اور کسی باجے کی کسی کام کے لئے قطعاً اجازت نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲؍ربیع الثانی ۶۰ھ

صحیح عبد اللطیف مدرسہ ہذا ۲۱؍ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

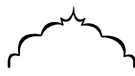
روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے؟ اور نمک وادرک سے افطار کرنا

سوال:- ہمارے یہاں لوگ نمک وادرک سے یا چاول ادرک ونمک سے افطار

---

[۱] وینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبة وعن الحسن لابأس بالدف فی العرس لیشتهر وفی السراجیة هذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی هیئة التطرب اقول وینبغی ان یکون طبل المسحر فی رمضان لا یقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام. (شامی کراچی ص: ۳۵۰، ج: ۶، شامی زکریا ص ۹/۵۰۵، شامی نعمانیه ص ۵/۲۲۳، قبیل فصل فی اللبس، کتاب الحظر والاباحة، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴/۲۲۲، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[۲] استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام. (الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۶/۳۴۹، مطبوعه کراچی، ومطبوعه نعمانیه ص ۵/۲۲۳، شامی زکریا ص ۹/۵۰۴، کتاب الحظر والاباحة، قبیل فصل فی اللبس، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴/۲۲۳، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)



کرتے ہیں اور اس کو شریعت سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ اگر کہیں جاتے ہیں اور لوٹنے میں راستہ میں افطار کرنا ہوگا، یہ سمجھ کر تھوڑا چاول ونمک باندھ لیتے ہیں، اسے ایک صاحب نے بے بنیاد اور بدعت کہا ہے اور کہا ہے کہ افضل خرما سے پھر میٹھی چیز سے پھر پانی سے افطار کرنا ہے، ان صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نمک یا ادرک یا چاول سے افطار کو سنت یا مستحب سمجھنا اور اس کو حکم شرعی تصور کرنا غلط اور بے اصل ہے ابوداؤد شریف[1] اور ترمذی شریف[2] سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور سے افطار کرنا سنت سے ثابت ہے اور اگر کھجور میسر نہ آئے تو خشک چھوارے سے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۸/۹۱ھ

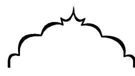
بازار میں فروخت ہونے والے پھلوں سے افطار

سوال:- ہمارے شہر میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ اکثر وبیشتر آم وامرود وبیر وغیرہ کی بیع پھول اور پھل آنے سے قبل کر دی جاتی ہے، اس قسم کا پھل کھانا حرام یا مکروہ ہے، حضرت تھانویؒ کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اس قسم کے پھل نہیں کھاتے تھے، مگر دورِ حاضر کے علما وصلحاء

---

[1] عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول کان رسول اللہ ﷺ یفطر علی رطبات قبل ان یصلی فان لم تکن فعلی تمرات فان لم تکن حسا حسوات من ماء، ابو داؤد شریف ص ۱/۳۲۱، کتاب الصیام، باب مایفطر علیہ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[2] ترمذی شریف ص ۱۵۰/۱، ابواب الصوم، باب ماجاء ما یستحب علیہ الافطار، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مشکوۃ شریف ص ۱۷۵/۱، کتاب الصوم، الباب الثانی، قبیل باب تنزیہ الصوم، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

واتقیاء کی اکثریت اس قسم کے کھانے سے قطعاً احتراز نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام اس کو بلا تکلیف کھاتے ہیں اور ناجائز بھی نہیں سمجھتے ہیں، تو کیا اس کی وجہ سے کچھ گنجائش نکل آئی ہے، اور حرمت میں کچھ تخفیف ہوگئی ہے، نیز رمضان المبارک میں اس قسم کے پھلوں سے افطار کرنا کیسا ہے؟ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہٗ "رُبّ صَائم لیس لهٗ من صیامه الاّ الجُوع" کے تحت فضائل رمضان المبارک میں رقم طراز ہیں کہ اس سے مراد مالِ حرام سے افطار کرنا ہے، کیا ثمراتِ مذکورہ سے روزہ افطار کرنا تو اس میں داخل نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بیع باطل ہے[1]، جس پھل کے متعلق پختہ معلوم ہو کہ اس کی بیع باطل ہوئی ہے، اس کا کھانا جائز نہیں، نہ افطار میں نہ بغیر رمضان کے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے متعلق یقین ہے، کہ وہ ایسا پھل نوش نہیں فرماتے تھے، مگر یہ بھی صحیح نہیں کہ وہ پھل بالکل ہی نوش نہیں فرماتے تھے، اگر کاشت کی زمین کو سال دو سال کے لئے اجارہ پر لے لیا جائے تو اس کی پیداوار درست ہے بہت سے لوگ یہ معاملہ کرتے ہیں اس لئے پھل کو کلیۃً ناجائز نہیں کہا جائے گا۔[2]

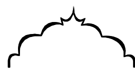
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۸/۹۰ھ

---

[1] لا خلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل ان تظهر ولا فی عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح الخ، شامی کراچی ص۵۵۵/۴، مطبوعه زکریا ص۸۵/۷، فصل فیما یدخل فی البیع ومالا یدخل، مطلب فی بیع الثمر والزرع الخ، مجمع الانهر ص۲۵،۲۶/۳، کتاب البیوع، فصل یدخل البناء والمفاتیح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] وتصح اجارة ارض للبناء والغرس وسائر الانتفاعات الخ، درمختار علی الشامی زکریا ص۴۰/۹، باب مایجوز من الاجارة الخ، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص۵۲۲/۳، باب مایجوز من الاجارة ومالا یجوز، مطبوعه درالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۳۰۵/۷، باب مایجوز من الاجارة ومالایجوز.



دوسرے کی افطاری سے پرہیز کرنا

سوال:- کوئی شخص رمضان المبارک میں اپنے گھر سے افطاری لے کر آتا ہے، اور مسجد میں رکھتا ہے، اور وہ شخص کسی دوسرے کی افطاری لینے سے انکار کرتا ہے تو اس شخص کی افطاری دوسرے روزہ دار کو کھا لینی چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص دوسرے کی لائی ہوئی افطاری بلا وجہ شرعی نفرت کرتا ہے، وہ برا کرتا ہے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ اگر دوسرے لوگوں نے اس کی لائی ہوئی افطاری کو قبول نہ کیا تو مستقل نفرت سب کے دل میں بیٹھ جائے گی، اس لئے مناسب یہ ہے کہ جب وہ اپنی افطاری پیش کرے تو اس کو قبول کرنے میں عذر نہ کیا جائے امید ہے کہ وہ خود بھی نرم ہو جائے گا۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

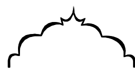
الجواب صحیح: العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۴/۹۱ھ

افطاری کے بعد کلی کرنا

سوال:- کیا افطاری کے بعد نماز میں شرکت کے لئے کلی کرنا ضروری ہے، اگر بغیر کلی کئے نماز میں شریک ہو جائے تو نماز میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا۔

---

[1] ولو دعی الی دعوة فالواجب أن یجیبه الی ذلک وانما یجب علیه أن یجیبه اذا لم یکن هناک معصیة ولا بدعة وان لم یجبه کان عاصیاً الخ. (عالمگیری کوئٹه ص:۳۴۳، ج:۵، الباب الثانی عشرفی الهدایا والضیافات، کتاب الکراهیة. شامی زکریا ص ۹/۵۰۱، کتاب الحظر والاباحة، قبیل فصل فی اللبس.



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Sahri & Iftar

الجواب حامداًومصلیاً

اگر ایسی چیز کھائی ہے کہ اس کے اجزاء منہ میں باقی ہیں، تو کلی کر لی جائے، ورنہ اگر عین نماز کی حالت میں وہ اجزاء اندر چلے گئے تو فساد نماز کا خطرہ ہے[1]، اگر ایسی چیز نہیں کھائی تو یہ خطرہ نہیں تاہم کلی کر لینا اعلیٰ بات ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

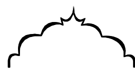
دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۵ھ

PAGE24\A022 not found.

---

[1] والمستحب تطهير الفم فی جميع المواضع، عالمگیری کوئٹہ ص۳۳۷/۵، کتاب الکراهية، الباب الحادی عشر فی الکراهية فی الاکل ومایتصل به.

[2] او اکل ما يبين أسنانه ...... لاتفسد فلانه لايمكن الاحتراز عنه ...... الااذا كان كثيرا فتفسد به صلاته ...... الفاصل بينهما مقدار الحمصة، تبيين الحقائق للزيلعی ص ۱۵۹/۱، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطبوعہ امدادیہ ملتان، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۲۷۷، فصل فيما لا يفسد الصلاة، مطبوعہ مصر، البحر الرائق کراچی ص ۲/۱۴، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها)





باب سوم

﴿روزہ کے مفسدات ومکروہات﴾

روزہ میں مسواک سنت ہے

سوال:- ماہِ رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

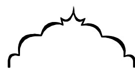
درست بلکہ سنت ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۱۳۹۰ھ

---

[1] لایکره دهن شارب وکحل ومسواک ولو عشیا. (الدر) بل یسن للصائم کغیره صرح به فی النهایة. (شامی کراچی ص: ۴۱۹، ج:۲، شامی نعمانیه ص: ۱۱۴، ج:۲) مطلب فی حدیث التوسعة، باب مایفسد الصوم مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۶۱، فصل فیما یکره للصائم وما لایکره الخ.



کسی کا تھوک نگلنے سے کفارہ

سوال:- اگر کوئی روزہ دار آدمی اپنے دوست یا اپنی بیوی کا لعاب یا تھوک نگل گیا تو کیا اس کی وجہ سے کفارہ لازم ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قضا بھی لازم ہوگی اور کفارہ بھی لازم ہوگا: **ومنه ابتلاع بزاق زوجته او بزاق صديقه لانه يتلذ ذبه لا تلزم الكفارة ببزاق غيرهما لانهٔ يعافه ا هـ مراقى[1] الفلاح** ص: ۳۶۵. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

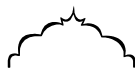
دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۹۰ھ

ندی میں غسل کرتے ہوئے پانی پی لیا

سوال:- ایک شخص رمضان کا روزہ رکھتے ہوئے ندی پر غسل کرنے کے لئے گیا، تو ایک آدمی اس کو پکڑ کر ندی کے اندر لے گیا تیرنا سکھانے کے لئے تو اس نے ندی میں ڈوبتے ہوئے پانی پی لیا کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا؟

---

[1] مراقی مع الطحطاوی ص: ۵۴۹، مصری، باب مایفسد به الصوم وتجب به الكفارة مع القضاء. شامی کراچی ص ۲/۴۱۰، باب مایفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، هندیه کوئٹه ص ۱/۲۰۳، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد.



الجواب حامداً ومصلیاً

ٹوٹ گیا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

چکنے ہاتھ سے مضمضہ واستنشاق روزہ میں

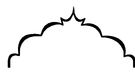
سوال:- ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنے ہاتھ پر سرسوں کے تیل کی مالش کی، پھر وضو کیا ہاتھوں پر چکناہٹ کا اثر باقی تھا، ایسی ہی چکناہٹ سے انگلیوں سے ناک میں پانی لگایا، اور ناک صاف کر کے وضو کرنے کے تھوڑی دیر بعد میں بھی محسوس ہوا کہ زبان پر بھی چکناہٹ کا اثر محسوس ہوتا تھا، نیز حلق کے اندر بھی اور زبان پر بھی، اب شبہ ہوتا ہے کہ پیٹ کے اندر بھی چکناہٹ گئی ہے اس کے علاوہ جب سر میں تیل لگاتا ہے تو حلق اور زبان پر بھی اثر معلوم ہوتا ہے، ایسی حالت میں حلق یا زبان پر چکناہٹ محسوس ہوتی ہے، تو روزہ میں اس سے کیا خرابی اور فرق ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے روزہ میں فرق نہیں آتا ہے، بعض دفعہ چکناہٹ بہت تیز ہوتی ہے، بغیر کلی اور بغیر ناک میں چکنے ہاتھ سے پانی داخل کئے ہوئے بھی محض سانس کے ساتھ اندر پہنچ کر سر

---

[۱] لو اكل مكرها او مخطئا عليه القضاء دون الكفارة المخطى هو الذاكر للصوم غير القاصد للفطر اذا اكل او شرب (هنديه كوئٹه ص ۲۰۲/۱، الباب الرابع فيما يفسد ومالا يفسد، النهر الفائق ص ۲/۲۱، باب مايفسد الصوم الخ، مطبوعه مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص ۲/۲۷۶، باب مايفسد الصوم الخ.



اور حلق کو متأثر کر دیتی ہے اور جب کہ پانی حلق کے اندر داخل نہیں ہوا اور نہ دماغ میں پہنچا تو روزہ پر اثر کیوں پڑے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۹/۲۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۹/۲۰ھ

سر پر تیل رکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال: - ایک شخص نے صبح کو ۱۰؍ بجے دن کو روزہ کی حالت میں اپنے سر پر بھول کر تیل رکھ لیا تھا کیا روزہ ٹوٹ گیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

باقی رہا ٹوٹا نہیں اگر جان کر رکھ لیگا، تب بھی نہیں ٹوٹے گا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

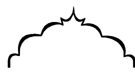
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ ہذا

روزہ کی حالت میں تمباکو سے تیار شدہ منجن کا استعمال

سوال: - زید روزہ کی حالت میں ایک قسم کا منجن جو تمباکو اور پرانے گڑ سے تیار کیا جاتا

---

[۱] ادهن لم يفسد صومه. (مراقی ۱۰۵، مطبوعه مصری، طحطاوی ص: ۵۴۳، مطبوعه مصری، باب مالایفسد الصوم، الدر مع الشامی کراچی ص۳۹۵/۲، باب مایفسد الصوم، مطلب یکره السهر اذا خاف فوت الصبح، هندیه کوئٹه ص۲۰۳/۱، الباب الرابع فیما یفسد الصوم الخ)



ہے، استعمال کرتا ہے جس کی اسے عادت پڑی ہوئی ہے اس کے استعمال سے اس کو تسکین بھی ہوتی ہے، اس منجن میں نشہ بقدر تمبا کو ہے، کیا ایسے منجن کا روزہ کی حالت میں استعمال کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے پورا پرہیز کرے اکثر اس کا کچھ حصہ حلق کے اندر پہنچ جاتا ہے، نشہ کا ہونا مستقل وجہ منع ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/۹۴ھ

روزہ میں ڈکار میں ذائقہ محسوس ہونا

سوال:- زید روزہ رکھتا ہے، لیکن اس کو ڈکار (ریاحی) آتی ہے، اگر وہ روکتا ہے تو اس کا پیٹ پھول جاتا ہے، تکلیف ہونے لگتی ہے، اگر ڈکار لیتا ہے تو جو کچھ اس نے کھایا ہے، اس کا ذائقہ اندر سے باہر آتا ہے، اس کا روزہ اگر وہ ڈکار لیتا ہے ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

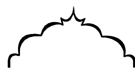
ڈکار آنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، اگر چہ ذائقہ بھی اس کے ساتھ آجائے۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۹/۱۳۹۹ھ

---

[1] وكره مضغ العلك الذى لا يصل منه شيئ الى الجوف مع الريق. مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص: ۵۵۹، فصل فيما يكره للصائم وما لا يكره الخ. الدر مع الشامى كراچى ص ۴۱۶/۲، باب مايفسد الصوم، مطلب فيما يكره للصائم، هنديه كوئٹه ص ۱۹۹/۱، الباب الثالث فيما يكره للصائم. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Roze ke Mufsdat & Makrohat

کچی ڈکار آنا

سوال:-عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ کچی ڈکار آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے، کیوں کہ کبھی کبھی تو کم سے کم کھانے پر بھی آرام نہ ملنے کی وجہ سے اس طرح کی ڈکار آہی جاتی ہے، یا گلا چلنے ہی لگتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کچی ڈکار سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

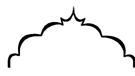
دارالعلوم ۱۳۹۹/۹/۲۰ھ

ناک میں دوا ڈالنا کیا مفسد صوم ہے

سوال:-ایک آدمی کو دائمی ناک کی بیماری ہے، (ناک ہمیشہ بند رہتی ہے) جس کی وجہ سے دواؤں کا استعمال کرنا ضروری اور لازمی ہے، اب روزے کی حالت میں اس شخص

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] کما یستفاد وان ذرعه القیء وخرج ولم یعد لایفطر مطلقا، (درمختار مع الشامی ص ۳/۳۹۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد الصوم، مطلب فی الکفارة، مطبوعه زکریا دیوبند، هندیة کوئٹه ص ۱/۲۰۴، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۴۵، باب فی بیان مالایفسد الصوم)

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] چنانچہ قے کی وجہ جس طرح روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے، اسی طرح ڈکار کی وجہ سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے، کیونکہ یہ قے کی بنسبت اخف ہے۔ واذ ذررعه القیئ وخرج ولم یعد لایفطر مطلقاً (درمختار مع الشامی ص: ۳۹۲، ج:۳، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده. مطلب فی الکفارة، مطبوعه زکریا دیوبند، هندیه کوئٹه ص ۱/۲۰۴، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۴۵، باب فی بیان مالایفسد الصوم.



مذکورکوناک میں دواڈالنے کی اجازت ہے، یانہیں؟ نہ ڈالنے کی صورت میں بیحد تکلیف ہوتی ہے، اوراکثر منہ سے سانس لینی پڑتی ہے، جس سے گلہ اورمنہ سوکھ جاتا ہے، اوردرد ہونے لگتا ہے، ناک کے اندر مادہ جم جاتا ہے، اوردواڈالنے کی وجہ سے وہ صاف ہوجاتا ہے، براہ کرام جواب سے مطلع فرماویں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگرحالتِ صوم میں ناک میں دواڈالی اوروہ دواجوفِ دماغ میں پہنچ گئی توروزہ ٹوٹ جائے گاورنہ نہیں: **او استعط فی انفه شیئًا (الیٰ ان قال) فوصل الدواء حقیقة الیٰ جوفه ودماغه (قوله وصل الدواء حقیقة) اشار الیٰ ان ما وقع فی ظاهر الروایة من تقیید الافساد بالدواء الرطب مبنی علی العادة من انه یصل والا فالمعتبر حقیقة الوصول الخ کذا فی الشامی[1] ص: ۱۴۰، ج: ۲.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

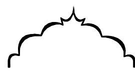
دارالعلوم دیوبند۱۳/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

روزہ میں خوشبوکاحکم

سوال:- ہومیوپیتھک میں ایک اصول معالجہ یہ بھی ہے، کہ شکرکی سادہ گولیوں کی شیشی میں دوا کے تین قطرے ڈال کر رکھ دیتے ہیں، جب گولیاں خشک ہوجائیں تو انہیں

[1] شامی نعمانیہ ص: ۱۰۲، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۴۰۲، ج: ۲. مطلب فی حکم الاستمناء، باب ما یفسد الصوم، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۵۴، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء من غیر کفارة، هندیه کوئٹه ص ۲۰۴/۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد.



مریض کو سونگھنے کی ہدایت کریں، اس طرح کہ ناک کے ایک راستہ کو بند کر کے دوسرا راستہ کھول دیں ایک یا دو مرتبہ سونگھنا کافی ہوتا ہے، اس عمل سے روزہ فاسد ہوتا ہے کہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

محض کسی خوشبو یا بدبو کے بے اختیار ناک میں جانے یا قصداً سونگھنے سے خواہ علاجاً ہو یا تنشیطاً روز فاسد نہیں ہوتا[1]۔ اگربتی، عطر، دواسب کا ایک حکم ہے، البتہ اگربتی وغیرہ سلگا کر اس کا دھواں حلق میں پہنچانا مفسد صوم ہے۔ **کذا فی مراقی الفلاح و الطحطاوی**[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

لوبان سونگھنے سے روزہ کا حکم

سوال:- بہشتی زیور کے تیسرے حصہ میں لکھا ہے کہ روزہ کی حالت میں لوبان وغیرہ کی دھونی سلگا کر سونگھنے سے روزہ جاتا رہے گا، کیا یہ حکم لوبان ہی کے لئے ہے، یا اگربتی وغیرہ ہر دھوئیں کے لئے ہے، بعض حضرات روزہ میں اگربتی جلا کر سونگھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تو خوشبودار چیز ہے، اور خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں جاتا یہ صحیح ہے یا غلط؟

---

[1] لایکرہ للصائم شم رائحة المسک والورد ونحوہ مما لا یکون جوھرا متصلا کالدخان. (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعہ مصری، طحطاوی مصری ص: ۵۴۳، باب فی بیان مالایفسد الصوم)

[2] من ادخل بصنعہ دخانا حلقہ بای صورۃ کان الادخال فسد صومہ سواء کان دخان عنبر اوعود او غیرھما. (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعہ مصری، طحطاوی مصری ص: ۵۴۴، باب فی بیان مالا یفسد الصوم، سکب الانھر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۳۹۵، باب مایفسد الصوم، مطلب یکرہ السھر اذا خاف فوت الصبح)



الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لوبان وغیرہ غرض جو بھی دھواں خوشبو کے لئے سونگھ کر حلق یا دماغ میں پہنچایا جائے اس سے روزہ فاسد[1] ہو جائے گا۔ محض خوشبو (عطر) سونگھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ **کذا فی الطحطاوی**[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

روزہ میں اگربتی اور عطر سونگھنا

سوال:- صائم رمضان یا غیر رمضان ہے بحالتِ روزہ اگربتی یا لوبان کا دھواں سونگھے یا سینٹ تو روزہ ٹوٹتا ہے، یا نہیں؟

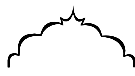
الجواب حامداً ومصلیاً

سینٹ یا کسی بھی عطر کے سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگربتی یا لوبان کا دھواں بالقصد حلق کے راستے سے اندر پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے: **صَرَّحَ بہ الشامی وغیرہ فی**

---

[1] من ادخل بصنعه دخانا حلقه بای صورة کان الادخال فسد صومه سواء کان دخان عنبر اوعود اوغیرهما (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعه مصری، طحطاوی مصری ص: ۵۴۴، باب فی بیان مالایفسد الصوم)

[2] لا یکره للصائم شم رائحة المسک والورد ونحوه مما لا یکون جوهرا متصلا کالدخان (مراقی ص: ۱۰۵، مطبوعه مصری، طحطاوی ص: ۵۴۳، مطبوعه مصری، باب فی بیان ما لا یفسد الصوم، سکب الانهر مع مجمع الانهر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الدر مع الشامی کراچی ص۲/۳۹۵، باب ما یفسد الصوم، مطلب یکره الهسر اذا خاف فوت الصبح)



ردالمحتار وغیرہ من کتب الفقه لو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان اھـ (درمختار) ای بای صورة کان الادخال حتّٰی لو بتخر بخور فآواہ الیٰ نفسه واشتمّه ذاکراً لصومه افطر لامکان التحرز عنه وھٰذا مما یغفل عنه کثیر من الناس ولا یتوھم انه کشم الورد ومائه والمسک لوضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسک وشبھه وبین جوھر دخان وصل الیٰ جوفهٖ بفعله امداد وبه علم حکم شرب الدخان اھـ شامی[1] ص: ۱۳۳، ج: ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی

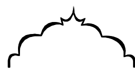
عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۸ھ

اگربتی روزہ میں

سوال:- رمضان شریف میں جمعہ کی نماز کے وقت مسجد میں ایک روزہ دار شخص نے کچھ اگربتیاں اس مقصد سے سلگائیں کہ تمام مسجد میں خوشبو پھیلے، اگربتیاں جلتی رہیں اور خوشبو پھیلتی رہے، نماز کے بعد کچھ لوگوں نے اچھی خوشبو ہونے کی وجہ سے لمبا سانس لے کر خوشبو سونگھی، کسی نے جلتی ہوئی اگربتیوں کو قریب لے نہیں سونگھا اور نہ اس کے پاس سونگھنے بیٹھا، تمام مسجد میں خوشبو پھیل رہی تھی، اس خوشبو کو لمبا سانس لے کر سونگھا، ایسی حالت میں کیا روزہ دار اور نمازیوں کے روزے ٹوٹ گئے اور جنہوں نے خوشبو کو لمبی سانس لے کر سونگھا تھا ان کے روزے کیا ٹوٹ گئے؟

---

[1] شامی نعمانیہ ص:۹۷، ج:۲، شامی کراچی ص:۳۹۵، ج:۲. یکرہ السھر اذا خاف فوت الصبح، باب ما یفسد الصوم، سکب الانھر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۴۳، ۵۴۴، باب فی بیان مالا یفسد الصوم.



الجواب حامداً ومصلیاً

اگربتی کا دھواں اگر قصداً سانس لے کر دماغ میں پہنچ جاتا ہے تو روزہ فاسد ہوگیا اگر دھواں دماغ میں نہیں پہنچا صرف خوشبو سونگھی ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا، روزہ کی حالت میں اگربتی نہ سلگائی جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

ہومیو پیتھک دوائی کا سونگھنا

سوال:- ہومیو پیتھک دوا کے سونگھنے سے مریض کو بالکل اتنا ہی اثر ہوتا ہے جتنا کہ دوا کے کھانے سے، خواہ دوا کی صرف ایک ہی گولی چٹکی میں لے کر کسی روزہ دار مریض کو سونگھائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

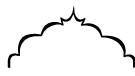
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۳ھ

---

[1] دخل حلقه غبار او ذباب او دخان ولو ذاكراً استحساناً لم يفطر. (الدر المختار) لو ادخل حلقه الدخان اى باى صورة كان الادخال حتى لو تبخر ببخور فآواه الى نفسه او اشتمّهٗ ذاكراً لصومه افطر لامكان التحرز عنه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس. (شامی نعمانیه ص۹۷/۲، شامی کراچی ص۳۹۵/۲، باب مايفسد الصوم وما لا يفسده، سكب الانهر ص ۳۶۱/۱، كتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۴۳، ۵۴۴، باب فی بيان مالايفسد الصوم)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

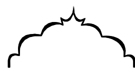


روزہ میں انجکشن

سوال:- میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ ایک معاملہ میں اپنی تسکین کرلوں، اورآپ کی رہنمائی سے فائدہ اٹھاؤں امید کہ آپ بذات خود تکلیف وتوجہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں گے، واقعہ یہ ہے کہ ابھی دیوبند کے دارالعلوم سے انگریزی میں ایک رسالہ رمضان المبارک پر شائع ہوا ہے یہ رسالہ مہتمم جناب قاری محمد طیب صاحب کی جانب سے ہے، اس لئے اس کی بڑی اہمیت ہے، اس میں لکھا ہے کہ انجکشن لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا صرف دو استثناء کے گئے ہیں، (۱) اگر زخم کے کر کے پانی پیٹ میں لے جایا جائے یا (۲) براہ راست دماغ میں دوا لے جائی جائے، بقیہ انجکشن کو عمومیت کے ساتھ جائز کہا گیا ہے اس میں مجھے شبہ گذرتا ہے، اور خیال ہوتا ہے کہ یہ معاملہ مزید توجہ کا محتاج ہے۔

اسی رسالہ میں روزے کی تعریف یہ کی گئی ہے، کہ کھانے پینے اور جماع سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک پرہیز کرنا، ایک زمانہ میں کھانے کا طریقہ صرف یہ تھا کہ حلق کے راستہ سے کھانا پیٹ میں ڈالا جائے، اور پینے کا بھی یہی طریقہ تھا کہ پانی حلق کے راستہ سے پیٹ میں ڈالا جائے، مگر سائنس کی ترقی نے نئے نئے طریقے ایجاد کئے ہیں انہوں نے دریافت کیا کہ کھانا پیٹ میں جا کر کیا کام دیتا ہے کھانا معدے میں ہضم ہونے کے بعد اس کا جوہر خون بن کر رگوں میں رواں ہوتا ہے، لہٰذا ایسے مریضوں کو جو منہ سے کھا نہیں سکتے رگوں کے انجکشن

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ لایکرہ للصائم شم رائحة المسک والورد ونحوہ مما لایکون جوھراً متصلا کالدخان. (مراقی ص:۱۰۵ مطبوعہ مصری، مراقی مع الطحطاوی ص:۵۴۳، مطبوعہ مصری، باب فی بیان مالایفسد للصوم، سکب الانھر ص ۱/۳۶۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص۲/۳۹۵، باب مایفسد الصوم، مطلب یکرہ السھرا اذا خاف فوت الصبح)



کے ذریعہ کھانا پہنچایا جاتا ہے بلکہ براہ راست خون بھی رگوں میں پہنچادیا جاتا ہے، اورعرصہ تک اسی طرح مریض کووہ جو ہر رگوں میں پہنچا کر جو کھانے کا مقصد ہے، بلا کھانا کھلائے رکھا جاتا ہے۔

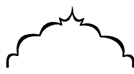
اسی طرح پانی پینے کا ایک مقصد رگوں کو سیراب کرنا ہے، ایک کافی مقدار پانی کی ہر انسانی جسم میں موجود رہنی ضروری ہے، اوراگر وہ موجود نہ رہے تو انسان مرجائے گا اس لئے ہیضہ کا مرض پانی کی کمی سے ہوتا ہے، دستوں کے راستہ اس کے جسم کا پانی نکل جاتا ہے اوراس کا علاج یہ ہے کہ رگ کاٹ کر پانی براہ راست رگوں میں بھر دیا جاتا ہے واضح ہو کہ رگ کاٹ کر پانی میں نہیں ڈالا جاتا ہے، بلکہ رگوں میں بھرا جاتا ہے اگر ناک کے ذریعہ ٹیوب ڈال کر پیٹ میں پانی ڈالا جائے تو ڈالا جاسکتا ہے، مگر معدے میں سوء ہضم ہے اور جب تک پانی تحلیل ہوکر رگوں کو سیراب کرے گا، مریض ختم ہوجائے گا، لہٰذا براہ راست پانی رگوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔

یہ دومثالیں میں نے دی ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض انجکشن غذا کا بعض پینے کا مقصد ادا کرتے ہیں، تمثیل کے لئے حسب ذیل باتوں پرنگاہ فرمائی جائے۔

(۱) گلوکوز کا ۲۵/ ۵۰، ۱۰۰، ۲۰۰، ۵۰۰/سی سی کا رگوں کے ذریعہ انجکشن کھانے کا کام دے گا۔

(۲) رگ کو کاٹ کر دوسیر چارسیر پانی براہ راست رگوں میں بھر دیا جائے یہ طریقہ پینے کا کام دے گا۔

(۳) رگوں کے ذریعہ خون جسم کے اندر ڈال دیا جائے یہ طریقہ طویل اور پیچیدہ راستے کو ترک کرکے براہ راست غذا کا مقصد پورا کرتا ہے، یہ سب انجکشن ہیں اور عمومیت کے پیش نظر سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب جائز ہیں اوراگر یہ جائز ہیں تو ہر آدمی کھانا کھانے کے بجائے



۵۰سی سی گلوکوز انجکشن لے لے۔ کھانے کا مقصد حل ہو جائے گا، اور بلا روزہ کا مقصد پورا کئے روزہ کہلائے گا۔

لہٰذا التماس ہے کہ آپ مندرجہ بالا امور پر میری تشفی فرماویں، میں جناب والا کی اس عنایت وکرم فرمائی کا بہت ممنوع ہوں گا۔ والسلام

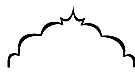
الجواب حامداً ومصلیاً

روزے کی نقل کردہ تعریف: کھانے، پینے، اور جماع سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک پرہیز کرنا۔

انجکشن سے چاہے وہ ۵۰سی سی کا ہو یا اس سے کم زاید کا اس تعریف میں خلل نہیں آتا، کھانا، پینا، بدیہی ہے انجکشن کو کھانا پینا نہیں کہا جاتا، رگ کاٹ کر پانی عروق (رگوں) میں پہنچانے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے، یعنی رگوں کو تر اور سیراب کرنا وہ فائدہ گو پورا نہ سہی، لیکن کافی مقدار میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں غوطہ لگانے، ایرکنڈیشنڈ میں داخل ہونے، سبز وشاداب مقام پر پہنچ جانے سے بھی حاصل ہوتا ہے، سر اور بدن پر تیل کی مالش سے بھی تیل اندر پہنچتا ہے اور رگوں میں تراوٹ پیدا ہوتی ہے، اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا[1]۔ شدت گرمی کی وجہ سے کپڑا بھگو کر حالت صوم میں سر پر لپیٹنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

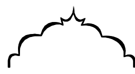
[1] من اغتسل فی ماء فوجد برده فی باطنه انه لا یفطر. (شامی کراچی ص:۳۹۶، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۱، باب مایفسد الصوم، النهر الفائق ص۱۷/۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعه مکه مکرمه) ادهن لم یفسد صومهٗ. (مراقی مع الطحطاوی ص:۵۴۳، مطبوعه مصری، باب فی بیان مالا یفسد الصوم، هندیه کوئٹه ص۲۰۳/۱، الباب الرابع فیما یفسد، النهر الفائق ص۱۶/۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه)



ثابت ہے[۱]۔ ظاہر ہے کہ مقصد کے خلاف ہے، یونانی اطباء بعض امراض کے علاج میں بھپارہ دیتے ہیں جس سے مسامات کھل کر دوا کے اثرات اندر داخل ہوتے ہیں، اور اکثر مسامات سے ہی پسینہ کے راستہ امراض باہر آجاتے ہیں، اور کبھی مادۂ کثیفہ کو رقیق بنا کر صورت اسہال یا پلٹس مادہ خارج کر دیا جاتا ہے، غرض کہ جو فائدے حلق کی راہ دوا جوف معدہ میں پہنچانے سے حاصل ہوتا ہے وہی بھپارہ دینے سے حاصل ہوتا ہے، اور یہ طریقۂ علاج طب قدیم میں موجود ہے، جدید انکشاف نہیں، فقہاء و مجتہدین اس سے خوب واقف ہیں، مگر اس کو مفسد صوم نہیں قرار دیا، آج سائنس کی ترقی کی وجہ سے اگر ڈاکٹر پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا یقین کیا جاتا ہے کہ رگوں کے ذریعہ پانی جسم میں پہنچانے سے پینے کا مقصد حاصل ہوتا ہے، اور خون رگوں میں پہنچانے سے کھانے کا مقصد حاصل ہوتا ہے، اور بعض مریضوں پر تجربہ اس کا مؤید بھی ہے تو آج سے چودہ سو سال پہلے صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ۔ کھانے کا مقصد حاصل کرنے کیلئے مفید ہے[۲]۔ اور جان نثار پیروی کرنے والوں کو

---

[۱] کپڑا بھگو کر بحالت صوم سر پر لپیٹنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ثبوت نہیں ملا، شدت گرمی یا شدت پیاس سے سر پر پانی بہانا آپ سے بہر حال ثابت ہے۔
فی حدیث ابی بکر عن بعض اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لقد رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالعرج یصب علی راسہ الماء وھو صائم من العطش او من الحر. (ابوداؤد، ص: ۳۲۲، ج: ۱، کتاب الصیام، باب الصائم یصب علیہ الماء، شامی کراچی ص: ۴۱۹، ج: ۳، کتاب الصوم، مشکوٰۃ ص: ۱۷۷، باب تنزیہ الصوم، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)
وکان ابن عمر رضی اللہ عنھما یبل الثوب ویلفہ علیہ وھو صائم، (شامی کراچی ص ۲/۳۲۲، مطلب فی حدیث التوسعۃ علی العیال، کتاب الصوم، بذل المجھود ص ۳/۳۵۳، مطبوعہ سھارنپور، کتاب الصوم، باب الصائم یصب علیہ الماء)
[۲] فی حدیث اسماء بنت یزید مرفوعاً قال یجزئھم ما یجزی اھل السماء من التسبیح والتقدیس (مشکوٰۃ ص: ۴۷۷، باب العلامات بین یدی الساعۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)



اس کا تجربہ بھی ہے، یہ یقین واعتقاد بہت زیادہ قوی ہے، سائنس اور ڈاکٹروں کے یقین واعتماد سے کیا اس کو بھی مفسد صوم قرار دیا جائے گا غیبت کو قرآن پاک نے اکل فرمایا ہے: ''اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَأکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ''[1] سورہ الحجرات (الآیۃ) اور بعض کے متعلق تجربۃً قے کرا کے مشاہدہ کرانا بھی حدیث شریف میں مذکور ہے[2]۔ کیا یہ بھی مفسد صوم ہے۔

بعض صورتیں ایسی بھی کہ وہاں مشاہدۃً اکل وشرب ہے مگر مقصد اکل وشرب اس پر کچھ بھی مرتب نہیں ہوتا، پھر بھی وہ مفسد صوم ہے، مثلاً کسی نے ایک تل کھالیا اس سے بھوک کچھ بھی دفع نہیں ہوتی مگر روزہ فاسد ہوگیا۔[3] اور اگر بھول کر کھاپی لیا تو حقیقۃً اکل وشرب بھی پایا گیا اور مقصد بھی پورا ہوگیا لیکن روزہ فاسد نہیں ہوا۔[4]

بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ جوف میں ایسی چیز داخل ہوگئی جو اکل وشرب کا فائدہ دینے کے بجائے وبال ومصیبت بن گئی مگر روزہ فاسد ہوگیا، مثلاً کسی روزے دار کے تیر مارا گیا

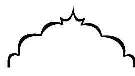
---

[1] سورۂ حجرات آیت: ۱۱،
ترجمہ:- کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے۔

[2] **فی حدیث عبید مرفوعاً فقال لاحدهما قیئی فقاء ت قیحا او دماً وصدیدا ولحماً حتی قاء ت نصف القدح الحدیث، (مسند احمد ص: ۴۳۱، ج:۵، حدیث عبید مولی النبی ﷺ، مطبوعه دارالفکر بیروت، مجمع الزوائد ص: ۳۹۹، ج:۳، کتاب الصیام، باب الغیبة للصائم، مطبوعه دارالفکر بیروت)**

[3] **اکل مثل سمسمة من خرج یفطر. (الدر مع الشامی کراچی ص:۴۱۵، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۱۱۲، ج:۲، مطلب فی مایکره للصائم، هندیه کوئٹه ص۲۰۳/۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، النهر الفائق ص۱۸/۲، باب ما یفسد الصوم، مطبوعه مکه مکرمه)**

[4] **اذا اکل الصائم اوشرب اوجامع ناسیاً لم یفطر. (الدرمع الشامی ملخصاً ص۳۹۴، ج:۲، مطبوعه کراچی، شامی نعمانیه ص:۹۷، ج:۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، هندیة کوئٹه ص۲۰۲/۱. الباب الرابع فیما یفسد)**



اورلوہے کا حصہ اندر رہ گیا تو روزہ فاسد ہوگیا[۱] سونے میں احتلام سے مقصد جماع حاصل ہوگیا مگر روزہ فاسد نہیں ہوا۔ محض دیکھ کر انزال ہوگیا روزہ فاسد نہیں ہوا[۲]۔ سفر میں عامةً مشقت ہوتی ہے، جس کی رعایت سے شریعت نے قصر نماز کا حکم دیا اور اجازت افطار دی اور دوسرے بعض احکام میں بھی تخفیفاً سہولت اور رخصت دی اور مسافت سفر تین یوم (تین منزل تقریباً اڑتالیس میل) مقرر کی[۳]، لیکن اگر کوئی شخص تین دن کی مسافت تین گھنٹہ یا اس سے کم میں طے کرے اور بہت راحت کے ساتھ کہ کسی قسم کی مشقت پیش نہ آئے تو کیا وہ نماز قصر نہیں کرے گا یا اس کو رخصت افطار سے محروم کر دیا جائے گا، یا دوسرے احکام میں تخفیف کی سہولت ورخصت سے فائدہ نہیں حاصل کر سکے گا۔

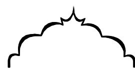
اصل یہ ہے کہ قانون پر عمل کی صورت شرعاً تجویز کر دی گئی ہے، اس طرح عمل کیا جائے اور اس پر حکم دیا جائے گا، اس کے خلاف اپنی دوسری صورت تجویز کر کے اپنے تجویز کردہ مقصد قانون کو پورا کیا گیا تو وہ شرعاً قانون پر عمل نہیں ہوگا، اور جو صورت حدود قانون کے اندر جائز ہے اس کو مقصد قانون کے خلاف قرار دے کر حدود جواز سے خارج نہیں کیا جائے گا، سرکاری قانون ہے کہ لفافہ پر ۲۵ / پیسے کا ٹکٹ لگایا جائے اب اگر کوئی شخص ۲۵ / پیسے

---

[۱] ولو بقی النصل فی جوفه فسد. (الدر مع الشامی کراچی ص: ۳۹۷، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۹۸، ج: ۲، باب مایفسد الصوم، النهر الفائق ص ۲/۲۳، باب مایفسد الصوم الخ، مطبوعه مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص ۲/۲۷۹، باب مایفسد الصوم الخ)

[۲] احتلم او انزال بنظر او بفکر لم یفطر. (شامی کراچی ص: ۳۹۶، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۹۸، ج: ۲، مطلب یکره السهر، هندیة کوئٹه ص ۱/۲۰۴، الباب الرابع، النهر الفائق ص ۲/۱۶، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، مطبوعه مکه مکرمه)

[۳] اقل مسافة تتغیر فیها الاحکام مسیرة ثلاثة ایام (هندیة کوئٹه ص ۱/۱۳۸، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، النهر الفائق ص ۱/۳۴۴، باب صلاة المسافر، مطبوعه مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص ۲/۱۲۸، باب المسافر.



کا ٹکٹ نہیں لگاتا ہے بلکہ ۲۵/ پیسے لفافہ پر چپکا دیتا ہے اس تخیل سے کہ مقصد قانون یہ ہے کہ ۲۵/ پیسے حکومت کے لئے خرچ کئے جائیں، سومیں نے ۲۵/ پیسے خرچ کردیئے، تو اس کا یہ عمل قانون پر عمل نہیں ہوگا، بلکہ کہا جائے گا کہ اس نے قانون میں تحریف وترمیم کی ہے جس کا اس کو حق نہیں تھا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

روزہ میں انجکشن

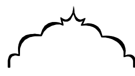
سوال:- زید کو رمضان شریف میں انجکشن کی ضرورت ہے بوجہ بیماری بخار ہو یا پھوڑا یا اور کوئی صورت ہو تو انجکشن لگوایا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ اور کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اگر ہے تو پھر حدیث ''**الفطر مما دخل ولیس مما خرج**'' (شرح وقایہ جلد اول ص:۱۹۷) سے تعارض ہوگا کہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا **الفطر مما دخل ولیس مما خرج** اول تو کلیہ نہیں بلکہ خاص موقعہ کے متعلق ہے،[۱] **کما یظهر بادنیٰ تأمل** دوسرے حصر کے لئے نہیں، تیسرے جو منفذ سے داخل ہو وہ مفطرِ صوم ہے، **والمفطر انما هو الداخل من المنافذ اهـ**[۲] شامی ص:۱۳۴، ج:۲، چوتھے مطلقاً داخل بھی مفطرِ صوم نہیں بلکہ جوف معدہ میں

[۱] لقوله عليه السلام الفطر مما دخل وليس مماخرج وهو مخصوص بحديث الاستسقاء او الفطر فيه (بحر كوئٹه ص۲/۲۷۸، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده)

[۲] شامی نعمانيه ص:۹۸، ج:۲، شامی کراچی ص:۳۹۵، ج:۲. باب مايفسد الصوم وما لا يفسدهٗ. النهر الفائق ص۲/۱۷، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، مطبوعه عباس احمد الباز مكه مكرمه.



جو داخل ہو وہ مفطر ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

روزہ میں انجکشن

سوال: - بحالت صوم انجکشن لگوانا کیسا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

جائز ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

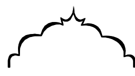
دارالعلوم دیوبند

روزہ میں انجکشن اور پمپ سے منہ میں ہوالینا

سوال: - فرض روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا اور سانس کے مریض کا پمپ کے ذریعہ منہ میں ہوالینا کیسا ہے؟

۱؎ والذی ذکره المحققون ان معنی الفطر وصول ما فيه صلاح البدن الی الجوف اعم من كونه غذاء او دواء. (شامی کراچی ص: ۴۱۰، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۱۰۸، ج: ۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، کتاب الصوم)

۲؎ والذی ذکره المحققون ان معنی الفطر وصول ما فيه صلاح البدن الی الجوف اعم من كونه غذاء او دواء. (شامی کراچی ص: ۴۱۰، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۱۰۸، ج: ۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، کتاب الصوم)



الجواب حامداً ومصلیاً

انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، الّا یہ کہ جوفِ معدہ میں دوا پہنچائی جائے[1]۔ ہوا منہ کے اندر جانے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا، اگرچہ پمپ سے پہنچائی جائے، جب کہ کوئی اور چیز نہ ہو[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

احتلام مفسد صوم نہیں جماع مفسد ہے

سوال:- اگر روزہ رکھا ہوا ہے اور سوتے میں حاجت غسل ہو جائے یا دیدہٗ ودانستہ صحبت کرلے تو روزہ رہے گا یا نہیں اگر رہے گا تو کیسا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

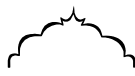
احتلام سے روزہ فاسد نہیں ہوتا[3]۔ ہاں عمداً صحبت کرنے سے فاسد ہو جاتا ہے، اور

---

[1] ان معنى الفطر وصول ما فيه صلاح البدن الى الجوف اعم من كونه غذاء اودواءً. (شامی کراچی ص:۴۱۰، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۱۰۸، ج:۲، باب مايفسد الصوم، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، هندیه کوئٹه ص۲۰۴/۱، الباب الرابع فيما يفسد الخ)

[2] دخل حلقه غبار او ذباب او دخان لم يفطر (الى قوله) ولا يتوهم انه كشم الورد ومائه والمسک لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسک وشبهه وبين جوهر دخان الخ (شامی کراچی ملخصاً ص۲/۳۹۵، باب مايفسد الصوم الخ، سكب الانهر مع مجمع الانهر ص۱/۳۶۱، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، طحطاوی مع المراقی مصری ص۵۴۳، باب فی بيان مالايفسد الصوم)

[3] ولو اكل او شرب او جامع ناسياً لا يفطر وكذا لونام فاحتلم (مجمع الانهر ص:۳۶۰، ج:۱، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، كتاب الصوم، باب موجب الفساد، شامی کراچی ص:۴۰۱، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۹۸، ج:۲، كتاب الصوم، مطلب فی حكم الاستمناء بالكف، النهر الفائق ص۲/۱۶، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، مطبوعه مكه مكرمه)



کفارہ وقضا ذمہ میں لازم ہوتے ہیں[1]۔ اگر رمضان کے علاوہ کا روزہ ہوتو صرف قضاء لازم آئے گی، کفارہ لازم نہ ہوگا[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۹/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

جلق کی وجہ سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے

سوال: - عادت جلق مذہبی اعتبار سے غلط ہے، یا نہیں؟ اس سے غسل اور وضو تو خیر واجب ہی جاتا ہے، مگر روزہ کی حالت میں روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے، اور کیا اس کا کرنے والا زانی شخص کے برابر گنہ گار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

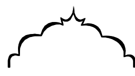
مذہبی اعتبار سے غلط ہے ناجائز گناہ ہے، اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا[3]۔ ایسا کرنے

---

[1] من جامع عمداً فی احد السبیلین فعلیه القضاء والکفارة. (عالمگیری ص:۲۰۵، ج:۱، ما یوجب القضاء والکفارة، مطبوعه کوئٹه پاکستان، النهر الفائق ص ۲۰، ۲/۲۱، باب مایفسد الصوم، مطبوعه مکه مکمه، الدر مع الشامی زکریا ص۳۸۵ تا۳۸۸/۳، باب مایفسد الصوم الخ، مطلب فی جواز الافطار بالتحری)

[2] ولاکفارة بافساد صوم غیر رمضان لانه لم یهتک حرمة الشهر فعلی هذا لا تلزم الکفارة علی قضاء رمضان. (مجمع الانهر، ص:۳۵۵، ج:۱، باب موجب الفساد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، شامی نعمانیه ص:۱۰۴، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۰۴، ج:۲، کتاب الصوم، قبیل مطلب فی جواز الافطار بالتحری، النهر الفائق ص ۲/۲۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه)

[3] وکذا الاستمناء بالکف. ای فی کونه لایفسد لکن هذا اذا لم ینزل اما اذا انزل فعلیه القضاء. وان کره تحریماً لحدیث "ناکح الید ملعون" ......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



والا زنا کی سزا کا مستحق نہیں اس پر حدزنا جاری نہیں کی جائے گی[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۸/۹۵ھ

جلق مفسد صوم اور موجب غسل ہے یا نہیں

سوال:- جلق لگایا گیا اور منی کپڑے وغیرہ میں نہیں لگی تو اس صورت میں صرف اعضائے تناسل دھولینا کافی ہے یا غسل واجب ہے؟ اور مفسدِ صوم ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جلق سے اگر منی نہیں نکلی تو روزہ فاسد نہیں ہوا، اگر مذی نکلی ہے، تو عضو کا دھولینا اور وضو کر لینا کافی ہے، غسل واجب نہیں، نہ روزہ فاسد ہوا، اگر منی نکلی ہے تو روزہ بھی فاسد ہوگیا اور غسل بھی واجب ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

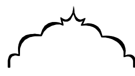
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۷/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۷/۸۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......(شامی زکریا ص ۳/۳۷۱، کتاب الصوم. مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۴۳، باب فی بیان مالایفسد الصوم، فتح القدیر ص ۲/۳۳۰، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، طبع دارالفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] الاستمناء حرام ولو مکن امرأته أو امته من العبث بذکره فأنزل کره ولاشئ علیه ای من حدٍ وتعزیرٍ. (درمختاری مع الشامی کراچی ص۴/۲۷، کتاب الحدود، مطلب فی حکم اللواطة)

[2] وکذا الاستمناء بالکف ای فی کونه لا یفسد لکن هذا اذا لم ینزل اما اذا انزل فعلیه القضاء. (شامی نعمانیه ص: ۱۰۰، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۳۹۹، ج: ۲، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، باب مایفسد الصوم، طحطاوی علی المراقی ص ۵۴۳، باب فی بیان مالایفسد الصوم، مطبوعه مصری، فتح القدیر ص ۲/۳۳۰، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، مطبوعه دارالفکر بیروت)



استمناء بالید کے بعد بیوی سے جماع کرلیا

سوال:- زید نے رمضان کا روزہ رکھنے کی حالت میں قصداً ہاتھ سے ذکر کوحرکت دے کر انزال کردیا، پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً بیوی سے جماع کیا، اورکھایا پیا تو کیا زید پر کفارہ لازم ہوگا یانہیں؟ اور بیوی کے قرینہ سے یہ پتہ چلا کہ پہلے تو راضی نہیں تھی مگر اپنے اصرار پر قائم نہ رہی بلکہ زید کوقدرت دیدی خفیف طریقہ سے زید کا ڈرکرتے ہوئے، تو بیوی پر قضاء لازم آئے گی یا کفارہ؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر روزۂ رمضان کی حالت میں جماع کرتا تواس پرکفارہ لازم ہوتا، مگر رمضان کا روزہ تو پہلے ہی ختم کرچکا جس کی وجہ سے قضا لازم ہوگئی[1] ایسی حالت میں جماع کرنے سے اس پر کفارہ لازم نہیں، البتہ اس کی بیوی پر قضا بھی لازم ہے اور کفارہ بھی لازم ہے[2]۔ رد المحتار ص:۱۰۸، ج:۲. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۲ھ

---

[1] وکذا الاستمناء بالکف (الدر) اذا انزل فعلیه القضاء. (شامی نعمانیه ص:۱۰۰، ج:۲، شامی کراچی ص:۳۹۹، ج:۲، مطلب فی حکم الاستمناء، باب مایفسد الصوم، طحطاوی علی المراقی ص۵۴۳، باب فی بیان مالایفسد الصوم، فتح القدیر ص۲/۳۳۰، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارة، مطبوعه دارالفکر بیروت)

[2] وان جامع فی رمضان اداء اوجو مع فی احد السبیلین عمداً قضی وکفر. (تنویر مختصراً مع الشامی ص:۱۰۸، ج:۲، مطبوعه نعمانیه، شامی کراچی ص:۴۰۹، ج:۲، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، باب مایفسد الصوم، النهر الفائق ص۲/۲۰، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه، طحطاوی مع المراقی مصری ص۵۴۷، باب مایفسد به الصوم وتجب به الکفارة مع القضاء)



ادخالِ اصبع اور تقبیل حالت صوم میں

سوال:-سحری کھانے کے بعد بیوی سے صحبت کرنا یا شرمگاہ میں انگلی ڈالنا یا وہ خود ڈالے روزہ میں کیسا ہے؟ یا یہ سب کرنے سے روزہ میں کوئی فرق آتا ہے یا قضاء واجب ہے یا کیا؟ جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

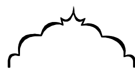
صبح صادق سے پہلے تو ان چیزوں سے بلکہ صحبت سے بھی روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی اس لئے کہ روزہ صرف سحری کھالینے سے شروع نہیں ہوتا، بلکہ صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے[1]، اس لئے پہلے روزہ ہی نہیں، صبحِ صادق کے بعد اگر بیوی کی شرمگاہ میں انگلی داخل کی یا بیوی نے خود داخل کی اگر وہ انگلی خشک ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا، اگر تر تھی تو فاسد ہوگیا، قضاء لازم ہوگی[2]۔ بوسہ اگر اس طرح لیا کہ اس کی رال لعاب میں نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگیا، اور کفارہ بھی لازم ہوگا۔[3] اگر بغیر اس کے لیا ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا، جس کو جماع یا انزال کا اندیشہ ہو اس کو

---

[1] هو امساک عن المفطرات حقيقة او حكما فی وقت مخصوص وهو اليوم ای اليوم الشرعی من طلوع الفجر الی غروب، (الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۳۷۱، اول کتاب الصوم، النهر الفائق ص۲/۵، کتاب الصوم، مطبوعه مکه مکرمه، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۲۱، اول کتاب الصوم)

[2] او ادخل اصبعه اليابسة فيه ای دبره اوفرجها ولو مبتلة فسد الخ، درمختار مع الشامی ص: ۹۹، ج: ۲، مطبوعه نعمانيه. شامی کراچی ص۳۹۷، ج: ۲، باب مايفسد الصوم. مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۵۷، باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء من غير كفارة، النهر الفائق ص۲/۲۳، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، مطبوعه مکه مکرمه.

[3] ومن موجب الكفارة ابتلاع بزاق زوجته، (مراقی ص۱۰۷، مطبوعه مصری، مع الطحطاوی ص ۵۴۹، باب مايفسد به الصوم، شامی کراچی ص ۲/۴۰۱، باب مايفسد الصوم، مطلب فی جواز الافطار بالتحری، النهر الفائق ص ۲/۲۱، باب مايفسد الصوم، مطبوعه مکه مکرمه)



یہ سب نہیں کرنا چاہئے جس کو اندیشہ نہ ہو اس کے لئے بوسہ لینے میں مضائقہ نہیں مگر اس طرح نہ لے کہ روزہ فاسد ہو جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۵ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ
دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۵ھ

بحالتِ صوم ادخالِ اصبع

سوال:- روزے کی حالت میں بغرضِ صفائی اگر کوئی تر انگلی مقعد میں داخل کرے تو اس سے روزہ کے فساد کا حکم ہوگا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

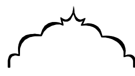
اگر محلِ حقنہ تک تر انگلی پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا: **اذا دخل اصبعه مبلولة اھ فی دبره او استنجٰی فوصل الماء الٰی داخل دبره اوفرجها الداخل بالمبالغة فيه والحد الفاصل الذی يتعلق بالوصول اليه الفساد قدر المحقنة قلما يكون ذلك اھ مراقی الفلاح باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء . الطحطاوی[3] ص: ۲۰۸.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۸۹ھ

---

[1] وكره قبلة ومس ومعانقة ومباشرة فاحشة ان لم يأمن المفسد وان امن لا بأس. (درمختار مع الشامی نعمانيه ص:۱۱۳، ج:۲، شامی کراچی ص۴۱۷، ج:۲، مطلب فيما يكرهٗ للصائم. النهر الفائق ص۲/۲۷، قبيل فصل فی العوارض، مطبوعه مكه مكرمه، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۶۰، فصل فيما يكره للصائم)

[2] مراقی الفلاح ص: ۱۰۹، مطبوعه مصری. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



انگلی ڈال کر پاخانہ نکالنا

سوال: -ایک آدمی کو قبض کی شکایت ہے، اس نے روزہ کی حالت میں تھوڑی سی انگلی ڈال کر خشک پائخانہ نکالا تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ اگر فاسد ہوگیا تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خشک انگلی سے یہ کام لیا ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱/۹۳ھ

لمس سے انزال ہونے پر فسادِ صوم

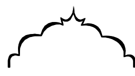
سوال: -روزہ کی حالت میں زید نے اپنی بیوی سے دور سے بات کی اور ہاتھ پکڑا کہ انزال ہوگیا، روزہ رہا یا ٹوٹ گیا یا کوئی خامی ہوئی۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[۳] الطحطاوی ص:۵۵۷، مطبوعہ مصری مصری. شامی کراچی ص۳۹۷/۲، باب مایفسد الصوم الخ، مطلب یکرہ السہر اذا خاف فوت الصبح، ہندیہ کوئٹہ ص۲۰۴/۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] ادخل اصبعہ الیابسة فیہ ای دبرہ اوفرجہا لم یفطر. (الدرا لمختار مختصراً مع الشامی نعمانیہ ص:۹۹، ج:۲، قبیل مطلب مہم المفتی فی الوقائع، باب مایفسد الصوم، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۵۷، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء من غیر کفارة، النہر الفائق ص۲۳/۲، باب مایفسد الصوم، مطبوعہ مکہ مکرمہ)



الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ ٹوٹ گیا قضا لازم ہوگی۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/ رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/ رمضان المبارک ۶۷ھ

زوجہ کی تقبیل ولمس مفسدِ صوم نہیں

سوال:- روزہ کی حالت میں زید نے اپنی زوجہ کو گود میں لیا بوسے لئے روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ نہیں ٹوٹا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے کہ مبادا نوبت آگے تک پہنچے۔[2]

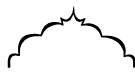
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] او لمس فانزل قضى فقط. (الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص:۱۰۴، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۰۳، ج:۲، باب مایفسد الصوم. قبیل مطلب فی جواز الافطار بالتحری، هدایه مع الفتح ص ۲/۳۳۱، باب مایوجب القضاء والکفارة، مطبوعه دار الفکر بیروت، النهر الفائق ص ۲/۱۶، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، مطبوعه مکه مکرمه)

[2] وکره قبلة ومس ومعانقة ومباشرة فاحشة ان لم یامن المفسد. (الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص:۱۱۲، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۱۸، ج:۲، مطلب فیما یکره للصائم، النهرالفائق ص۲/۲۷، فصل فی العوارض، مطبوعه مکه مکرمه، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۶۰، فصل فیما یکره للصائم)



سانپ وغیرہ کے کاٹنے سے روزہ کا حکم

سوال:- کیا سانپ، بچھو کے کاٹنے اور انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ نہیں ٹوٹتا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

سحری کھائی صبح صادق سے ایک دو منٹ بعد

سوال:-سحری کا آخری وقت مثلاً پانچ بجے ہے ایک شخص مثال کے طور پر چار بج کر پچپیس منٹ پر سو کر بیدار ہوا اس نے جلدی جلدی دو چار لقمے کھائے ،جس وقت وہ کھا کر پانی پینے لگا اس وقت پانچ بج کر ایک منٹ یا دو منٹ زیادہ ہو گئے اب کیا حکم ہے؟

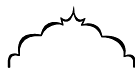
الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو یہ چاہئے کہ اس روزہ کو پورا کرے پھر بعد رمضان ایک روزہ جداگانہ اس کے عوض رکھے۔ **اوتسحر اوجامع شاکاً فی طلوع الفجر وھو طالع لا کفارۃ علیہ للشبھۃ لان الاصل بقاء اللیل ویاثم اثم ترک التثبت مع الشک ا ھ مراقی**[۲]

---

[۱] والمفطر انما ھو الداخل من المنافذ ا ھ شامی نعمانیہ ص:۹۸، ج:۲، باب ما یفسد الصوم. النھر الفائق ص۷ /۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ، مطبوعہ مکہ مکرمہ.

[۲] مراقی ص:۱۰۹، مطبوعہ مصری. طحطاوی ص:۵۵۶، مطبوعہ مصری. النھر الفائق ص۳۶ /۲، باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ، مطبوعہ مکہ مکرمہ، الدر مع الشامی کراچی ص۴۰۵ /۲، باب مایفسد الصوم الخ، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف.



الفلاح ص: ۳۶۹، باب مایفسد الصَّوم ویوجب القضاء. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

سحری اس وقت کھائی جبکہ صبح صادق ہو چکی تھی

سوال:- جب طلوع حسی پانچ بجے ہوتا ہے، تو ایک شخص سحری کھاتا ہوا جب رکا جبکہ ٹھیک چار بج چکے تھے تو اس دن کا روزہ رہے گا یا نہیں؟

یہ شخص جو کہ سحری کھا رہا ہے اس کو باوجود مطلع صاف ہونے کے تعیین کے درجہ میں صبح صادق کا وجود بالکل محسوس نہیں ہو رہا ہے، شخص مذکور ماہر اوقات ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ہمارے اطراف کے طلوع کے لحاظ سے اس دن کا روزہ نہیں ہوا، اس لئے کہ سحری صبح صادق کے بعد کھائی ہے[۱] نفس صبح صادق سے کھانے سے رک جانا چاہئے، تبیین کا منتظر نہیں رہنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

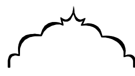
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۴/۹۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۴/۹۷ھ

---

[۱] **او تسحر او افطر بظن الیوم لیلا والحال ان الفجر طالع والشمس لم تغرب قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی هامش الشامی کراچی ص ۴۰۶/۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، عالمگیری ص ۱۹۴/۱، کتاب الصوم، الباب الاول فی تعریفه، مطبوعه کوئٹه، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۵۶، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء)**



جس لاؤڈ اسپیکر پر گانے گائے جائیں اس سے سحری کے لئے جگانا

سوال:- لاؤڈ اسپیکر پر فحش گانے ہوتے ہیں، کچھ قوالیاں بھی ہوتی ہیں، اس طرح سحری کے لئے جگانا جائز ہے یا نہیں؟ شادی بیاہ کے موقع پر لاؤڈ اسپیکر لگا کر اس طرح گانے بجانا جائز ہے یا نہیں؟ اور لاؤڈ اسپیکر سے جو روپیہ کمایا جاتا ہے، وہ حلال ہے یا حرام؟ کوئی عالم فاضل اگر ایسے شخص کے یہاں ٹھہرے یا کھانا کھاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

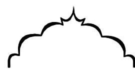
لاؤڈ اسپیکر پر اس طرح گانے گا کر سحری کے لئے جگانا ممنوع ہے، احترام رمضان کے بھی خلاف ہے، فی نفسہ بھی ناجائز ہے، شادی بیاہ میں بھی یہ چیز منع ہے[1]، اس طرح روپیہ کمانا بھی منع ہے، اہل علم کو ایسے روپئے سے دعوت قبول نہیں کرنا چاہئے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ان الملاهی کلها حرام قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب قلت وفی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام الخ (درمختار علی الشامی زکریا ص ۵۰۲، ۹/۵۰۴، کتاب الحظر والاباحة، قبیل فصل فی اللبس، هندیه کوئٹه ص ۳۵۱، ۵/۳۵۲، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی)

[2] آکل الربوا وکاسب الحرام اهدی الیه او اضافه وغالب ماله حرام لا یقبل الخ (عالمگیری ص ۵/۳۴۳، مطبوعه کوئٹه، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

روزوں کی قضاء اور کفارہ

رمضان سمجھ کر یکم شوال کا روزہ

سوال:- رمضان المبارک کی انتیسویں شام میں مطلع صاف ہونے کے باوجود ہلال نظر نہ آیا اور شب کے ۹ ½ بجے ریڈیو سے بھی یہ اطلاع ملی کہ ریاست میسور اور بھارت کے دوسرے حصہ میں ہلال نظر نہ آیا، رمضان المبارک ۳۰/ کی صبح کو یہ خبر ملی کہ بمبئی میں عید منائی جارہی ہے تو یہاں کے بہت سارے روزہ داروں نے روزہ توڑ دیا اور بہت ساروں نے روزہ نہ توڑا، عید کی نماز دوسرے دن پڑھی گئی، برائے مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی افواہ پر بغیر تحقیق وتصدیق کے ۳۰/ رمضان کو روزہ توڑنا درست نہیں، لیکن اگر بعد میں تحقیق ہوجائے کہ وہ تاریخ ۳۰/ رمضان کی نہیں بلکہ یکم شوال تھی تو اس روزہ کی قضاء یا کفارہ کچھ لازم نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ ۲۳/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

---

[1] ولزم نفل شرع فيه قصداً اداءً وقضاءً الا ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



ریڈیو کی خبر پر افطار کرنے سے قضاء کا حکم

سوال:- ریڈیو کی خبر پر روزہ رکھنا یا توڑنا کیسا ہے؟ جن لوگوں نے ریڈیو کی خبر سن کر روزہ توڑا ان لوگوں پر صرف قضا لازم ہے، یا نہیں؟ یا کفارہ بھی؟

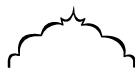
الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ریڈیو پر یہ خبر آئے کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا تو یہ کافی نہیں، البتہ اگر یہ اعلان آئے کہ فلاں جگہ قاضی شرعی یا حاکمِ مسلم یا رویتِ ہلال کمیٹی نے جس کے افراد باعلم اور متبع شریعت ہوں شرعی شہادت لے کر اعلان کردیا ہے کہ فلاں روز عید ہے، تو یہ اعلان یوم الشک میں ایسے مقامات پر معتبر مانا جائے گا، کہ اس کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸/دن یا ۳۱/دن کا نہ ہوجائے[۱]، امسال جن لوگوں نے تیسواں روزہ محض ریڈیو کی خبر پر بغیر تحقیق شرائط توڑ دیا ہے انہوں نے غلط کیا، ان کو اس میں جلدی سے کام لینا نہیں چاہئے تھا، لیکن جب بعد میں یہاں شہادتوں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............فی العیدین وایام التشریق فلا یلزم لصیرورته صائمًا بنفس الشروع فیصیر مرتکباً للنهی الخ. درمختار نعمانیه ص:۱۲۰، ج:۲، شامی زکریا ص:۴۱۱، ج:۳، کتاب الصوم، فصل فی العوارض. ولاقضاء علیه ان شرع فیها ثم افطر کذا فی الکنز، عالمگیری ص ۱/۲۰۱، الباب الثالث فیما یکره للصائم الخ، مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص ۲/۳۴۶، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۲/۴۱، کتاب الصوم، فصل فی النذر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] ملاحظه هو آلات جدیده کے شرعی احکام، مصنفه مفتی محمد شفیع صاحبؒ ص۱۸۸، هلال کے معامله میں آلات جدیده کی خبروں کا درجه، مطبوعه قاسمی دیوبند، انوار رحمت مصنفه مفتی شبیر احمد صاحب ص ۵۴۲، جدید آلات اور چاند کا ثبوت، مطبوع مرادآباد.



سے ثابت ہوگیا، کہ وہ عید کا دن تھا تو اس دن کے روزہ کی قضاء لازم نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

رمضان کے متعدد روزں کے قضاء کا طریقہ

سوال:- زید نے قضائے عمری کے روزوں کی نیت اس طرح پر کی کہ میرا جو روزہ قضاء ہوا ہے وہ رکھ رہا ہوں، اسی طرح نیت کر کے اس نے سب روزے رکھ لئے یہ درست ہوئے یا نہیں؟ جب کہ مسئلہ شاید یوں ہے کہ نیت کرے کہ پہلے سال کے رمضان کی قضاء دوسرے تیسرے کی قضاء رکھ رہا ہوں علی الترتیب۔

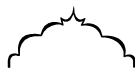
الجواب حامداً ومصلیاً

تعیین کر لینا تو بلا اختلاف یہ قضا درست ہو جاتی، اب بلا تعیین روزے پورے کر لئے تب بھی ایک قول پر درست ہو گئے، بحوالہ خلاصۂ مراقی الفلاح[2] میں اس قول کو بھی صحیح لکھا ہے

---

[1] ولز نفل شرع فيه قصدا اداء وقضاء الا فی العيدين وايام التشريق فلا يلزم لصيرورته صائما بنفس الشروع فيصير مرتكبا للنهی الخ، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۲۸/۲، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ولا قضاء عليه ان شرع فيها ثم افطر، عالمگیری ص ۲۰۱/۱، الباب الثالث فيما يكره للصائم الخ، مطبوعه کوئٹه، بحر کوئٹه ص ۲۹۸/۲، کتاب الصوم، قبيل باب الاعتکاف.

[2] وكذا الصوم الذی عليه من رمضانين اذا اراد القضائه يفعل مثل هذا علی احد تصحيحين مختلفين صحح الزيلعی لزوم التعيين وصحح فی خلاصة عدم لزوم التعيين، مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص ۳۶۳، باب قضاء الفوائت، تاتارخانيه ص ۳۶۰/۲، کتاب الصوم، الفصل الثالث فی النية، مطبوعه کراچی، المحيط البرهانی ص ۳۴۴/۳، الفصل الثالث ما يتعلق بالنية، مطبوعه ڈابهيل.



دوبارہ قضاء رکھنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۸۶ھ

نذر و قضاء روزوں میں کون سے پہلے رکھے

سوال:- ایک شخص نے جس کے رمضان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے قضاء ہوگئے اس کے بعد اس شخص نے نذر کے روزے مانے مسئلہ یہ ہے کہ وہ شخص اگر رمضان کے قضاء روزے رکھنے سے پہلے نذر کے روزے رکھتا ہے تو نذر کے روزے رکھنا جائز ہوگا یا رمضان کے روزوں کی قضاء کے بعد وہ نذر کے روزے رکھے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قضاء اور نذر مطلق روزوں کیلئے شریعت نے وقت متعین نہیں کیا، پس اگر نذر کے روزے پہلے رکھے پھر قضاء کے روزے رکھے تب بھی بری الذمہ ہوجائیگا۔ **لقولہ تعالیٰ فعدة من ایام اخر**[1] (الآیۃ)

روزوں کی قضاء عمری

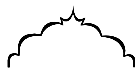
سوال:- ایک شخص کے ذمہ فرض روزے باقی ہیں بالغ ہونے کے بعد بہت سے روزے متواتر اور بہت سے غیر متواتر روزے نہیں رکھے، تو تو روزے اور نمازیں کس طرح قضاء کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ اور نماز دونوں چیزیں بالغ ہونے سے فرض ہوتی ہیں، پس جب بالغ ہوا ہے

---

[1] **ترجمہ**: تو اس کی گنتی پوری کرنی چاہئے، اور دنوں سے۔ سورہ بقرہ آیت نمبر: ۱۸۵۔



اسی وقت سے حساب کر کے ہر روز کی چھ نمازیں یعنی پانچ فرض نمازیں چھٹی وتر کی قضاء کرے۔ اوراسی وقت سے ہر رمضان کے روزے رکھے اور روزے سے رمضان کی تعیین کرے مثلاً پہلے رمضان کے روزے جو مجھ پر فرض ہوئے اور میں نے نہیں رکھے اسکے روزے رکھتا ہوں اس نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور روزے بعد دوسرے رمضان کے اسی طرح رکھے یا یہ نیت کرے کہ اخیر کے رمضان کے روزے جو مجھ پر فرض ہوئے اور میں نے نہیں رکھے وہ رکھتا ہوں۔ھکذا فی الطحطاوی علی[۱] المراقی الفلاح ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

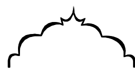
مستحاضہ کے روزوں سے متعلق

(ترجمہ منیۃ المصلی کی ایک عبارت کی توضیح)

سوال:- گذارش ہے کہ ترجمہ منیۃ المصلّی صلوٰۃ الرحمٰن فصل باب الحیض کے آخری مسئلہ میں یہ عبارت بحرالرائق کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جو عورت بسبب خون استحاضہ کے بھول گئی گنتی حیض کی اور وقتِ حیض الخ اور حکم روزے کے واسطے اس کے یہ ہے کہ روزہ رکھے رمضان کے تمام مہینے میں کیوں کہ ہر روز پاک ہونے کا گمان ہے، اور بعد رمضان کے قضاء کرے بیس روزے اور نزدیک بعضوں کے بائیس روزے اور احتیاط اسی میں ہے، کہ یہ حکم اس عورت کا ہے، جس کو حیض ہر مہینہ میں ایک دفعہ آتا ہے، اور اگر دو دفعہ آتا ہو یعنی اول مہینہ

---

[۱] واذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة فاذا اراد تسهيل الامر عليه نوى اول ظهر عليه او ان شاء نوى اخره وكذا الصوم الذى عليه من رمضانين اذا اراد قضاء يفعل مثل هذا. (مراقى ص: ٢٧، مطبوعه مصرى، طحطاوى مصرى ص: ٢٦٢، باب قضاء الفوائت، المحيط البرهانى ص ٣/٣٤٤، الفصل الثالث، ما يتعلق بالنية، مطبوعه ڈابھیل گجرات، تاتارخانيه ص ٢/٣٦٠، كتاب الصوم، الفصل الثالث فى النية، مطبوعه كراچى)

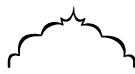


میں اور آخر مہینہ میں تو وہ عورت قضاء کرے تیس روزے اور نزدیک بعضوں کے چھتیس روزے اور احتیاط اسی میں ہے، فقط یہ عبارت سلیس حضور فرمادیں کہ طہر کی مدت تو پندرہ روز ہے پھر قضاء بیس روزں کی کیونکر اور بائیس کی کیونکر کرے، اگر دس روز حیض میں شمار ہوئے تو دو روز زائد کیسے اور کل رمضان تو ۲۹/ یا ۳۰/ دن کا ہوتا ہے، تو قضاء ۳۲/ یا چھتیس دن کی کیونکر ہوئی اگر تمام مہینہ ناپاکی میں شمار ہوا تو طہر کا زمانہ کب ہوا یعنی پاکی کتنے روز رہی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ترجمہ منیۃ المصلّی صلوٰۃ الرحمان میرے پاس موجود نہیں، البتہ بحر[1] شرح کنز میں ص:۲۱۰، ج:۱، پر یہ مسئلہ بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اس میں کچھ دوسرے اقوال فقہاء بھی درج ہیں مگر چونکہ آپ نے صرف چار اقوال نقل کر کے ان کی وجہ دریافت کی ہے اس لئے انہیں چار کی وجہ پر اکتفا کرتا ہوں، زیادہ سے زیادہ مدت حیض دس روز ہیں، اور اصالۃً دس روز ماہ رمضان میں حیض کے شمار ہوں گیں، اور بعد رمضان دس روز کا اعادہ ہوگا، پھر جب انتیس کے ماہ میں دس روزوں کا اعادہ کیا تو اس احتمال کی بنا پر کہ شاید دس روز حیض کے ہوں دوسرے دس روزوں کا حکم دیا گیا لہٰذا بیس روزوں کی قضاء ہوگئی یہ اس وقت ہے جب کہ عورت کو یہ علم ہو کہ حیض کی ابتداء رات میں ہوئی اگر ابتداء دن میں ہوئی ہو تو بائیس روزوں کا اعادہ کرے اس لئے کہ اس صورت میں گیارہ روزوں کا اور حکم دیا جائے گا یہ کل تیس روزے ہوگئے، یہ دونوں صورتیں اس وقت ہیں کہ قضاء مسلسل ہو یا ایک ہی ماہ میں ہو: **واما الصوم فانها تصوم کل شهر رمضان لاحتمال طهارتها کل یوم وتعید بعد رمضان عشرین یوما وهو علی ثلاثة اوجه الاول ان عملت ان ابتداء حیضها کان یکون باللیل فانها تقضی عشرین یوما لجواز ان حیضها فی کل شهر عشرة ایام فاذا قضت عشرة**

[1] البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۱۱، ۲۱۰/۱، باب الحیض.



یجوز حصولها في الحيض فتقضي عشرة اخرىٰ والثاني ان علمت ان ابتداء حيضها كان يكون بالنهار فتقضي اثنين وعشرين يوما لان اكثر مافسد صومها في الشهر احد عشر يوما فتقضي ضعفه احتياطاً اهـ ولا يخفى انه يظهر فيما اذا قضته موصولاً او مفصولا ولكن في شهر واحد اهـ بحر[1]

اگر دو دفعہ حیض آتا ہو اور حیض کی ابتداء دن میں ہوئی ہو تو ہر ماہ کے پندرہ روز طہر کے رہیں گے، پندرہ روز حیض کے مگر چونکہ طہر کی ابتداء دن میں بھی ہوسکتی ہے، ایسی حالت میں طہر کے چودہ ہی روز رہینگے تو گویا کہ رمضان شریف میں چودہ ہی روزے صحیح ہوگئے اور سولہ روزہ فاسد پس سولہ کی قضاء کرے گی آئندہ ماہ میں مگر اس میں بھی اسی طرح کے سولہ کے فساد کا احتمال ہے۔

لہٰذا دوسرے سولہ کا حکم دیا جائے گا، تو کل تیس ۳۲/ ہو جائیں گے: وان علمت ان ابتداء حيضها كان بالنهار يقضي اثنين وثلثين يوما ان قضت موصولاً برمضان لان اكثر ما فسد من صومها من اول الشهر ستة عشر يوماً اهـ[2] اور چھتیس کا قول بحر میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ ربیع الثانی ۶۰ھ

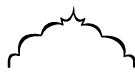
کفارہ صیام

سوال:- ایک شخص اپنے فرض روزہ کا کفارہ اس طرح ادا کرتا ہے کہ ایک آدمی کو دونوں وقت کھانا دیتا ہے، اپنے سامنے بٹھا کر نہیں کھلاتا ساٹھ دن برابر دیتا ہے، یا فطرہ بھی

---

[1] منحة الخالق على هامش بحر الرائق كوئٹه ص: ۲۱۰، ج: ۱، باب الحيض.

[2] البحر الرائق ص: ۲۱۱، ج: ۱، باب الحيض. مطبوعه كوئٹه.



دیتا ہے، اور کھانا بھی دیتا ہے یعنی کسی دن فطرہ کسی دن کھانا دیتا ہے، ہر صورت سے اس کا کفارہ ادا ہوجاتا ہے، یا نہیں، یا کیا صورت بہتر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ کا کفارہ اوّلاً غلام آزاد کرنا ہے اگر اس کی قدرت نہ ہوتو دو ماہ تک مسلسل روزہ رکھنا اگر اس کی قدرت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا اگر ایک فقیر کو کھانا دے تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ اپنے سامنے بٹھا کر کھلائے سو اس میں کوئی مقدار متعین نہیں وہ جتنا بھی کھالے صرف اتنی شرط ہے کہ فقیر بالغ ہو یا بلوغ کے بالکل قریب ہو اور پہلے سے کھانا کھائے ہوئے نہ ہو دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو کھانا یا غلہ وغیرہ دیدے سو اس کیلئے ضروری ہے کہ ایک وقت کا کھانا ایک فطرہ سے کم نہ ہو کذا فی مراقی الفلاح[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

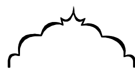
صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۳؍ ربیع الاول ۵۵ھ

کفارۂ صوم کی تشریح

سوال:- خباثتِ نفس کی وجہ سے شادی کے بعد رمضان شریف میں روزہ کی حالت

---

[۱] والکفارة تحرير رقبة مومنة فان عجر عنه صام شهرين متتابعين فان لم يستطع الصوم اطعم ستين مسكينا يغديهم ويعشيهم واكل الشبعان لا يكفى ولا يجزى اطعام غير المراهق او يعطى كل فقير نصف صاع من بر او دقيقه اويعطى قيمته. (ملخصاً طحطاوى على المراقى مصرى ص: ۵۵۲، كتاب الصوم، فصل فى الكفارة، البحر الرائق ص۲/۲۷۷، باب مايفسد الصوم، مطبوعه كوئٹه، شامى زكريا ص ۳/۳۹۰، مطلب فى الكفارة، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده)



میں مباشرت کرلی، ایک مولوی صاحب کے بتلانے پر ۱۲۰؍خوراکوں کا حساب لگا کر نقد دو غریبوں کو یکمشت دیدیا، ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ایک دم ادا کرنے سے ادا نہیں ہوا، ۳۰؍یوم یا تو کھانا کھلائے یا پونے دوسیر گندم یا اسکے برابر قیمت دینی چاہیے تب کفارہ ادا ہوگا۔

الجواب حامداًومصلیاً

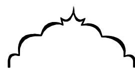
رمضان المبارک کا روزہ توڑنے سے کفارہ لازم ہوتا ہے، کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، اگر ضعف یا مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ غریبوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلائے خواہ ساٹھ غریبوں کو کھانا دیدے، ہر ایک صدقۃ الفطر کے برابر یا اس کی قیمت دیدے، ان سب صورتوں میں کفارہ ادا ہوجائے گا، جس میں ساٹھ روزے مسلسل رکھنے کی طاقت ہو، اس کے لئے کھانا کھلانا یا غلہ یا قیمت دینا درست نہیں بلکہ وہ روزہ ہی رکھے گا، تب ہی کفارہ ادا ہوگا، غلہ یا قیمت (صدقۃ الفطر کے برابر) ساٹھ غریبوں کو دینے کے بجائے اگر دو غریبوں کو مجموعہ دیدیا تو کفارہ ادا نہیں ہوگا، اٹھاون کو اور دیدے، ہر ایک کو صدقۃ الفطر کے برابر دے تب ادا ہوگا۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۱؍۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۱؍۹۰ھ

---

[1] فان لم يستطع الصوم لمرض او كبر اطعم ستين مسكينا يغديهم ويعشيهم غداءً وعشاءً مشبعين اوغدائين او عشائين ولو اطعم فقيراً ستين يوماً اجزاه او يعطى محل فقير نصف صاعٍ من بر او يعطى قيمته (مراقى) ولو اباح واحداً كل الطعام فى يوم واحدٍ دفعة اجزأ عن يوم ذلك فقط اتفاقاً وكذا اذا ملكه الطعام بدفعات فى يوم واحد على الاصح. (طحطاوى على مراقى ص: ۵۵۲، مطبوعه مصرى، فصل فى الكفارة، عالمگيرى ص ۵۱۳/۱، كتاب الطلاق، الباب العاشر فى الكفارة، مجمع الانهر ص ۱۲۵/۲، كتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

کفارہ صوم ادا ہونے کی آسان صورت

سوال:- اگر دینی مدرسہ کے مقیم طلباء روزہ کے کفارہ کا کھانا نہیں کھا سکتے ہیں، دیگر مساکین مستحق ہیں تو ان میں تمیز دشوار ہوگی کہ مسکین کون ہے، اور پیشہ ور فقیر کون؟ نیز وقتِ واحد میں جس کا اجتماع دشوار ہوگا، ساٹھ کا دشوار تر، اس دشواری میں اور اضافہ ہوجائے گا، اگر دونوں وقت کے کھانے کی شرط ہے کہ مساکین وہی ہیں جو صبح کو کھا چکے ہیں، اس حالت میں آسان صورت کیا ہے روزہ کے کفارہ ادا ہونے کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مدرسہ میں ایسے ساٹھ مسکینوں کو دووقت کھلانا دشوار نہیں، اس سے بھی زیادہ سہل صورت یہ ہے کہ ایک مسکین کو تجویز کرلیا جائے اس کو دونوں وقت بلا کر کھلا دیا جائے جب ساٹھ دن (ایک سوبیس وقت) مسلسل کھالے گا تو کفارہ ادا ہوجائیگا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰؍۱؍۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

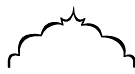
دارالعلوم دیوبند ۲۰؍۱؍۹۳ھ

کفارہ صوم میں دینی مدارس کے طلباء کو کھانا کھلانا

سوال:- دینی مدرسہ کے مقیم طلباء کو جن کے خورد ونوش کا مدرسہ ذمہ دار ہے، روزہ

---

[1] ولو اطعم فقیرا ستین یوماً اجزائه. (مراقی مصری ص: ۱۰۸، طحطاوی ص: ۵۵۲، کتاب الصوم، فصل فی الکفارة، مطبوعه مصری، ملتقی الابحر ص ۱۲۵/۲، کتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۴۶۰/۲، کتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فی الکفارة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

کے کفارہ کا کھانا کھلایا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ مستحقِ زکوٰۃ ہوں تو انکو کھلا سکتے ہیں، مگر ان کو بٹھا کر کھلایا جائے، یہ نہ ہو کہ دو روٹی دیکر چلتا کر دیا جائے، بیٹھ کر دو روٹی کھائیں یا کم زیادہ جتنے میں سیر ہو جائیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفارۂ صوم میں ساٹھ مساکین دونوں وقت ایک ہی ہوں یا الگ الگ؟

سوال:- روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکین کو دو وقت (دن رات) کھانا کھلایا جائے گا یا تیس کو دو وقت کھانا کھلا کر ساٹھ پورے کئے جائیں گے؟ نیز دونوں وقت کھانا کھانے والے ایک ہی ہوں گے یا دن میں اور رات کو اور ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

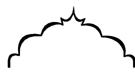
ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلایا جائے، دونوں وقت وہی ہوں گے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اطعم ستين مسكينا يغديهم ويعشيهم غداء وعشاء مشبعين. الى قوله والشرط اذا اباح الطعام ان يشبعهم ولو بخبز البر من غير إدم ...... واكل الشبعان لا يكفي، (مراقي الفلاح شرح نور الايضاح ص ۱۰۸، طحطاوی مصری ص ۵۵۲، فصل في الكفارة، ملتقى الابحر ج ۲، ص ۱۲۵، كتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۶۰، ج ۲، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



کفارۂ صوم میں ایک مسکین کو دو ماہ کھلانا

سوال:- میرے ذمہ قصداً روزہ توڑنے کی وجہ سے دو ماہ کا کفارہ لازم ہے، اب مجھ میں غلام کے آزاد کرنے کی اور مسلسل دو ماہ روزہ رکھنے کی دشواری ہے، اگر میں ساٹھ مسکینوں کی جگہ ایک طالب علم یا غریب کو دو ماہ مسلسل کھلا دوں دونوں وقت کا کھانا ایک طالب علم یا غریب کو مقرر کر دوں تو یہ میرا کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک طالب علم کو مقرر کر دیں، کہ وہ روزانہ دونوں وقت آپ کے مکان پر آکر کھانا کھالیا کرے، جتنی مقدار وہ کھائے اور سیر ہو جایا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح بھی کفارہ ادا ہو جائے گا: ولو اطعم فقیرا ستین یوماً اجزأه لانه بتجددا لحاجة بکل یوم یصیر بمنزلة فقیر آخر وا لشرط اذا اباح الطعام ان یشبعهم اھ (مراقی الفلاح[1]) جب ساٹھ دن پورے ہو جائیں گے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

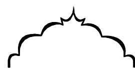
حررہٗ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۶ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[2] اطعم ستین مسکینا یغدیهم ویعشیهم غداء وعشاءً مشبعین بشرط ان یکون الذّین اطعمهم ثانیاهم الذین اطعمهم اوّلا حتی لو غدی ستین غیرهم لم یجز. (مراقی الفلاح مصری ص:۱۰۸، طحطاوی مصری ص:۵۵۲، فصل فی الکفارة، مجمع الانهر ص ۲/۱۲۵، کتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲/۴۶۰، کتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فی الکفارة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] مراقی الفلاح ص:۱۰۸، فصل فی الکفارة، ومایسقطها عن الذمة. مطبوعه مصری.



کفارۂ صوم میں تتابع ضروری ہے

سوال:- ایک شخص نے کفارہ کے انسٹھ روزے مسلسل رکھے، ساٹھویں روزہ رکھنے کے دن وہ بیمار پڑ گیا، تو کیا ازسرِنو ساٹھ روزے رکھے یا بعد صحت صرف ایک روزہ رکھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پھر سے ساٹھ روزے مسلسل رکھے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

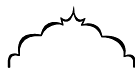
دارالعلوم دیوبند یکم جمادی الاول ۱۳۹۰ھ

کفارۂ صوم میں بیماری کی وجہ سے اگر تسلسل نہ ہو سکے

سوال:- رمضان المبارک کے روزے رکھ کر عمداً توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے، اس کفارہ میں ایک تخفیف تو معلوم ہو چکی ہے، کہ ایک رمضان المبارک کے متعدد روزے رکھ کر توڑے ہوں یا متعدد رمضانوں کے رکھ کر توڑے ہوں تو کفارہ میں تداخل ہو کر ایک کفارہ کافی ہوگا، بشرطیکہ سب روزوں کے توڑنے کے بعد کفارہ ادا کر دیا جائے، یہ معلوم کرنا ہے کہ کوئی دوسری تخفیف بھی اس بات میں ہے، مثلاً تتابع صیام اگر کسی عذر کی وجہ سے باقی نہ رہ سکیں، مثلاً تیس روزے رکھنے کے بعد بیماری کی وجہ سے ایک دو روزے چھوٹ گئے پھر تیس روزے رکھ کر ساٹھ پورے کر دے تو کفارہ ادا ہوگا یا ازسرے نو روزے رکھ کر ساٹھ پورے کرے گا نیز

---

[1] صام شهرين متتابعين فان افطر ولو بعذر غير الحيض استانف. (طحطاوی علی المراقی مصری ص: ۵۵۲، فصل فی الكفارة، البحر الرائق ص۲/۲۷۷، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، مطبوعه كوئٹه، شامی زكريا ص ۳/۳۹۰، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مطلب فی الكفارة)



C:\f.m.Fainal\Jild-15\Rozon ki Qaza & Kaffara

کفارہ کے بعد قضاء صیام بھی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًو مصلیاً

کفارہ صوم میں بہ نسبت کفارہ ظہار کے ایک تخفیف اور بھی ہے، وہ یہ ہے کہ صیام شہرین متتابعین کے لئے کفارہ ظہار میں قبل المس کی قید بھی ہے، کفارہ صوم میں یہ قید نہیں ہے تتابع بہر حال ضروری ہے، صرف ایام حیض کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، ایام نفاس کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا مرد کے لئے کوئی عذر معتبر نہیں جس طرح بھی تتابع میں فرق آجائے گا، استیناف لازم ہوگا: **ککفارة المظاهر ای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا فلو افطر ولو لعذر استانف الا لعذر الحیض. (شامی[1] نعمانیه ص: ۱۰۹، ج: ۲) واما النفاس فیقطع التتابع فی صوم کل کفارة اهـ (شامی[2] نعمانیة ص: ۵۸۱، ج: ۲)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۳/۱۵ھ

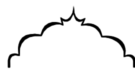
متعدد روزوں میں زنا سے کفارہ ایک ہی ہوگا یا زیادہ

سوال:- زید نے ہندہ کے ساتھ رمضان شریف میں روزہ رکھتے ہوئے زنا کیا اور وہ

---

[1] شامی زکریا ص: ۳۹۰، ج: ۳، کتاب الصوم، مطلب فی الکفارة. بحر ص۲/۲۷۷، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، مطبوعه کوئٹه، طحطاوی علی المراقی ص ۵۵۲، فصل فی الکفارة، مطبوعه مصری.

[2] شامی زکریا ص: ۱۴۱، ج: ۵، باب الکفارة، مطلب لاستحالة فی جعل المعصیة سبباً للعبادة. مجمع الانهر ص ۲/۱۲۳، کتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۲/۴۵۷، کتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فی الکفارة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.



اس ماہ کے اندر پانچ یا چھ مرتبہ کیا اور زید زنا کرنے کے بعد فوراً غسل کیا اور یہ جب نماز پڑھنے کے لئے مسجد گیا تو مقتدیوں نے زید کو امام بنادیا اور زید نے حیض کی حالت میں بھی زنا کیا ہے، ایک یا دو مرتبہ اسی ماہ کے اندر، اب زید کو کتنے روزے رکھنے چاہیئے، آیا متواتر روزہ رکھنا چاہیئے یا جدا جدا یا صدقہ وغیرہ؟ ان مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں یا پھر نماز کو لوٹانا ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

زید و ہندہ نے اپنے فعل شنیع سے جتنے روزے کو فاسد کیا ہے ان سب کی قضاء لازم ہے، اور جب کہ روزہ توڑ کر کفارہ ادا کرنے سے پہلے پہلے دوسرا روزہ توڑ دیا تو کفارہ میں تداخل ہوجائے گا یعنی قضاء تو ہر روزہ کی لازم ہوگی، مگر کفارہ ایک ہی کافی ہوگا، جو ساٹھ روزہ ہے: **لو تکرر فطره ولم يكفر للاول يكفيه واحدة ولو في رمضانين عند محمدؒ وعليه الاعتماد بزازيه ومجتبىٰ وغيرهما**[1] (رد مختار ص: ١١٠، ج: ٢) اس میں دوسرا قول بھی ہے وہ یہ کہ ہر روزہ کا کفارہ جداگانہ ادا کرنا ہوگا، زید و ہندہ کا باہمی تعلق کا منقطع کرانا ضروری ہے دونوں کی علیحدہ علیحدہ شادی کرادی جائے جن لوگوں نے زید کے پیچھے نماز پڑھی وہ ادا ہوگئی جب تک زید سچی توبہ نہ کرے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا۔[2]

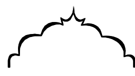
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[1] درمختار على هامش الشامي كراچي ص: ٤١٣، ج: ٢، مطبوعه زكريا ص: ٣٩١، ج: ٣. كتاب الصوم، مطلب في الكفارة، البحرالرائق كوئٹه ص٢/٢٧٧، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مراقي مع الطحطاوي ص ٥٥٢، فصل في الكفارة الخ، مطبوعه مصري.

[2] أن امامة الفاسق مكروهة تحريما: طحطاوي مصري ص: ٢٤٤، فصل في بيان الاحق بالامامة.



کیا کفارہ مفتی کا حق ہے؟

سوال:- اگر کوئی شخص کفارہ یا ساٹھی کی جملہ رقم ایک دن ایک ہی وقت یا دن کے مختلف گھنٹوں میں کسی ایک فقیر یا قاضی یا استاذ یا مرشد کو دیدے تو پورا کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کفارہ کا مستحق مرشد یا قاضی ہی ہے گو وہ صاحبِ نصاب ہی کیوں نہ ہوں

الجواب حامداً ومصلیاً

کفارہ کا مستحق وہ ہے جو زکوٰۃ کا مستحق ہے[1]، جس کفارہ میں تعدد شرط ہے اس میں ایک دفعہ ایک شخص کو دینا کافی نہیں، جس قسم کے کفارہ کے متعلق دریافت کرنا ہے اس کو تعیین کے ساتھ دریافت کیا جائے فتاویٰ[2] عالمگیری میں تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۸۹ھ

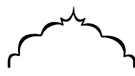
مس بالید سے انزال کی صورت میں کفارہ نہیں

سوال:- ایک شخص رمضان کا روزہ رکھتے ہوئے ایک عورت کے یہاں گیا اس کی چھاتی اور اس کے کلّے کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور اسی حالت میں انزال ہو گیا تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور کفارہ لازم ہوگا۔

---

[1] مصرف الزكاة والعشر وهو مصرف أيضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالك من الصدقات الواجبة. (شامی نعمانیہ ص:۵۸، ج:۲، باب المصرف، سکب الانهر ص ۲/۳۲۴، باب فی بیان احکام المصرف، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت)

[2] عالمگیری کوئٹه ص ۲/۶۱، کتاب الایمان، الفصل الثانی فی الکفارة.



الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ ٹوٹ گیا مگر صرف قضاء لازم ہے کفارہ لازم نہیں: وانزال بتفخیذ اوتبطین اوعبث الکف اوانزل من قبلة او لمس لاکفارة علیه[1] مراقی الفلاح ص: ۳۹۲، باب مایفسد الصوم ویوجب القضاء من غیر کفارة. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مسافر ومریض پر فدیہ صوم وصلوٰۃ

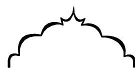
سوال: -اگر مریض بسبب مرض روزہ نہ رکھ سکے، اور صحبت کی قطعاً نوبت نہیں آئی، تو ایسی صورت میں اس پر صدقہ واجب ہوگا، یا نہیں باوجودیکہ صدقہ کے لئے صحت ضروری ہے تاکہ انہیں ایام کے اعتبار سے صدقہ کی وصیت کر جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایسا مریض تھا کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تھا اور مرض ہی میں انتقال ہوگیا، روزہ رکھنے کے قابل صحت میسر نہیں ہوئی تو اس کے ذمہ فدیہ کی وصیت لازم نہیں، نہ ورثہ کو فدیہ صوم دینا واجب ہے۔ وکذا حکم الصوم فی شهر رمضان ان افطر فیه المسافر والمریض وماتا،قبل الاقامة والصحة لعدم ادراکهما عدة من ایام اُخر فلا یلزم هما الایصاء به لانهما عذرا فی الاداء فلان یعذرا فی القضاء اولی . زیلعی. واذا لم یلزمها

---

[1] مراقی الفلاح مصری ص: ۱۰۹، طحطاوی مصری ص:۵۵۷، هدایه مع فتح القدیر ص ۲/۳۳۱، باب مایوجب القضاء والکفارة، مطبوعه دارالفکر بیروت، عالمگیری ص ۲۰۴/۱، الباب الرابع فیما یفسد ومالایفسد، مطبوعه کوئٹه.



القضاء لایلزمها الایصاء به.[1] مراقی الفلاح و طحطاوی مختصراً ص: ۲۶۲.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صوم وصلوٰۃ کا فدیہ اس کی مقدار اس کا مستحق

سوال: - ایک شخص کا انتقال ہوا جس کی چند نمازیں ایسی حالت میں قضاء ہوئیں کہ اس کو ہوش تھا مگر طاقت اتنی نہ تھی کہ اشارہ ہی سے نماز پڑھتا ایسی صورت میں ان نمازوں کا فدیہ ادا کرنا ضروری ہے، یا نہیں اگر ضروری ہو تو کس طرح ادا کرے اور فی نماز کس مقدار میں؟

(۲) مندرجہ بالا شخص کے رمضان کے کچھ روزے بھی قضاء ہو گئے ہیں جس کے بعد بیماری نے اس کو اتنی مہلت نہ دی کہ قضاء ادا کر سکے ان کا فدیہ کس طرح اور فی روزہ کس مقدار سے ادا کرے۔

(۳) ایک نماز کا فدیہ ایک ہی آدمی کو دے یا کئی آدمیوں کو بھی دے سکتا ہے، اسی طرح کئی نمازوں یا کئی روزوں کا فدیہ چند مساکین کو دے یا ایک ہی مسکین کو دے سکتا ہے، اور گیہوں وغیرہ کی قیمت بھی ادا کر سکتا ہے، یا نہیں۔

(۴) اس فدیہ کے مستحق کون ہیں مسجد کی مرمت میں خرچ کرنا یا کھانا پکا کر طلبہ کو کھلانا

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص: ۳۵۵، فصل فی اسقاط الصلاۃ والصوم، کتاب الصلاۃ. مجمع الانهر ص۳۶۷/ ۱، کتاب الصوم، فصل فی بیان الاعذار المبیحة للافطار، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۳۳۴/ ۱، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، مطبوعہ امدادیہ ملتان، عالمگیری ص۲۰۷/ ۱، الباب اخامس فی الاعذار الخ، مطبوعہ کوئٹہ.



یا کپڑے بنا کر طلبہ کو پہنانا جائز ہے یا محض فقیروں کو دینا چاہئے۔

(۵) اگر کسی میت کے ورثاء غریب ومفلس ہوں اور وہ میت کی فوت کردہ نمازوں کا فدیہ ادا نہ کرسکتے ہوں، تو میت کی براءت کی اور کیا صورت ہوسکتی ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

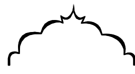
اگر ایسی حالت میں نمازیں قضاء ہوئی ہیں کہ مریض میں سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں تھی، اور مرض سے صحت نہیں پائی بلکہ اسی حالت میں انتقال ہوگیا تو اس پر ان نمازوں کی قضاء فرض نہیں نہ اس کی طرف سے ان نمازوں کا فدیہ دینا ضروری ہے: **وان تعذر الایماء براسه وكثرت الفوائت بان زادت علىٰ يوم وليلة سقط القضاء عنه وان كان يفهم فی ظاهر الرواية وعليه الفتوىٰ درمختار قال الشامی فلومات ولم يقدر علىٰ الصلوٰة لم يلزمه القضاء حتى لا يلزمه الايصاء بها. شامی[1] ص: ۳۱۰، ج: ۱.**

(۲) ایسی حالت میں روزہ کی قضاء بھی ضروری نہیں لہٰذا فدیہ بھی ضروری نہیں: **لا قضاء للصوم علىٰ المريض والمسافر اذا ماتا قبل الصحة او الاقامة بحر[2] ج: ۲، ص: ۲۸۳**، ایک روزہ کا فدیہ نصف صاع گیہوں ہے، فطرہ کی طرح اسی طرح ہر نماز کا فدیہ نصف صاع ہے، اور وتر مستقل نماز کے حکم میں ہے: **يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من**

---

[1] شامی کراچی ص: ۹۹، ج: ۲، مطبوعه نعمانيه ص ۵۱۰/۱، باب صلاة المريض، زيلعی ص ۲۰۱، باب صلاة المريض، مطبوعه امداديه ملتان، هنديه كوئٹه ص۱۳۷/۱، باب الرابع عشر فی صلاة المريض،

[2] بحر ص: ۲۸۳، ج: ۲، فصل فی العوارض كتاب الصوم. مطبوعه كوئٹه، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۳۵۵، فصل فی اسقاط الصلاة والصوم، عالمگيری ص۲۰۷/۱، الباب الخامس فی الاعذار الخ، مطبوعه كوئٹه.



بر کالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم.[1] درمختار ص: ۷۶۲، ج: ۱.

(۳) ایک نماز کا فدیہ ایک ہی کو دیا جائے کئی کو نہ دیا جائے: ولو ادى الفقير اقل من نصف صاع لم يجز[2] درمختار ج: ۱، ص: ۷۶۸، البتہ کئی نمازوں کا فدیہ ایک کو دینا جائز ہے: ولو اعطاه الكل جاز[3] اسی طرح کئی روزوں کا فدیہ بھی ایک کو دینا جائز ہے: ويجوز اعطاء فدية صلوات ايّام ونحوها لواحد من الفقراء جملة.[4] مراقی الفلاح ص: ۲۵۵، اور ایک روزہ کا فدیہ کئی کو دینا جائز نہیں، گیہوں وغیرہ کی قیمت دینا بھی جائز ہے، بلکہ بہتر ہے: قال الشامی ج: ۱، ص: ۷۶۶، تحت قول الدر (نصف صاع من بر) اى او من دقيقه اوسويقه او صاع تمر او زبيب اوشعير او قيمته وهى افضل عندنا لاسراعها لسد حاجة الفقير.[5]

---

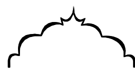
[1] الدر مع الشامی کراچی ص: ۷۲، ج: ۲، مطلب فی اسقاط الصلاة عن الميت. باب قضاء الفوائت، عالمگیری ص ۱۲۵/۱، باب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعہ کوئٹہ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۵۶، باب صلاة المريض، فصل فی اسقاط الصلوة، والصوم، مطبوعہ مصری.

[2] الدر مع الشامی کراچی ص: ۷۴، ج: ۲، شامی نعمانیہ ص: ۴۹۳، ج: ۱. باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصية بالختمات الخ، بحر کوئٹہ ص ۹۱/۲، باب قضاء الفوائت، تاتارخانیہ ص ۷۷۱/۱، کتاب الصلوة، فی قضاء الفوائت، مطبوعہ کراچی.

[3] عالمگیری ص ۱۲۵/۱، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعہ کوئٹہ، شامی کراچی ص ۷۴/۲، باب قضاء الفوائت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۳۵۷، فصل فی اسقاط الصلوة والصوم، قبيل باب قضاء الفوائت.

[4] مراقی مصری ص: ۷۲، طحطاوی مصری ص: ۳۵۷، قبيل باب قضاء الفوائت،

[5] شامی کراچی ص: ۷۲، ج: ۲، ومطبوعہ نعمانیہ ص: ۴۹۲، ج: ۱. مطلب فی اسقاط الصلاة عن الميت، باب قضاء الفوائت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۹۶، باب صدقة الفطر، مطبوعہ مصری، مجمع الانهر ص ۳۳۹/۱، باب صدقة الفطر، مطبوعہ بیروت،



(۴) غریب مسکین لوگ اس فدیہ کے مصرف ہیں، مسجد کی مرمت میں اس کو صرف کرنا جائز نہیں، کھانا پکا کر غریب طلبہ کو بطور تملیک دیدینا جائز ہے، اسی طرح کپڑے، بنا کر دینا بھی جائز ہے، بشرطیکہ طلبہ مستحق ہوں مالدار نہ ہوں، فقیروں کو دینا بھی جائز ہے[۱]۔

(۵) اگر ورثہ میت کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا چاہیں تو نصف صاع کسی فقیر کو دیدیں اور قبضہ کرادیں، اس کے بعد وہ فقیر نصف صاع بطور ہبہ اس کو دیدے اور ورثہ اس پر قبضہ کرلیں، اسی طرح لیتے دیتے رہیں، مگر قبضہ ضرور ہوتا رہے، ہر مرتبہ میں ایک نماز کا فدیہ ادا ہوتا رہے گا، جب حساب لگا کر دیکھ لیں کہ پوری نمازوں کا فدیہ ہوگیا تو وہ نصف صاع اگر فقر کو دینا تھا تب تو اسی کو دیدیں اگر کسی سے قرض لیا تھا، اس کا واپس کردیں، انشاء اللہ امید ہے کہ میت کی برأت ہوجاوے گی، اور ورثہ کا یہ معاملہ بطور احسان وتبرع ہوگا کیونکہ ان پر مفلس ہونے کی حالت میں ایسا کرنا واجب نہیں[۲]، اور صورت مسئولہ میں تو میت سب کے نزدیک بالکل بری ہے کیوں کہ نماز قضا کرنے کا اسے موقع ہی نہیں ملا۔ هٰکذا فی کتب الفقه نحو مراقی[۳] الفلاح ص: ۲۵۴، وشامی ص ۶۷۷/ ۱، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

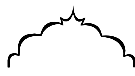
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/۷/ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرس مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/ رجب ۵۲ھ

۱؎ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا إباحة کما مر لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینه، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۲۹۱، ج: ۳، کتاب الزکوة، باب المصرف.

۲؎ ولو لم یترک ما لا یستقرض وارثه نصف صاع مثلا ویدفعه لفقیر ثم یدفعه الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم. (الدرمع الشامی کراچی ص: ۷۳، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۴۹۲، ج: ۱، مطبوعه زکریا ص ۲/۵۳۴، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات الخ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۵۷، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



نماز روزہ کے فدیہ کی ادائیگی

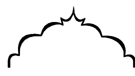
سوال:- ہندہ بحالت ضعیفی پانچ ماہ از جمادی الآخر تا نصف شوال بمرض فالج بخار بیمار رہ کر فوت ہوگئی اس عرصہ میں کسی وقت افاقہ نہیں ہوا ان ایام کی نمازیں اس کی فوت ہوئیں اور روزے بھی نہ رکھ سکی، البتہ اول الذکر دو ماہ پورے ہوش باقی رہے اور باقی عرصہ میں ہوش کی یہ حالت تھی کہ بیمار پرسی کرنے والوں کو پہچانتی تھی کہ کھانا پانی طلب کرتی اور بول و براز کے اخراج کا اس کو کچھ پتہ نہ چلتا تھا، اور جس وقت تیماردار وضو کرا کر چارپائی قبلہ رخ کر کے نماز کی کہہ کر نیت بندھواتے تو اس وقت رفع یدین کرا کے ہاتھ بندھوانے کے بعد پھر ایک دومنٹ کے بعد دعاء کے لئے ہاتھ خود بخود اٹھا لیتی تھی، گویا نسیان تھا ہوش قائم نہ تھے، بتانے پر کہ نماز پوری کر لی تو کہہ دیتی کہاں نماز پڑھتی ہوں کیا ان ایام کی نمازیں روزے اس کے ذمے ہیں یا نہیں پھر کہہ کر نماز کے فدیہ کی وصیت کرائی تھی کہ میرے بعد میری فوت شدہ نمازوں کا فدیہ دیدینا اور روزوں کے فدیہ کی کوئی وصیت نہیں کی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مذکورہ میں روزوں کی قضاء اس کے ذمہ واجب نہیں تھی، لہٰذا فدیہ بھی واجب نہیں ہوا جن نمازوں کے پڑھنے کا وقت پایا اور اس قدر حواس باقی رہے کہ اشارہ کر کے نماز پڑھ سکے اور پھر نہیں پڑھی نہ ادا نہ قضا اور ان کے متعلق وصیت کی ہے تو ورثہ کے ذمہ ایک تہائی ترکہ سے وصیت کو پورا کرنا واجب ہے حساب کر کے ہر نماز کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... كتاب الصلوة، فصل في اسقاط الصلوة والصوم، مطبوعه مصرى، منحة الخالق ص ۹۰/۲، باب قضاء الفوائت، مطبوعه كوئٹه)

۳؎ مراقى مصرى ص: ۷۱، طحطاوى مصرى ص: ۳۵۴، فصل فى اسقاط الصلاة والصوم، شامى كراچى ص: ۹۹، ج: ۲، شامى نعمانيه ص: ۵۰۱، ج: ۱. باب صلاة المريض.



غلّہ یا اس کی قیمت ادا کریں، وتر مستقل نماز ہے اگر تہائی ورثہ سے یہ وصیت پوری نہ ہوسکے، تو پھر ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر ورثہ بالغ ہوں اور وہ سب رضامند ہوں تو زیادہ میں وصیت پوری کردی جائے ورنہ نہیں نابالغ کی اجازت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور جن نمازوں کا وقت ایسی حالت میں پایا کہ اس قدر حواس باقی نہیں تھے اور بعد میں حواس اس قدر درست نہیں ہوئے کہ ان کی قضاء کرسکے تو ان کا فدیہ واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

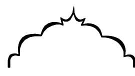
مظاہر علوم سہارن پور

اداءِ فدیہ کا طریقہ اور مصرف

سوال: -اگر فدیہ کی اجازت ہو تو کیا یہ ضروری ہے کہ ہر روزہ کا فدیہ روزانہ ہی ادا کیا جائے یا پورے ماہ کے روزوں کا فدیہ یکمشت ختم رمضان پر یا پیشگی ہی ادا کیا جاسکتا ہے، اور اگر ایسا ممکن ہو تو ختم رمضان پر پورے ماہ کے فدیہ کے لئے کس قدر غلّہ دینا ضروری ہے، آیا بازاری بھاؤ کے اعتبار سے اس کی قیمت ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں اگر قیمت ادا کی جاسکتی ہے تو آیا اس کا غرباء کو ہی تقسیم کرنا ضروری ہے، یا کسی غریب عزیز کو بھی دیا جاسکتا ہے، یا کسی مدرسہ کو بھی دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] واذا مات المريض ولم يقدر على اداء الصلاة بالايماء براسه لايلزمه الايصاء بها وكذا حكم الصوم فى شهر رمضان ولزم عليه الوصية بما قدر عليه من ادراك عدة من ايام اخروبقى بذمته فيخرج عنه وليه ثلث ماترك فيعطى لصوم كل يوم وكذا الصلاة كل وقت حتى الوتر نصف صاع من بر اوقيمته. (مراقى ملخصاً ص: ۷۱، مصرى، طحطاوى ص: ۳۵۵، مصرى، فصل فى اسقاط الصلاة والصوم، الدرالمختار مع الشامى كراچى ص ۷۲-۷۳/۲، باب قضاء الفوائت، مطلب فى اسقاط الصلوة عن الميت، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۲۵/۱، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت)



الجواب حامداً ومصلیاً

جس صورت میں فدیہ کا حکم ہے تو فدیہ یکمشت قبل رمضان اور بعد رمضان اور روزانہ جس طرح دل چاہے ادا کیا جاسکتا ہے، کوئی خاص پابندی نہیں، ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کے برابر غلّہ یا اس کی قیمت ہے جو بازار کا عام بھاؤ ہو اس سے قیمت لگالی جائے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۸ھ

فدیہ دیندار عالم کو دینا افضل ہے

فدیہ یا فطرہ کسی عالم دیندار شخص کو جو صاحبِ حاجت ہوں لیکن خرچ سے پریشان ہوں دینا انسب ہے، یا بالکل مسکین کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دیندار حاجت مند کو دینا افضل ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

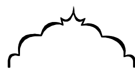
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویجوز الفطر لشیخ فان وعجوز فانیة وتلزمهما الفدیة لکل یوم نصف صاع من بر ثم ان شاء اعطی فی اول رمضان وان شاء اعطی فی اٰخر. (طحطاوی مصری ص: ۵۷۶، فصل فی العوارض، عالمگیری کوئٹہ ص۲۰۷/ ۱، الباب الخامس فی الاعذار الخ، شامی کراچی ص ۴۲۴/۲، فصل فی العوارض المبیحة)

تنبیه: غریب عزیز اور غریب طالب علم کو بھی فدیہ دینا درست ہے بلکہ افضل ہے۔(عالم گیری ص: ۱۸۷، ج:۱)

[2] التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاهل. (عالمگیری ص:۱۸۷، ج: ۱، فصل فی المصارف، شامی نعمانیه ص: ۶۹، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۳۵۴، ج: ۲، باب المصرف، طحطاوی علی المراقی ص ۵۹۴، باب المصرف، مطبوعه مصری)



فدیہ کتنے مال سے دیا جائے

سوال:- فدیہ متروکہ مال کی کس مقدار سے دیا جائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک تہائی ترکہ سے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

اگر قلت مال سے فدیہ پورا نہ ہو سکے تو

سوال:- اگر مقدار سے ادا نہ ہو سکے تو پھر کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

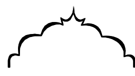
اس سے زائد ورثاء کے ذمہ واجب نہیں اگر بالغ ورثاء اپنا اپنا کل حصۂ میراث فدیہ میں دیدیں تو تبرع ہوگا نابالغ کا نہ دیا جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] وفدى لزوما عنه عن الميت وليه كالفطرة قدرا بعد قدرته عليه وفوته اى فوت القضاء بالموت بوصيته من الثلث اى ثلث ماله بعد تجهيزه وايفاء ديون العباد. (الدر المختار على الشامى كراچى ۲/۴۲۴، فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم. زكريا ص ۳/۴۰۶. مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۳۵۵، باب صلاة المريض، فصل فى اسقاط الصلاة والصوم، البحر الرائق كوئٹه ص ۲/۹۱، باب قضاء الفوائت، قبيل باب سجود السهو)

[2] فيخرج عنه وليه من ثلث ماترك الموصى وان لم يوص لا يلزم الوارث الاخراج، فان تبرع جاز. (مراقى الفلاح على الطحطاوى ص: ۳۵۵، مطبوعه مصرى، فصل فى اسقاط الصلاة والصوم، عالمگيرى ص ۱/۱۲۵، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت، مطبوعه كوئٹه، شامى كراچى ص ۲/۷۳، باب قضاء الفوائت، مطلب فى اسقاط الصلوة عن الميت)



فدیۂ صیام شروع رمضان میں دے یا اخیر رمضان میں؟

سوال:- آیا فدیہ رمضان شریف شروع ہوتے ہی ادا کرنا ضروری ہے یا رمضان کے کچھ دن گذرنے پر بھی دے سکتے ہیں، نیت پہلے سے کرلی جائے کہ دوں گا، میرے گھر میں والد اور والدہ دونوں بے حد کمزور اور بیمار ہیں، صحت وقوت بہت کم ہے اور نہ اس کے عود کرنے کی کوئی امید ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شیخ فانی کو فدیہ دینا شروع رمضان میں بھی درست ہے اخیر میں بھی[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

مرض وفات کے روزوں کا فدیہ لازم نہیں

سوال:- مرض الوفات کے روزہ کا فدیہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرض الوفات کے روزوں کا فدیہ واجب نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ان شاء اعطی فی اول رمضان وان شاء اعطی فی اخره. (طحطاوی مصری ص: ۵۲۶، فصل فی العوارض، شامی کراچی ص۲/۴۲۷، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، بحر کوئٹه ص۲/۲۸۷، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

[۲] فان ماتوا فیه ای فی ذلک العذر فلا تجب علیهم الوصیة .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



پہلے کا کھلایا ہوا کفارہ میں محسوب نہیں

سوال:- زید ایک غریب کو ایک سال سے کھانا کھلا رہا ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر زید نے رمضان میں روزے کی حالت میں ایسے فعل کئے جس سے قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوتا ہے مثلاً قصداً کھانا کھایا یا جماع کرلیا تو کیا اگر زید یہ نیت کرے کہ جو میں نے غریب کو کھلایا ہے اس میں دو مہینہ کفارہ کا ہے تو اس کی نیت درست ہوگی یا دوبارہ پھر کھلانا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلّیاً!

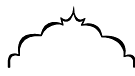
پہلے کا کھلایا ہوا اب کفارہ میں محسوب نہیں ہوگا جیسے حنث سے پہلے کفارہ یمین کا ادا کرنا معتبر نہیں۔ افسادِ صوم کے بعد کفارہ کا ادا کرنا ضروری ہے نیز نیت متاخرہ عملِ مقدم میں کافی نہیں اسکے ذریعہ سے واجب ادا نہیں ہوتا لا عبرة بنية متاخرة اهـ (درمختار[1]) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۱/۹۱ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............بالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام أخر. (درمختار على الشامى كراچى ص: ۴۳۴، ج: ۲، كتاب الصوم فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم. ومطبوعه زكريا ص: ۴۰۶، ج: ۳، بحر ص ۲/۲۸۳، كتاب الصوم، فصل في العوارض، مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيرى كوئٹه ص ۱/۲۰۷، كتاب الصوم، الباب الخامس فى الاعذار الخ، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] الدرالمختار على الشامى زكريا ص: ۲/۹۴، كتاب الصلاة، مطلب فى حضور القلب والخشوع.



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب پنجم

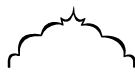
﴿وہ مجبوریاں جن سے افطار جائز ہوجاتا ہے﴾

مریض کے لئے افطار کی رخصت

سوال:- اگر کوئی شخص اختلاطی دورہ میں مبتلا ہو کیفیت ان کی یہ ہو کہ بغیر دوا کے صحت نہ ہوتی ہو اور نماز میں کبھی اس کی کیفیت یہ ہو کہ چار کی جگہ پانچ اور دو سجدوں کی جگہ تین سجدے یا چار سجدے کرتا ہو اور رمضان کے روزے میں حالت اس کی غیر ہوتی ہو حتی کہ ہوش حواس بھی مختل ہوجاتے ہیں اندریں صورت اس کو رمضان کے روزوں کے متعلق کیا کرنا چاہیئے، روزے رکھنے کی طاقت بالکل نہیں ہے اور روزوں کی ادائیگی کی کیا شکل ہونا چاہیئے، نیز کفارہ کی کیا تفصیل ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص میں بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اگر روزہ رکھے تو مرض کے زیادہ ہونے کا خوف ہے، تو اس کے لئے شرعاً اجازت ہے کہ رمضان شریف میں روزہ نہ رکھے بلکہ صحت یاب ہو کر قضاء کرے اگر حالت مرض ہی میں مرگیا صحت یاب نہیں ہوا، تو اس



پر قضاء، فدیہ کچھ واجب نہیں اگر صحت یاب ہوکر روزوں کی قضاء نہیں کی اور مر گیا تو مرتے وقت اس پر وصیت واجب ہے، ورنہ اس کی طرف سے ایک ثلث ترکہ میں سے اس کے روزوں کا فدیہ دیں، ہر روزہ کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار غلّہ یا اس کی قیمت کسی مسکین، غریب کو دیں، یا پیٹ بھر کھانا کھلا دیں، اگر وصیت نہیں کی تو ورثہ کے ذمہ کچھ واجب نہیں، اور جو شخص اس قدر بوڑھا ہوگیا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں اور یہ بھی توقع نہیں کہ آئندہ اس میں اس قدر طاقت آئیگی بلکہ روز بروز حالت کمزور ہی ہورہی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ موت کا وقت قریب آگیا تو ایسے شخص کے لئے شرعاً حکم ہے کہ وہ اپنی زندگی ہی میں روزوں کا فدیہ دیدے اس کی ضرورت نہیں کہ مرتے وقت وصیت کرے اور بعد میں اس کے ورثہ فدیہ دیں، اگر اس نے اپنی زندگی میں فدیہ نہ دیا اور وصیت کی تو طریقۂ مذکورہ کے مطابق فدیہ دیدیا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

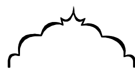
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[1] لمسافرٍ او مريض خاف الزيادة الفطر وقضوا ما قدروا بلا فدية وولاء فان ماتوا فيه اى فى ذلك العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية وفدى عنه وليه كالفطرة قدرا بعد قدرته عليه وفوته بوصية من الثلث وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى. (الدر المختار مع الشامى ملخصاً كراچى ص: ۴۲۱، ج: ۲، فصل فى العوارض، شامى نعمانيه ص: ۱۱۷، ج: ۲، ومطبوعه زكريا ص ۴۰۳/ تا ۳/۳۱۰، مجمع الانهر ملخصاً ص ۳۶۲، تا ۱/۳۶۹، فصل يباح الفطر لمريض الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، كنز على هامش البحر ص ۲۸۱، تا۲۸۶/۲، فصل فى العوارض، مطبوعه كراچى)



مسافر کو فرض روزہ توڑنے کی اجازت

سوال:- زید نے فرض روزے کی نیت کی اور دن کا کچھ حصہ گذرا تھا کہ وہ اتفاقیہ سفر پر روانہ ہوگیا، سفر کافی طویل ہے، کیا زید اس روزے کو توڑ سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مشقت ہے پورا کرنا دشوار ہے تو اس کو توڑ سکتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

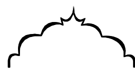
اگر بکریاں چرانے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو کیا کرے؟

سوال:- چوں کہ بکریاں چرانا بہت مشکل کام ہے ایک شخص کی عمر ۴۵/سال ہے اس کام میں دوڑ دھوپ زیادہ کرنا پڑتی ہے کیا وہ بکریاں چرانے میں رمضان المبارک کے روزے فوت کرسکتا ہے۔

---

[1] (وللمسافر) الذی انشأ السفر قبل طلوع الفجر اذ لا یباح له الفطر بانشائه بعد ما اصبح صائما بخلاف ما لوحل به مرض بعده فله (الفطر) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۵۶۵، فصل فی العوارض. مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۲، فصل یباح الفطر لمریض الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه ص ۲/۳۸۳، کتاب الصوم، الفصل السابع فی الاسباب المبیحة للفطر، مطبوعه کراچی.

وجاز الفطر لمن حصل له عطش شدیدا وجوع مفرط یخاف منه الهلاک، مراقی مع الطحطاوی ص:۵۶۴، فصل فی العوارض. کتاب الصوم، مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص ۱/۳۶۶، فصل یباح الفطر الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه ص ۲/۳۸۷، الفصل السابع، مطبوعه کراچی.



C:\f.m.Fainal\Jild-15\wo majboriyan jin se aitar jaez

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر روزہ برداشت نہیں کرسکتا تو جن ایام میں برداشت کرسکے ان ایامِ غیر رمضان میں قضاء رکھے[۱]، برداشت نہ کرسکنے کا مطلب یہ ہے کہ بھوک پیاس کی وجہ سے ہلاک ہونے یا بدحواس ہوجانے کا ظن غالب ہو[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۱۸/۸۹ھ

جواب صحیح ہے، لیکن جب بکریاں چرانا ہی اس کا ذریعۂ معاش ہے، تو ایسا انتظام کرنا بھی ضروری ہے کہ ٹھنڈے وقتوں میں بکریاں چرا کر بقیہ دن سکون سے رہ کر روزے پورے کر لیا کرے[۳]۔

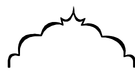
بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲/۱۹/۸۹ھ

---

[۱] ولو ضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعشية فله ان يفطر، اقول هذا اذا لم يدرک عدة من ايام أخر يمكنه الصوم فيها، اما اذا امكنه يجب القضاء، منحة الخالق على البحر الرائق ص ۲/۲۸۱، فصل فی العوارض، مطبوعه سعيد کراچی، حاشية الشلبی علی شرح الكنز للزيلعی ص ۱/۳۳۷، فصل فی العوارض، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] وجاز الفطر لمن حصل له عطش شديد أوجوع مفرط يخاف منه الهلاک او نقصان العقل أو ذهاب الحواس وكان ذلک لا تعاب نفسه. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص: ۵۶۴، فصل فی العوارض. كتاب الصوم. مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص ۱/۳۶۶، فصل يباح الفطر الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص ۲/۳۵۰، كتاب الصوم، فصل فی العوارض، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۳] سألت اباحامد: عن خباز يخبز فی شهر رمضان والضعف فی آخر النهار هل يجوز له ان يعمل هذا العمل؟ فقال لا يجوز له بان يعمل مايوصله الی هذا النوع من الضعف ولكن يخبز نصف النهار ويستريح فی النصف الباقی الخ، تاتارخانيه ص ۲/۳۸۵، كتاب الصوم، الفصل السابع، فی الاسباب المبيحة الخ.



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ششم

نفلی روزے

تنہا جمعہ کا روزہ

سوال: - یہ جو مشہور ہے کہ صرف جمعہ کے روز نفل روزہ نہ رکھا جائے، بلکہ اس سے پہلے یا بعد کا دن ملا لیا جائے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں بعض روایات میں صرف جمعہ کا نفلی روزہ رکھنے سے ممانعت آئی ہے، اس لئے اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد میں ملا لینا چاہئے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

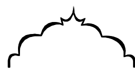
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/صفر ۶۸ھ

---

[۱] عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصوم احدكم يوم الجمعة الا ان يصوم قبله او يصوم بعده متفق عليه. (مشكوٰة شريف ص: ۱۷۹، باب صيام التطوع، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، بخارى شريف ص ۲۶۶/۱، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، مطبوعه اشرفى ديوبند، مسلم شريف ص ۳۶۰/۱، كتاب الصيام، باب كراهية افراد يوم الجمعة بصوم، مطبوعه رشيديه دهلى) (ترجمہ اگلے صفحہ پر)



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

صومِ عاشورہ

سوال:-عاشورہ کا ایک روزہ مکروہ ہے، لیکن مکروہ ہونے کے ساتھ ثواب بھی ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عاشورہ کے فقط ایک روزہ پر کفایت کرنا مکروہ ہے[۱]، لیکن ثواب اس کا بھی ملے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۲/۷/۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۷/۹ھ

صوم عاشورہ منفرداً مکروہ ہے

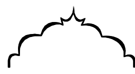
سوال:-محرم کے دوروزے جو کہ مسنون ہیں بجائے دو کے اگر ایک ہی رکھے تو کیا ناجائز ہے یا جائز۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ تنزیہی ہے: واما القسم السادس و هو المكروه فهو قسمان مكروهاً

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**:-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر اس سے قبل یا بعد بھی روزہ رکھے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] والمكروه تحريما كالعيدين وتنزيها كالعاشوراء وحده (درمختار على الشامي كراچی ص ۲/۳۷۵، اول كتاب الصوم، عالمگيری كوئٹه ص ۱/۲۰۲، كتاب الصوم، قبيل الباب الرابع فيما يفسد وفيما لا يفسد، سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۱/۳۴۳، كتاب الصوم، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

تنزیهاً ومکروهاً تحریماً الا والذی کره تنزیهاً کصوم یوم عاشوراء منفرداً عن التاسع اوعن الحادی عشر اهـ. مراقی الفلاح[۱] ص: ۳۵۱. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذی الحجہ کے روزے اور قربانی سے کھانے کی ابتداء

سوال:- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا ایک روزہ ہے یا دو رکھنے چاہئے اور دس تاریخ کو کیا یہ ضروری ہے، کہ روزہ قربانی کے گوشت سے کھولا جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب حامداً ومصلیاً

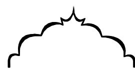
یکم ذی الحجہ سے ۹/ذی الحجہ تک روزے رکھنا بہت ثواب ہے[۲]، اور نویں ذالحجہ کا ان روزوں میں سب سے زیادہ درجہ ہے[۳]۔ مستحب یہ ہے کہ ذی الحجہ کو اپنی قربانی سے ابتداء کرے

---

[۱] **مراقی الفلاح مصری، ص: ۱۰۱، کتاب الصوم، طحطاوی مصری ص: ۵۲۸، کتاب الصوم، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۰۲/۱، کتاب الصوم، قبیل الفصل الرابع فیما یفسد الخ، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۳۷۵/۲، کتاب الصوم.**

[۲] **فی حدیث ابی هریرة مرفوعاً ما من ایام احب الی اللّٰه ان یتعبد له فیها من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنة. (ترمذی شریف ص: ۱۵۸، ج: ۱، ابواب الصوم، باب ماجاء فی صیام العشر، مطبوعه اشرفی دیوبند، ابن ماجه ص ۱۲۴، کتاب الصوم، باب صیام العشر، مطبوعه اشرفی دیوبند، مشکوة شریف ص ۱۲۸، باب فی الاضحیة، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)** **ترجمہ:-** اللہ کے نزدیک کوئی دن جس میں اس کی عبادت کی جائے دس ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزہ کے برابر ہے۔

[۳] **فی حدیث ابی قتادةؓ مرفوعاً صیام یوم عرفة انی احتسب علی اللّٰه ان یکفرا لسنة التی بعدهٗ والسنة التی قبله. (ترمذی شریف ص۱۵۷/۱، باب ماجاء فی فضل صوم یوم عرفة، طبع اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۳۶۷/۱، کتاب الصوم، باب استیجاب صیام ثلاثة ایام من شهرا الخ، مشکوة شریف ص ۱۷۹، باب صیام التطوع، الفصل الاول، طبع یاسر ندیم دیوبند)**



اس سے پہلے نہ کھائے، لیکن اس سے پہلے کھانا بھی مکروہ یا ناجائز نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۴/ ذی الحجہ

فضائل میں ضعیف روایت پر عمل برائے صوم وشب برأت

سوال:- ہمارے یہاں گذشتہ سال پندرہویں شعبان کا روزہ نہیں رکھا گیا اور کہا گیا کہ یہ روزہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے، علاوہ ازیں اس روزہ کو بدعت قرار دیتے ہیں کیا فضائل میں ضعیف حدیثوں کا اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها فان اللّٰہ تعالٰی ینزل فیها بغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول اللّٰہ لامن مستغفر فاغفرله الا من مستر زق فارزقه الا من مبتلٰی فاعانیه الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر رواہ ابن ماجه. (مشکٰوۃ شریف[2] ص:۱۱۵)

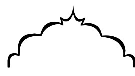
ابن[3] ماجہ میں یہ روایت ص:۱۰۰ پر ہے: **ویجوز عند اهل الحدیث وغیرهم**

---

[1] ویندب تاخیر اکله عنها وان لم یضح فی الاصح ولو اکل لم یکره، (الدر مع الشامی کراچی ص:۱۷۶، ج:۲، باب العیدین، مطلب لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراهیة، البحر الرائق کوئٹہ ص:۱۶۳، ج:۲. باب العیدین، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۴۳۹، باب العیدین)

[2] مشکٰوۃ ص:۱۱۵. باب قیام شهر رمضان، الفصل الثالث، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[3] ابن ماجه ص ۹۹، باب ماجاء فی قیام شهر رمضان، ماجاء من لیلة النصف من شعبان، مطبوعه اشرفی دیوبند.



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

التساهل فی الاسانید وروایة ما سوی من الضعیف والعمل به من غیر بیان ضعفه فی غیر صفات الله تعالیٰ والاحکام کالحلال والحرام وغیرهما وذاک کالقصص وفضائل الاعمال والمواعظ وغیرهما مما لا تعلق له بالعقائد والاحکام اهـ (تدریب[1] الراوی ص: ۱۹۲) پس اس روزہ کو بدعت کہنا درست نہیں، جب کہ اس کے متعلق حدیث شریف موجود ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۵؍۲؍۹۲ھ

چند مخصوص تاریخوں کا روزہ

سوال:-لوگوں میں مشہور ہے کہ سال بھر میں پانچ روزے ایسے ہیں جن کے رکھنے کا ثواب ایک ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے (۱) ۲۷؍رجب کو (۲) ۲۵؍ذی قعدہ کو (۳) ۱۸؍ذی الحج کو (۴) ۲۲؍محرم کو (۵) ۱۲؍ربیع الاول کو، براہ کرم اگر ان روزوں کا ثبوت ہو تب بھی نہ ہو جب بھی نظام میں شائع فرمادیں، کیونکہ اس مسئلہ میں ابوتراب کاکوریؒ کی ایک کتاب دیکھنے میں آئی ہے انہوں نے بغیر حوالہ کے لکھا ہے جس سے تشویش ہوتی ہے۔

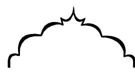
الجواب حامداً ومصلیاً

۲۷؍رجب، ۲۵؍ذی قعدہ، ۱۸؍ذی الحجہ، ۲۲؍محرم، ۱۲؍ربیع الاول ان پانچ دن کے روزوں کے متعلق کوئی صحیح حدیث کتب حدیث میں مذکور نہیں، نہ فقہاء نے ان ایام میں روزہ رکھنے کی فضیلت بیان کی ہے، عوام میں ۲۷؍رجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے، مگر

---

[1] تدریب الراوی کراچی ص ۲۵۲.

[2] ابن ماجه ص: ۱۰۰. باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان. مطبوعه اشرفی دیوبند.



وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے، **ماثبت بالسنۃ**[1] وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

صیام دوام

سوال:- ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے جائز ہے یا نہیں، اور اس کو ہمیشہ رکھنے کا ثواب ہوگا یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

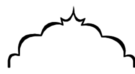
ہمیشہ روزہ رکھنا اس طرح کہ ایام منہیہ میں بھی روزہ رکھے تو یہ روزہ رکھے تو یہ مکروہ تحریمی ہے[2]۔ اگر ایام منہیہ میں روزہ نہ رکھے اور تمام سال روزہ رکھے تو اس میں اختلاف ہے، بعض نے اس کو مکروہ کہا ہے کیونکہ یہ عادت ہو جاتی ہے عبادت نہیں رہتی، یا اس سے ضعف زیادہ ہو جاتا ہے[3]۔ **کما مر فی مراقی الفلاح ص: ۳۷۴**. بعض نے کہا ہے کہ اس میں

---

[1] ثم اعلم انا لم نجد فی کتب الحدیث لا اثباتا ولا نفیا مااشتهر من تخصیص الخامس والعشرین من رجب بالتعظیم والصوم والصلوة وتسمیته صوم الاستفتاح وتسمیته بمریم روزه الخ، ماثبت بالسنة ص۷۷،

[2] الذی کره تحریماً صوم العیدین الفطر والنحر للاعراض عن ضیافة الله ومخالفة الامر ومنه صوم ایام التشریق لورود النهی عن صیامها. (مراقی مصری ص: ۱۰۱، طحطاوی مصری ص: ۵۲۸، کتاب الصوم، البحر الرائق کوئٹه ص۲/۲۵۷، کتاب الصوم، مجمع الانهر ص۱/۳۴۳، کتاب الصوم، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

[3] وکره صوم الدهر لانه یضعفه اویصیر طبعاً له ومعنی العبادة علی مخالفة العادة. (مراقی مصری ص۱۰۲، طحطاوی مصری ص ۵۲۹، کتاب الصوم، بدائع الصنائع زکریا ص۲/۲۱۷، کتاب الصوم، صوم الوصال، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۳۳۷، ۳/۳۳۸، کتاب الصوم)



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

کچھ حرج نہیں اور یہی مختار ہے لہٰذا ثواب ہوگا (کذا فی الهندية[1] ج: ۱، ص: ۱۹۹) صوم داؤد علیہ السلام افضل ہے وہ یہ کہ ایک دن روزہ رکھے دوسرے دن افطار کرے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۰/۱/۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۳/محرم ۵۴ھ

صوم یوم الشک

سوال:- امسال رمضان میں جن لوگوں نے رمضان شریف کا روزہ رکھا تھا یعنی ان کے زعم میں ۳۰/شعبان کو یکم رمضان ہوچکی تھی، لہٰذا اس حساب سے ان کے ۳۰/ یوم کے روزے پورے ہوگئے، یا کہ نہیں اگر نہیں تو کیا ان کو بھی ایک روزہ مثل ان لوگوں کے جنہوں نے اس روز روزہ نہیں رکھا تھا، بعد میں بموجب فتویٰ دہلی رکھنا پڑے گا، یا نہیں؟

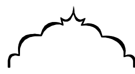
الجواب حامداً ومصلیاً

بلا چاند دیکھے محض شک کی بنیاد پر تیس شعبان کو یکم رمضان سمجھ کر روزہ رکھنا مکروہ ہے،

---

[1] ویکره صوم الوصال وهو ان يصوم السنة كلها ولا يفطر في الايام المنهى عنها واذا افطر في الايام المنهية المختار انه لا بأس به كذا في الخلاصة. (عالمگیری کوئٹه ص: ۲۰۱، ج: ۱، ما يكره للصائم، شامی زکریا ص۳/۳۳۷، کتاب الصوم، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۳۸۹، الفصل الثامن في بيان الاوقات التي يكره فيها الصوم)

[2] عن عبد الله بن عمر يقول قال رسول الله ﷺ احب الصيام الى الله صيام داؤد فانه كان يصوم يوما ويفطر يوما، (ابن ماجه شريف ص۱۲۳، کتاب الصوم، باب ماجاء في صيام داؤد عليه السلام، مطبوعه اشرفی دیوبند) والافضل ان يصوم يوما ويفطر يوما (الهندیه کوئٹه ص ۱/۲۰۱، کتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم ومالا يكره، البحرالرائق کوئٹه ص۲/۲۵۷، اول کتاب الصوم)



تاہم جن لوگوں نے ایسا کیا انکے روزے مکروہ ہوگئے اب ان کے ذمہ ایک روزہ کی قضاء لازم نہیں: **وکره فيه اى فى يوم الشک کل صوم الاصوم نفل جزم به بلا ترديد بينه وبين صوم اٰخر فانه لا يكره وان ظهر انه من رمضان اجزأ عنه اى عن رمضان ماصامه باى نية كانت الخ مراقی[1] الفلاح مختصراً ص:۳۷۷.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

یوم الشک میں روزہ

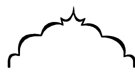
سوال:- ۲۹/شعبان کو مطلع صاف تھا بالکل اور چاند نظر نہیں آیا، ۳۰/شعبان کو زید نے اس نیت سے روزہ رکھا کہ اگر شہادت کی بنا پر روزہ ہوگیا تو فرض ورنہ نفل بکر نے ۳۰/ شعبان کو بلا تردد نفل روزہ رکھا کچھ روز بعد شرعی شہادت سے ۳۰/شعبان کو یکم رمضان ہے، سوال یہ ہے کہ زید بکر کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رمضان شریف کا روزہ دونوں سے ادا ہوگیا، بکر کا بلا کراہت اور زید کے روزہ میں اس تردد کی وجہ سے کچھ کراہت آگئی تاہم قضاء کسی کے ذمہ نہیں: **وان ظهر انه من رمضان اجزاء عنه اى عن رمضان ماصامه باى نية كانت الى قوله واما كراهية النفل مع التردد فلانه ناوٍ للفرض من وجه وهو ان يقول ان كان عدا من رمضان فعنه والا**

---

[1] **مراقی ص:۱۰۳، طحطاوی مصری ص:۵۳۴. فصل فيما يثبت به الهلال، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۳۴۶، کتاب الصوم، مبحث فی صوم يوم الشک، هدايه مع فتح القدير ص ۲/۳۱۴، کتاب الصوم، فصل فی رویة الهلال، مطبوعه دارالفکر بیروت.**



فتطوع الخ. (مراقی الفلاح[۱] ص:۳۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۹/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہٰذا

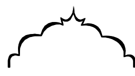
صحیح: عبد اللطیف

کیا یوم الشک کا روزہ مکروہ ہے

سوال:- شعبان کے چاند کا پتہ نہ چلا کہ ۲۹/ کا ہوا یا ۳۰/ کا بوجہ ابر غلیظ ہونے کے، اس وجہ سے شہادت دو ہوئی، بعض نے پیر کو ۲۹/ کا چاند شمار کر کے کیا اور بعض نے منگل کو ۳۰/ شمار کیا، اور ابر کی وجہ سے، رمضان میں بھی اختلاف ہوا جس کے اعتبار سے پیر کی شبِ برأت ہوئی، ان کے اعتبار سے بدھ کی ۳۰/ ہوئی اور منگل والوں کے لئے جمعرات کی ۳۰/ ہوئی ایک عالم کے پاس گئے جمعرات کے روزہ کے واسطے دریافت کرنے کے لئے، انہوں نے کہا میں بدھ کو روزہ رکھوں گا، تم کو اختیار ہے چاہے روزہ رکھو یا نہ رکھو، اور میں بحیثیت مفتی ہونے کے یوم شک میں روزہ رکھوں گا، اب اس شخص کو اطمینان نہ ہوا اور دوسرے عالم کے پاس گیا کہ کوئی اطمینان بخش جواب دیں، انہوں نے شعبان کا چاند بوجہ عدمِ رویت پورے ۳۰/ دن تو رجب کا شمار کر کے شعبان کے ایام شمار کئے گئے تو بدھ کی ۲۹/ اور جمعرات کی ۳۰/ ہوئی اور شعبان کی رویت کا ۲۹/ یا ۳۰/ کا ثبوت نہیں ملا اور نہ باہر سے شعبان کے چاند کی رویت کی خبر ملی۔ اس وجہ سے شعبان ۳۰/ دن شمار کئے اب اس حساب سے بدھ کی ۲۹/ ہوتی ہے۔ اس عالم نے

---

[۱] مراقی الفلاح ص: ۱۰۳، مطبوعہ مصری، طحطاوی مصری ص: ۵۳۴. فصل فیما یثبت بہ الھلال، مجمع الانہر ص ۳۴۷/۱، کتاب الصوم، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۶۵/۲، کتاب الصوم.



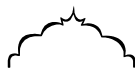
جمعرات کو یوم الشک قرار دے کر اور اس چاند کو پورے ۳۰؍دن کا کرنے کا حکم دیا چونکہ چاند کا کوئی ثبوت نہیں ملا بوجہ ابر کے۔ **لہذا** اس وجہ سے عالم نے جمعرات کے روزہ کو منع کر دیا اور اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا۔ اس نے عالم سے دلیل مانگی تو اس نے یہ عبارت پڑھی: **وینبغی للناس ان یلتمسوا الهلال فی یوم التاسع والعشرین من شعبان فان غم علیکم الهلال اکملوا عدة شعبان ثلاثین یوما ثم صاموا ولا یصام یوم الشک لقوله علیه السلام من صام یوم الشک فقد عصی ابا القاسم فان غم لیلة الشک لا یصام لا تصوموا قیل رمضان صوموا لرویته وافطر والرؤیته فان حال بینکم وبینه سحاب فاکملوا العدة ثلاثین ولا استصالوا عدة الشهر استقبالا.**

لهــذا ان دلائل کی وجہ سے عالم نے رمضان کا روزہ جمعرات کے دن مکروہ تحریمی قرار دیا اور حکم دیا کہ لوگوں سے منادی کرائی جائے کہ جمعرات کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، اور روزہ نہیں رکھا جائیگا، اب عالم نمبر:۱؍ عالم نمبر:۲؍ کے اختلاف کی بناء پر بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا اور بعض نے روزہ رکھ کر دن میں توڑ دیا۔ عالم دوم کے کہنے پر عالم اول کا کہنا ہے کہ گناہ ہوا اور اس کی کوئی حد نہیں ہوسکتی۔ عالم دوم نے کہا نہ قضاء ہے نہ کفارہ وہ دن ہی رمضان کا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

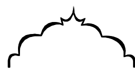
۲۹؍تاریخ کو ابر وغیرہ کی وجہ سے جب چاند نظر نہ آئے نہ شرعی شہادت حاصل ہو تو مہینہ ۳۰؍کا شمار کرنا چاہئے، محض احتمال کی وجہ سے اگلا روز آئندہ ماہ کی یکم قرار دینا درست نہیں۔ یہ حکم رجب، شعبان، رمضان وغیرہ ہر ماہ کے لئے عام ہے عالم اول نے صورت مسئولہ میں جو مفتی ہونے کی حیثیت سے یوم الشک میں روزہ رکھا ہے درست ہے۔

اور یہ حکم شریعت کا ہے۔ لیکن یہ روزہ رمضان کا نہیں بلکہ خالص نفلی روزہ ہے عالم اول



سے دو قسم کی کوتاہی ہوئی ہے۔ اول یہ کہ انہوں نے عوام کو بتایا نہیں کہ یہ نفلی روزہ ہے جس سے عوام سمجھے کہ یہ رمضان کا روزہ ہے کہ انہوں نے یوم الشک میں عوام کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار دیا حالانکہ عوام کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ عوام کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ زوال تک انتظار کرلیں کہ ممکن ہے کہ کہیں سے شہادت آجائے۔ پھر اگر زوال تک شہادت نہ آئے تو اس وقت کھائیں پئیں۔ نیز عالم اول کو اپنے روزہ کا اولا اخفاء کرنا چاہئے تھا۔ اگر اظہار کی ضرورت پر اظہار کرتے تو رمضان ہونے کا شبہ نہ ہوتا۔

عالم دوم نے یوم الشک کے روزہ کو مکروہ تحریمی فرمایا یہ صحیح ہے۔ مگر دو قسم کی کوتاہی ان سے بھی ہوئی ہے۔ اول یہ کہ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کیسا روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ عالم اول نے جو روزہ رکھا ہے وہ بھی مکروہ تحریمی ہے، حالانکہ جمعرات کو زوال کے وقت تک انتظار کا حکم دینا چاہئے تھا۔ اگر شہادت نہ آتی تب کھانے پینے کا حکم دیتے۔ نیز عالم دوم نے یہ بھی تفصیل نہیں کی کہ مفتی کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی نہیں۔ کیوں کہ وہ خالص نفلی روزہ رکھتا ہے، اور عوام کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ وہ اس کو رمضان کا روزہ سمجھ کر رکھتے ہیں۔ جب کہ ثبوت رمضان کا نہیں ہوا۔ اور لوگوں نے روزہ توڑ دیا خواہ خود توڑ دیا یا عالم دوم کے کہنے پر توڑا تو عالم اول نے ان کے ذمہ قضاء وکفارہ کا لزوم کس دلیل سے کیا ان سے مطالبہ کیا جائے: **وکره فيه اي يوم الشک كل صوم من فرض وواجب وصوم ردد فيه بين نفل وواجب الاصوم نفل جزم به بلا ترديد بينهٗ وبين صوم اٰخر فانهٗ لا يكره لحديث السرار اذا كان علٰى وجه لا يعلم العوام ذٰلک ليعتادوا صومه وان ظهر انه من رمضان اجزأ عنه اى عن رمضان مَا صَامه باى نية كانت وهو مَا اذا ظهر انهٗ من رمضان فانه يجزى عنه فكانهٗ لم يشرع ملتزمًا بل مسقطاً من الوجه فلا قضاء عليه لو افسده والمختار ان يأمر المفتي**



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

العامة باظهار النداء بالتلوم ای بالانتظار بلانية صوم فی ابتداء يوم الشک ثم يأمر العامة بالافطار اذا ذهب وقت انشاء النية ولم يتبين الحال ويصوم فيه نفلاً المفتی والقاضی اھ[1] مراقی الفلاح وطحطاوی مختصراً ص:۳۵۵، ولا يصام يوم الشک الا نفلاً و يكره غيره ولو جزم ان يكون عن رمضان كره تحريمًا والتنفل فيه احب ان وافق صومًا يعتاده والا يصومه الخواص ويفطرغيرهم بعد الزوال به يفتی اھ[2] درمختار ص:۱۳۴، ج:۲.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۹/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۸/رمضان ۶۲ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۸/رمضان ۶۲ھ

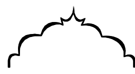
یوم عرفہ ونحر میں شک

سوال: - اوائل ذی الحجہ میں مختلف جگہوں سے ۲۹/ کے چاند کی خبر معلوم ہوئی لیکن شرعی ثبوت نہ ہوا، پس اس صورت میں ۹/ذی الحجہ جس کے متعلق یوم عرفہ ویوم نحر ہونے کا شک ہے نفلی روزہ رکھنا کیسا ہے، زید کہتا ہے کہ جائز وافضل ہے: لما فی الفیض وغیرہ لو وقع الشک فی ان اليوم عرفة او يوم النحر فالافضل فيه الصوم. (شامی ص۸۷، ج۲)

---

[1] مراقی الفلاح مصری ص۱۰۳، طحطاوی مصری ص۵۳۴،۵۳۶، فصل فیما یثبت به الهلال.

[2] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص:۳۸۱، ج:۲، شامی نعمانیه ص:۸۷، ج:۲، مبحث فی صوم یوم الشک. فتح القدیر ص۳۱۴، ۳۱۹/۲، فصل فی رویة الهلال، مطبوعه دارالفکر بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۲۶۴، ۲۶۵/۲، کتاب الصوم.



اور عمر کہتا ہے کہ مکروہ ہے: لما فی مجالس الابرار ما تردد بین البدعة والسنة یترکه لان ترک البدعة لازم واداء السنة غیر لازم (۱۲۹ مجلس ثامن عشر) اوکان فی شیء وجوه کثیرة یوجب الحل و الجواز ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطاً. (مجالس ص: ۱۵۵، مجلس نمبر: ۹۶)

نیز عمر یہ بھی کہتا ہے کہ قربانی اس صورت میں دو دن تک کی جائے تیسرے دن نہ کی جاوے بخلاف زید کے کہ وہ کہتا ہے کہ بلاتردد تین دن تک کی جائے اور خالد کہتا ہے بہتر یہ ہے کہ عرفہ مشکوکہ میں روزہ رکھا جائے اور تیسرے دن قربانی نہ کی جائے کس کا قول صحیح ہے، جواب مدلل بحوالہ کتب وعبارت عنایت ہو۔

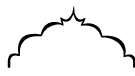
الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا قول قوی معلوم ہوتا ہے فقہاء نے ہلال رمضان کے مسئلہ میں اختلاف مطالع کو معتبر نہیں مانا ذی الحجہ کے متعلق جو احکام ہیں، جیسے حج، صوم، عرفہ، اضحیہ، ان میں معتبر ہے، جب ثبوت رویت کے باوجود ان مسائل میں صحت کا حکم ہے، تو محض شک کی صورت میں نفل روزہ اور اضحیہ کی ممانعت نہ کی جائے گی۔

تنبیه: یفهم من کلامهم فی کتاب الحج ان اختلاف المطالع فیه معتبر فلا یلزمهم شیء لو ظهر انه رئی فی بلدة اخریٰ قبلهم بیوم وهل یقال کذٰلک فی حق الاضحیة لغیر الحجاج لم اره والظاهر انها کاوقات الصلوٰة یلزم کل قوم العمل بما عندهم فتجزئ الاضحیة فی الیوم الثالث عشر وان کان علی رؤیا غیرهم هو الرابع عشر. شامی[1] ج: ۲، ص: ۹۶.

اگر کوئی شخص جانب احوط وتنزہ کو اختیار کرے، اس کی ممانعت نہیں مگر روزہ یا اضحیہ کی

[1] شامی کراچی ص ۲/۳۹۴، قبیل باب مایفسد الصوم.



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

ممانعت کا حکم نہیں کیا جا سکتا، محض شک سے حلت وحرمت کے احکام صادر نہیں ہوتے، مجالس ابرار کی عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر مسئلہ واحدہ میں دونوں قسم کی دلیلیں موجود ہوں تب یہ حکم ہوگا، اس قسم کی عبارت شامی[1] و بحر[2] وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔ مگر صورت مسئولہ میں تو عدم حرمت پہلے سے متعین ہے اور وجود دلیل حرمت میں شک ہے والیقین لایزال بالشک[3].

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

گناہ کے ترک کا عہد

پھر اس کے خلاف کرنے پر روزہ کی نیت کرنا

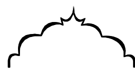
سوال:- زید سے ایک گناہِ کبیرہ صادر ہو رہا ہے، وہ بہت کوشش کرتا ہے کہ اس گناہ سے نجات مل جائے، توبہ بھی کرتا ہے اور پختہ ارادہ بھی کرتا ہے کہ اب نہیں کرے گا، مگر وہ گناہ پھر بھی اس سے صادر ہو جاتا ہے، لہٰذا اس نے ایک تدبیر سوچی کہ جب اس سے یہ گناہ صادر

---

۱ شامی کراچی ص: ۶۴۲، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۱۳۱، ج: ۲. مطلب اذا تردد الحکم، مکروهات الصلوة، شامی کراچی ص ۱۷۶/۱، کتاب الطهارة، مطلب یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء.

۲ ان الحکم اذا تردد بین سنة وبدعة کان ترک البدعة راجحاً علی فعل السنة. (البحرالرائق ص: ۲۰، ج: ۲، باب مایفسد الصلاة ومایکره،

۳ الاشباه والنظائر ص ۱۰۰، تحت القاعدة الثانیة، مطبوعه دارالعلوم دیوبند، قواعد الفقه ص ۱۴۳، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، القواعد الفقهیة المحمودة ص ۳۹، الفصل الثانی، القاعدة الثانیة، من القواعد الخمسة الکبری، مطبوعه مکتبه المظاهر سیلم.



C:\f.m.Fainal\Jild-5\Nafli roze

ہوگا تو وہ ایک ہفتہ کا روزہ رکھے گا تا کہ نفسِ امارہ روزہ کی وجہ سے مرجائے، مگر پھر بھی اس سے گناہ صادر ہوا، لہٰذا اس نے ایک ہفتہ کا روزہ رکھ لیا، مگر جب بہت مرتبہ صادر ہوتا رہا تو کیا پے درپے اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے یا فصل کرکے رکھے اور کس وقت رکھے اور کتنے روز رکھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس نے صرف دل میں سوچا ہے اور اپنے اوپر بطور نذر و یمین کے لازم نہیں کیا ہے تو اس کے ذمہ ایسے روزوں کا رکھنا لازم نہیں ہے[1]، البتہ گناہوں کا چھوڑنا اور توبہ کرنا اور توبہ پر پختہ رہنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ضروری ہے، اور توبہ کرتے وقت پختہ عہد چاہئے کہ آئندہ نہیں کرے گا[2]، پھر اگر صدور ہوجائے تو پھر توبہ کرے مایوس کبھی نہ ہو[3]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

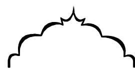
دار العلوم دیوبند ۲۵/۵/۹۱ھ

---

[1] واجب بالنذر بلسانه فلا يكفى لا يجابه النية منح عن شمس الائمة، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۴۳۰/۳، باب الاعتكاف، قال فی شرح الملتقى والنذر عمل اللسان الخ، شامی زكريا ص ۴۱۹/۳، باب مايفسد الصوم الخ، مطلب فی الكلام على النذر، سكب الانهر كوئٹه ص ۳۷۳/۱، كتاب الصوم، فصل ثانی، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيری كوئٹه ص ۲۱۳/۱، الباب السابع فی الاعتكاف.

[2] والتوبة فی الشرع ترک الذنب لقبحه والندم على مافرط منه والعزيمة على ترک المعاوة والتدارک ما امكنه ان يتدارک من الاعمال بالاعادة الخ، مرقاة شرح مشكوة ص ۶۰/۳، باب الاستغفار، مطبوعه بمبئی، نووی على مسلم ص ۳۵۴/۲، كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلی، المفهم شرح مسلم ص ۲۹/۷، كتاب الرقاق، باب وجوب التوبة، مطبوعه دارابن كثير بيروت.

[3] قل ياعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم، سورة الزمر آيت: ۵۳.



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب ہفتم

﴿روزے کے متفرق مسائل﴾

جہاں اٹھارہ گھنٹہ کا دن ہو وہاں روزہ کی صورت

سوال:- جہاں دن اٹھارہ گھنٹے سے بھی زیادہ کا ہوتا ہے، اور رات چھ گھنٹے یا اس سے کم اور کبھی اس کا عکس بھی ہوتا ہے، کیا روزہ دن کے تناسب سے رکھا جائے گا، یا کوئی دوسرا حساب ہوگا۔

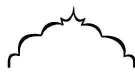
الجواب حامداً ومصلیاً

وہاں کے قوی مزاج لوگ اتنے بڑے دن کا عموماً تحمل کرتے ہیں اس لئے وہاں خود ان کا ہی دن معتبر ہوگا، کسی دوسرے حساب کی ضرورت نہیں جیسا کہ مجموعہ الفتاویٰ ص:۶۹۶، ج:۱، میں ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] صوم وصلوۃ وغیرہ کے احکام کے نصوص جمیع مکلفین کے لئے ہر شہر اور ہر زمانہ میں عام ہیں، لہٰذا اختلاف اقالیم اور طول نہار کی وجہ سے کوئی خلل نہ پڑیگا اور یہ خیال کرنا کہ جہاں دن بہت بڑا ہوتا ہے وہاں روزہ ہلاکت کا باعث ہے غلط ہے، کیوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کو عام کر رکھا ہے اسی طرح جہاں روزہ رکھنا طاقت بشریہ سے خارج معلوم ہوتا ہے وہاں ابن آدم کا مسکن نہیں بنایا۔اھ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



طویل دن میں روزہ کس طرح رکھے

سوال:- گرمیوں میں دن لمبا ہوتا ہے کناڈا جب کہ اس سے اوپر تو بیس بائیس گھنٹہ کا دن ہوتا ہے تو ان لوگوں کے لئے روزہ کا کیا حکم ہوگا پوری مدت امساک ہوگا یا اندازہ کر کے جیسے کہ وہاں بعض عرب لوگ کہتے ہیں کہ قریب کے علاقہ میں جو مدت امساک ہے، اس وقت تک روزہ کھول دیا جائے، یہ صحیح ہے؟

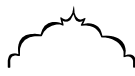
الجواب حامداً ومصلیاً

سردیوں میں وہاں دن چھوٹا ہوتا ہوگا، (دو چار گھنٹہ کا) تو اس وقت بھی اتنے ہی وقت کا روزہ رکھتے ہیں یا قریب کے علاقہ کا حساب لگاتے ہیں نیز پانچ نمازوں کا کیا حساب کرتے ہیں جو معمول ہو اس کو لکھئے انشاء اللہ تعالیٰ جواب مکمل آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۱۴۰۰ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............اور بلغار میں زمانۂ صیف میں رقت اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ بعض اوقات غروب شفق کے ساتھ میں صبح صادق کا طلوع ہوتا ہے، وہاں مسلمان لوگ روزہ رکھتے ہیں، رمضان جاڑے میں پڑے یا گرمی میں، اور آفاقی جو وہاں ہوتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور کوئی روزہ رکھنے کی وجہ سے مرتا نہیں، مجموعة الفتاوی ص ۲۹٦/۱، کتاب الصلوة، مطبوعه کراچی.

لم ار من تعرض عندنا لحكم صومهم فيما اذا كان يطلع الفجر عندهم كما تغيب الشمس او بعده بزمان لا يقدر فيه الصائم على اكل مايقيم بنيته ولايمكن ان يقال بوجوب موالاة الصوم عليهم لانه يؤدى الى الهلاك فان قلنا بوجوب الصوم يلزم القول بالتقدير، وهل يقدر ليلهم باقرب البلاد اليهم كما قال الشافعية هنا ايضا، ام يقدر لهم بما يسع الاكل والشرب، ام يجب عليهم القضاء فقط دون الاداء؟ كل محتمل، فليتأمل ولا يمكن القول هنا بعدم الوجوب اصلا كالعشاء عند القائل به فيها، لان علة عدم الوجوب فيها عند القائل به عدم السبب، وفى الصوم قد وجد السبب وهو شهود جزء من الشهر وطلوع فجر كل يوم، هذا ما ظهر لى والله تعالىٰ اعلم رد المحتار على الدر المختار ص ۲۳-۲۴/۲، كتاب الصلوة، مطلب فى طلوع الشمس من مغربها. مطبوعه زكريا.



مغرب پڑھ کر سفر کیا جہاں ابھی غروب نہیں ہوا

تیس روزے پورے کر کے سفر کیا ایسی جگہ جہاں انتیسواں روزہ ہے

سوال:- ایک شخص یہاں مغرب کی نماز ادا کر کے ہوائی جہاز کے ذریعہ مکہ پہنچ جائے، مکہ میں مغرب کی نماز تفاوتِ وقت کے سبب ابھی ہی ہوتی ہے، کیا پھر دوبارہ اس کو مغرب کی نماز ادا کرنا لازم ہے، علیٰ ہذا مکہ سے روزہ افطار کر کے یا عید کی نماز ادا کر کے ہندوستان آیا ہے کہ یہاں لوگ روزہ سے ہیں، اور نماز عید ادا نہیں کی ہے، اب کیا کرے روزہ رکھے، عید کی نماز دوبارہ ادا کرے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

احتراماً للوقت وموافقة للمسلمين وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اگر چہ اس کا فریضہ ادا ومکمل ہو چکا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

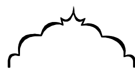
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گرمی کے روزہ کا ثواب زیادہ ہے

سوال:- کیا روزہ دار اس رمضان میں جس میں روزہ گرمیوں میں پڑے زیادہ ثواب

---

[1] وقالا يشبه بالمصلين اى احتراما للوقت قوله كالصوم اى فى مثل الحائض اذا طهرت فى رمضان فانها تمسک تشبها بالصائم لحرمة الشهر الخ، درمختار مع الشامی کراچی ص ۲۵۲، ۲۵۳/ ۱، باب التيمم، مطلب فاقد الطهورين، الفقه الحنفى و ادلته للصاغرجیؒ ص ۳۸۳/ ۱، فقه العبادات، کتاب الصوم، قبيل احكام تتعلق بالمجنون، مطبوعه دار الفيحاء بيروت، حاشية الشلبى على هامش الزيلعى ص ۳۳۹/ ۱، فصل فى العوارض، مطبوعه امداديه ملتان.



کی امید کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گرمی کے ایام میں روزہ کا ثواب زیادہ ملنا تو اس کلیہ سے بھی معلوم ہوتا ہے: **اجرک علیٰ قدر تعبک**[۱] نیز افطار کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کا فرمانا ثابت ہے: **کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا افطر قال ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللّٰه تعالیٰ اھـ.** (ابوداؤد شریف[۲]) روزہ میں جس قدر پیاس کی شدت ہوگی رگیں خشک ہوجائیں گی، اسی قدر اجر زیادہ ملے گا۔ (انشاء اللہ)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

بے روزہ کے حق میں سخت الفاظ

سوال:-مولوی صاحب نے عید کے روز نماز پڑھانے سے قبل روزہ نہ رکھنے والے کو برا بھلا کہا اور نماز کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا، بعد نماز مولوی صاحب نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، کہ روزہ داروں کی نماز مکروہ ہوگی، یہ ہماری غلطی ہے کہ جس آدمی نے روزہ نہیں رکھا ہے، اس کو پچھلی صف میں کھڑا کر دیتے کیونکہ یہ لوگ روزہ نہیں رکھے، روزہ بھر انہوں نے خنزیر کا گوشت کھایا ہے۔

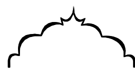
الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ بھی فرض ہے اور نماز بھی فرض ہے، اگر کسی موقع پر روزہ کا بیان کیا گیا ہے اور نماز

---

[۱] راجع کشف الخفا للعجلونی ص: ۴۹، ج: ۱، حرف الهمزة مع الجیم، رقم: ۱۱۲، مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت.

[۲] فی حدیث ابن عمر باب القول عند الافطار. (ابو داؤد ص: ۳۲۱، ج: ۱، طبع رشیدیه)



کا نہیں کیا گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر نماز میں روزہ دار پچھلی صف میں ہوں اور بے روزہ پہلی صف میں ہوں تو اس سے روزہ داروں کی نماز مکروہ نہیں ہوتی، نماز یا روزہ یا کسی اور دینی کام کے لئے لوگوں کو نصیحت کی جائے تو نرم الفاظ میں زیادہ مؤثر ہوتی ہے[1]، سخت الفاظ کہنا مثلاً یہ کہ بے روزہ لوگ خنزیر کھاتے رہے ہیں، اس سے اکثر اوقات اچھا اثر نہیں ہوتا، لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے، بلکہ ان کی طبیعت میں نصیحت کرنے والے کی طرف سے غلیظ پیدا ہوجاتا ہے اور جو کچھ نماز روزہ پہلے کرتے تھے، وہ بھی ترک کردیتے ہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۰/۸۵ھ

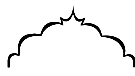
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تارکِ صوم کو کتے اور سور کی طرح سمجھنا

سوال:- ایک اشتہار ارسال ہے (اس کو دیکھ کر فتویٰ عطا کریں) شرعِ محمدی میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ جو مسلمان ماہِ رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھے اور نماز نہ پڑھے، وہ ہرگز مسلمان نہیں، وہ خنزیر سے بدتر ہے، ایسے لوگوں پر لعنت کرنا چاہئے، اور ان سے تعلقات

۱؎ الامر بالمعروف يحتاج الى خمسة اشياء، اولها العلم الى قوله والثالث الشفقة على المأمور فيامره باللين والشفقة الخ، عالمگیری کوئٹہ ص ۵/۳۵۳، کتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو الخ، تفسیر مظهری ص ۵/۳۹۰، سورة النحل تحت آیت: ۱۲۵، مطبوعه رشیدیه کوئٹہ، مرقاة شرح مشکوة ص ۴، ج۵، باب الامر بالمعروف، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی.

۲؎ للامر بالمعروف شرائط منها ...... وان لا يكون موجبا للفتنة والفساد، وزيادة الذنوب كما صرح به في المواقف، احکام القرآن للتهانوی ص ۲/۶، شروط الامر بالمعروف، سورۂ آل عمران، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.



منقطع کر دینا چاہئے، اس اشتہار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رمضان المبارک کا روزہ اسلام کا عظیم الشان رکن ہے، اس کی فرضیت قرآن کریم سے ثابت ہے: "کُتِبَ عَلیکمُ الصِّیَامُ[1] فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَهْرَ فَلْيَصُمْهُ[2]" بلاعذر شرعی کھلے بندوں رمضان المبارک میں سگریٹ پیتے پھرنا انتہائی جسارت اور رمضان المبارک کی حق تلفی اور اللہ پاک کی قانون شکنی ہے، جس کا وبال دنیا میں بھی سخت ہے، اور آخرت میں بھی عذاب سخت ہے[3]، جو لوگ ایسا کرتے ہیں، ان کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے بیان فرمودہ ارشادات سنائے جائیں اور نہایت شفقت ودلسوزی سے خوف دلایا جائے، اہلِ قلب حضرات کے وعظ کرائے جائیں جس سے ان کی اصلاح ہو سکے، لیکن اگر کتے اور خنزیر کی طرح اُن سے نفرت کی جائیگی اور ان پر لعنت کی جائے گی، اور ان کو اسلام سے خارج مانا جائے گا، تو ان سے اصلاح کی توقع نہیں اور یہ طریقہ قرآن وحدیث کے موافق

---

[1] سورہ البقرہ الآیة: ۱۸۳

(**ترجمه**) تم پر روزہ فرض کیا گیا۔ (بیان القرآن)

[2] سورة البقرة الآية: ۱۸۵

(**ترجمه**) سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو، اس کو ضرور اس ماہ میں روزہ رکھنا چاہئے۔ (بیان القرآن)

[3] عن ابی امامة الباهلیؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول بينا انا نائم اتاني رجلان فاخذا بضبعي فاتيا بي جبلا وعرا فقالا اصعد؟ فقلت اني لا اطيقه فقال انا سنسهله لک فصعدت حتى اذ كنت في سواء الجبل اذا باصوات شديدة، قلت ما هذه الاصوات؟ قالوا هذا عواء اهل النار، ثم انطلق بي فاذا انا بقوم فعلقين بعراقيبهم مشققةً اشداقهم تسيل اشدا قهم ودما قال قلت من هؤلاء قال الذين يفطرون قبل تحلة صومهم الحديث رواه ابن خزيمة ابن حبان، الترغيب الترهيب ص۱۰۸/۱۰۹/۲، کتاب الصوم، الترهيب من افطار شئی من رمضان من غير عذر، مطبوعه مصر.

نہیں[۱]، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک مومن کی عزت اللہ پاک کے نزدیک خانہ کعبہ سے بھی زیادہ ہے[۲]۔ لہٰذا ایسا رویہ اختیار نہ کیا جاوے کہ وہ صرف کلمہ پر اکتفاء کرکے بیٹھ جاویں اور اسلام کے بقیہ ارکان کی بھی فکر نہ کریں اور نہ ایسا طریقہ اختیار کیا جاوے کہ ان کو اسلام سے خارج کرکے کتے اور خنزیر کی طرح ان سے نفرت کی جائے، دونوں غلط طریقے ہیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۹ھ

رمضان میں اعلانیہ کھانا کھانے کی سزا

روزہ کے ایام میں ہوٹل میں کھلانا

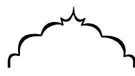
سوال:- رمضان میں وہ لوگ جن پر روزہ فرض ہوتا ہے علانیہ طور پر روزہ داروں

---

[۱] ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك يدل على وجوب استعمال اللين والرفق وترك الفظاظة والغلظة في الدعاء الى الله تعالىٰ كما قال تعالىٰ ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة الخ. الآية، وقوله تعالىٰ فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى، احكام القرآن للجصاص ص ۲/۴۰، سورۂ آل عمران، باب الاستعانة باهل الذمة، قبيل مطلب في قوله تعالىٰ وشاورهم في الامر، مطبوعه دارالكتاب العربي بيروت، تفسير مظهري ص ۵/۳۹۰، سورة النحل تحت آيت: ۱۲۵، مطبوعه رشيديه كوئٹه.

[۲] في حديث عبد الله بن عمر وقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يطوف بالكعبة، ويقول ما اطيبك واطيب ريحك مااعظمك واعظم حرمتك والذي نفس محمد بيده محرمة المومن اعظم عند الله حرمة منك. (ابن ماجه ص: ۲۹۰، باب حرمة دم المومن وماله ابواب الفتن، مطبوعه رشيديه دهلي، ومطبوعه اشرفي ديوبند ص ۲/۲۸۲،)

[۳] تقدم تخريجه تحت عنوان "بے روزہ کے حق میں سخت الفاظ"



کے سامنے کھاتے پھرتے ہیں، اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، کیا احترامِ رمضان کی شریعت نے کوئی حد مقرر کی ہے؟ کیا مریض اور مسافر کو شرعاً اجازت ہے، کہ روزہ داروں کے سامنے کھائیں، رمضان میں ہوٹل میں کھانا روزہ داروں کے سامنے فروخت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مریض اور مسافر کو عذرِ شرعی کی بناء پر (حائضہ ونفساء کی طرح) روزہ داروں کے سامنے نہیں کھانا چاہئے، سراً کھائے بلا عذر شرعی وہ صورت اختیار کرنا جو سوال میں درج ہے، سخت جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت ہے، مگر سزا دینا ہر ایک کے بس میں نہیں: **ولو اكل عمداً شهرة بلا عذرٍ يقتل اھ[1] طحطاوی ص:۳۶۳.**

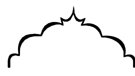
يجب الامساک بقية اليوم علٰى من فسد صومه وعلٰى حَائض ونفساء طهرتا بعد طلوع الفجر وعلٰى صبی بلغ وكافر اسلم لحرمة الوقت بالقدر الممكن اھ اما فی حالة تحقق الحيض والنفاس فيحرم الامساک ولكن لا يجبُ الامساک على المريض والمسافر ولكن لا ياكلون جهراً بل سراً اھ طحطاوی[2] مختصراً ص: ۳۷.

سزا کے لئے قدرتِ قاہرہ ضروری ہے جو کہ امیر المؤمنین کو حاصل ہوتی ہے، جن پر

---

[1] طحطاوی ص: ۵۴۹، مصری، باب مايفسد به الصوم. هامش الترغيب والترهيب لمحمد عمار ص ۲/۱۰۹، كتاب الصوم، الترهيب من افطار شیء من رمضان من غير عذر، مطبوعه مصری.

[2] طحطاوی مع المراقی ص:۵۵۸، مطبوعه مصری. فصل يجب الامساک الخ، مجمع الانهر ص۱/۳۷۳، كتاب الصوم، فصل يباح الفطر الخ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الفقة الحنفی وادلته ص۱/۳۸۳، فقه العبادات، كتاب الصوم، قبيل احكام تتعلق بالمجنون، مطبوعه دارالفيحاء بيروت.



روزہ فرض ہے، ان کو کھانا ہوٹل وغیرہ میں کھلانا بھی معصیت اور تعاون علی الاثم ہے: **ولا تعاونو علی الاثم والعدوان**[۱] (الآیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۹۱ھ

غسلِ جنابت بحالتِ صوم آٹھ بجے کرنا

سوال:- زید نے رمضان شریف میں سحری کھانے سے قبل اپنی اہلیہ سے قربت کی اور آٹھ بجے دن کو غسل کیا اور روزہ رکھا، کیا روزہ میں کوئی خامی ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ درست ہوگیا[۲] لیکن نماز قضاء کرنے کا گناہ بہت بڑا ہوا[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

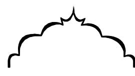
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] سورہ مائدہ الآیة ۲. (**ترجمہ**) اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ (بیان القرآن)

[۲] او اصبح جنبا ...... لایفسد قال فی المجمع: لان اللہ تعالیٰ اباح المباشرة باللیل، ومن ضرورتها وقوع الغسل بعد الصبح، مجمع الانہر ص ۳۶۰/۱، کتاب الصوم، باب موجب الفساد، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، درمختار علی الشامی ص ۳/۳۷۲، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، مطبوعہ زکریا دیوبند، تاتارخانیہ ص ۲/۳۷۰، کتاب الصوم، الفصل الرابع فیما یفسد الصوم ومالا یفسد، مطبوعہ کراچی.

[۳] عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ انه ذکر الصلوة یوما فقال من حافظ علیها کانت له نورا و برهانا ونجاة یوم القیامة، ومن لم یحافظ علیها لم یکن له نور ولا برهان، ولا نجاة، وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وابی بن خلف رواه احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان، الترغیب والترهیب للمنذری ص ۳۸۶/۱، کتاب الصلوة، الترهیب من ترک الصلوة تعمدا واخراجها عن وقتها تهاونا، رقم الحدیث (۲۶) مطبوعہ درالفکر بیروت.



صبح صادق کے بعد غسل جنابت

سوال: - ایک شخص صحبت کرتا ہے، اور سو جاتا ہے، سحری میں اٹھ کر ہاتھ دھو کر اور کلی غرارہ وغیرہ کرنے کے بعد کھانا کھالیتا ہے، اور پھر سو جاتا ہے، صبح اٹھ کر نہالیتا ہے، اس صورت میں روزہ ہو جاتا ہے، یا نہیں، اور نہانے کا وقت کب تک رہے گا، یعنی کس وقت نہانا افضل ہے، یہ بات عورت اور مرد کے لئے برابر ہے، یا کوئی تفریق ہے، کیونکہ وہ کھانا وغیرہ پکاتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا روزہ اس صورت میں صحیح ہے کوئی خرابی نہیں نمازِ فجر سے پہلے پہلے دونوں نہالیں نماز قضاء نہ کریں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

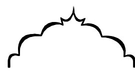
دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا

سوال: - قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

---

[1] واصبح جنبا وان بقی کل الیوم لم یفطر. (شامی کراچی ص: ۴۰۰، ج: ۲، باب یفسد الصوم وما لا یفسده شامی نعمانیه ص: ۱۰۱، ج: ۲، شامی زکریا ص ۳/۳۷۲، مطلب فی حکم الاستمناء بالکف، عن نوفل بن معاویة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال من فاتته صلاة فکانما وتر اهله وماله رواه ابن حبان فی صحیحه الترغیب للمنذری ص ۱/۳۸۷، الترهیب من ترک الصلوة، مطبوعه دارالفکر بیروت)



الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے[1]۔ البتہ سنت یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کی دس تاریخ کو قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے نہ پئے، کھانے کی ابتداء قربانی کے گوشت سے کرے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۱/۲/۱۶ھ

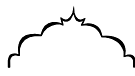
بقرعید کی صلوٰۃ عید تک روزہ ہے

سوال:- عیدالاضحیٰ میں عرف عام میں جو روزہ بولا جاتا ہے، اس کے متعلق زید کہتا ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں روزہ موزہ کیسا؟ روزہ تو پورے دن ہوتا ہے، بکر کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اور سنت رہی کہ بروز عیدالفطر آپ نماز عید ادا کرنے سے پہلے کوئی میٹھی چیز تناول فرمالیا کرتے تھے، تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ آج روزہ نہیں، اور بروز عیدالاضحیٰ آپ صبح صادق سے لے کر جب تک نماز عید ادا نہ فرمالیتے کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے، جس کو عرف عام میں روزہ کہہ دیا جاتا تھا، لوگ یہ سنت اپنانے کی سعی کریں، اس لئے لوگوں میں دوران بیان ترغیب دیدینا چاہئے کہ کسی کو شوق ہوجائے۔

---

[1] الذی کرہ تحریماً صوم العیدین وایام التشریق. (مراقی الفلاح ص:۵۲۸، فصل فی صفة الصوم وتقسیمہ، مطبوعہ مصر، شامی نعمانیہ ص:۸۴، ج:۲، کتاب الصوم،

[2] واحکام الاضحی کالفطر لکنہ فی الضحی یؤخر الاکل عن الصلوۃ استحبابا ...... لانہ علیہ الصلاۃ والسلام کان لایطعم فی یوم الاضحی حتی یرجع فیأکل من اضحیتہ الخ، مراقی علی الطحطاوی ص ۴۳۹، ۴۴۰، باب احکام العیدین الخ، مجمع الانہر ص۲۵۸/۱، باب صلاۃ العیدین، دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۱۶۳/۲، باب العیدین.



الجواب حامداً ومصلیاً

بکر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ بیان کیا وہ صحیح ہے، بعض شراح حدیث نے بھی ۱۰/ ذی الحجہ کو نماز عید تک نہ کھانے کا نام صوم رکھا ہے، جس کا اظہار قربانی سے ہوتا ہے، اس ناتمام صوم کو بھی یوم کامل کے صوم کے حکم میں قرار دیا ہے: **باب فی صوم العشر ای فی عشر ذی الحجة والمراد بعشر تسعة ایام کمافی الباب کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصوم تسع ذی الحجة ای من اول ذی الحجة الی التاسع منها فان العاشر یوم العید والمراد عشر لان فی یوم العید یکون الامساک الی الاضحیة فیکون فی حکم صوم یوم الکامل انوار المحمود ص: ۹۱، ج:۲، ثم ظاهر الحدیث ان استحباب الامساک لکل رجل یضحی اولا وهٰذا الامساک اسمیه بالصوم لان الحدیث یسمی صوم عشرة والحال ان صوم العاشر مکروه فالصوم فی الیوم العاشر هو الصوم الی الصلوٰة اهـ العرف الشذی عن الترمذی ۱۱۹، باب الاکل یوم الفطر[1] قبل الخروج.**

اسکو روزہ کہنے نہ کہنے میں نزاع بیکار ہے، اس سے پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

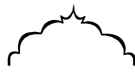
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۲/۹۵ھ

رمضان میں یکسوئی حاصل ہونے کی تدبیر

سوال:- رمضان المبارک کے متعلق کچھ ہدایت فرمائیں، دنیوی تفکرات سے قلب

[1] العرف الشذی علی الترمذی ص ۱۱۹/۱، ابواب العیدین. باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج.



کو یکسوئی حاصل ہونے کا حضرتِ والا کوئی علاج بتائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

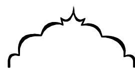
اپنا نظام الاوقات بنا کر تمام اوقات کو کام میں مشغول رکھیں، کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیں، قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کریں، فضائل رمضان اپنے مکان پر یا مسجد میں سننے یا سنانے کا اہتمام کریں، اس سے رمضان کی عظمت دل میں پختہ ہو کر اعمالِ صالحہ کی رغبت میں اضافہ ہوگا، اور انشاء اللہ تعالیٰ یکسوئی میسر ہوگی، خدا دین ودنیا کی ترقیات سے نوازے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

found.



بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم

اعتکاف کے احکام

اعتکاف واجب، سنت، نفل کب ہے؟

سوال:- فرض اعتکاف سنت اعتکاف، نفلی اعتکاف کی وضاحت فرمایئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

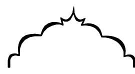
فرض اعتکاف کوئی نہیں، نذر مان لینے سے واجب ہوتا ہے، رمضان میں ایک عشرہ کا اعتکاف سنت ہے، بقیہ جب دل چاہے نفلی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نفلی اعتکاف

سوال:- رمضان المبارک کے مہینہ کے علاوہ دوسرے ایام میں نفلی اعتکاف کی نیت

[1] وهو ثلاثة اقسام واجب بالنذر وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان ومستحب في غيره من الازمنة (الدرالمختار مع الشامي كراچی ص: ۴۴۱، ج:۲، شامی نعمانیہ ص: ۱۲۹، ج:۲، باب الاعتكاف، عالمگیری ص ۱/۲۱۱، الباب السابع في الاعتكاف، كتاب الصوم، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه)



سے مسجد میں قیام کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفلی اعتکاف بغیر رمضان کے بھی ہوسکتا ہے اور ایسے معتکف کو بھی مسجد میں قیام کرنا درست ہے۔ شامی[1] ج:۲، ص:۱۲۹۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نفلی اعتکاف کے حقوق اور پابندیاں

سوال:- اعتکاف سنت مؤکدہ علیٰ الکفایہ میں جو پابندی یا حقوق ہیں وہ مستحب اعتکاف میں بھی ہیں یا نہیں؟

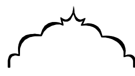
الجواب حامداً ومصلیاً

وہ پابندیاں نفلی اعتکاف میں بھی ہیں، مگر ایک تو اس میں روزہ کی قید نہیں[2]۔ اور اعتکاف مسنون رمضان شریف کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے، اس میں روزہ بھی ہوتا ہے دوسرے بلاضرورت جب مسجد سے معتکف نکلے گا تو نفلی اعتکاف جس کی کوئی مدت معین نہیں

---

[1] هو لبث ذكر في مسجد جماعة بنية وهو ثلاثة اقسام الى قوله مستحب في غيره من الازمنة هو بمعنى غير المؤكدة، (الدر المختار على الشامي كراچی ص ۲/۴۴۱، باب الاعتكاف، عالمگیری كوئٹه ص ۱/۲۱۱، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، البحر الرائق كوئٹه ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف،

[2] ومستحب في غيره من الازمنة (الدر) فلم يكن الصوم شرط له. (شامی نعمانيه ص: ۱۲۹، ج: ۲، ص: ۱۳۰، ج: ۲، شامی كراچی ص: ۴۴۲، ج: ۲، باب الاعتكاف، عالمگیری كوئٹه ص ۱/۲۱۱، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، البحر الرائق كوئٹه ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف)



کی تھی، وہ ختم ہوجائے گا، فاسد نہیں ہوگا۔ اعتکاف مسنون ایسی حالت میں فاسد ہوجاتا ہے۔ شامی[1] ج:۲، ص:۱۳۰۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

نفلی اعتکاف مسجد میں نہ کہ گھر میں

سوال:- کیا اعتکاف نفلی بھی ہوتا ہے، اگر کوئی آدمی مسجد میں جاوے اور یہ نیت کر لے کہ میں جب تک مسجد میں رہوں گا میرا اعتکاف ہے، کیا اس کو نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا؟ کیا نفلی اعتکاف گھر میں بھی کیا جاسکتا ہے؟

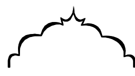
الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں اس طرح نیت کرنے سے نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا،[2] مرد کو اس طرح گھر

---

[1] امـا النفل فله الخروج لانه منه له لا مبطل الی قوله: اما السنة فلو خرج ساعة بلا عذر فسد، (الـدرالـمختار علی الشامی کراچی ص:۴۴۴، تا ۴۴۷، ج:۲، مطبوعه نعمانیه ص:۱۳۲، ج:۲. مـطـبـوعـه زکـریـا ص۴۳۷، ۳/۴۳۶، بـاب الاعتـکـاف، زیلعی ص ۱/۳۵۱، باب الاعتـکـاف، مـطـبـوعـه امـدادیـه مـلـتـان، مـجـمع الانهر ص۳۷۸/۱، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] واقـلـه نـفـلا سـاعة من لیل او نهار عند محمد وظاهر الروایة عن الامام لبناء النفل علی الـمسـامـحة وبـه یـفتٰـی. (درمختار علٰی ردالمحتار ص:۱۳۱، ج:۲، مطبوعه نعمانیه، شــامـی کـراچـی ص:۴۴۳، ج:۲، بــاب الاعتـکــاف، زیلعی ص:۳۵۰، ج:۱، بــاب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص۳۷۷/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

میں ثواب نہیں ملے گا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کا، لفظوں میں اعتکاف کی نیت

سوال:- نفلی اعتکاف گھنٹے آدھ گھنٹے کا بھی ہوجاتا ہے، یا نہیں؟ اور اگر ہوجاتا ہے تو مسجد میں جاتے وقت یعنی داخل ہوکر کیا نیت کرنی چاہئے جو روزانہ اعتکاف کا ثواب مل جایا کرے، لفظوں میں نیت کا طریقہ بتلا دیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

میں جتنی دیر تک مسجد میں ٹھہروں اللہ کے لئے معتکف ہوں، اس نیت سے مسجد میں داخل ہوجایا کرے، بس جتنی دیر تک وہاں رہے گا، اعتکاف کا ثواب ملے گا، گھنٹہ بھر ٹھہرے یا کم وبیش[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

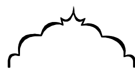
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۶/۱۲/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۶/۱۲/۶۷ھ

---

۱ ومقتضاہٗ انہ یندب للرجل ایضاً ان یخصص موضعاً من بیتہ لصلوٰتہ النافلۃ امّا الفریضۃ والاعتکاف فھو فی المسجد کما لا یخفٰی الخ، شامی ص: ۱۲۹، ج: ۲، مطبوعہ نعمانیہ، شامی کراچی ص: ۴۴۱، ج: ۲. باب الاعتکاف.

۲ الصوم لیس بشرط فی التطوع ولیس لاقلہ تقدیر علی الظاھر حتی لودخل المسجد ونوی الاعتکاف الی ان یخرج منہ صح (عالمگیری کوئٹہ ص: ۲۱۱، ج: ۱، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۷۸، باب الاعتکاف، مطبوعہ مصری شامی کراچی ص ۲/۴۴۳، باب الاعتکاف)



پورے رمضان کا اعتکاف

سوال:- پورے رمضان میں اعتکاف کرنا کیسا ہے؟ اگر کسی نے پورے رمضان شریف اعتکاف کرلیا ہوتو اس کا ثواب ہوگا یا نہیں؟ حدیث سے دس روز ثابت ہے، اور جو چیز ثابت نہ ہو، اس کو ثواب سمجھ کر کرنا کیسا ہے؟ مکمل جواب مع دلائل کے تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

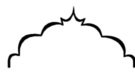
اخیر دس روز کا اعتکاف ماہ رمضان میں سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، پورے ماہ کا اعتکاف بھی لیلۃ القدر کی تلاش میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، بیس روز کا بھی ثابت ہے، پس پورے رمضان کا اعتکاف کرنا بھی موجب ثواب ہوگا، بدعت نہیں ہوگا: **عن عائشة رضی اللّٰه عنها ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یعتکف العشر الا واخر من رمضان حتی توفاه اللّٰه ثم اعتکف ازواجه من بعده متفق علیه. مشکوٰۃ[1] ص: ۱۸۳، ج: ۱.**

عن ابی هرهریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: کان یعرض علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم القرآن کل عام مرة فعرض علیه مرتین فی العام الذی قبض وکان یعتکف کل عام عشرا فاعتکف عشرین فی العام الذی قبض رواه البخاری. مشکوٰۃ[2] ص: ۱۸۳، ج: ۱.

۱؎ مشکوۃ شریف ص ۱۸۳، باب الاعتکاف، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے عشرۂ اخیر کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آزواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرمایا کرتی تھیں۔

۲؎ مشکوۃ شریف س ۱۸۳، باب الاعتکاف، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

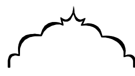
عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبۃ ترکیۃ ثم اطلع راسہ فقال انی اعتکف العشر الاول التمس ہٰذہٖ الیلۃ ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انہا فی العشر الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر متفق علیہ (مشکوٰۃ[ا] شریف)

ہاں اس کو سنت مؤکدہ کہنا صحیح نہیں ہوگا، جیسے کوئی شخص تہجد کی نماز اتنی ہی رکعات پڑھے جتنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ان کو سنت مؤکدہ علی الکفایہ تصور کرے پھر اس سے زیادہ پڑھے حتی کہ ساری رات پڑھتا رہے تو اس کو بدعت یا ناجائز نہیں کہا جائے گا، بلکہ اس کا یہ پڑھنا موجب اجر وثواب ہوگا، اور ایسا کرنا بکثرت صحابہ وائمہ سے ثابت ومنقول بھی ہے، اگر ایک ماہ کا اعتکاف قربت نہ ہوتا، تو اس کی نذر بھی درست نہ ہوتی، حالاں کہ فقہاء تصریح کی ہے ایک ماہ رمضان المبارک کے اعتکاف کی نذر صحیح ہے، ایک ماہ کی نذر کرے یا کم وبیش کی۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم پر ہر سال رمضان المبارک میں ایک مرتبہ قرآن پاک پیش کیا جاتا تھا، اور جس سال وفات ہوئی دو مرتبہ پیش کیا گیا، (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو مرتبہ دور فرمایا، اور ہر سال ایک عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور جس سال وفات ہوئی دو عشرہ کا اعتکاف فرمایا)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [ا] **مشکوۃ شریف ص ۱۸۲، باب لیلۃ القدر، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیو بند،**

ترجمہ:- حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے عشرۂ اولیٰ کا اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا ترکی خیمہ میں پھر اپنا سر مبارک نکالا اور ارشاد فرمایا میں نے عشرہ اولیٰ کا اعتکاف اس رات (لیلۃ القدر) کو تلاش میں کیا تھا، پھر اس تلاش میں عشرہ وسطیٰ کا اعتکاف کیا پھر مجھ کو بتا گیا کہ وہ (لیلۃ القدر) عشرۂ اخیرہ میں ہے پس جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے، وہ عشرہ اخیرہ کا بھی اعتکاف کریں۔



فلو نذراعتكاف شهر رمضان لزمه واجزاه صوم رمضان عن صوم الاعتكاف وان لم يعتكف قضٰى شهرا غيره بصوم مقصود اھ درمختار على هامش الشامي نعانيه[1] ص: ۱۳۰، وص: ۱۳۱، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۱/۹۲ھ

عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف

سوال:- رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف مستحب ہے یا سنت مؤکدہ اگر سنت مؤکدہ ہے تو اس میں روزہ رکھنا شرط ہے، یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو اب دریافت طلب یہ ہے کہ اگر معتکف نے رات سمجھ کر سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوچکی ہے تو مسئلہ یہ ہے کہ اس روز کا روزہ نہ ہوگا، اب جب کہ روزہ نہ ہوا تو کیا اعتکاف بھی فاسد یا ختم ہوجائے گا؟ اس پر اعتکاف کی قضا لازم ہوگی یا نہیں؟

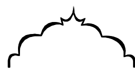
الجواب حامداً ومصلیاً

یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے[2]۔ اگر بغیر روزہ کے یہ اعتکاف کیا تو یہ اعتکاف

---

[1] الدرالمختار على ردالمحتار كراچي ص ۲/۴۴۳، مطبوعه زكريا ص ۳/۴۳۲، باب الاعتكاف، بحر ص ۲/۳۰۰، باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه، عالمگيری ص ۱/۲۱۱، كتاب الصوم، الباب السابع فى الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه.

[2] سنة مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية (الدرالمختار على الشامی نعمانيه ص: ۱۲۹، ج: ۲، شامی كراچی ص: ۴۴۲، ج: ۲. باب الاعتكاف، سكب الانهر ص ۱/۳۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.



مسنون نہیں ہوگا، بلکہ نفل بن جائے گا، البتہ اگر ایک دن روزہ نہ رکھا تو صرف ایک دن کے اعتکاف کی قضاء لازم ہوگی۔ شامی[1] ج:۲،ص:۱۲۹، ۱۳۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کو توڑنے کی وجہ سے قضاء

قضاء وادا اعتکاف ایک ساتھ

سوال:- زید نے رمضان شریف میں آخری عشرہ کا اعتکاف کیا تین دن اعتکاف کے بعد اچانک خبر آگئی کہ حج بیت اللہ کے سفر میں جانا ہے، جس کی وجہ سے مجبوراً اعتکاف توڑ کر جانا پڑا، تو اب اس عشرہ کی قضاء کرنا لازم ہے یا نہیں؟ نیز قضاء کی کیا صورت ہوگی؟ اور اگر امسال رمضان کے اخیر عشرہ میں قضاء وادا کو مدغم کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا نہیں؟

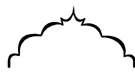
الجواب حامداً ومصلیاً

احوط تو یہی ہے کہ بعد رمضان پورے عشرہ کا اعتکاف کرلے اور اس عشرہ کے روزے بھی رکھے، لیکن یہ حکم وجوبی نہیں جس دن اعتکافِ مسنون توڑا ہے اس دن کی قضاء بھی کافی ہے[2]، گذشتہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کو توڑے ہوئے مسنون اعتکاف کی قضاء کے لئے امسال

---

[1] یقضی الیوم الذی افسد لاستقلال کل یوم بنفسه. (شامی نعمانیه ص:۱۳۱، ج:۲، شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲، باب الاعتکاف، عالمگیری ص۲۱۳/۱، الباب السابع فی الاعتکاف، مطبوعه کوئٹه)

[2] لزوم الاعتکاف المسنون بالشروع وان لزوم قضاء جمیعه اوباقیه مخرج علی قول ابی یوسف اما علی قول غیره فیقضی الیوم الذی افسده لاستقلال کل یوم بنفسه. (شامی نعمانیه ص۱۳۱/۲، شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲، باب الاعتکاف، عالمگیری کوئٹه ص۲۱۳، ج۱، الباب السابع فی الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص۴۱۴/۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف)



رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کافی نہیں، وہ اس میں ادا نہیں ہوگا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۸۷ھ

اعتکافِ مسنون توڑ دینے سے اس کی قضاء

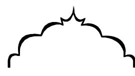
سوال:- رمضان المبارک میں بالخصوص عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف شروع کر دینے کے بعد لازم ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اگر چھوڑ دے تو قضاء لازم ہوگی یا نہیں؟ صلوٰۃ پر قیاس کرتے ہوئے کہ نوافل شروع کر دینے کے بعد لازم ہوجاتا ہے چھوڑ دینے پر قضاء لازم ہوتی ہے یا نہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کہ عشرۂ اخیرہ میں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وحضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کے لئے خیمے مسجد میں لگا دیئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خیموں کو مسجد سے باہر کر دیا اور توڑ دیا، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **ما انا بمعتکف** چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں دس دن اعتکاف کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء لازم ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ظاہر نظیر کا یہی تقاضا ہے جو آپ نے کہا، تاہم الاشباہ والنظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

[۱] ثم اذا لم یصم صوما مقصودا وجاء الرمضان الثانی لم ینقل حکم اللہ تعالیٰ الی هذا الرمضان الثانی وفی هامشه (لم ینتقل الخ) علی ان الرمضان لیس خلفا للرمضان الاول ولا محلا للمنذور فلا یصح ذالک الاعتکاف فیه، نور الانوار مع هامشه ص ۴۰، مبحث الامر، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۲/۴۴۳، باب الاعتکاف.



سنت مؤکدہ کو شروع کر کے اگر توڑ دے تو اس کی قضاء لازم نہیں[۱]، عشرہ اخیرہ کا اعتکاف بھی مؤکدہ ہے، گو علی الکفایہ ہے: ومقتضی النظر انه لو شرع فی المسنون اعنی العشر الا واخر بنیته ثم افسده ان یجب قضائه تخریجاً علیٰ قول ابی یوسف رحمة اللّٰه علیه فی الشروع فی نفل الصّلٰوۃ ناویا اربعًا لا علیٰ قولهما (فتح[۲] القدیر ص:۱۰۸، ج:۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۸ھ

اعتکافِ مسنون میں ایک روز کا استثناء

سوال:- زید رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف مسنون کرتا ہے، اگر اعتکاف کرنے سے قبل یہ نیت کرلے کہ رمضان کی فلاں تاریخ کو ایک روز یا ایک شب کے لئے باہر سفر میں جاؤں گا، اور جائے اعتکاف سے نکلوں گا، تو کیا اس صورت میں اعتکاف مسنون ادا ہو جائے گا، اور اعتکاف سے باہر نکلنا جائز ہوگا یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح اعتکافِ مسنون ادا نہیں ہوگا، اور باہر نکلنے سے اعتکاف باقی نہیں رہے گا۔[۳]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

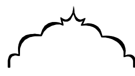
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۸۹ھ

---

[۱] اذا اشرع فی صلاۃ وقطعها قبل اکمالها فانه یقضیها الا الفرض والسنن فلا قضاء فیهما وانما یؤدیهما، الاشباہ والنظائر ص۸۳، کتاب الصلوۃ، الفن الثانی، مطبوعہ اشاعۃ الاسلام دهلی.

[۲] فتح القدیر ص:۳۹۴، ج:۲، باب الاعتکاف، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

[۳] لایخرج المعتکف من معتکفه لیلا ونهارا الا بعذر وان خرج من غیر عذر ساعة فسد اعتکافه، (عالمگیری کوئٹه ص۲۱۳/۱، باب الاعتکاف، شامی کراچی ص۴۴۷/۲، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص۳۷۸/۱، باب الاعتکاف، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

اعتکاف میں غسلِ میت کے لئے نکلنا

مستورات کے اعتکافِ مسنون ٹوٹ جانے پر قضاء کا حکم

سوال:- میں ۲۰/رمضان المبارک کو اعتکاف میں بیٹھ گئی، ۲۲/رمضان المبارک کو ۱۱/بجے دن میں میری بھتیجی کی وفات ہوگئی جس میں اپنے بھائی کے گھر جو چند گز کے فاصلہ پر ہے، چلی گئی اور بھتیجی کو غسل دے کر کفن وغیرہ پہنا کر جب جنازہ گھر سے چلا گیا واپس میں اپنے گھر چلی آئی اور پھر اعتکاف میں بیٹھ گئی، اپنے بھائی کے گھر جب تک رہی ان لوگوں کو صبر دلاتی رہی، اور سمجھاتی رہی، اب سوال یہ ہے کہ میرا اعتکاف صحیح ہوا کہ نہیں؟ یہاں کے امام صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اعتکاف صحیح نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

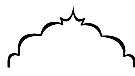
بھتیجی کے انتقال پر وہاں جا کر غسل وکفن کرنا اوران لوگوں کو صبر دلانا بہت اجر وثواب کی چیز ہے، لیکن اعتکاف سے نکلنا اس مقصد کے لئے بھی درست نہیں[1]، تاہم اعلیٰ بات یہ ہے کہ آپ دس روز کا اعتکاف مستقل کرلیں، اس میں روزہ بھی رکھیں، حالات اس کی اجازت نہ دیں، تو جس قدر وہاں جانا ہوا، صرف ایک روز کا اعتکاف اور روزہ رکھ کر کرلیں[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۱ھ

---

[1] لایخرج لعیادة المریض ومجلس العلم، وصلاة الجنازة وانجاء الغریق والحریق والجهاد ولو كان النفیر عاما واداء الشهادة فانه یفسد، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۹، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، المحيط ص ۳/۳۸۰، الفصل الثانی عشر فی الاعتكاف، مطبوعه ڈابھیل، شامی كراچی ص ۲/۴۴۷، باب الاعتكاف، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کے لئے کیا صوم شرط ہے؟

سوال:- ایک شخص رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے، مگر ایک دن بھول سے صبح ہوجانے پر سحری کھالی رات سمجھتے ہوئے، اب دن غروب ہونے پر افطار کرتا ہے، تو واجب اعتکاف کے اندر خلل واقع نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس اعتکاف کے لئے صوم شرط نہیں: **والصوم شرط لصحة الاعتكاف المنذر وراهـ (طحطاوی علی المراقی[1] الفلاح ص: ۵۷۸)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

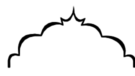
دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۹۵ھ

معتکف کا قرآن پاک پڑھانا

سوال:- معتکف قرآن مجید ناظرہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ بچے پہلے سے بھی پڑھتے ہوں؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] لزوم الاعتكاف المسنون بالشروع وان لزوم قضاء جميع او باقيه مخرج على قول ابى يوسف اما على قول غيره فيقضى اليوم الذى افسده لاستقلال كل يوم بنفسه، (شامی کراچی ص۲/۴۴۵، باب الاعتكاف، عالمگیری س۱/۲۱۳، الباب السابع فی الاعتكاف، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه ص۲/۴۱۴، الفصل الثانی عشر فی الاعتكاف، مطبوعه کراچی)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] طحطاوی علی المراقی الفلاح ص:۵۷۸، باب الاعتكاف. سكب الانهر ص۱/۳۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۲/۳۰۰، باب الاعتكاف، مطبوعه الماجديه كوئٹه.



الجواب حامداً ومصلیاً

پڑھا سکتا ہے،[۱] لیکن اگر بچے اتنے چھوٹے ہوں کہ پاکی ناپاکی نہ سمجھتے ہوں تو ان کو مسجد میں نہ بٹھایا جائے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا تمباکو کھانا

سوال:- معتکف تمباکو کا پان مسجد میں کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کھا سکتا ہے جب کہ بدبودار نہ ہو[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

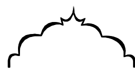
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ ویلازم التلاوة والحدیث والعلم وتدریسه وسیر النبی ﷺ والانبیاء علیهم الصلاة والسلام واخبار الصالحین وکتابة امعد الدین، فتح القدیر ص۳۹۸/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالفکر بیروت، مراقی الفلاح، مع الطحطاوی س ۵۸۱، باب الاعتکاف، مطبوعه مصری، الدالمختار علی الشامی کراچی ص۴۵۰/۲، باب الاعتکاف.

۲ ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم والا فیکرهٗ. (الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص: ۴۴۱، ج: ۱، مطوعه کراچی ص۶۵۶/۱، مطلب فی احکام المسجد، باب مایفسد الصلاة، عالمگیری ص ۳۲۱/۵، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، مطبوعه کوئٹه، البحر الرائق ص۲۵۰/۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، مطبوعه کوئٹه، حلبی کبیری ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور پاکستان)

۳ ویکره اکل ونوم الالمعتکف وغریب واکل نحو ثوم ویمنع منه (ملخصاً الدر) وملحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



معتکف کا بیڑی سگریٹ پینا

سوال:- زید بیڑی سگریٹ کا بہت ہی عادی ہے بغیر پئے رہ نہیں سکتا، تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بہ حالتِ اعتکاف مسجد کے باہر بیڑی سگریٹ استعمال کرے یا مسجد میں رہ کر ہی؟ اور زید کے علاوہ مسجد میں معتکف بننے کو کوئی تیار نہیں ہے؟ تو اس صورت میں اس کو معتکف بنایا جائے، یا ترک کر دیا جائے؟ نیز حاجتِ انسانی کے اندر کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟ تفصیل درکار ہے؟

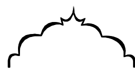
الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف کی فضیلت بھی بہت ہے اور منفعت بھی بہت ہے، اس کی طرف اہتمام سے توجہ کی جائے[1]۔ جب قضائے حاجت (پاخانہ پیشاب) کے لئے رات کے وقت مسجد سے باہر جائے تو وہاں یہ حاجت (بیڑی سگریٹ) بھی پوری کرتا آئے، وضو اور مسواک وغیرہ سے منہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ کریهة ماكولا اوغيره. (شامی نعمانيه ص: ۴۴۴، ج: ۱، شامی کراچی ۶۶۹، ج: ۱، قبیل باب الوتر والنوافل) يجب ان تصان عن ادخال الرايحة الكريهة لقوله عليه السلام من اكل الثوم والبصل والنكراث فلا يقربن مسجدنا فان الملائكة تتاذى ممايتأذى منه بنو آدم متفق عليه، (حلبی کبیری ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، عمدة القاری ص ۳/۱۴۴، الجزء السادس، باب ماجاء فی اکل الثوم النی والبصل الخ، کتاب الآذان، مطبوعه دار الفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] ومحاسنة كثيرة لان فيه تفريغ القلب عن امور الدنيا وتسليم النفس الى المولٰى وهو من اشرف الاعمال اذا كان عن اخلاصٍ. (البحر الرائق کوئٹہ ص: ۲۹۹، ج: ۲، باب الاعتکاف، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۸۴، مطبوعه مصری، باب الاعتکاف، بدائع ص ۲/۲۷۳، اول کتاب الاعتکاف، مطبوعه زکریا دیوبند)



خوب صاف کرے، بدبودار منہ لے کر مسجد میں نہ آئے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۹۲ھ

اعتکاف میں بیڑی پینا

سوال: -(۱) حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر بیڑی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر جائز ہے تو کراہت کے ساتھ جائز ہے یا بغیر کراہت کے؟

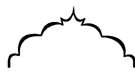
(۳) اس سے پہلے مفتی صاحب فتویٰ دے چکے ہیں کہ قضاء حاجت کے وقت بیڑی وغیرہ پی کر منہ کو مسواک سے خوب صاف کر کے مسجد میں داخل ہو تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قضائے حاجت تو صرف زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ ہو سکتا ہے، اور بیڑی پینے کی ضرورت دس مرتبہ ہوتی ہے، تو یہ دس مرتبہ کہاں استعمال کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) منع ہے[2]۔

[1] ویکره اكل ونوم الالمعتكف وغريب واكل نحو ثوم ويمنع منه (ملخصاً الدر) وملحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة ماكولا اوغيره. (شامی کراچی ص ۶۶۹/۱، قبيل باب الوتر والنوافل، حلبی کبیری ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، عمدة القاری ص ۱۴۴/۳، جزء:۶، باب ماجاء فی اكل الثوم الخ، طبع دارالفكر بيروت.

[2] واكل نحو ثوم ويمنع منه الى قوله علة النهى آذى الملائكة وآذى المسلمين ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة ماكولا أو غيره: شامی کراچی ص: ۶۶۱، ج: ۱، مطلب فی الغرس فی المسجد. حلبی کبیری ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، عمدة القاری ص ۱۴۴/۳، جزء:۶، باب ماجاء فی اكل الثوم، مطبوعه دارالفكر بيروت.



(۲) مکروہ تحریمی ہے[۱]۔

(۳) مسجد میں ہرگز نہ پیئے[۲] جب سب مرغوبات کو ترک کیا ہے، تو اس سے بھی صبر کرے، اعتکاف کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ صبر کی عادت پیدا ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۹۲ھ

بار بار بیت الخلاء جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا

سوال: -معتکف کو دست لگنے لگے اس وجہ سے ۱۵/۲۰/ بار دن میں گھر جانا پڑتا ہے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

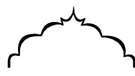
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ فیفهم منه حکم النبات الذی شا ع فی زماننا المسمّی بالتتن فتنبه وقد کرهه شیخنا العمادی فی هدیته الی قوله ظاهر کلام العمادی أنه مکروه تحریما ویفسق فتعاطیه. شامی کراچی ص: ۴۶۰، ج: ۶، کتاب الاشربة قبیل کتاب الصید.

۲ واکل نحوثم ویمنع منه الی قوله علة النهی آذی الملائکة وآذی المسلمین. (شامی کراچی ص: ۶۶۱، ج: ۱، مطلب فی الغرس فی المسجد، حلبی کبیری ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور پاکستان)

۳ وان خرج بعذر یغلب وقوعه وهو ما مر. (ای من الحاجة الطبعیة والشرعیة) لا غیر لایفسد. (شامی کراچی: ۴۴۷، ج: ۲، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص ۳۷۸/ ۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه ص ۴۱۱/ ۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعه کراچی)



معتکف بیتُ الخلاء کے لئے نکل کر کتنا کام کرسکتا ہے؟

سوال:- معتکف کا بیتُ الخلاء کر کے گھر میں جانا، بیوی بچوں سے بات چیت کرنا، کوئی کتاب اٹھا کرلانا، کاغذات حساب وغیرہ کے اُٹھا کرلانا، باہر سے آئی ہوئی ڈاک پڑھنا، مہمانوں سے بات چیت کرنا، جو باہر سے آئے ہوں سلام دعاء، خیر وعافیت دریافت کرنا، کپڑے بدن، نہانا اور کپڑے دھونا، خطوط کے جواب لکھنا وغیرہ عمل کرسکتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بیتُ الخلاء سے فارغ ہوکر ان کاموں کے لئے مستقلاً مکان پر نہ ٹھہرے، چلتے چلتے ضروری بات سلام ودعا مہمان سے کرسکتا ہے[1]، بقیہ اشیاء مکان سے لاسکتا ہے، ڈاک مسجد میں لاکر پڑھے مسجد میں ہی جواب لکھے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

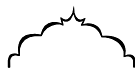
معتکف سحر وافطار، استنجاء اپنے مکان پر کرے

سوال:- معتکف کا مکان مسجد سے چندقدم پر ہے، معتکف سحر وافطار، چھوٹا بڑا استنجاء

---

[1] وحرم علیه الخروج الالحاجة الانسان طبعیة کبول وغائط (الدر) ولا یمکث بعد فراغه من الطهور. (شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲، باب الاعتکاف، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص۳۷۸/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلیمیة بیروت)

[2] (وکره) تکلم الا بخیر کقراءة قرآن وحدیث وعلم، وکتابته امور الدین (الدرالمختار مع الشامی ملخصاً ص ۴۵۰، ج۲، باب الاعتکاف، مطبوعه کاراچی، تاتارخانیه ص ۴۱۴/۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعه کراچی، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۸۱، باب الاعتکاف، مطبوعه مصری)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

غسل وغیرہ گھر کرسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

چھوٹا بڑا استنجاء تو بہر حال مسجد سے باہر ہی ہوگا، غسلِ جنابت بھی باہر کرے گا[۱]۔ سحر وافطار کی مسجد میں اجازت ہے، اس کے لئے باہر نہ جائے، کوئی لانے والا نہ ہوتو مکان سے جا کرلے آئے، استنجاء کے لئے اگر اپنے گھر ہی کا عادی ہوتو وہاں چلا جایا کرے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف میں حدث

سوال:-اعتکاف میں جاگتے اورسوتے بار بار حدث ہوتا ہوتو بار بار وضو کرنا ہوگا، اورایسی حالت میں تفسیر وفقہی کتب کا دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

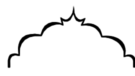
باوضو رہنا مستحب ہے، واجب نہیں[۳]۔ تفسیر وفقہ کی کتب کا مطالعہ بھی باوضو مستحب

---

[۱] وحرم عليه الخروج الالحاجة الانسان طبعية كبول وغائط وغسل لواحتلم. (الدرالمختار علـى الشـامى كراچى ص۴۴۵/۲، باب الاعتكاف، تاتارخانيه ص۴۱۲/۲، الفصل الثانى عشـر فـى الاعتكـاف، مـطبـوعـه كراچى، النهر الفائق ص۴۶/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دالكتب العلمية بيروت)

[۲] اذا كـان لايالف غيره بان لا يتيسر له الاّ فى بيته فلا يبعد الجواز بلا خلاف. (شامى كراچى ص:۴۴۵، ج:۲، شامى نعمانيه ص:۱۳۲، ج:۲. باب الاعتكاف.

[۳] ومـنـه (من المندوب) المحافظة على الوضوء وتفسير ان يتوضاء كلما احدث (تاتارخانيه ص۱۱۳/۱، قبل مايوجب الوضوء، مطبوعه كراچى، خانيه كوئٹه ص۳۲/۱، باب الوضوء والغسل الخ، فصل فى صفة الوضوء، طحطاوى مصرى ص۲۶، فصل فى اوصاف الوضوء)



ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بحالتِ اعتکاف اخراجِ ریاح

سوال:- مجھے خروجِ ریح کا مرض ہے، خروجِ ریح آواز اور بغیر آواز دونوں طرح سے ہوتا ہے، تو اس حالت میں کیا میں اعتکاف کرسکتا ہوں؟ اگر اس بستی میں ایسے شخص کے سوا کوئی اور شخص اعتکاف سنت علی الکفایہ میں معتکف ہونے والا نہ ہو تب بھی اسکو اعتکاف کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس چیز سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے، اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے[۲]، مسجد میں احداث مکروہ ہے[۳]، جس کا یہ حال ہو کہ اس کو ریاح سے نجات نہ ہو واس کو احترامِ مسجد کے پیشِ نظر اعتکاف سے احتیاط چاہئے خاص کر جب کہ کوئی دوسرا اعتکاف کرنے والا موجود ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

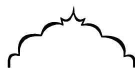
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۸۹ھ

---

[۱] وضوء مندوب فی احوال کثیرة کمس الکتب الشرعیة. (مراقی مصری ص:۱۳، فصل فی اوصاف الوضوء، طحطاوی مصری ص:۲۶، فصل فی اوصاف الوضوء، شامی کراچی ص:۱۷۶، ج:۱، قبیل باب المیاہ)

[۲] وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من اکل من ھذہ الشجرة المنتنة فلا یقربن مسجدنا فان الملائکة تتأذی مما یتاذی منه الانس، متفق علیه، (مشکوۃ شریف ص۶۸، باب المساجد، ومواضع الصلوۃ، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[۳] لایخرج الریح فیه من الدبر. (شامی کراچی ص۶۵۶/۱، شامی نعمانیه ص:۴۴۱، ج:۱، مطلب احکام المسجد، وشامی کراچی ص۱۷۲/۱، کتاب الطهارة، یوم عرفة افضل من یوم الجمعة، عالمگیری ص ۳۲۱/۵، کتاب الکراھیة، الفصل الخامس فی آداب المسجد)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

مسجد کی ایک جانب سے دوسری جانب منتقل ہونا

سوال:- اعتکاف میں مسجد کے دائیں رُخ پر کھڑکی دریچہ ہے جہاں ہوا اور روشنی کی تنگی ہے، اور بائیں طرف بڑے بڑے دروازے موجود ہیں، جہاں ہوا اور روشنی کی کافی سہولت ہے تو معتکف دائیں سمت کو چھوڑ کر بائیں جانب اپنا حصار کا پردہ باندھنے میں افضل واولیٰ کا معاملہ رہتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں کافی توسع ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کا اعتکاف گھر پر نفلی ہے یا سنت ہے

سوال:- گھر پر عورت کا اعتکاف نفل ہوگا یا سنت؟

الجواب حامداً ومصلیاً

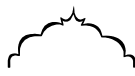
وہ نفلی اعتکاف بھی کر سکتی ہے سنت بھی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] هو (الاعتكاف) شرعاً لبث ذكر في مسجد جماعة مطلقاً (الدر المختار مع الشامي ص: ۴۴۰، ج: ۲، باب الاعتكاف، عالمگيری ص ۱/۲۱۱، الباب السابع في الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص ۲/۴۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[2] والمرأة تعتكف في مسجد بيتها وينقسم اى الاعتكاف الى واجب وهو المنذور والى سنة مؤكدة وهو في العشر الاخير من رمضان والى مستحب وهو ما سواهما. (عالمگيری كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السبع في الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۵، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الدرالمختار على الشامي كراچی ص ۲/۴۴۱، باب الاعتكاف)



ترکِ اعتکاف سے کیا عورت بھی گنہگار رہے؟

سوال:- اگر کسی بستی سے کوئی صاحب معتکف نہ ہوئے، تو صرف بالغ مرد گناہگار ہوں گے یا مرد، عورت، بالغ، نابالغ لڑکے بھی گنہگار رہوں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغ مکلّف نہیں اس پر گناہ نہیں[1]۔ عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے، بلکہ اپنے مکان میں ایک جگہ متعین کر کے وہیں اعتکاف کرے[2]۔ کسی نے بھی نہ کیا تو سب بالغ ترکِ سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نابالغ کا اعتکاف

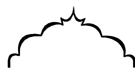
سوال:- نابالغ بچہ معتکف ہوا کیا حکم ہے؟

---

[1] فصل واما شرائط صحته فنوعان الی ان قال اما مایرجع الی المعتکف فمنها الاسلام والعقل الخ، بدائع زکریا ص ۲/۲۷۴، کتاب الاعتکاف، شرائط صحته، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص ۱/۲۱۱، الفصل السابع فی الاعتکاف، مطبوعه کوئٹه.

[2] او لبث امرأة فی مسجد بیتها ویکره فی المسجد. (درمختار مع الشامی ص: ۴۴۱، ج: ۲، باب الاعتکاف، مطبوعه کراچی، طحطاوی علی المراقی ص ۵۷۶، باب الاعتکاف، مطبوعه مصری، النهر الفائق ص ۲/۴۵، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[3] لوترک أهل بلدة بأسرهم یلحقهم الاساء والا فلا کالتاذین. (مجمع الانهر ص ۱/۳۷۶، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلیمیة بیروت)



الجواب حامداً ومصلیاً

وہ اعتکاف کرے گا تو اس کو بھی ثواب ملے گا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اعتکاف سے روکنا

سوال:- کوئی جاہل معتکف صاحب کو ممانعت کرے اور کہے کہ اس مسجد سے چلے جاؤ، یہاں اعتکاف کی ضرورت نہیں، تو ایسے نامعقول کے لئے شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے وجہ دریافت کرکے اس کا شبہ رفع کردیا جائے اگر وہ محض عناداً کہتا ہو تو اس کی طرف التفات کی ضرورت نہیں، اس کا شرعی حکم آپ نے خود ہی لکھ دیا کہ وہ جاہل نامعقول ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

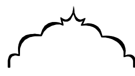
---

[1] (۱) واما البلوغ فليس بشرط حتى يصح اعتكاف الصبى العاقل الخ، البحر الرائق ص ۲۹۹/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه الماجديه كوئٹه، بدائع زكريا ص ۲۷۴/۲، كتاب الاعتكاف، شرائط صحته، شامى كراچى ص ۴۴۰/۲، باب الاعتكاف،

(۲) حسنات الصبى له لا لابويه بل لهما ثواب التعليم. (الدر المختار على الشامى كراچى ص: ۲۱۵، ج: ۲، شامى نعمانيه ص: ۵۸۷، ج: ۱، كتاب الجنائز)

[2] خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين. سورۂ اعراف ص: ۱۹۹،

ترجمہ:- عادت کر درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے۔



اعتکاف کی حالت میں تقبیلِ وجہ

سوال:- معتکف نے محض دلداری کی خاطر بلاشہوت اپنی بیوی کے رُخسار کو چوم لیا، تو مطلق بوسہ لینا مفسدِ اعتکاف ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنا درست نہیں، لیکن اس سے نہ اعتکاف فاسد ہوا نہ روزہ فاسد ہوا، قضاء بھی واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۰/۸۹ھ

معتکف کے لئے امور مباح

سوال:- معتکف کو کبھی پردہ سے باہر یعنی مسجد کے جماعت خانہ میں بھی نماز سنت ونفل وتلاوت قرآن یا کسی کتاب کا دیکھنا کیسا ہے؟ اور جماعت خانہ میں کتاب کا سنانا، اذان دینا، تکبیر کا کہنا، وعظ کہنا، عمدہ اخبار کا دیکھنا اور دینی مضامین کا ترجمہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

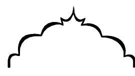
یہ سب درست ہے[2]، البتہ اذان بلند مقام پر کہنا مستحب ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولو لم ينزل (اى بقبلة اولمس) لم يبطل ولذا لم يفسد به الصوم وان حرم الكل اى كل ما ذكر من دواعى الوطئ اذلا يلزم من عدم البطلان بها حلها لعدم الحرج. (شامى كراچى ص: ۴۵۰، ج: ۲، شامى نعمانيه ص: ۱۳۵، ج: ۲، باب الاعتكاف، تاتارخانيه ص ۲/۴۱۳، باب الاعتكاف، مطبوعه كراچى، بدائع زكريا ص ۲/۲۸۶، كتاب الاعتكاف، مايفسده ومالايفسده)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

ملاقاتیوں سے معتکف کا بات چیت اور خیریت معلوم کرنا

سوال:- باہر کے حضرات ملاقات کے لئے آئیں تو ان سے بات چیت خیریت اور دوسرے غائب حضرات کے حالات معلوم کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کرسکتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

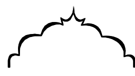
معتکف کا ہڈی وغیرہ ڈالنے کے لئے باہر نکلنا

سوال:- اعتکاف کی حالت میں ہاتھ دھونے کا پانی اور دسترخوان پر ہڈی یا کھجور کی گٹھلی وغیرہ مسجد کے باہر پھینک سکتا ہے؟ اسی طرح بوریا یا بستر وغیرہ دھوپ میں رکھ سکتا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ ویکره صمت وتكلم الابخير كقراءة قرآن وحديث وعلم وتدريس فى سير الرسول عليه السلام وقصص الانبياء عليهم السلام وحكايات الصالحين وكتابة امورا لدين. (الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص: ۱۳۵، ج: ۲، شامى كراچى ص: ۴۴۹، ج: ۲، باب الاعتكاف، فتح القدير ص۳۹۸/ ۲، مطبوعه دارالفكر بيروت، عالمگيرى ص۲۱۲/ ۱، الفصل السابع فى الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه)

۳؎ ويسن الآذان فى موضع عال، شامى زكريا ص۴۸/ ۲، باب الآذان،

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ ويكره صمت وتكلم الا بخير وهو مالا اثم فيه ومنه المباح عند الحاجة اليها. (الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص: ۱۳۵، ج: ۲، شامى كراچى ص: ۴۴۹، ج: ۲، باب الاعتكاف، البحر الرائق ص۳۰۴/ ۲، باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه، مجمع الانهر ص۳۸۰/ ۱، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، طحطاوى ص ۵۸۱، مطبوعه مصرى)



الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد ہی سے گٹھلی پانی وغیرہ باہر پھینک سکتا ہے، اور مسجد ہی سے بوریا بستر وغیرہ دھوپ میں رکھ سکتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

معتکف کا قضائے حاجت کو جاتے ہوئے سلام وکلام کرنا

سوال:- بیت الخلاء جاتے ہوئے کسی کی خیریت پوچھ سکتے ہیں، اگر کوئی اپنی خیرت معلوم کرے سلام کا اشارہ کرے تو جواب دینا وغیرہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

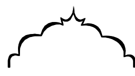
آتے جاتے سلام کرنا جواب دینا خیریت بتانا پوچھنا، سب درست ہے[۲]۔
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اس لئے کہ معتکف کے لئے نکلنا ممنوع اور یہ پھینکنے اور رکھنے کے لئے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ ولا یخرج منه الالحاجة شرعية كالجمعة اوطبعية كالبول والغائط. (البحرالرائق ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، طحطاوی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصری، مجمع الانهر ص ۳۷۸/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت)

[۲] البتہ طبعی ضرورت کو پورا کرنے کے بعد سلام کرنے یا اس کا جواب دینے کے لئے ٹھہرنا منع ہے۔ لایخرج منه الا لحاجة شرعية كالجمعة اوطبيعية كالبول والغائط ولا يمكث بعد فراغه من الطهور لان ماثبت بالضرورة بتقدر يقدرها. (البحر الرائق کوئٹه ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، طحطاوی مصری ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، شامی کراچی ص ۴۴۵/ ۲، باب الاعتكاف)



معتکف کا مسجد میں بذریعۂ مائک باہر مجمع کو خطاب کرنا

سوال:- کیا معتکف مائک کے ذریعہ باہر کے جلسۂ عام میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے خطاب کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کرسکتا ہے، جب کہ وہ خطاب دینی واصلاحی مضامین سے متعلق ہو[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف کفایہ ہر مسجد ہر شہر میں ہے؟

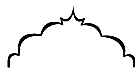
سوال:- کتنی آبادی پر ایک آدمی کا اعتکاف کافی ہوگا، مثلاً جیسے مدراس، کلکتہ، بمبئی وغیرہ میں ایک آدمی کا اعتکاف کافی ہوگا، یا کئی آدمیوں کو بیٹھنا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات یہ ہے، کہ ہر مسجد میں کم از کم ایک آدمی اعتکاف کرے، اس سنت علی الکفایہ کی طرف سے بہت غفلت ہے، جو کہ بہت بڑی محرومی ہے، اگر محلّہ یا شہر میں ایک بھی معتکف

---

[1] ویکره تکلم الابخیر کقراءة قرآن وحدیث وعلم وتدریس فی سیر الرسول علیه السلام وقصص الانبیاء علیهم السلام وحکایات الصالحین. (ملخصاً الدرالمختار مع الشامی ص: ۱۳۵، ج: ۲، مطبوعه نعمانیه، شامی کراچی ص: ۴۴۹، ج: ۲، باب الاعتکاف، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۱، باب الاعتکاف، هندیه کوئٹه ص ۲۱۲/۱، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف)



ہے تو کافی ہو جائے گا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف میں غسل

سوال:- حالت اعتکاف میں آرام وٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے غسل کرنا جائز ہے؟ اگر غسل کرے تو مسجد کے اندر یا باہر؟

(**الف**) کنواں، غسل خانہ وضو کی جگہ مسجد کے حدود میں ہے یا باہر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غسل کرنا درست ہے، مسجد ہی میں کسی ٹپ وغیرہ بڑے برتن میں لے کر[۲]۔ اگر غسل خانہ میں استنجاء کرنے جائے تو وہاں بھی جلدی سے کرسکتا ہے۔

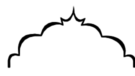
(**الف**) عامۃً یہ چیزیں حدود مسجد سے خارج ہوتی ہیں بلاضرورت معتکف کو وہاں جانا درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] (سنة كفاية) فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين. (شامی نعمانيه ص: ۱۳۹، ج: ۲، شامی كراچی ص: ۴۴۲، ج: ۲، باب الاعتكاف، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۷۸، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص۱/۳۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[۲] لو امكنه من غير ان يتلوث المسجد فلا بأس به بدائع ای بان كان فيه بركة ماء او موضع معه للطهارة او اغتسل فی اناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل. (شامی كراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲، شامی نعمانيه ص: ۱۳۲، ج: ۲، باب الاعتكاف، بدائع زكريا ص۲/۲۸۷، كتاب الاعتكاف، فصل واما ركن الاعتكاف، هنديه كوئٹه ص۱/۲۱۳، الباب السابع فی الاعتكاف)



اعتکاف مسجد ہی میں ہے باہر نہیں

سوال: - رمضان شریف میں ایک عشرہ کا تین روز کا اعتکاف فرض کفایہ مسجد میں کرنا ضروری ہے، یا نہیں؟ ایک شخص مسجد کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ مسجد میں کپڑے بھی خراب ہوسکتے ہیں ہوا بھی خارج ہوسکتی ہے، مسجد کے علاوہ بھی دوسری جگہ اعتکاف ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ مسجد کے نیچے کا حصہ جس کو تحت الثریٰ بولتے ہیں، اس میں اعتکاف کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ اس میں لیٹنا، بیٹھنا جانوروں کا باندھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

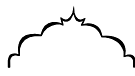
رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف فرض کفایہ نہیں، بلکہ سنت کفایہ ہے[1]، اور یہ مسجد ہی میں ہوتا ہے، خارج مسجد کسی مکان میں یا صحن مسجد سے الگ جہاں جوتے اتارتے ہیں، جو نماز کے لئے متعین نہیں ہے وہاں درست نہیں[2]، عورت البتہ اپنے مکان میں اعتکاف کرے گی[3]۔ اگر مسجد میں اعتکاف کی حالت میں بدن ناپاک ہوجائے کپڑے خراب ہوجائیں

---

[1] وسنة مؤكدة فى العشر الأخير من رمضان اى سنة كفاية كما فى البرهان وغيره. (درمختار على هامش الشامى كراچى ص: ۴۴۲، ج: ۲، مطبوعه زكريا ص: ۴۳۰، ج: ۳، باب الاعتكاف، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص۵۷۸، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص۱/۳۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[2] هو لبث ذكر فى مسجد جماعة هو ماله امام ومؤذن (الدر مع الشامى كراچى ص ۲/۴۴۰، باب الاعتكاف، هنديه كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فى الاعتكاف، النهر الفائق ص۲/۴۳، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[3] امرأة فى مسجد بيتها ويكره فى المسجد ولا يصح فى غير موضع صلاتها من بيتها درمختار على الشامى كراچى ص: ۴۴۱، ج: ۲، مطبوعه زكريا ص: ۴۲۹، ج: ۳. باب الاعتكاف



تو مسجد سے باہر جا کر پاکی حاصل کر لے[۱]، اعتکاف کی حالت میں وہاں کھانا پینا سونا سب درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۳/۹۵ھ

غسلِ سنت وتبرید کے لئے معتکف کا خروج

سوال: -معتکف کو غسلِ سنت یا غسل تبرید کے لئے مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ مع حوالہ کتب تحریر فرمایا جائے۔

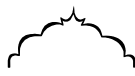
الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جزئیہ صراحۃً نہیں ملا، اشعۃ اللمعات میں اورادا حسانی سے مطلقاً خروج للغسل کو نقل کیا ہے[۳]، غسل واجب ہو یا سنت ہو، لیکن اورادا حسانی بذاتِ خود ایک مجموعۂ موضوعات ہے۔

۱؎ وحرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبيعية كبول وغائط وغسل لواحتلم ولايمكنه الاغتسال في المسجد الى قوله ولا يمكث بعد فراغه من الطهور. (درمختار على الشامى كراچى ص:۴۴۵، ج:۲، شامى زكريا ص:۴۳۴، ج:۳. باب الاعتكاف، النهر الفائق ص۴۶/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه مكه مكرمه، فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف)

۲؎ وخص المعتكف بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه لنفسه اوعياله فلو لتجارة كره: (درمختار على الشامى كراچى ص:۴۴۸، ج:۲، شامى زكريا ص:۴۴۰، ج:۳. باب الاعتكاف، النهر الفائق ص۴۷/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف)

۳؎ وكان لايدخل البيت الا لحاجة الانسان (الى قوله) وہمچنیں برائے نماز جمعہ وغسل جمعہ روایتے صریح درآں از اصول نمی یابم جز آنکہ درشرح اوراد گفتہ است کہ بیروں می آمد برائے غسل فرض باشد یا نفل متفق علیہ (اشعة اللمعات ص۱۲۰/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه نوريه رضويه كراچى)



بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ غسل تبرید یا غسل مسنون کے لئے مستقلاً نہ نکلے بلکہ قضائے حاجت کے لئے جب نکلے تو استنجاء کرتے وقت غسل بھی کر لے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۷/۲/۶۶ھ

وضو اور اذان کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا

سوال:- (۱) معتکف اذان دینے کے لئے مسجد کی حد سے باہر جا سکتا ہے، یا نہیں؟

(۲) اور مسجد میں کسی برتن میں اس طرح وضو کرنے پر قادر ہونے کے باوجود کہ تلویث مسجد لازم نہ آوے، معتکف وضو کرنے کے لئے باہر جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

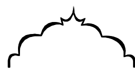
(۱) مؤذن منارۂ مسجد پر چڑھ کر اذان دے اور اس کا دروازہ خارجِ مسجد ہو تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، کذا فی البدائع ص[۲]: ۱۱۵، ج: ۲، رد المحتار[۳] ص: ۱۸۱، ج: ۲، والبحر

---

[۱] لو خرج لها ثم ذهب لعيادة مريض اوصلاة جنازة من غير ان يكون خرج لذلک قصدا فانه جائز. (شامی کراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲، شامی نعمانيه ص: ۱۳۲، ج: ۲، باب الاعتکاف، بحر کوئٹه ص ۲/۳۰۲، باب الاعتکاف، بدائع زکريا ص ۲/۲۸۴، کتاب الاعتکاف، فصل واما رکن الاعتکاف)

[۲] ولو صعد المئذنة لم يفسد اعتکافه بلا خلاف وان کان باب المئذنة خارج المسجد لان المئذنة من المسجد. (بدائع الصنائع زکريا ص ۲/۲۸۴، کتاب الاعتکاف، فصل واما رکن الاعتکاف الخ)

[۳] شامی کراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲، شامی نعمانيه ص: ۱۳۲، ج: ۲، باب الاعتکاف



ص[1]:۳۰۳، ج:۲، والفتح ص[2]:۱۱۱، ج:۱، لیکن حدِ مسجد سے باہر جا کر اذان دینے کا حکم میں نے نہیں دیکھا البتہ سکب الانہر ص:۲۵۲، ج:۱، میں خروج للاذان کی اجازت دی ہے اور منارہ کی قید نہیں لگائی[3]۔

(۲) مسجد میں اس طرح وضو کرنے کے متعلق **لا بأس بہ** کا لفظ مذکور ہے، جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ واجب نہیں بلکہ باہر بھی جا سکتا ہے[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا خارج مسجد سے ہو کر اذان کے لئے جانا

سوال: -مسجد کے زینہ پر سے جو کہ مسجد سے خارج ہے اذان کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی گنجائش ہے[5]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

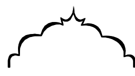
[1] البحر الرائق کوئٹہ ص:۳۰۳، ج:۲، باب الاعتکاف،

[2] فتح القدیر ص:۳۹۶، ج:۲، باب الاعتکاف، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

[3] ولایخرج المعتکف الا لحاجة الانسان طبیعیة او شرعیة کعید او اذان الخ، (سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۳۷۸/ ۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[4] فلو امکنه من غیر ان یتلوث المسجد فلا بأس به. (شامی کراچی ص:۴۴۵، ج:۲ باب الاعتکاف، بدائع زکریا ص:۲۸۴، ج:۲، کتاب الاعتکاف، فصل واما رکن الاعتکاف الخ، بحر کوئٹہ ص۳۰۳/۲، باب الاعتکاف)

[5] وحرم علیه الخروج الا لحاجة الانسان طبیعیة أو شرعیة کعید وأذان لو مؤذنا وباب المنارة خارج المسجد. (درالمختار علی هامش الشامی کراچی ص:۴۴۴، ج:۲، مطبوعه زکریا ص:۴۳۴، ج:۳. باب الاعتکاف، بدائع زکریا ص۲۸۴/ ۲، فصل واما رکن الاعتکاف، البحر الرائق ص۳۰۳/۲، باب الاعتکاف)



معتکف کا وضو کے لئے گھر جانا

سوال:- اگر معتکف کا وضو ٹوٹ جائے اور پانی مسجد سے باہر ہو اور کوئی شخص بھی موجود نہ ہو تو کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گھر جا کر وضو کرے اور فوراً واپس آجائے: **ولا بأس بان يدخل بيته للوضوء ولا يمكث بعد الفراغ**[1] (مجمع الانہر) لیکن یہ حکم واجب وضو کا ہے، مستحب وضو کے لئے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں وضو کا انتظام نہ ہو تو معتکف ندی پر وضو کرلے

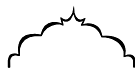
سوال:- مسجد میں وضو کے لئے پانی کا انتظام نہیں، قریب ۶۰/۵۰ رقدم پر ندی ہے سب لوگ ندی سے وضو کر کے آتے ہیں، معتکف بھی ہر نماز کا وضو کرنے غسل کرنے کپڑے دھونے جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک دفعہ جائے آئندہ کے لئے پانی لیتا آئے، فرش مسجد کے کنارے پر بیٹھ کر وضو کر لیا کرے، جب پانی ختم ہو جائے اور کوئی لانے والا نہ ہو تو خود چلا جائے، کپڑے بھی لا کر مسجد

---

[1] مجمع الانهر ص:۳۷۸، ج:۱، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، طبع دار الكتب العلمية بيروت. هنديه كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف، محيط برهانى ص ۳/۳۸۰، الفصل الثانى عشر فى الاعتكاف، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل گجرات)



کے کنارے بیٹھ کر دھوئے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا حوض سے پانی لینا

سوال:- اگر حمام مسجد کے فرش سے الگ ہو تو معتکف وضو کے لئے حوض سے پانی لے سکتا ہے یا نہیں، جب کہ اندر کوئی آدمی ہی نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی پانی لانے والا نہیں ہے تو لا سکتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

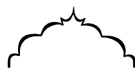
معتکف کا جامع مسجد میں جمعہ کے لئے جانا

سوال:- ایک مسجد میں تین آدمی اعتکاف میں بیٹھے ایک ساتھ اب الوداع جمعہ آیا، اور یہ اعتکاف کی مسجد جامع مسجد سے دوسرے محلّہ میں تھی، اور جامع مسجد کا محلّہ دوسرا ہے، اور

---

[1] وحرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبيعية كبول وغائط وغسل لو احتلم ولا يمكنه الاغتسال في المسجد كذا في النهر. (درمختار علی ہامش الشامی کراچی ص: ۴۴۵، ج: ۲ باب الاعتکاف، النہر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتکاف، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، ہندیہ کوئٹہ ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف)

[2] ولا يخرج المعتكف من معتكفه ليلا ولا نهاراً الا بعذر. (تاتارخانیہ کراچی ص: ۴۱۱، ج: ۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، محیط برہانی ص ۳/۳۷۹، کتاب الصوم، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعہ مجلس علمی گجرات، عالمگیری کوئٹہ ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

یہ تینوں معتکف اس مسجد سے جامع مسجد گئے نماز جمعہ کے لئے ان میں سے ایک آدمی جامع مسجد کا پیش امام ہے، اس نے جاتے ہی ایک آدمی سے عام آدمیوں کے سامنے پوچھا کہ گھڑی میں چابی دے دی گئی ہے یا نہیں؟ اور نماز عید کے بارے میں ٹائم معلوم کرنے کو عام آدمیوں کے سامنے کچھ باتیں کیں اور قریب بیس منٹ کچھ دین کی باتیں بھی بیان کیں، حالاں کہ دین کی باتیں اور گھڑی میں چابی یہ سب پیش امام ہی ہر جمعہ کو دیتا رہا ہے، اب علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کا کیا حکم ہے اس مسئلہ میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں ان لوگوں کا اعتکاف فاسد نہیں ہوا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۲ھ

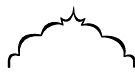
معتکف کا تبلیغی اجتماع میں شرکت کرنا

سوال:- کیا معتکف تبلیغی اجتماعات میں تقریر وغیرہ کرنے شریک ہوسکتا ہے، جب کہ اس کی شرکت کے بغیر اجتماع کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن حوائج طبعیہ شرعیہ کیلئے معتکف کو مسجد سے نکلنے کی اجازت دی گئی ہے، اس میں

[1] ولا خرج لوجه مباح كحاجة الانسان او الجمعة وعاد مريضا او صلى على جنازة من غير ان يخرج لذالك قصدا وذالك جائز وبه علم انه بعد الخروج بوجه مباح انما يضر المكث لو في غير مسجد لغير عيادة (شامی کراچی ص ۲/۴۴۶، مطبوعه زکریا ص ۳/۴۳۷، باب الاعتكاف، بحر کوئٹہ ص ۲/۳۰۲، باب الاعتكاف، بدائع زکریا ص ۲/۲۸۴، كتاب الاعتكاف، فصل واما ركن الاعتكاف)



شرکت اجتماع نہیں اس لئے اس کا اعتکاف ختم ہوجائے گا[۱]۔یہ اور بات ہے کہ اس کی وجہ سے اس سے باز پرس نہ ہو اور اس کو گنہ گار قرار نہ دیا جائے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معتکف کا اخراجِ ریح کے لئے بیت الخلاء جانا

سوال:-معتکف اگر ہوا خارج کرنے کیلئے بیت الخلاء جائے تو کیا اعتکاف فاسد ہوجائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف فاسد نہیں ہوگا[۲]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱/۹۲ھ

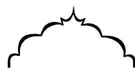
معتکف کو نماز جنازہ کے لئے باہر نکلنا

سوال:-معتکف مسجد میں اعتکاف کررہا ہے، اتفاقاً جنازہ حاضر ہوا، اب محلّہ والے

---

[۱] وحرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبيعية كبول وغائط وغسل او شرعية كعيد واذان الخ. (الدرالمختار على الشامی ص: ۴۴۴، ج: ۲، مطبوعہ کراچی، شامی زکریا ص: ۴۳۴، ج: ۳. باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف)

[۲] وكذا لا يخرج فيه الريح من الدبر كما فى الاشباه واختلف فيه السلف فقيل لا بأس وقيل يخرج اذا احتاج اليه وهو الاصح. (شامی کراچی ص: ۶۵۶، ج: ۱، شامی نعمانيه ص: ۴۴۱، ج: ۱، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب فى احكام المسجد، هنديه كوئٹه ص ۵/۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد)



بوجہ تبرک معتکف صاحب سے نماز پڑھوانا چاہتے ہیں، ان میں سے کوئی اچھی طرح نماز پڑھانا نہیں جانتا۔ شرعی اعتبار سے معتکف نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صلوٰۃ جنازہ کیلئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے: **ولو خرج لجنازة يفسد اعتكافه وكذا لصلاتها ولو تعينت عليه**[۱] **(هنديه ص: ۲۱۱، ج: ۱)**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱؍رجب ۱۳۵۶ھ

معتکف کا جنازہ میں شرکت کرنا یا عیادت کرنا

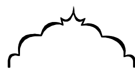
سوال: -معتکف کو شرکتِ جنازہ وعیادتِ مریض کے لئے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر آتشزدگی ہو تو اس کو بجھانا جب کہ اپنے گھر کے جلنے کا بھی خوف ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حالتِ اعتکاف میں شرکتِ جنازہ اور عیادتِ مریض کے لئے اگر مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف باقی نہیں رہے گا البتہ بغیر اس کے جائے کام نہ چلے، تو گنہگار نہیں ہوگا: **يفسد لو**

---

[۱] فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص: ۲۱۲، ج: ۱، الباب السابع فی الاعتكاف، تبيين الحقائق ص ۱/۳۵۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، شامی کراچی ص ۲/۴۴۸، باب الاعتكاف،



لعیادة مریض اوشهود جنازة وان تعینت علیه الا انه لا یاثم کمافی المریض (شامی[1] ص: ۱۳۳، ج: ۲) اس کی مثال اس طرح سمجھئے جیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سامنے کوئی نابینا ہے جو کنویں میں گرنے کے قریب ہے اور کوئی خبردار کرنے والا نہیں تو یہ نمازی فوراً اس کو جا کر بچائے یا آواز دے کر کہہ دے تو یہ گنہگار نہیں ہوگا، البتہ نماز فاسد ہوجائے گی، وہ باقی نہیں رہے گی۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۰/۲۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۹۷/۱۰/۲۷ھ

معتکف کا خارجِ مسجد تراویح کے لئے جانا

سوال:- مذکورہ صورت میں معتکف تراویح کے لئے صحن میں جا سکتا ہے یا نہیں، کہ اگر اعتکاف کیوقت نیت کی ہو تو نکل سکتا ہے ورنہ نہیں، آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

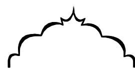
الجواب حامداً ومصلیاً

جو جگہ مسجد نہیں، وہاں تراویح پڑھنے سے تراویح کی فضیلت تو حاصل ہوجائے گی لیکن سنت کفایہ مسجد میں حاصل ہوگی، اور مسجد میں پڑھنے کا ستائیس درجہ ثواب ہے، وہ نہیں ملے گا۔

---

[1] شامی کراچی ص: ۴۴۷، ج: ۲، شامی نعمانیه ص: ۱۳۳، ج: ۲. باب الاعتكاف، هنديه کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتكاف، تبيين الحقائق ص ۱/۳۵۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] ولو رای اعمی عند البئر فخاف عليه ان يقع فيها قطع الصلاة لاجله. (فتاوی عالمگیری کوئٹه ص: ۱۰۹، ج: ۱، ممايتصل بذلك مسائل، مفسدات الصلاة)



(کبیری ص[۱]: ۳۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال:- اور اگر نہیں نکل سکتا ہو تو تمام مصلی مسجد میں پڑھیں یا صحن میں؟ حالانکہ سخت گرمی کی حالت ہے، اور مصلّی اندر پڑھنے کی حالت میں بہت بے چین رہتے ہیں تو باہر پڑھنے میں کسی قسم کا نقص تو واقع نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تمام مصلّی اگر صحن میں (جو کہ خارجِ مسجد قرار دیا ہے) پڑھیں گے تو ۲۷/درجہ ثواب میں کمی رہے گی، مسجد میں پڑھنے سے نفسِ نماز کا ثواب مستقلاً ۲۷/درجہ زیادہ ملے گا، اور گرمی کے تحمل اور معتکف کی رعایت وغیرہ امور کا ثواب مزید ملے گا، یا صحن داخلِ مسجد کیا جائے یا پنکھے وغیرہ سے ہوا کا انتظام کیا جاوے، تراویح میں پڑھنا سنت علی الکفایہ ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۹/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[۱] الجماعة فی المسجد سنة علی سبیل الکفایة: لو صلی جماعة فی البیت علی هیئة الجماعة فی المسجد نالوا فضیلة الجماعة وهی المضاعفة بسبع وعشرین درجة لکن لم ینالوا فضیلة الجماعة الکائنة فی المسجد. (کبیری ص: ۴۰۲، تراویح. طبع لاهور، شامی کراچی ص ۴۵/۲، مبحث صلاة التراویح، بحر کوئٹه ص ۶۸/۲، باب الوتر والنوافل)

[۲] **تنبیه**: خارجِ مسجد باجماعت نماز پڑھنے سے جماعت کا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

معتکف کو خارج مسجد جانا درست نہیں

سوال:- صحن کو خارج از مسجد ماننے کی صورت میں معتکف تراویح ادا کرنے کے لئے نکل سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی غلام حاجی یوسف ترکیسر ضلع سورت

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ حصہ مسقفہ میں جماعت نہیں ہوتی، تو پھر وہاں اعتکاف درست نہیں، کیونکہ ایسی حالت میں جماعت کیلئے باہر نکلنا ہوگا، اعتکاف ایسی مسجد میں کرنا چاہئے جہاں جماعت ہوتی ہو، تاکہ جماعت کیلئے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/۱۰/۶۱ھ

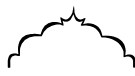
جوابات صحیح ہیں: اگر فرائض کی جماعت مسجد میں ہوتی ہو اور تراویح کی خارجِ مسجد

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...... ثواب حاصل ہو جائے گا، البتہ فضیلتِ مسجد حاصل نہیں ہوگی، اور ترک سنت علی الکفایہ لازم آئے گا۔ اور ۲۷/ درجہ ثواب مطلق با جماعت نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (کوکب عالم)

الجماعة فی المسجد سنة علی سبیل الکفایة لو صلی جماعة فی البیت علی هیئة الجماعة فی المسجد نالوا فضیلة الجماعة وهی المضاعفه بسبع وعشرین دوجة لکن لم ینالوا فضیلة الجماعة الکائنة فی المسجد. (کبیری ص: ۴۰۲، تراویح، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۳۳۵، فصل فی صلاة التراویح، عالمگیری کوئٹه ص ۱۱۶/۱، فصل فی التراویح)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] ومنها مسجد الجماعة فیصیح فی کل مسجد له اذان واقامة هو الصحیح. (عالمگیری ص: ۲۱۱، ج: ۱، باب الاعتکاف، تبیین الحقائق ص ۳۵۰/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۱/۲، باب الاعتکاف)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

تو تراویح کی جماعت کیلئے معتکف کو باہر جانا جائز نہیں مسجد میں خود تراویح ادا کرے[۱]۔

فقط واللہ اعلم سعید احمد غفرلہ ۹؍شوال ۶۱ھ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹؍شوال ۶۱ھ

معتکف کا ضرورت کیلئے مسجد سے نکل کر کسی سے بات چیت کرنا

سوال:- معتکف بیتُ الخلاء کے لئے گھر جارہا تھا، راستہ میں دوستوں سے ہنسی مذاق کی بات چیت کھڑے ہوکر کی یا چلتے چلتے کی، کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لغو ہنسی مذاق کہیں بھی نہ کرے[۲]۔ ضروری بات چلتے ہوئے کرلے خارجِ مسجد بات کرنے کے لئے کھڑا نہ ہو[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

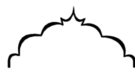
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وحرم على المعتكف اعتكاف واجبا الخروج الا لحاجة الانسان او شرعية كعيد الخ، الدرالمختار على الشامى كراچى ص: ۴۴۵، ج: ۲، باب الاعتكاف، البحرالرائق كوئٹه ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، تبيين الحقائق ص: ۳۵۰، ج: ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] اما التكلم بغير خيرفانه يكره لغير المعتكف فما ظنت للمعتكف. (البحر الرائق ص ۳۰۴، ج ۲، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص ۳۸۰/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۳۵۲/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان)

[۳] ولايخرج منه الا لحاجة شرعية كالجمعة او طبيعية كالبول والغائط ولا يمكث بعد فراغه من الطهور لان ماثبت بالضرورة يتقدربقدرها. (البحرالرائق كوئٹه ص: ۳۰۱، ج: ۲، باب الاعتكاف، تبيين الحقائق ص ۳۵۰/ ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، شامى زكريا ص ۴۳۵/ ۳، باب الاعتكاف)



معتکف کا خارجِ مسجد بات کرنا

سوال:- کیا معتکف کا مسجد میں پیشاب یا پاخانہ کی جگہ تک راستہ میں بات کرنا جائز نہیں، اگر بات کرے گا تو اعتکاف باطل ہوجائے گا، اوراس طریقہ پرسلام کا جواب دینا بھی جائز نہیں، اگرایک آدھ بات کرلی تو کیااس صورت میں بھی اعتکاف کا بطلان لازم آئے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس سے اعتکاف باطل نہیں ہوگا: وَلاَ یخرج من معتکفه اِلَّا لِحَاجَةٍ شرعیةٍ او طبعیةٍ ای یدعو الیها طبع الانسان ولو ذهب بعد ان خرج الیها لعیادة مریضٍ او صلووة جنازة من غیر ان یکون لذٰلک قصداً جَاز بخلافما اذا خرج لحاجة الانسان ومکث بعد فراغهِ فانه ینتقض اعتکافه عند الامَام ا هـ (طحطاوی علٰی مراقی الفلاح[1] ص: ۴۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۹۸ھ

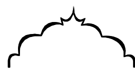
جمعۃ الوداع میں معتکف کہاں تک جاسکتا ہے؟

سوال:- جمعہ، الوداعی جمعہ، عیدین کی نماز بالاخانوں، چھتوں، سیڑھیوں اورسڑکوں تک پرہوتی ہے، معتکف کہاں کہاں تک چل پھر کرآ سکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جوجگہ نماز کے لئے مخصوص کردی گئی ہے وہ مسجد ہے، معتکف کواس جگہ میں رہنے کا حکم

[1] طحطاوی علی المراقی ص: ۵۷۹، مطبوعه مصری، باب الاعتکاف. البحر الرائق کوئٹه ص ۲۰۳/ ۲، باب الاعتکاف، شامی کراچی ص ۴۴۵/ ۲، باب الاعتکاف.



ہے، اور عید کی نماز سے تو پہلے ہی اعتکاف ختم ہوجاتا ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند

دیہاتی معتکف کو نماز جمعہ کے لئے شہر جانا

سوال:- جس گاؤں میں جمعہ کے شرائط نہیں وہاں اعتکاف اخیر عشرہ میں علی الکفایہ مؤکدہ ہے یا نہیں اگر مؤکدہ ہے تو جمعہ کی نماز کے لئے معتکف جس قصبہ میں جمعہ ہوتا ہے، وہاں جا کر نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے، یا نہیں۔ مؤکدہ اعتکاف ساقط تو نہیں ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

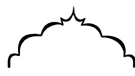
اعتکاف کے لئے شہر یا شرائط جمعہ کا پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ وہ ہر جگہ شہر ہو یا گاؤں مسنون علیٰ الکفایہ ہے البتہ مسجد ایسی ہو جس میں جماعت ہوتی ہو،[۲] گاؤں والے پر نہ جمعہ فرض ہے، نہ سنت مؤکدہ، لہٰذا اس کو جمعہ کیلئے شہر میں آنا جائز نہیں[۳]، اگر آئے گا تو اعتکاف فاسد

---

[۱] والشرط: المسجد المخصوص وهو ماتقام فيه الجماعة. (مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص:۵۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه مصرى، تبيين الحقائق ص ۳۴۹، ۳۵۰/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۴۴۰/۲، باب الاعتكاف)

[۲] والشرط: المسجد المخصوص وهو ماتقام فيه الجماعة. (مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص۵۷۷، باب الاعتكاف، تبيين الحقائق ص ۳۴۹، ۳۵۰/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۴۴۰/۲، باب الاعتكاف)

[۳] من لاتجب عليهم الجمعة من اهل القرىٰ والبوادى لهم ان يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة باذان واقامة، (عالمگيرى كوئٹه ص:۱۴۵، ج:۱، صلاة الجمعة، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص۱۷۷/۱، باب صلاة الجمعة، شامى زكريا ص۳۳/۳، باب الجمعة، مطلب فى شروط وجوب الجمعة)



ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۱۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۹/ ذی قعدہ ۵۷ھ

معتکف کا کن مجبوریوں کی وجہ سے مسجد سے نکلنا درست ہے؟

سوال:- بعض حالتوں میں معتکف کا مسجد سے نکلنا ضروری ہوتا ہے، ان حالتوں میں سنتِ مؤکدہ کی ادائیگی کی کیا سبیل ہوگی؟ معتکف کا انتقال ہوگیا، پاگل ہوگیا، پولیس پکڑ لے گئی، مسجد میں آگ لگ گئی، فساد ہوگیا، جان کے خوف سے مسجد سے بھاگ گیا، طبیعت خراب ہوگئی، پیشی مقدمات کی آگئی، بیوی یا بچہ کا انتقال ہوگیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

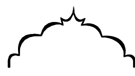
اگر ہر مسجد ومحلّہ میں اعتکاف کا اہتمام ہو اور کسی ایک کو اس قسم کا حادثہ پیش آجائے تو بقیہ کا اعتکاف تو پورا ہوجائے گا اور سنت علی الکفایہ ادا ہوجائے گی، مسجد میں آگ لگنے یا فساد ہونے سے اگر وہاں سے نکل کر فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولایخرج منه الا لحاجة شرعية او طبعية او ضرورية كانهدام المسجد واخراج ظالم كرها وتفرق اهله وخوف على نفسه اومتاعه من المكارين فيدخل مسجدا غيره من ساعته. (مراقی الفلاح ص: ۵۷۹، مطبوعه مصری، باب الاعتکاف، شامی کراچی ص:۴۴۷، ج: ۲، باب الاعتکاف، عالمگیری کوئٹه ص ۲۱۲/ ۱، الباب السابع فی الاعتکاف)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

مسجد بارش سے ٹپکتی ہو تو معتکف کیا کرے؟

سوال:- مسجد بارش سے بے حد ٹپکتی ہے جب کہ نماز پڑھنا ہی دشوار ہے لوگوں کو ٹھیک کرانے کی کوئی فکر نہیں ہے، اذان نماز ہوتی ہے لیکن زور سے بارش نہ ہوتی ہو، تو معتکف کا سونا کجا گھنٹہ دو گھنٹہ بیٹھنا دوبھر ہے، کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصلاح علاج تو یہ ہے کہ چھت درست کرائی جائے اور ہر مسجد و ہر محلّہ میں اعتکاف کا انتظام کیا جائے، مسجد مذکور میں اعتکاف کی گنجائش نہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے، بحالتِ عذر اس کی اجازت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف کے ۶۴ر مسائل

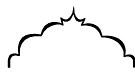
سوال:- برائے کرم حسبِ ذیل مسائل میں شرعی حکم سے آگاہ کریں، تمام سوالات ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کے بارے میں ہیں۔

رمضان کے اخیر عشرہ کے اعتکاف کا حکم

(۱) رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف فرض ہے یا سنت ہے؟

---

[1] ولایخرج منه الا لحاجة شرعیة او بطیعة او ضروریة کانهدام المسجد او اخراج ظالم کرها وخوف علی نفسه فیدخل مسجدا غیره من ساعته الخ، (مراقی الفلاح مصری ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، بدائع الصنائع زکریا ص ۲/۲۸۴، فصل واما رکن الاعتکاف، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)



معتکف کون کون ہوسکتا ہے؟

(۲) معتکف نیچے لکھے آدمیوں میں سے کون کون ہوسکتا ہے، (۱) غلام، (۲) کوڑھی، (۳) اندھا، (۴) اجہل، (۵) مخنث، (۶) ہیجڑا، (۷) سادا سہاگن، (۷) بے نمازی، (۸) بے روزہ دار، (۹) گونگا بہرہ، (۱۰) نیم پاگل، (۱۱) فقیر، (۱۲) مجذوب، (۱۳) مقروض، (۱۴) فاسق وفاجر، (۱۵) حاملہ جب کہ دن قریب ہوں۔

گھر میں اعتکاف کا حکم

(۳) معتکف کا مسجد میں بیٹھنا ضروری ہے یا مسجد ہوتے ہوئے گھر میں بیٹھ سکتا ہے؟

عورت کے اعتکاف سے مردوں کا اعتکاف ساقط نہ ہوگا

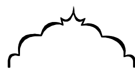
(۴) کوئی صاحب مسجد میں معتکف نہ ہوئے ایک عورت گھر پر معتکف ہوگئی کیا حکم ہے؟

عورت کا اعتکاف مسجد کی مخصوص جگہ میں

(۵) مسجد میں عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ ایک مقررہ، اس حصہ میں ایک عورت معتکف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اوراس کے اعتکاف سے بستی کا بوجھ اتر جائے گا یا نہیں؟

کیا اعتکاف کے لئے اذان، جماعت، مسجد شرط ہے

(۶) اعتکاف کے لئے مسجد اذان نماز جناعت شرط ہے، یا جس مقام میں نہ ہو، یا چند مسلمان نمازی روزہ دارہ ہوں، یا گاؤں میں چند مکان مسلمانوں کے ہوں نہ نماز پڑھتے ہوں



نہ روزہ رکھتے ہوں وہاں بھی اعتکاف ضروری ہے یا نہیں؟

اگر ۲۴/ رمضان المبارک کو معتکف کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(۷) معتکف کا ۲۴/ رمضان المبارک کو انتقال ہو گیا کیا حکم ہے؟

دو آدمی کا پانچ پانچ دن اعتکاف کرنے سے سنت ادا نہیں ہوئی

(۸) بغرضِ مجبوری دو صاحب پانچ پانچ یوم معتکف ہوئے کیا حکم ہے؟

معتکف کے لئے حدود مسجد

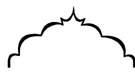
(۹) مسجد کا احاطہ کافی لمبا چوڑا ہے، معتکف کہاں تک چل پھر سکتا ہے؟

معتکف کا قضاءِ حاجت کیلئے نکلتے وقت بات چیت کرنا

(۱۰) پاخانہ آتے جاتے معتکف لوگوں سے بات چیت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے، تو کتنی دیر تک اور کس قسم کی بات چیت کرسکتا ہے؟

احاطہ مسجد میں پھول سبزی کی دیکھ بھال کرنا

(۱۱) مسجد کے احاطہ میں پھل پھول سبزی لگی ہے معتکف اس کی دیکھ بھال کرسکتا ہے یا نہیں؟



ایضاً

(۱۲) مسجد سے ملحق باغ ہے، معتکف مسجد میں بیٹھے بیٹھے چلتے پھرتے باغ کی نگرانی کرسکتا ہے؟ پرندوں کو بھگانے کے لئے ڈوری کھینچ یا چلاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا تعمیر مسجد کا کام کرنا

(۱۳) تعمیرِ مسجد کا کام مسجد میں جاری ہے، معتکف مزدوری سے یا فی سبیل اللہ کام کرسکتا ہے یا نہیں؟

حالت اعتکاف میں ماہواری یا شوہر کی ہمبستری کا حکم

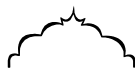
(۱۴) عورت گھر پر معتکف تھی ماہواری خون جاری ہوگیا، یا شوہر سے جبراً صحبت کرلی، نہا کر پھر معتکف ہوگئی کیا حکم ہے؟

ایضاً

(۱۵) معتکف گھر پاخانہ کرنے گیا پاخانہ میں اس کی عورت تھی اس کو دیکھ کر دماغی توازن کھو بیٹھا اور صحبت کرلی، بعد فراغت غسل کرکے معتکف ہوگیا کیا حکم ہے؟ جب کہ دوسرا کوئی معتکف نہیں ہے۔

معتکف کا بیوی کو بوسہ لینا

(۱۶) معتکف کی بیوی کھانا دینے مسجد میں آئی معتکف نے بوسہ لے لیا، کیا حکم ہے؟



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

اگر معتکف ۲۴؍رمضان کو پاگل ہو جائے

(۱۷) معتکف ۲۴؍رمضان کو پاگل ہو گیا کیا حکم ہے؟

معتکف کا نماز جنازہ میں شرکت

(۱۸) معتکف کے قریبی عزیز کا انتقال ہو گیا جنازہ میں شرکت کر سکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۱۹) معتکف کی بیوی یا بچے کا انتقال ہو گیا تجہیز وتکفین کا انتظام معتکف کرتا ہے، کیا حکم ہے؟

ایضاً

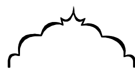
(۲۰) معتکف کی یا کسی عزیز کی لڑکی کی شادی ہے، شرکت کر سکتا ہے، جا سکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا پانی لینے مسجد سے باہر جانا

(۲۱) مسجد میں پانی نہیں معتکف وضو کرنے یا پانی لینے تالاب ندی یا کنویں پر جا سکتا ہے یا نہیں؟

پانی نہ ہو تو معتکف تیمّم کرے یا غسل

(۲۲) معتکف کو غسل کی حاجت ہوگئی، مسجد میں پانی نہیں ہے کیا حکم ہے، تیمّم کرے یا



باہر جا کر غسل کرے۔

معتکف کا کھانا لینے گھر جانا

(۲۳) معتکف کا ایک دن سحر وافطار نہیں آیا، کھانا لینے گھر جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا اپنی جگہ دوسرے کو بٹھا کر مقدمہ کی پیشی کو جانا

(۲۴) ۲۸ ر رمضان کو معتکف کی مقدمہ کی پیشی آگئی کیا حکم ہے؟ کسی دوسرے کو بٹھا کر جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا علاج کے لئے باہر جانا

(۲۵) معتکف سخت بیمار ہو گیا، علاج کو باہر جاتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا تراویح پڑھانے کے لئے دوسری مسجد جانا

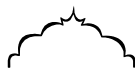
(۲۶) حافظ صاحب معتکف ہوگئے تراویح پڑھانے دوسری مسجد میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

معتکف کا وعظ کے لئے دوسری مسجد جانا

(۲۷) عالم صاحب معتکف ہو گئے وعظ کہنے دوسری مسجد یا دینی مجلس میں یا شارعِ عام پر جاسکتے ہیں یا نہیں؟

معتکف کا میٹنگ میں جانا

(۲۸) معتکف سیاسی آدمی ہیں، ایک میٹنگ ہے کلام کرنا ہے اور ضروری ہے کیا حکم ہے؟



معتکف کا ووٹ دینے کے لئے جانا

(۲۹) کیا معتکف رائے شماری میں ووٹ دینے جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا پیر سے مصافحہ کرنے مسجد سے باہر جانا

(۳۰) معتکف کے پیر صاحب پاس والے گاؤں ریل یا موٹر سے گذر رہے ہیں، معتکف سلام ومصافحہ کو جاسکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۳۱) معتکف اپنے مقامی پیر صاحب سے ملاقات کو روزانہ، ہفتہ میں یا عشرہ میں جاسکتا ہے؟

بیوی کے علاج کے لئے مسجد سے باہر جانا

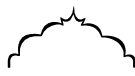
(۳۲) معتکف کی بیوی کی طبیعت خراب ہوگئی علاان کو لے جاتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف حاکم کے بلانے پر کیا کرے

(۳۳) معتکف کو حاکم یا افسر نے طلب کیا، کیا حکم ہے؟

معتکف کا صلح کرانے مسجد سے باہر نکلنا

(۳۴) لڑائی جھگڑے میں صلح وصفائی کو جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر جاسکتا ہے تو کتنی دور



اور کتنی دیر کو جا سکتا ہے؟

معتکف کا جھاڑ پھونک کے لئے جانا

(۳۵) معتکف سانپ کے کاٹے کو جھاڑنے کا عمل جانتا ہے، پاس والے گاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا، لوگ بلانے آئے، جا سکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا بیوی کی دوائی کے لئے جانا

(۳۶) معتکف روزانہ صبح اپنی بیوی کی دوا لینے شفاخانہ جا سکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا آگ بجھانے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

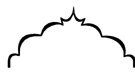
(۳۷) مسجد کے پڑوس میں آگ لگ گئی معتکف آگ بجھانے جا سکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۳۸) مسجد میں آگ لگ گئی معتکف پانی ڈھونے آگ بجھانے کو کنویں پر جا سکتا ہے یا نہیں؟

معتکف مجبوری گھر میں اعتکاف کر سکتا ہے

(۳۹) مسجد کسی حادثہ میں شہید ہوگئی معتکف باقی دن دوسری مسجد یا مسجد نہ ہو تو گھر پورے کر سکتا ہے؟



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

گم شدہ چیز کو تلاش کرنے مسجد سے باہر نکلنا

(۴۰) معتکف پاخانہ کرنے گیا راستہ میں نقدی یا ضروری کاغذات گر گئے، تلاش کرنے جاسکتا ہے؟

معتکف کا جوتے اٹھانے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

(۴۱) معتکف نے جوتے مسجد سے باہر اتار دیئے چوری کئے جانے کا ڈر ہے اب اُٹھانے باہر جاسکتا ہے؟

چائے پینے کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

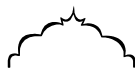
(۴۲) معتکف چائے کا شدت سے عادی ہے ایک دن گھر سے نہیں آئی ہوٹل یا گھر چائے پینے جاسکتا ہے؟

وعظ سننے دوسری مسجد جانا

(۴۳) معتکف علماءِ کرام کا وعظ سننے دوسری مسجد یا دینی مجلس یا شارعِ عام پر جاسکتا ہے؟

سبق سنانے مدرسہ جانا

(۴۴) معتکف طالب علم ہے سبق سنانے مدرسہ جاسکتا ہے؟



چوری کی رپورٹ لکھوانے باہر جانا

(۴۵) معتکف کے گھر چوری ہوگئی، رپورٹ لکھانے جاسکتا ہے؟

بیڑی پینے کے لئے بار بار باہر جانا

(۴۶) معتکف کثرت سے بیڑی پیتا ہے بار بار جانا پڑتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا خشک کپڑے لینے باہر جانا

(۴۷) معتکف نے کپڑے سوکھنے کے لئے ڈالے، ہوا میں اُڑ گئے اٹھانے جاسکتا ہے یا نہیں؟

معتکف کا روزہ نماز نہ پڑھنا

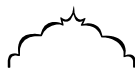
(۴۸) معتکف نہ تو روزہ رکھتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا دن بھر بات چیت کرنا

(۴۹) معتکف دن بھر اپنے کاروبار کے سلسلہ میں لوگوں سے مسجد میں بات چیت کرتا ہے، ویسے نماز روزہ کا پابند ہے کیا حکم ہے؟

معتکف کا مسجد میں فون لگوانا

(۵۰) معتکف نے مسجد میں فون لگوالیا ہے، دن بھر اپنے کاروبار، بیوی، بچوں سے



باخبر رہتا ہے کیا حکم ہے؟

قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت پانی گھر لے جانا

(۵۱) معتکف گھر پاخانہ جاتے ہوئے دو بالٹی پانی گھر لے جاتا ہے واپسی پر دو بالٹی مسجد میں لیتا آتا ہے؟

قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت دکان کا تالا کھولنا

(۵۲) معتکف صبح پاخانہ کرنے جاتا ہے تو راستہ میں اپنی دوکان کا تالہ کھول دیتا ہے اور پاخانہ کر کے مسجد آجاتا ہے، نوکر دن بھر کاروبار چلاتے ہیں شام کو جب پاخانہ کرنے جاتا ہے، تو نقدی سنبھال کر ڈال دیتا ہے، اور پاخانہ کر کے مسجد آجاتا ہے۔

معتکف کا روزانہ سبق پڑھانے مدرسہ جانا

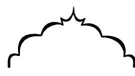
(۵۳) مولانا صاحب معتکف ہیں لیکن بچوں کو عربی سبق دینے روزانہ مدرسہ ایک گھنٹہ کو جاتے ہیں؟

معتکف کا مسجد میں مریضوں کو نسخے لکھوانا

(۵۴) حکیم صاحب معتکف ہیں، لیکن مسجد میں روزانہ صبح ایک گھنٹہ کے قریب مریضوں کو دیکھ کر نسخے لکھتے ہیں

ٹیوشن پڑھانے باہر جانا

(۵۵) ماسٹر صاحب معتکف ہیں دو بچوں کو ٹیوشن پڑھانے ایک گھنٹہ کو جاتے ہیں۔



مسجد میں ہندی وانگریزی پڑھانا

(۵٦) ماسٹر صاحب معتکف ہیں مسجد میں چند بچوں کو ہندی یا انگریزی پڑھاتے ہیں۔

قضائے حاجت کیلئے جاتے آتے ہوئے بیلوں کی دیکھ بھال کرنا

(۵۷) معتکف صبح پاخانہ کر کے گھر سے واپس آیا تو بیلوں کو کھولتا لے آیا، اور کھلیان میں رات میں بند کر کے مسجد آ گیا شام کو پاخانہ جاتے وقت کھلیان سے لے گیا اور گھر باندھ کر کے پاخانہ کر کے مسجد آ گیا، کیا حکم ہے؟

مسجد کے بیت الخلاء کے باوجود گھر قضائے حاجت کیلئے جانا

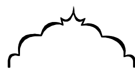
(۵۸) مسجد میں پاخانہ ہے معتکف کا کہنا ہے کہ مجھے اپنے گھر کے پاخانہ کے علاوہ کہیں پاخانہ نہیں اترتا، کیا معتکف اپنے گھر پاخانہ کرنے جا سکتا ہے؟

مسجد میں داخل ہوتے وقت ہر مرتبہ دعا پڑھنا

(۵۹) معتکف پاخانہ پیشاب کو جب جب مسجد سے باہر نکلے واپسی پر ہر مرتبہ اعتکاف کی دعا پڑھے یا پہلے دن داخل ہوتے وقت کی دعا آخر تک کافی ہے۔

بھول سے مسجد سے نکلنے کا حکم

(٦۰) معتکف بھول سے مسجد سے باہر چلا گیا، کیا حکم ہے؟



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد جانا

(۶۱) معتکف اپنے محلّہ کی مسجد میں بیٹھ گیا، نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جامع مسجد جا سکتا ہے، یا نہیں؟

ایضاً

(۶۲) معتکف اپنے گاؤں کی مسجد میں بیٹھ گیا وہاں جمعہ نہیں ہوتا، بلکہ جمعہ پاس والے دوسرے گاؤں میں ہوتا ہے، نمامِ جمعہ ادا کرنے جاسکتا ہے، یا نہیں؟

پولس کا معتکف کو جبراً لے جانے سے اعتکاف کا حکم

(۶۳) معتکف کو پولیس یا کوئی آدمی کسی چکر میں جبراً پکڑ لے گیا، بعد دو گھنٹہ کے چھوڑ دیا کیا حکم ہے؟

جان کے خوف سے مسجد چھوڑ کر فرار اختیار کرنے سے اعتکاف کا حکم

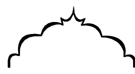
(۶۴) مسجد کے قریب میں جھگڑا ہوا گیا، معتکف کو جان کا خوف ہے، مسجد چھوڑ کر بھاگ سکتا ہے یا نہیں؟ اور دوسرے دن امن ہو گیا تو معتکف اب معتکف رہا یا اعتکاف ٹوٹ گیا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے[1]۔

---

[1] وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

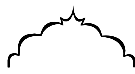
(۴) بدن سے اگر رطوبت نکلتی یا بدبو آتی ہے، یا لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں تو اس کو مسجد میں نہیں آنا چاہئے[۱]، نہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے۔ (۵) اپنی حالت بدل کر توبہ کرے تو اعتکاف بھی مسجد میں کرے[۲]، (۶) کا بھی یہی حکم ہے، (۷) جب مسجد میں اعتکاف کرے گا تو نماز بھی پڑھے گا،[۳] (۸) جب مسجد میں عشرہ اخیرہ کا اعتکاف کرے گا تو روزہ بھی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ای سنة كفاية كما في البرهان، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۰/۳، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۱/۱، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، طحطاوى مع المراقى ص۵۷۷، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر.

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ واكل نحو ثوم ويمنع منه (نحو ثوم) اى كبصل ونحوه مماله رائحة كريهة الى قوله قلت علة النهى اذى الملائكة واذى المسلمين الى ان قال وكذالك الحق بعضهم بذالك من بفيه بخر او به جرح له رائحة وكذلك القصاب، والسماك والمجذوم والابرص اولىٰ بالالحاق (الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۵/۳، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها مطلب في الغرس في المسجد، حلبى كبير ص ۶۱۰، فصل في احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

۲ لبث زكر مسجد جماعة او لبث امرأة في مسجد بيتها الى قوله وهل يصح (اى الاعتكاف) من الخنثى في تيته؟ لم اره والظاهر لا لانه على تقدير انوثته يصح في المسجد مع الكراهية وعلى تقدير ذكورته لا يصح في البيت بوجه، (الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۲۹/۳، باب الاعتكاف، الدرلامنتقىٰ مع مجمع الانهر ص۳۷۸/۱، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۵/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

۳ هو الاقامة بنية الاعتكاف في مسجد تقام فيه الجماعة بالفعل الصلوة الخمس، (طحطاوى مع المراقى مصرى ص۵۷۶، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص۳۷۶/۱، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، زيلعى ص۳۴۷/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان.



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

رکھے گا،[۱] (۱۰) اگر مسجد کا احترام نہ کرے تو مسجد میں نہ آئے نہ وہاں اعتکاف کرے،[۲] (۱۲) کا بھی یہی حکم ہے، (۱۴) مسجد میں فسق وفجور نہ کرے تو اعتکاف بھی کر لے، (۱۵) گھر میں اعتکاف کرسکتی ہے[۳] باقی لوگوں کے اعتکاف میں کیا اشکال ہے؟

(۳) مرد کا اعتکاف گھر میں نہیں ہوتا، وہ مسجد ہی میں ہوتا ہے[۴]۔

(۴) عورت کا اعتکاف صحیح ہوجائیگا، لیکن مردوں کے ذمہ سے سنت ادا نہیں ہوگی[۵]۔

---

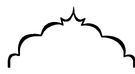
[۱] ومقتضی ذلک ان الصوم شرط ایضاً فی الاعتکاف المسنون لانه مقدر بالعشر الاخیر، (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۳۱، باب الاعتکاف، زیلعی ص۱/۳۴۷، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان، النهر الفائق ص ۲/۴۵، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم والا فیکره لما اخرجه المنذری مرفوعا جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم الخ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲/۴۲۹، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها مطلب فی احکام المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور. البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۳۴، فصل لما فرغ من بیان الکراهة فی الصلوة، واما شروط (ای الاعتکاف) فمنها النیة ومنها الاسلام والعقل، فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۳] والمرأة تعتکف فی مسجد بیتها، مجمع الانهر ص۳۷۸، ج ۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فی الاعتکاف، شامی زکریا ص ۳/۴۲۹، باب الاعتکاف.

[۴] هو لبث ذکر فی مسجد جماعة فانه شرط لاعتکاف الرجل الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۳/۴۲۸، باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۲/۴۴، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۵] هو لبث ذکر فی مسجد جماعة فانه شرط لاعتکاف الرجل الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۳/۴۲۸، باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۲/۴۴، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فی الاعتکاف.



(۵) عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے بلکہ گھر میں کرے لیکن اس کے اعتکاف سے مردوں کے ذمہ سے سنت ادا نہ ہوگی۔[۱]

(۶) اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے جہاں اذان اور پنجگانہ جماعت کا اہتمام ہو، ویران جنگل کی مسجد یا عیدگاہ میں نہیں جہاں بھی مسلمان ہوں ان کو اذان و جماعت کا اہتمام لازم ہے، جہاں مسجد نہ ہو وہاں اعتکاف مسنون نہیں۔[۲]

(۷) اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اس کی نیت پورے عشرہ کے اعتکاف کی تھی اس کا اس کو اجر ملے گا۔[۳]

(۸) اس طرح سنت ادا نہیں ہوئی۔[۴]

(۹) جو حصہ نماز کے لئے متعین ہے، وہاں تک اجازت ہے بلا وجہ وہاں بھی تفریح

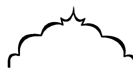
---

[۱] هو لبث ذكر فى مسجد جماعة فانه شرط لاعتكاف الرجل الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۳/۴۲۸، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۴، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

[۲] واما شروطه (اى الاعتكاف) ومنها مسجد الجماعة فيصح فى كل مسجد له اذان واقامة هو الصحيح كذا فى الخلاصه، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فى الاعتكاف، طحطاوى مع المراقى ص ۵۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه مصرى، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۲۹، ۳/۴۲۸، باب الاعتكاف.

[۳] عن انسؓ ان رسول الله ﷺ قال اذا ابتلى المسلم ببلاء فى جسده قال (اى قال الله تعالىٰ) للملك كتب له صالح عمله الذى كان يعمل فان شفاه غسله وطهر (من الذنوب) وان قبضه (اى امر بقبضه واماته غفرله من السيآت) ورحمه (بقول الحسنات او تفضل عليه بزيادة المثوبات) مرقاة المفاتيح ص ۲/۳۰۹، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض، الفصل الثانى، مطبوعه بمبئى.

[۴] وسنة مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان، (الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۳۰، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، طحطاوى مع المراقى ص۵۷۷، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، فتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فى الاعتكاف)



کرتا نہ پھرے۔[۱]

(۱۰) جب ضرورت ہو بات کرسکتا ہے[۲]، بات کرنے کیلئے نہ نکلے، نہ ٹھہرے ایسی بات بھی نہ کرے، جومقصدِ اعتکاف کے خلاف ہو۔[۳]

(۱۱) جو حصہ نماز کے لئے ہے وہ مسجد ہے وہاں سے پانی وغیرہ دیدے تو مضائقہ نہیں باہر نہ نکلے۔[۴]

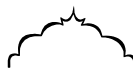
---

[۱] (ولایخرج منه) من معتکفه فیشمل المرأة المعتکفة بمسجد بیتها الا لحاجة شرعیة کالجمعة والعیدین او حاجة طبیعیة کالبول والغائط وازالة نجاسة الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، فتاوی الهندیة کوئٹه س ۲۱۲/۱، الباب السابع فی الاعتکاف، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۴/۳، باب الاعتکاف.

[۲] وتکل الا بخیر والمعنی وکره تکلم الا تکلما بخیر وهو ممالا اثم فیه ومنه المباح عند الحاجة الیه لا عند عدمها وهو محمل ما فی الفتح انه مکروه (وهو) ای المباح عند عدم الاحتیاج الیه، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۴۲، ۴۴۱/۳، باب الاعتکاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۱، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص ۳۸۰/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۳] لوخرج لوجه مباح کحاجة الانسان او الجمعة وعاد مریضا او صلی علی جنازة من غیر ان یخرج لذالک قصدا وذالک جائز وبه علم انه بعد الخروج لوجه مباح انما یضر المکث لو فی غیر مسجد لغیر عیادة، شامی زکریا ص ۴۳۷/۳، باب الاعتکاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۴] واکل المعتکف وشربه ونومه وعقده البیع لما یحتاجه لنفسه او عیاله لا تکون الا فی المسجد لضرورة الاعتکاف حتی لو خرج لهذه الاشیاء یفسد اعتکافه، طحطاوی مع المراقی ص: ۵۸۰، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۴۴۰، ج: ۳، باب الاعتکاف، الفتاوی الهندیة کوئٹه ص: ۲۱۳، ج: ۱، الباب السابع فی الاعتکاف،



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۱۲) مسجد میں چلانا منع ہے[۱]، بغیر چلائے نگرانی کرسکتا ہے[۲]۔

(۱۳) اگر مسجد سے باہر نہ جانا پڑے تو کرسکتا ہے[۳]۔

(۱۴) پہلا اعتکاف ختم ہوگیا[۴]، دوسرا شروع ہوا، اگر عشرہ اخیرہ میں ایسا ہوا تو سنت ادا نہ ہوئی[۵]۔

(۱۵) یہ بھی (۱۴) کی طرح ہے۔

---

۱ حرمة المسجد خمسة عشر الی قوله والسادس ان لایرفع فیه الصوت، (فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۵/۳۲۱، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، شامی زکریا ص ۲/۴۲۹، باب مایفسد الصلوة، مطلب فی احکام المسجد، لاینبغی ان یشتغل فیه بامور الدنیا، تبیین الحقائق ص ۱/۳۵۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان،

۲ واکل المعتکف وشربه ونومه وعقده البیع لما یحتاجه لنفسه او عیاله لا تکون الا فی المسجد لضرورة الاعتکاف حتی لو خرج لهذه الاشیاء یفسد اعتکافه، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، فتاوی الهندیة ص ۱/۲۱۳، الباب السابع فی الاعتکاف.

۳ واکل المعتکف وشربه ونومه وعقده البیع لما یحتاجه لنفسه او عیاله لا تکون الا فی المسجد لضرورة الاعتکاف حتی لو خرج لهذه الاشیاء یفسد اعتکافه، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، فتاوی الهندیة ص ۱/۲۱۳، الباب السابع فی الاعتکاف.

۴ تکون الزوجة معتکفة فی مسجد بیتها فیأتیها فیه زوجها فیبطل اعتکافها، شامی زکریا ص ۳/۴۴۲، باب الاعتکاف، فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۱۳، الباب السابع فی الاعتکاف، بحر کوئٹه ص ۲/۳۰۴، باب الاعتکاف.

۵ وسنة مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان، (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۳۰، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۷، باب الاعتکاف، مطبوعه مصر، فتاوی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۱۱، الباب السابع فی الاعتکاف)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۱۶) ایسا کرنا ممنوع ہے، مگر صرف اتنی بات سے اعتکاف ختم نہیں ہوا[1]۔

(۱۷) وہ مکلّف نہیں رہا[2]، اللہ تعالیٰ اس کو صحت دے۔

(۱۸) شرکتِ جنازہ کے لئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ختم ہو جائے گا[3]۔

(۱۹) اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اعتکاف باقی نہ رہے گا، اگر چہ ضرورت کی بناء پر ایسا کرنا اس کے ذمہ لازم ہوا اور اس سے گنہگار نہ ہو[4]۔

(۲۰) نہیں[5]۔

---

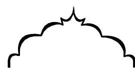
[1] بطل بانزال بقبلة او لمس او تفخيذ ولو لم ينزل لم يبطل وان حرم الكل اى كل ماذكر من دواعى الوطى اذ لايلزم عدم البطلان بها حلها لعدم الحرج، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۴۲/۳، باب الاعتكاف، البحرالرائق كوئٹه ص ۳۰۴/۲، باب الاعتكاف، فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۲۱۳/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

[2] واما شروط (اى الاعتكاف) فمنها النية ومنها الاسلام والعقل والطهارة الخ، فتاوى الهندية كوئٹه ص: ۲۱۱، ج: ۱، كتاب الصوم، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص: ۴۳۰، ج: ۳، باب الاعتكاف، البحرالرائق ص: ۲۹۹، ج: ۲، باب الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه.

[3] لو خرج للجنازة يفسد اعتكافه، زيلعى ص ۳۵۱/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان. الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف، شامى زكريا ص ۴۳۸/۳، باب الاعتكاف.

[4] يفسد لو لعيادة مريض او شهود جنازة وان تعينت عليه الا انه لا يأثم كما فى المرض بل يجب كما فى الجمعة، شامى زكريا ص ۴۳۸/۳، باب الاعتكاف، فتح القدير ص ۳۹۶/۲، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالفكر بيروت، النهر الفائق ص ۴۷/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[5] (ولايخرج منه) من معتكفه فيشمل المرأة المعتكفة بمسجد بيتها الا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين او حاجة طبيعية كالبول والغائط وازالة نجاسة الخ، طحطاوى مع المراقى ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، فتاوى الهندية كوئٹه س ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۳۴/۳، باب الاعتكاف.



(۲۱) جا سکتا ہے۔[۱]

(۲۲) تیمّم کرکے باہر نکلے اور غسل کرے۔[۲]

(۲۳) اگر کوئی لانے والا نہ ہو تو جا سکتا ہے۔[۳]

(۲۴) اگر جائے گا تو اعتکاف باقی نہ رہے گا، اور دوسرے شخص کے بٹھانے سے اس کے اعتکاف میں پیوند نہیں لگے گا۔[۴]

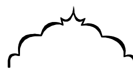
---

۱ (ولايخرج منه) من معتكفه فيشمل المرأة المعتكفة بمسجد بيتها الا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين او حاجة طبيعية كالبول والغائط وازالة نجاسة الخ، طحطاوى مع المراقى ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، فتاوى الهندية كوئٹه س ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۳۴/۳، باب الاعتكاف.

۲ ولو احتلم المعتكف لا يفسد اعتكافه ثم ان امكنه الاغتسال فى المسجد من غير ان يتلوث المسجد فلا بأس به والا فيخرج فيغتسل ويعود الى المسجد، بدائع زكريا ص۲۸۷/۲، كتاب الاعتكاف، فصل وامارکن الاعتكاف ومحظوراته، الفتاوى الهندية كوئٹه ص۲۱۳/۱، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۴۳۵/۳، باب الاعتكاف.

۳ واكله وشربه ونومه ومبايعته فيه يعنى يفعل المعتكف هذه الاشياء فى المسجد فان خرج لاجلها بطل اعتكافه الى قوله وقيل يخرج بعد الغروب للآكل والشرب وينبغى حمله على ماذا لم يجد من يأتى له به فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية كالبول والغائط، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص۴۷/۲، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

۴ فان خرج ساعة بلا عذر فسد لوجود المنافى الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لكونه عذرا شرعيا وليس كذلك بل هو مفسد كما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۲/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۳۴، ۴۳۵/۳، زيلعى ص ۳۵۰/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.



(۲۵) باہر جانے سے اعتکاف ختم ہوجائے گا۔[۱]

(۲۶) ان کا بھی اعتکاف ختم ہوجائے گا۔[۲]

(۲۷) ان کا بھی یہی حال ہے۔[۳]

(۲۸) اس کا اعتکاف بھی ختم ہوجائے گا۔[۴]

(۲۹) مثل (۲۸)

---

۱ فـان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لـكـونـه عـذرا شـرعيـا وليـس كـذلک بـل هـو مـفسـد كـما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۲/۲، بـاب الاعتـكـاف، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۳۵۰/۱، بـاب الاعتـكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

۲ فـان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لـكـونـه عـذرا شـرعيـا وليـس كـذلک بـل هـو مـفسـد كـما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۲/۲، بـاب الاعتـكـاف، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۳۵۰/۱، بـاب الاعتـكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

۳ فـان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لـكـونـه عـذرا شـرعيـا وليـس كـذلک بـل هـو مـفسـد كـما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۲/۲، بـاب الاعتـكـاف، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۳۵۰/۱، بـاب الاعتـكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.

۴ فـان خرج ساعة بلا عذر فسد لو جود المنافي الى قوله الخروج ناسيا او مكرها غير مفسد لـكـونـه عـذرا شـرعيـا وليـس كـذلک بـل هـو مـفسـد كـما صرحوا به، (البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۲/۲، بـاب الاعتـكـاف، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۴، ۳/۴۳۵، زيلعي ص ۳۵۰/۱، بـاب الاعتـكاف، مطبوعه امداديه ملتان، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۲۱۲/۱، الباب السابع فى الاعتكاف.



(۳۰) مثل (۲۸)

(۳۱) مثل (۲۸)

(۳۲) مثل (۲۸)

(۳۳) مثل (۲۸)

(۳۴) مثل (۲۸)

(۳۵) مثل (۲۸)

(۳۶) مثل (۲۸)

(۳۷) مثل (۲۸)

(۳۸) مثل (۲۸)

(۳۹) دوسری مسجد میں اعتکاف پورا کرے[۱]

(۴۰) اس کی بھی گنجائش ہے[۲]

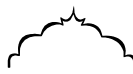
(۴۱) صحن کے متصل ہی تو ہوں گے اٹھالے۔[۳]

---

[۱] لو انهدم المسجد الذى هو فيه فانتقل الى مسجد آخر لم يفسد اعتكافه للضرورة، زيلعى ص ۱/۳۵۱، باب الاعتكاف، مطبوعه امداديه ملتان، شامى زكريا ص ۳/۴۳۹، باب الاعتكاف، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف.

[۲] واكله وشربه ونومه ومبايعته فيه يعنى يفعل المعتكف هذه الاشياء فى المسجد فان خرج لاجلها بطل اعتكافه الى قوله وقيل يخرج بعد الغروب للآكل والشرب وينبغى حمله على ماذا لم يجد من يأتى له به فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية كالبول والغائط، البحر الرائق كوئٹه ص ۲/۳۰۳، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۷، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] اگر صحن سے اتنے متصل ہو کہ قدموں کو باہر نکالے بغیر اٹھا سکتا ہو تو اٹھالے ورنہ کسی دوسرے سے منگوالے۔
فان خرج ساعة بلاعذر فسد واراد بالخروج انفصال ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



(۴۲) گنجائش ہے اگر کوئی اورانتظام نہ ہو بہتر یہ ہے کہ وہاں سے لاکر مسجد میں پئے[1]۔

(۴۳) مثل (۲۸)

(۴۴) مثل (۲۸)

(۴۵) مثل (۲۸)

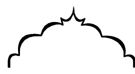
(۴۶) گنجائش ہے اگر بغیر اس کے گذارہ نہیں[2]۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ....قدمیہ احتراز اعما اذا خرج رأسه الی داره فانه لا یفسد اعتکافه فانه لیس بخروج، البحرالرائق کوئٹہ س ۳۰۳/۲، باب الاعتکاف، بدائع الصنائع زکریا ص ۲۸۴/۲، فصل واما رکن الاعتکاف ومحظوراته.

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] واکله وشربه ونومه ومبایعته فیه یعنی یفعل المعتکف هذه الاشیاء فی المسجد فان خرج لاجلها بطل اعتکافه الی قوله وقیل یخرج بعد الغروب للأکل والشرب وینبغی حمله علی ماذا لم یجد من یأتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضروریة کالبول والغائط، البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۰۳/۲، باب الاعتکاف، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتکاف، النهر الفائق ص ۴۷/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] ''یہ حکم اضطراری حالت ومجبوری کی کیفیت کا ہے اسوقت حقہ، بیڑی، وغیرہ کے لئے نکلنا طبعی ضرورت میں شمار ہوگا اور مخل ومفسد اعتکاف نہ ہوگا'' جیسا کہ فتاوی رحیمیه ص ۲۰۲/۵، باب الاعتکاف، مطبوعه مکتبه رحیمیه گجرات، اورفتاوی رشیدیه میں اسکی اجازت دی گئی ہے۔'' معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جا کر حقہ پی کر اور کلی کر کے بوزائل کر کے مسجد میں چلا آوے'' (فتاوی رشیدیه ص ۵۷، حصه سوم مطبوعه مکتبه رحیمیه دهلی)

''ورنہ اصل حکم یہ ہے کہ پیشاب پاخانہ کے لئے جائے تو یہ کام بھی کرلے پھر منہ خوب مسواک سے صاف کر کے مسجد میں آجائے'' جیسا کہ خود حضرت نے ماقبل میں یہی جواب دیا ہے، ملاحظہ ہو عنوان ''وضو، اذان، سگریٹ کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا'' ولا یخرج من معتکفه الا لحاجة شرعیة او حاجة طبعیة کالبول والغائط ولو ذهب بعد ان خرج الیها (ای حاجة طبعیة) لعیادة مریض او صلاة جنازة من غیر ان یکون لذلک قصدا جاز، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، بحر کوئٹه ص ۳۰۲/۲، باب الاعتکاف، شامی زکریا ص ۴۳۷/۳، باب الاعتکاف. مستقل اسی کام کے لئے نکلنا درست نہیں، کفایة المفتی ص ۲۳۲/۴، کتاب الصوم، باب سوم الاعتکاف، مطبوعه کوه نور پریس دهلی، فتاوی دارالعلوم ص ۵۰۵/۶، مطبوعه زکریا دیوبند.



(۴۷) مثل (۲۸)

(۴۸) معتکف ترکِ فرض کی وجہ سے سخت گنہگار ہے[1]۔

(۴۹) اعتکاف تو ہو جائے گا مگر اس کے اصلی منافع مرتب نہ ہوں گے[2]۔

(۵۰) حسبِ ضرورت باخبر رہنے سے مضائقہ نہیں[3]۔

(۵۱) درست ہے مگر مسجد کی بالٹی کو اس طرح گھر کے لئے استعمال نہ کرے[4]۔

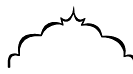
---

[1] وهى اى الصلاة فرض عين على كل مكلف الى قوله والصوم كالصلاة على الصحيح ويكفر جاحدها وتاركها عمدا مجانة اى تكاسلا فاسق، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۵ ۴۱/۲، كتاب الصلوة، طحطاوى مع المراقى ص ۱۳۹، كتاب الصلوة، مطبوعه مصرى، الدرالمنتقى مع مجمع الانهر ص ۱۰۲/ ۱، كتاب الصلوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] واكل المعتكف وشربه ونومه وعقده البيع لما يحتاجه لنفسه او عياله لا تكون الا فى المسجد لضرورة الاعتكاف، حتى لو خرج لهذه الاشياء يفسد اعتكافه، طحطاوى مع المراقى ص ۵۸۰، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، البحرالرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتكاف، لانه منقطع الى الله تعالىٰ فلا ينبغى له ان يشتغل بامور الدنيا، بحر كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف،

[3] واكل المعتكف وشربه ونومه وعقده البيع لما يحتاجه لنفسه او عياله لا تكون الا فى المسجد لضرورة الاعتكاف، حتى لو خرج لهذه الاشياء يفسد اعتكافه، طحطاوى مع المراقى ص ۵۸۰، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، البحرالرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتكاف،

[4] ولايحمل الرجل سراج المسجد الى بيته ويحمل من بيته الى المسجد، الفتاوى الهندية كوئٹه ص ۱۱۰/ ۱، قبيل الباب الثامن فى صلاة الوتر، خلاصة الفتاوى ص۴۲۳، كتاب الوقف، الفصل الرابع فى المسجد، مطبوعه كراچى.



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۵۲) گنجائش ہے اگر کوئی اور انتظام نہیں[۱]۔

(۵۳) مثل (۲۸)

(۵۴) مثل (۲۸)[۲]

(۵۵) مثل (۲۸)

(۵۶) اعتکاف تو فاسد نہیں ہوتا، مگر منافعِ اعتکاف بھی پورے حاصل نہیں ہوتے[۳]۔

(۵۷) گنجائش ہے اگر کوئی اور انتظام نہیں[۴]۔

(۵۸) جا سکتا ہے[۵]۔

---

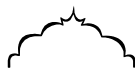
۱ لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذلك قصدا فانه جائز، البحر الرائق كوئٹه ص: ۳۰۲، ج: ۲، باب الاعتكاف، شامی زكريا ص۴۳۷/۳، باب الاعتكاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر.

۲ تنبیه: - اگر حکیم صاحب مسجد میں نسخے لکھیں تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا جیسا کہ جواب نمبر: ۵۶، میں ہے، اور اگر مطلب میں جاتے ہیں تو فاسد ہو جائیگا، مثل ۲۸۔

۳ واكل المعتكف وشربه ونومه وعقده البيع لما يحتاجه لنفسه او عياله لا تكون الا فى المسجد لضرورة الاعتكاف، حتى لو خرج لهذه الاشياء يفسد اعتكافه، طحطاوی مع المراقی ص ۵۸۰، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، الدر المختار مع الشامی زكريا ص ۴۴۰/۳، باب الاعتكاف، لانه منقطع الى الله تعالىٰ فلا ينبغى له ان يشتغل بالامور الدنيا وكذا كره فيه التعظيم والكتابة والخياطة باجر، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف، فتاوی هندية ص ۲۱۲،

۴ لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذلك قصدا فانه جائز، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۲/۲، باب الاعتكاف، شامی زكريا ص۴۳۷/۳، باب الاعتكاف، طحطاوی مع المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر.

۵ حرم عليه الخروج الا لحاجة الانسان طبعية كبول وغائط قال ...... (باقی حاشیہ صفحہ اگلے صفحہ پر)



(۵۹) پہلی دعاء کافی ہے، ہر دفعہ پڑھ لینا بھی بہتر ہے۔

(۶۰) اعتکاف ختم ہوگیا[۱]

(۶۱) جاسکتا ہے[۲]۔

(۶۲) نہیں[۳]۔

(۶۳) مثل (۲۸)

(۶۴) مثل (۲۸) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

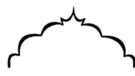
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............فی الشامية لان الانسان قد لا يألف غير بيته اى فاذا كان لا يألف غيره بان يتيسر له الا فى بيته فلا يعد الجواز بلا خلاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۴۳۵/۳، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] فلو خرج ولو ناسيا ساعة بلا عذر فسد، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۴۳۷/۳، باب الاعتكاف، الفتاوى الهندية ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص ۲/۴۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] ومن الاعذار الخروج للغائط والبول واداء الجمعة الى قوله ويخرج للجمعة حين تزول الشمس (فتاوى هندية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۳۶، باب الاعتكاف، طحطاوى مع المراقى ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، مطبوعه مصر.

[۳] جس گاؤں جمعہ نہیں ہوتا ایسے آدمی پر جمعہ فرض نہیں بلکہ اسکے ذمے ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہے جب جمعہ فرض نہیں تو جمعہ کے لئے نکلنا حاجت شرعیہ میں شمار نہ ہوگا اور معتکف کیلئے بغیر حاجت شرعیہ طبعیہ کے نکلنا درست نہیں، وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز فى الصغيرة (شامى زكريا ص۷/۳، باب الجمعة، ولايخرج من معتكفه الا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين او حاجة طبعية، طحطاوى مع المراقى مصرى ص ۵۷۹، باب الاعتكاف، فتاوى هنية كوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۳۴، باب الاعتكاف)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

مسائلِ اعتکاف

کیا معتکف مسجد میں ایک ہی جگہ بیٹھے یا ہر جگہ بیٹھ سکتا ہے؟

سوال:-(۱) معتکف مسجد میں مخصوص ایک ہی جگہ بیٹھے یا باہر جگہ بیٹھ سکتا ہے؟

کیا معتکف خارج مسجد اذان پڑھ سکتا ہے؟

(۲) معتکف مسجد میں یا خارجِ مسجد اذان پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

کیا معتکف جمعہ کے لئے شہر جا سکتا ہے؟

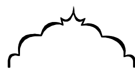
(۳) معتکف ایسے گاؤں میں ہے جس میں شرعاً جمعہ درست نہیں تو وہ نمازِ جمعہ کیلئے شہر میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

(۴) کوئی شخص شہر میں ایسی جگہ معتکف ہے جہاں جمعہ نہیں ہوتا، تو اسی شہر میں دوسری جگہ نمازِ جمعہ کے لئے جا سکتا ہے یا نہیں؟

کیا اعتکاف گاؤں اور شہر کی ہر ایک مسجد میں ضروری ہے؟

(۵) گاؤں اور شہر کی ہر مسجد میں اعتکاف ضروری ہے یا فقط ایک ہی مسجد میں کافی ہوگا؟



الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ایک جگہ بیٹھنا لازم نہیں، مسجد کے کسی بھی حصہ میں جانے کی اجازت ہے، مثلاً اندر گرمی ہو تو صحن میں بھی آسکتا ہے[۱]۔

(۲) معتکف کو اذان پڑھنے کی اجازت ہے، اگر وہ مؤذن ہے تو اذان کی متعینہ جگہ (خارجِ مسجد) بھی اذان پڑھ سکتا ہے[۲]۔

(۳) جب کہ اس پر جمعہ فرض نہیں ہے، تو اس کو اعتکاف کی جگہ سے نکل کر شہر میں جمعہ کے لئے جانے کی اجازت نہیں[۳]۔

(۴) جو شخص شہر کی کسی مسجد میں معتکف ہو جہاں جمعہ نہیں ہوتا، وہ جمعہ والی مسجد میں جمعہ کے لئے جائے، اور نماز پڑھ کر واپس آجائے بلاضرورت دیر نہ لگائے[۴]۔

(۵) اچھا تو ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف کیا جائے ہر محلّہ میں کسی مسجد میں اعتکاف کرلیا

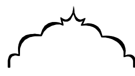
---

[۱] فتاوی دارالعلوم ص ۶/۵۰۳، مسائل اعتکاف، مطبوعہ زکریا دیوبند، امداد الاحکام ص ۳/۱۴۵، باب الاعتکاف، مطبوعہ زکریا دیوبند.

[۲] ولو صعد المئذنة لم یفسد اعتکافه بلا خلاف وان کان بالئذنة خارج المسجد کذا فی البدائع والموذن وغیره فیه سواء هو الصحیح (عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۰۳، باب الاعتکاف، الدالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۵، ۳/۴۳۶، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۱/۲۲۳، فصل فی الاعتکاف.

[۳] تقدم تخریجه تحت عنوان "دیهاتی معتکف کو نماز جمعه کے لئے شهر جانا"

[۴] یخرج فی وقت یمکنه ان یاتی الجامع فیصلی اربع رکعات قبل الاذان عند المنبر وبعد الجمعة یملک بقدر ما یصلی اربع رکعات او استا علی اختلافهم فی سنة الجمعة، (عالمگیری ص: ۲۱۲، ج: ۱، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، بدائع الصنائع زکریا ص ۲/۲۸۳، فصل واما رکن الاعتکاف)



جائے، تب بھی کافی ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۰ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

اعتکاف سے متعلق گیارہ مسائل

معتکف ریح مسجد میں خارج کرے یا باہر کرے؟

(۱) اگر ریح کا غلبہ ہو تو اس کو خارج کرنے کے لئے معتکف مسجد سے باہر جائے یا احاطہ مسجد ہی میں کرے۔

ایک قدم مسجد میں اور دوسرا باہر تو اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

(۲) اگر ایک قدم ہے مسجد کے اندر اور دوسرا باہر تو اعتکاف ٹوٹے گا یا نہیں؟

مطالعہ یا تلاوت کیلئے معتکف مسجد کا تیل جلا سکتا ہے یا نہیں؟

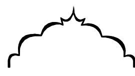
(۳) معتکف مسجد کا تیل، کتاب یا کلام مجید پڑھنے کے لئے جلا سکتا ہے یا نہیں؟

کیا معتکف مسجد میں چراغ روشن کرسکتا ہے؟

(۴) معتکف مسجد میں دیا سلائی سے چراغ روشن کرے یا چراغ جلا سکتا ہے یا نہیں؟

---

[۱] سنة كفاية فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين، الدرالمختار مع الشامي كراچی ص ۲/۴۴۲، باب الاعتكاف، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۷۸، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.



کیا معتکف کھانا کھانے کے لئے گھر جاسکتا ہے؟

(۵) معتکف اپنا کھانا مکان پر جا کر کھا سکتا ہے یا نہیں جبکہ لانے والا موجود نہ ہو۔

معتکف کا ٹھنڈا پانی قریب ہونے کی صورت میں گرم پانی کے لئے باہر جانا

(٦) اگر گرم پانی دور ہے اور سرد پانی نزدیک تو گرم پانی لینے جاسکتا ہے یا نہیں۔

گرمی یا سردی کی وجہ سے وضو کے لئے باہر سایہ میں جانا

(۷) احاطہ مسجد میں گرمی زیادہ ہے یا سردی زیادہ ہے تو وضو کے لئے باہر سایہ میں جاسکتا ہے یا نہیں؟

ایضاً

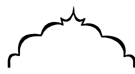
(۸) مسجد کی چٹائی یا دیواروں پر تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

پانی لانے کے لئے معتکف کیا باہر جاسکتا ہے؟

(۹) اگر پاس موجود ہو تو پھر بھی خود پانی لاسکتا ہے یا نہیں؟

حالت اعتکاف میں حجامت بنوانا

(۱۰) کیا حالت اعتکاف میں حجامت بنواسکتا ہے یا نہیں۔



ابتداء اعتکاف کا وقت

(۱۱) ۲۰؍تاریخ کو اذان مغرب ہوجائے تب بھی اعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) حدود مسجد سے باہر جانے کی ضرورت نہیں، (کذا فی ردالمختار[۱] ص:۶۸۷، ج:۱)

(۲) نہیں۔قوله الخروج الخ المراد بالخروج انفصال قدميه (طحطاوی[۲] ص:۴۷۵)

(۳) اوقات نماز میں جب تک چراغ جلنے کا عرف ہو جلا سکتا ہے اور اس کے بعد تیل دینے والوں کی اجازت سے جلا سکتا ہے[۳]۔

(۴) اگر بدبو دار نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ[۴] ص:۶)

---

[۱] وكذا لايخرج فيه الريح من الدبر واختلف فيه السلف فقيل لا بأس وقيل يخرج اذا احتاج اليه وهو الاصح (ردالمحتار ص۶۵۶/۱، شامی نعمانیه ص ۴۴۱/۱، مطبوعه زكريا ص ۴۲۹/۲، باب مايفسد الصلوة الخ، مطلب فی احكام المسجد، عالمگیری كوئٹه ص ۳۲۱/۵، كتاب الكراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد)

[۲] طحطاوی علی الدر ص۴۷۵/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، واراد بالخروج انفصال قدميه (البحر ص۳۰۳/۲، مطبوعه ماجديه كوئٹه)

[۳] ولابأس بان يترك سراج المسجد فی المسجد الی ثلث الليل ولايترك اكثر من ذلک الا اذا شرط الواقف، ذالک او كان ذلک معتادا فی ذلک الموضع، عالمگیری كوئٹه ص ۱۱۰/۱، قبيل الباب الثامن فی صلاة الوتر، قاضيخان علی الهندية كوئٹه ص۶۸/۱، فصل فی المسجد، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۵۰/۵، كتاب الوقف، فصل فی احكام المسجد.

[۴] فتاویٰ رشيديه ص۵۳/۱، ص۱۱۳/۲، ص۱۰۸/۳، ممنوع ومباح کے بیان میں۔



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۵) کھا سکتا ہے (کذا فی البحر ص[۱]:۳۰۳، ج:۲) شرط مذکور کے ساتھ۔

(۶) اگر سرد پانی سے وضو کرنے میں زیادہ دقت ہوتی ہے اور حدوث مرض یا ازدیاد مرض کا اندیشہ ہے تو جا سکتا ہے[۲]۔

(۷) زیادہ دقت کی حالت میں جا سکتا ہے جب کہ تحمل نہ ہو[۳]۔

(۸) چٹائی پر اگر غبار ہو تو اس سے تیمّم درست ہے[۴]، دیوار مسجد سے بعض کتبِ فقہ میں مکروہ وہ لکھا ہے[۵]۔

(۹) نہیں۔ هٰکذا یفهم (کما فی البحر[۶] ص:۳۰۳، ج:۲) اگر دوسرے منگا سکتا ہے تو خود جانا جائز نہیں۔

---

[۱] یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حمله علی ما اذا لم یجد من یاتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضروریة. (البحر ص: ۳۰۳، ج:۲، باب الاعتکاف، طبع کراچی، شامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف)

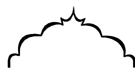
[۲] فلایخرج المعتکف من معتکفه لیلا ونهارا الا بعذر، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۱، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۳] فلایخرج المعتکف من معتکفه لیلا ونهارا الا بعذر، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۱، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۱۲، الباب السابع فی الاعتکاف.

[۴] ولوکان الغبار علی ظهر حیوان او نحو ثوب او نحو حنطة فتیمم به جاز بالغبار (طحطاوی علی المراقی مصری ص۹۷، باب التیمم، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۲۴۰، نوع آخر فیما یجوز به التیمم)

[۵] ویکره مسح الرجل من طین والردغة باسطوانة المسجد او بحائطه قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۱/۶۵، فصل فی المسجد)

[۶] یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حمله علی ما اذا لم یجد من یاتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضروریة. (البحر ص: ۳۰۳، ج:۲، باب الاعتکاف، طبع کراچی، شامی زکریا ص ۳/۴۴۰، باب الاعتکاف، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

(۱۰) بال بنواسکتا ہے[1]، حجامت بنوانا جس میں خون نکلتا ہے منع ہے[2]۔

(۱۱) غروب آفتاب سے کچھ پہلے اعتکاف کی جگہ میں آجانا چاہئے کیونکہ عین غروب کے وقت مہینہ ختم ہونے پر اعتکاف ختم ہوجائے گا، پس اگر کوئی ۲۰؍تاریخ کو بعد غروب بنیت اعتکاف مسجد میں آیا، تو جس قدر دیر کرکے آیا ہے اتنا وقت ایک عشرہ میں سے کم ہوجائے گا اور ایک عشرہ کا اعتکاف مسنون ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۲؍رجب ۵۷ھ

شرکت اجتماع کا بوقت نیت اعتکاف استثناء

سوال:- کیا معتکف اجتماعات میں شریک ہونے کو اور دینی خدمات میں شرکت کو

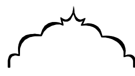
---

[1] بالوں میں کنگھا کرانا حدیث سے ثابت ہے اور ان کو کسی برتن میں اسطرح دھونا کہ مسجد ملوث نہ ہو درست ہے اسی طرح بال بنوانا بھی درست ہوگا، جبکہ اجرت بغیر بنوائے جائیں اور کوئی تلوث نہ ہو۔

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا اعتكف ادنى اى قرب اليّ راسه وهو فى المسجد فارجله الحديث، متفق عليه، ان الترجيل مباح للمعتكف قال ابن الهمام وان غسله فى اناء فى المسجد بحيث لا يلوث المسجد لا بأس به (مرقاة ص ۲/۵۶۹، باب الاعتكاف، كتاب الصوم، مطبوعه بمبئى، فتح القدير ص ۲/۳۹۶، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[2] **فلا يجوز الاستصباح بدهن نجس فيه ولا البول والفصد فيه ولو فى اناء واما الفصد فيه فى اناء فلم اره وينبغي ان لافرق اى لا فرق بينه وبين البول (الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۱/۶۵۶، باب مايفسد الصلوة، مطلب فى احكام المسجد)**

[3] **وسنة وهو فى العشر الاخير من رمضان (البحرالرائق كوئٹه ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف، الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۳/۴۳۰، باب الاعتكاف، وعند الائمة الاربعة انه يدخل قبل غروب ان اراد اعتكاف شهر او عشر، مرقاة شرح مشكوة ص ۲/۵۷۰، باب الاعتكاف، مطبوعه بمبئى)**



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

نیت کرتے وقت مستثنیٰ کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بذریعہ نذر اعتکاف کو اپنے اوپر لازم کرتے وقت اگر شرکت اجتماع کو مستثنیٰ کرلے تو پھر شرکت کے لئے نکلنے سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا: ولو شرط وقت النذر والالتزام ان یخرج الی عیادۃ المریض وصلوٰۃ الجنازۃ وحضور مجلس العلم یجوز لہ ذالک اھ (عالم گیری[1] ص: ۲۱۲، ج: ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۹۵ھ

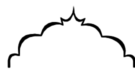
بستی کی مختلف مسجدوں میں سے کسی ایک جگہ اعتکاف

سوال:- موضع کرست ایک بڑی بستی ہے، زیادہ مسلم آبادی ہے البتہ اس کے مذرعہ جات کافی ہیں، جو اکثر ہندو آبادی ہے، بعض مذرعوں میں مسلم آبادی ہے اور وہ بھی مخلوط ہے، نیز یہ مذرعہ کرست سے کوئی ۶/۷/فرلانگ کوئی چار فرلانگ کوئی دو فرلانگ پر آباد ہیں، اگر کرست میں کوئی معتکف ہو تو مسلم آبادی مذرعہ جات کی رمضان المبارک کے اعتکاف سے سبکدوش ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ اور اگر کوئی مذرعہ میں معتکف ہو تو خاص کرست اور مذرعہ جات سبکدوش ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ سب آبادیاں دیکھنے میں جداگانہ معلوم ہوتی ہیں، تو ایک آبادی کا اعتکاف

[1] عالمگیری کوئٹہ ص: ۲۱۲، ج: ۱، الباب السابع فی الاعتکاف. تاتارخانیہ ص ۲/۴۱۲، الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف، مطبوعہ کراچی، طحطاوی علی المراقی ص ۵۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعہ مصر،



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

دوسری کے لئے کافی نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/۸۸ھ

جو مسجد وقف نہ ہو اس میں اعتکاف

سوال:- جو مسجدیں وقف نہیں ہیں ان میں رمضان المبارک کا اعتکاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بہشتی زیور میں اعتکاف کے لئے مسجد کی شرط کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد شرعی تو اسی وقت بنتی ہے جب کہ وہ وقف ہو بغیر وقف کے وہ شرعی مسجد نہیں[2]، اگرچہ نمازِ جمعہ اور پنجگانہ نماز پڑھنے سے وہاں بھی ادا ہو جاتی ہے، مگر موقوفہ مسجد کو فضیلت حاصل ہے اور اعتکاف موقوفہ مسجد ہی میں کیا جائے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۲۱/۹۰ھ

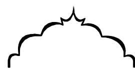
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۲۳/۹۰ھ

---

[1] وكل مسجد تقام فيه الجماعة له امام وموذن فانه يعتكف فيه. (الفقه الحنفي وادلته ص ۳۸٦، ج: ١، الاعتكاف)

[2] ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بقوله جعلته مسجدا عند الثاني وشرط محمد والامام الصلاة فيه، (الدرالمختار مع الشامي كراچي ص ۳۵٦، ج ۴، مطلب في احكام المسجد، كتاب الوقف، مجمع الانهر ص ۲/۵۹۳، كتاب الوقف، فصل في احكام المسجد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[3] وشرعاً اللبث في المسجد مع نيته فالركن هو الليث والكون في المسجد. (البحرالرائق ص: ۲۹۹، ج: ۲، باب الاعتكاف، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، زيلعي ص ۱/۳۴۸، مطبوعه امداديه ملتان)



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

دوسرے محلّہ کے آدمی کے ذریعہ سنت اعتکاف کی ادائیگی

سوال:- ایک محلّہ کا کوئی آدمی اگر دوسرے محلّہ کی مسجد میں عشرۂ اخیرہ رمضان کا اعتکاف کرے تو کیا اس کے اعتکاف کرنے سے اس مسجد کے محلّہ والوں سے اعتکاف مسنون ادا ہوجائے گا، یا اس مسجد کے محلّہ والوں میں ہی کسی کا معتکف بننا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کریگا اس مسجد سے متعلق سنتِ اعتکاف ادا ہوجائے گی[۱]۔ مگر اہلِ محلّہ کو چاہئے کہ خود ہی اعتکاف کریں دوسرے محلّہ سے بلا کر اعتکاف کرا کے خود محروم نہ رہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

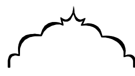
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سنتِ اعتکاف کی ادائیگی بذریعہ امام

سوال:- ایک محلّہ کا کوئی آدمی دوسرے محلّہ کا امام ہوتو ان امام صاحب کو اپنی امامت کے محلّہ والوں میں سے شرعاً شمار کیا جائے یا نہیں؟ نیز ان کے لئے امامت کی مسجد میں اعتکاف

۱؎ وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية نظيرها اقامة التراويح بالجماعة فاذا قام به البعض سقط الطلب عن الباقين. (شامی کراچی ص ۲/۴۴۲، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص ۱/۳۷٦، باب الاعتكاف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

۲؎ قال الزهرى رحمة الله عليه عجبا من الناس كيف تركوا الاعتكاف ورسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل الشئ ويتركهٗ وما ترك الاعتكاف حتى قبض. (الفقه الحنفى وادلته ص: ۳۸٦، ج: ۱، بحر ص ۲/۲۹۹، باب الاعتكاف، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص ۲/۴۳، باب الاعتكاف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)



کرنے سے اس محلّہ والوں سے اعتکافِ مسنونہ ادا ہو جائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ امام صاحب جس محلّہ کے مسجد کے امام صاحب ہیں بحق اعتکاف اسی محلّہ کے شمار ہوں گے۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایسی مسجد میں اعتکاف جسمیں رات کو رکنے کی اجازت نہ ہو

سوال:- مسجد سرکاری احاطہ میں ہے، صرف نماز اذان کی اجازت ہے، وہاں رات کو رکنے کی اجازت نہیں ہے، ایسی صورت میں اعتکاف ہو یا نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہاں رات کو رہنے کی اجازت نہیں تو اعتکاف کیسے کرے گا۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

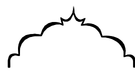
ویران مسجد اور عیدگاہ میں اعتکاف

سوال:- ویران مسجد یا عیدگاہ میں ایک صاحب نے اعتکاف کیا مسجد میں کوئی نہ

---

[1] وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية. (الدر) فاذا قام به البعض سقط الطلب عن الباقين. (شامى كراچى ص: ۴۴۲، ج: ۲، باب الاعتكاف)

[2] ان الاعتكاف يدوم بالليل والنهار الخ، طحطاوى على المراقى ص ۵۸۲، باب الاعتكاف، مطبوعه مصرى)



بیٹھا، کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جاتا ہے جہاں اذان جماعت پنجگانہ کا اہتمام ہو، اگر ویران مسجد میں بھی اعتکاف کیا تو ہو جائے گا عیدگاہ میں کافی نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

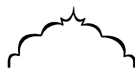
مسجد کے متصل حجرہ میں اعتکاف

سوال:- ایک مسجد جو نو تعمیر ہے اس کے پیچھے حصہ میں شمال کی جانب ایک تین کھونٹا چھوٹا کمرہ ہے، جس کا دروازہ مسجد کے اندر ہی کو ہے، متولّی مسجد نے بیان کیا یہ مسجد تعمیر ہوتے وقت یہ حصہ مسجد ہی کی نیت سے تعمیر ہوا مگر صف سیدھی کرنے کی وجہ سے مشیرانِ کمیٹی نے اس حصہ کو علیحدہ کر دیا اور یہ طے ہوا کہ اس میں مسجد وغیرہ کا سامان رکھ دیا جایا کرے گا، اس حجرہ میں معتکف اعتکاف کے لئے بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا کوئی دروازہ باہر کو نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے کسی حصہ کو جو نماز کے لئے ہو کسی دوسرے کام کے لئے مخصوص کر دینا اور نماز کو وہاں سے ختم کر دینا جائز نہیں، حجرہ کی بظاہر ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد سے خارج ہے، مسجد نہیں ہے، امام یا متولّی یا سامان کے لئے بنایا گیا ہے، اس لئے اس حجرہ میں اعتکاف

[1] ومنها مسجد الجماعة فيصح في كل مسجد له اذان واقامة هو الصحيح. (عالمگیری ص: ۲۱۱، ج: ۱، درمختار علی الشامی کراچی ص ۴۴۰/۲، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص۳۷۷/۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)



نہ کیا جائے[1]۔ ہاں اگر دروازہ یا دیوار توڑ کر مسجد میں شامل کرلے تو پھر وہاں اعتکاف کرنے میں مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/۹۰ھ

معتکف کا صحنِ مسجد میں حجامت بنوانا

سوال:- معتکف مسجد کے فرش پر بیٹھ کر حجامت بنواسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

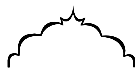
بنواسکتا ہے البتہ بال وہاں نہ گرنے پائیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

---

[1] وشرعاً هو الاقامة بنية أى بنية الاعتكاف فى مسجد تقام فيه الجماعة بالفعل للصلاة الخمس: مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص: ۵۷۶، مصرى، باب الاعتكاف، عالمگيرى كوئٹه ص ۱/۲۱۱، كتاب الصوم، الباب السابع فى الاعتكاف، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۲/۴۴۰، باب الاعتكاف،

[2] مستفاد: سئل ابوحنيفة رحمة الله تعالىٰ عن المعتكف اذا احتاج الى الفصد والحجامة هل يخرج فقال لا وفى اللائى واختلف فى الذى يفسو فى المسجد فلم ير بعضهم باسئا وبعضهم قالوا لا يفسوا ويخرج اذا احتاج اليه والاصح كذا فى التمرتاشى. (عالمگيرى ص: ۳۲۰، ج:۵، باب احكام المساجد)

اپنی حجامت خود بنانا جائز ہے اور حجام سے بنوانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ بدون عوض کام کرتا ہے تو مسجد کے اندر جائز ہے اور اگر بعوض ہے تو معتکف مسجد کے اندر رہے مگر حجام مسجد سے باہر بیٹھ کر حجامت بنوائے، مسجد کے اندر اجرت سے کام کرنا جائز نہیں، احسن الفتاویٰ ص ۴/۵۱۶، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالاشاعت ديوبند،



C:\f.m.Fainal\Jild-51\Eatkaf Ke Ahkam

معتکف کو مسجد میں چارپائی

سوال:- معتکف مسجد میں چار پائی بچھا سکتا ہے یا نہیں؟ نیز چار پائی پر لیٹ سکتا ہے یا نہیں؟ اور مکانوں میں جو عورتیں اعتکاف کرتی ہیں وہ اپنے اعتکاف کرنے کی جگہ پر چار پائی بچھا سکتی ہیں یا نہیں؟ اور بقیہ پورے مکان میں بغرضِ ضرورت آ جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معتکف اپنے اعتکاف کی جگہ چار پائی بچھا سکتا ہے، اور اس پر لیٹ سکتا ہے[1] مگر آج کل عرفاً مسجد میں چار پائی بچھانا خلافِ احترام سمجھا جاتا ہے، اس لئے احتیاط چاہئے[2] عورت کو اپنی اعتکاف کی جگہ یہ اشکال نہیں، عورت اگر بلا ضرورتِ شرعیہ وطبعیہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکل کر مکان میں کسی اور جگہ جائے گی تو اس کا اعتکاف باقی نہیں رہے گا، **وللمرأة الاعتكاف فی مسجد بیتها وهُوَ محل لصَّلٰوة فیه ولا تخرج منه اذا اعتكفت فلو خرجت بغیر عذرٍ یفسد واجبه وینتهی نفله كذا فی مراقی الفلاح والطحطاوی**[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

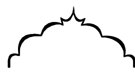
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸؍۱؍۸۹ھ

---

[1] عن بن عمر عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه كان اذا اعتكف طرح له فراشه اویوضع له سریرهٗ وراء اسطوانة التوبة. (ابن ماجه ص: ۱۲۷، باب فی المعتكف یلزم مكانا من المسجد. وراجع فتاوی رحیمیه ص: ۲۰۷، ج:۵، مكتبه رحیمیه سورت گجرات، ومجموعة الفتاوی ص:۱۸، ج:۲، مطبوعه یوسفی لكهنؤ)

[2] امداد الفتاویٰ ص: ۷۵۰، ج:۲، احكام المسجد، مطبوعه زكریا دیوبند،

[3] مراقی الفلاح ص: ۱۱۳، طحطاوی ص: ۵۷۶، مصری، باب الاعتكاف، فتاوی عالمگیری كوئٹه ص ۲۱۱/۱، كتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتكاف، النهر الفائق ص ۴۵/۲، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، مكتبه عباس احمد الباز،



عورت کا اعتکاف میں کھانا پکانا

سوال: -اور امرأۃِ معتکفہ مسجدِ بیت میں کھانا پکاسکتی ہے یا نہیں؟

اذان اور وضو کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے تو کافی کی اس عبارت کے خلاف ہے: **ویخرج لغائط اوبول اوجمعة.** شامی جلد: ۲، جوابات مع حوالات دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کا کوئی کھانا پکانے والا نہ ہو تو مسجدِ بیت میں کھانا پکاسکتی ہے مسجدِ بیت پر تمام احکام مسجد کے جاری نہیں ہوتے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲/۸۸ھ

اعتکاف میں فتویٰ کس کے قول پر ہے

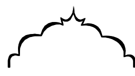
سوال: -رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرنے والا اگر بغیر عذر شرعی وطبعی مسجد کی حد سے کچھ دیر کے لئے باہر چلا جائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہوگا، یا نہیں کیا اس مسئلہ میں اس زمانہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے، مگر

---

[۱] مندوب لكل مسلم أن يعد في بيته مكانًا يصلي فيه الا أن هذا المكان لا يأخذ حكم المسجد على الاطلاق، (عالمگیری کوئٹه ص: ۳۲۰، ج:۵، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد الخ، المحيط البرهاني ص۵، ج۸، كتاب الكراهية، الفصل الخامس في المسجد والقبلة والمصحف)



صاحب ہدایہ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کا قول راجح ہے، اس لئے اس مسئلہ میں نزاع نہیں چاہئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول اورع ہے، اور صاحبین کا قول اوسع ہے، صراحۃً فتویٰ کسی مذہب پر نہیں دیکھا صرف قیاس واستحسان کے لفظ سے ترجیح معلوم ہوتی ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

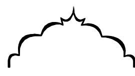
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی ترجیح

سوال:- اگر مذکورہ مسئلہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہے، تو اس کے بعد بھی ایسے عالم کے لئے جو مفتی نہ ہو کیا یہ گنجائش رہتی ہے، کہ وہ خود بھی صاحبین رحمہم اللہ علیہ کے قول پر عمل کرے اور دوسرے عوام کو بھی صاحبین کے قول پر عمل کرے اور امام صاحب کے قول کو چھوڑ دے، اس کا ایسا کرنا کیسا ہے، جب کہ شرح عقود ورسم المفتی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ص:۲۷ پر تحریر فرمایا ہے: **والمرجوح فی مقابلته الراجح کالعدم** اس کے بعد لکھا ہے: **اعلم انّ من یکتفی بان یکون فتواہ اوعمله موافقًا لقول اووجهٍ فی المسئلة ویعمل بما شاء من الاقوال والموجودة من غیر نظر فی الترجیح فقد حمل وقوف الاجماع** براہ کرم حوالہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

---

[1] ولو خرج من المسجد ساعة بغیرعذر فسد اعتکافه عند ابی حنیفة رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه لوجود المنافی وهو القیاس وقالا، لایفسد حتی یکون اکثرمن نصف یوم وهو الاستحسان لان فی القلیل ضرورة. فتح القدیر ص: ۳۹۵، ج:۲، باب الاعتکاف.(مصری) مجمع الانهر ص۳۷۸، ۳۷۹/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۳۰۲/۲، باب الاعتکاف،



الجواب حامداً ومصلیاً

اب اس کے جواب کی خاص ضرورت باقی نہیں رہی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اعتکاف پر معاوضہ

سوال:- رقم حاصل کرنے کی غرض سے دوسرے محلّہ میں جا کر اعتکاف کرنا کیسا ہے؟ اس طرح اعتکاف کرنے کے سے اس محلّہ والوں سے اعتکاف کی سنت ساقط ہوگی یا نہیں؟ اگر ساقط نہ ہوتو اس کا اعتکاف صحیح ہوا یا نہیں؟ اس کا ثواب اس کو ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعتکاف کو بزنس (تجارت) بنانا غلط اور ناجائز ہے، اعتکاف پر پیسے لینا اس کو فروخت کرنا ہے جو کہ ناجائز ہے، ایسے اعتکاف کا ثواب نہیں، نہ اس کے سنتِ اعتکاف اہلِ محلّہ سے ساقط ہوگی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۵/۹/۹۲ھ

---

[1] ان كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستئجار عليها عندنا ...... لان القربة متى حصلت وقعت على العامل ولهذا تتعين اهليته فلا يجوز له اخذ الاجرة من غيره كما فى الصوم والصلاة هداية، شامى زكريا ص ۹/۷۶، باب الاجارة الفاسدة، مطلب فى الاستئجار على الطاعات، شامى نعمانيه ص ۵/۳۴، شامى كراچى ص ۶/۵۵، مجمع الانهر ص ۵۳۲، ۳/۵۳۳، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

﴿حج کے شرائط اورارکان وغیرہ﴾

حج اکبر

سوال:۔قال اللّٰہ تعالیٰ وأذان من اللّٰہ ورسولہ الیٰ الناس یوم الحج الاکبر ان اللّٰہ بریٔ من المشرکین ورسولہ '' اس آیت کریمہ میں حج اکبر سے کیامراد ہے،کیااس میں اقوال مختلف ہیں،قول راجح کیا ہے، یوم عرفہ،وجمعہ کوحج اکبر کاسمجھنا کیاکسی امام فن کاقول ہے یامحض شیخ اکبر کاقول؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

یوم الحج الاکبر کی تعیین میں مفسرین کے دوقول ہیں،ایک یہ کہ اس سے یوم عرفہ مراد ہے ،دوسراقول ہے کہ اس سے یوم النحر مراد ہے، کمافی الاکلیل[1] ج ۳/ص ۳۳۴/ حافظ عماد نے اپنی تفسیر میں سعید بن مسیّبؒ سے نقل کیا ہے:۔

---

[1] یوم الحج الاکبر یوم عرفۃ لان الوقوف بعرفۃ معظم افعال الحج او یوم النحر لان فیہ تمام الحج من الطواف والنحر والحلق والرمی ووصف الحج بالاکبر لان العمرۃ تسمیٰ الحج الاصغر الخ، مدارک التنزیل علی الخازن ص۳۰۵، ۲/۲۰۴، سورۂ براءۃ آیت:۳، مطبوعہ مصر، شامی کراچی ص ۲/۶۲۲، باب الھدی مطلب فی الحج الاکبر، مطبوعہ زکریا ص۴/۴۷،

"قال یوم الحج الاکبر الیوم الثانی من یوم النحر" مجاہدؒ سے نقل کیا ہے، کہ یوم الحج الاکبر ایام الحج کلھا [1] تفسیر ابن کثیر، ج ٢/ص ٣٢٥/ حافظ ابوبکر جصاص رازیؒ نے ابن عباسؓ وغیرہ سے نقل کیا ہے "العمرۃ الحج الصغریٰ، احکام القرآن، ج ٣/ص ٩٩ [2]/ جس کا حاصل یہ ہے کہ الاکبر کی قید احتراز عن العمرۃ کے لئے ہے، اسی لئے ایام حج میں عمرہ منع ہے، جس دن پر قرآن پاک میں یوم الحج الاکبر کا اطلاق کیا گیا ہے، مفسرین کی بڑی جماعت اس کی قائل ہے، کہ وہ جمعہ کا دن تھا، مگر اس کا یہ مطلب کہ ہر وہ حج جو جمعہ کے روز ہو وہ حج اکبر ہے، جیسا کہ مشہور ہے، میں نے ائمہ مجتہدین کے اقوال میں نہیں پایا، البتہ جو حج جمعہ کے روز ہو اس کی فضیلت کسی اور دن کے حج پر ستر درجہ ہے، اس کی تصریح طحطاوی، ص ٤٠٣ [3]/ زیلعی، ج ٢/ص ٢٦ [4]/ اور اوجز، ص ٢٢٧ [5]/ وغیرہ میں مذکور ہے، عوام جمعہ کے روز والے حج کو حج اکبر کہتے ہیں، العرف الشذی، ص ٣٤٠ [6]/ میں اسکی تردید موجود ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

١ تفسیر ابن کثیر ص ٢/٥٢٥، سورۂ توبہ آیت: ٣، مطبوعہ التجاریة مکة المکرمة.

٢ احکام القرآن للجصاص ص ٣/٨٠، مطبوعہ لبنان، مطبوعہ قدیمی کراچی ص ٣/١٢٠، سورۂ توبہ آیت: ٣.

٣ وافضل الایام یوم عرفة اذا وافق یوم الجمعة وهو افضل من سبعین حجة فی غیر جمعة الخ، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ٦٠٨، فصل، العمرة، مطبوعہ مصری.

٤ زیلعی ص ٢/٢٦، باب الاحرام، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

٥ اوجزالمسالک ص ٣/٢٢٧، کتاب الحج، حج یوم الجمعة هل له مزیة، مطبوعہ یحیوی سهارنپور.

٦ الحج الاکبر فی عرف الحدیث هوالحج واما الحج الأصغر فالعمرة لاماهومتعارف فی عامة الناس من ان الحج الأکبر الذی یکون یوم عرفة فیه یوم الجمعة، العرف الشذی ص ٣٤٠، کتاب الحج، باب بلا ترجمة، قبیل ابواب الجنائز. مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

حج اکبر کی تشریح

سوال: ۔حج اکبر کی تعریف کیا ہے، اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں اور حج جس میں طواف، نحر، حلق، رمی، داخل ہے، اس کو حج اکبر کہتے ہیں، اور سورہ توبہ کے شروع میں بھی ہے، "یوم الحج الاکبر" اس کی تفسیر میں ابن زبیرؓ اور ابن عباسؓ، عطاءؒ، طاؤسؒ ومجاہدؒ نے کہا کہ مراد عرفہ کا دن ہے کیونکہ بڑے ارکان اس دن میں ادا ہوتے ہیں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہا کہ یوم النحر مراد ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج فرمایا چونکہ اس دن یوم جمعہ واقع ہوا تھا، اس لئے اس حج کو جو جمعہ کے دن ہو حج اکبر سے تعبیر کرنے لگے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

حج کے دو رکن ہیں

سوال: ۔اگر کسی مسلمان نے حج کی نیت سے احرام کی چادریں باندھیں، عرفات میں وقوف کیا اور طواف زیارت بھی کرلیا، تو کیا اس کا حج ہوگیا، اور اس کو حج کا پورا پورا ثواب ملے گا یا نہیں؟

---

[1] قال العلامة نوح فی رسالتہٗ المصنفة فی تحقیق الحج الاکبر قیل انه الذی حج فیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو المشهور وقیل یوم عرفة جمعة اوغیرها والیه ذهب ابن عباس وابن عمر وابن زبیر وغیرهم وقیل یوم النحر والیه ذهب علی وابن ابی اوفی والمغیرة ابن شعبة وقیل انه ایام منی کلها وهو قول مجاهد وسفیان الثوری وقال مجاهد الحج الاکبر القران والاصغر الافراد وقال الزهری والشعبی وعطاء الاکبر الحج والاصغر العمرة .شامی کوئٹه ، ج۲/ص ۲۷۶/مطلب فی الحج الاکبر، شامی زکریا ص۴/۴۷،

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج کے دورکن ہیں، وقوف عرفات، اورطواف زیارت، بحالت احرام ادا کر لینے سے حج ادا ہوجائے گا،[1] بقیہ امورحج میں واجب سنت اور مستحب ہیں، جن کے ترک سے صدقہ وغیرہ لازم ہوتا ہے یا تو ثواب میں کمی آتی ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج مقبول ومبرور میں فرق

سوال:۔ حج مبروراورحج مقبول میں کیا فرق ہے، حج مقبول ومبرور دونوں مترادف الفاظ ہیں، آیا متضاد اگر متضاد تو دونوں میں کیا فرق ہے، اورحج نفلی مبروراورمقبول ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مقبول ومبرور کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے مبرور وہ ہے جس میں کوئی جنایت نہ کی ہو،[3] جس سے دم یا کفارہ لازم آئے،[4] مقبول جسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے،[5] کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنایت کے باوجود قبول ہوجائے، تو مقبول ہے، مبرورنہیں ہے، کبھی جنایت سے پاک صاف ہونے کے باوجود قبول نہیں ہوتا، مثلاً ناجائز روپیہ سے حج کیا تو وہ مبرور

---

[1] وامار کنه فشيًان الوقوف بعرفة وطواف الزيارة لكن الوقوف اقوى من الطواف. عالمگیری ص ۲۱۹/۱/ الباب الاول فی تفسير الحج، مطبوعه رحيميه ديوبند، البحرالرائق كوئٹه ص۳۰۷/۲، الحج، النهر الفائق ص ۵۱/۲، دارالكتب العلمية بيروت.

[2] ثم الركن لايجزى عنه البدل ولايتخلص عنه بالدم الاباتيان عينه والواجب يجزى عنه البدل اذا تركه ولوترك السنن والآداب فلاشئى عليه وقد أساء عالمگیری، ج ۱/ ص ۲۲۰/ الباب الاول فی تفسير الحج وفرضيته. مطبوعه رحيميه ديوبند،(باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

ہے، مقبول نہیں[1]، مبرور ومقبول کبھی ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۹۴ھ

(حواشی صفحہ گذشتہ) ۳ قوله الحج المبرور الخ قالوا ان الحج المبرور هوالسالم عن الجنابت، العرف الشذى ص ۳۱۱، ابواب الحج باب ماجاء فى ثواب الحج والعمرة، مطبوعه رحيميه ديوبند، فيض البارى ص ۳/۶۲، باب فضل الحج المبرور، مطبوعه خضرراه بكڈپو ديوبند.

۴ وفى العارضة اختلف الناس فى الحجة المبرورة فقيل هى التى لامعصية فيها وقيل هى التى لامعصية بعدها الخ اوجز المسالک، ج۳/ص ۳۹۲/ كتاب الحج (جامع ماجاء فى العمرة) الحج المبرور بالمال الحرام، مطبوعه يحيوى سهارنپور الهند.

۵ والقبول المترتب عليه الثواب يبتنى على اشيا كحل المال والاخلاص كما لو صلى مرائيا او صام واغتاب فان الفعل صحيح لكنه بلا ثواب، ردالمحتار على الدرالمختار كراچى ص ۲/۴۵۶، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال الحرام، مطبوعه زكريا ص ۳/۴۵۳،

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ وقال الدردير صح الحج فرضاً او نفلاً بالحرام من المال فيسقط عنه الفرض والنفل و عصى اذ لا منافاة بين الصحة والعصيان قلت و كذلک عند الحنيفية كما فى الشامى عن البحر اذ قال يجتهد فى تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فى الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها ولاتنا فى فى سقوطه و عدم قبولها، اوجز المسالک ص ۳/۳۹۲، كتاب الحج، جامع ماجاء فى العمرة، الحج المبرور بالمال الحرام، مطبوعه يحيوى سهارنپور، شامى كراچى ص ۲/۴۵۶، مطلب فيمن حج بمال حرام، عالمگيرى ص ۱/۲۲۰، كتاب المناسک، مطبوعه كوئٹه.

۲ فضل الحج المبرور اى المقبول، عمدة القارى ص ۵/۱۳۳ جز: ۹، باب فضل الحج المبرور، مطبوعه دارالفكر بيروت، (وفى الفتح) المبرور المقبول وقال غيره الذى لا يخالطه شئ من الاثم. وقال القرطبى، الأقوال التى ذكرت فى تفسيره متقاربة المعنىٰ، فتح البارى ص ۴/۱۵۷، باب فضل الحج المبرور، مطبوعه دارالفكر بيروت، اوجز المسالک ص ۳/۳۹۲، كتاب الحج، الحج المبرور بالمال الحرام، مطبوعه يحيوى سهارنپور.

حج اور عمرہ میں نیت زبان سے کرنا

سوال:۔ مدرسہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے حج اور عمرہ نام کی ایک کتاب شائع ہوچکی ہے، جس میں حج اور عمرہ کے ضروری احکامات کو بیان کیا گیا ہے، ہم نے اسکا بغور مطالعہ کرکے، ایک مسئلہ کے بارے میں پیچیدگی پائی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے، کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ (۴۵-۴۶-۴۷-۴۸- میں حج اور عمرہ کا تفصیلی بیان شروع کیا گیا ہے، سب سے پہلے نیت کا بیان تحریر کیا گیا ہے، اور لکھا ہے کہ عمرہ اور حج کے موقعہ پر دل سے نیت کرنے کے علاوہ الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں گے، عمرہ اور حج کے علاوہ دوسری عبادات مثلاً نماز، روزہ، طواف وغیرہ میں نیت زبان سے ادا کرنا بدعت قرار دیتے ہیں، اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھتے وقت نیت کے الفاظ زبان سے ادا کئے ہیں، اس لئے حج اور عمرہ میں نیت زبان سے ادا کرنا سنت کی اتباع ہے، اور دیگر عبادات مثلاً نماز، روزہ، طواف وغیرہ کی نیت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین تبع تابعین سے زبان سے ادا کرنے کی صورت میں ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے مسلم، مشکوٰۃ کے درج ذیل حدیث کے ضمن میں لاکر صدیوں بعد کی ایجاد قرار دی گئی ہے، **كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة**۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ بات صحیح ہے کہ نماز کی نیت کیلئے زبان سے الفاظ کا کہنا حضرت نبی اکرم ﷺ سے منقول نہیں، درحقیقت نیت نام ہے ارادہ قلبی کا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر خیالات اور وساوس کا ہجوم رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ قلبی کو مستحکم و مستحضر نہیں کرسکتے، ان کے لئے الفاظ کا ادا کردینا کافی قرار دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص زبان سے الفاظ نہ کہے دل میں ارادہ کرے، تو بھی بلاشبہ اس کی نماز درست ہے، اس صورت میں الفاظ ادا کرنے

کو بدعت، ضلالت قرار دینا درست نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۱۴۰۰ھ

ایام معلومات کی تشریح

سوال:۔ ”وقد روی ابن ابی شیبة من وجه اٰخر عن ابن عباس ان المعلومات یوم النحر وثلثة ایام بعده ورجح الطحاوی هذا لقوله تعالیٰ ویذکروا اسم اللّٰه فی ایام معلومات علیٰ مارزقهم الخ فتح الباری، ج۲/ص ۲۶۶/“ ابن ابی شیبہ کی مکمل سند مطلوب ہے، پوری سند تحریر فرماویں، امام طحاویؒ کا بیان طحاوی میں نہیں ملتا، امام طحاویؒ نے جو چار دن کی قربانی کو قرآن کی آیت سے ترجیح فرمائی ہے، یہ بیان امام طحاویؒ کا کونسی کتاب میں ہے اس کتاب کا نام وصفحہ تحریر فرمائیں ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہاں مصنف ابن ابی شیبہؒ کا مکمل نسخہ موجود نہیں، نہ مطبوعہ، نہ قلمی، جس قدر ہے، اس میں یہ روایت موجود نہیں، حافظ ابن حجرؒ نے امام طحاوی کی کونسی کتاب سے یہ روایت لی معلوم نہیں ہوسکا، تلاش سے بھی کامیابی نہیں ہوئی، اغلب یہ ہے کہ اس میں کسی کو خلط ہوا، وہ اسطرح کہ ”ایام معلومات“ کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ بھی ہے ”یوم النحر وثلثة ایام بعده“ اس سے ذہن اس طرف چلا گیا، کہ یہی ایام ذبح بھی ہیں، حافظ ابوبکر

---

[1] النية ارادة الدخول فی الصلوة والشرط ان یعلم قلبه ای صلوٰة یصلی وادناها مالوسئل لأمکنه ان یجیب علی البدیهة وان لم یقدر علی ان یجیب الا بتأمل لم تجز صلوته ولاعبرة للذکر باللسان فان فعله لتجتمع عزیمة قلبه فهو حسن کذا فی الکافی ومن عجز عن احضار القلب یکفیه اللسان کذافی الزاهدی. فتاویٰ عالمگیری، ج ۱/ص ۶۵/ مکتبه بلوچستان. درمختار مع الشامی زکریا ص ۲/۹۱، باب شروط الصلاۃ، بحث النیة. بحر ص۱۲/۲۷۷، باب شروط الصلاۃ، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

جصاص رازیؒ نے احکام القرآن[۱]، ج۳ ر ص[۲] ۲۸۷ رمیں لکھا ہے:۔

"فروی عن علیؓ وابن عمرؓ ان المعلومات یوم النحر ویومان بعده واذبح فی ایهاشئت قال ابن عمرؓ المعلومات ایام النحر والمعدودات ایام التشریق وذکر الطحاوی عن شیخه احمد ابن ابی عمران عن بشربن ولید الکندی القاضی قال کتب ابو العباس الطوسی الیٰ ابی یوسف یسئله عن ایام المعلومات فاملیٰ علیٰ ابی یوسف جواب کتابه اختلف اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم فیها فرویٰ عن علیؓ وابن عمرؓ انها ایام النحر والیٰ ذالک اذهب لانه قال علیٰ مارزقهم من بهیمة الانعام وذٰلک فی ایام النحر وعن ابن عباسؓ والحسنؒ وابراهیمؒ ان المعلومات ایام العشر والمعدودات ایام التشریق ورویٰ معمرعن قتادة مثل ذٰلک ورویٰ ابن ابی یعلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ "واذکر واللّٰه فی ایام معلو مات" یوم النحر وثلٰثة ایام بعده وذکرابوالحسن الکرخی ان احمد القاری روی عن محمد عن ابی حنیفة ان المعلومات العشر وعن محمدانها ایام النحر الثلٰثة ،یوم الاضحیٰ ویومان بعده اھ" علاوہ ازیں اور بھی بعض امور ایسے ہیں جن کو حافظ ابن حجرؒ نے طحاویؒ کی طرف منسوب کیا ہے، مگر وہ تصانیف طحاوی میں موجود نہیں، بلکہ اس کے برعکس موجود ہے، غالباً کسی دوسرے نے لکھا ہے، اس کے اتباع میں حافظؒ نے بلا تحقیق کے نقل کر دیا ہے۔

---

[۱] قال الحافظ: واسناده صحیح، وظاهره ادخال یوم العید فی ایام التشریق وقد روی ابن ابی شیبة عن بن عباس ایضاً ان المعلومات یوم وثلاثة ایام بعدهٗ الخ، نیل الاوطار ص ۳/۳۸۴، کتاب العیدین، باب الحث علی الذکر والطاعة فی ایام العشر، اعلاء السنن ۱۷/۲۳۷، کتاب الاضاحی، ادارة القرآن کراچی.

[۲] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۳/۳۴۵، باب الایام المعلومات، سوره حج آیت:۲۸، مطبوعه قدیمی کراچی.

ایام ذبح کی تعداد میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ بھی ہے "یوم النحر وثلثة ایام بعده" اس کے استدلال میں جبیر ابن مطعمؓ کی روایت پیش کی جاتی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں "ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال کل فجاج منیٰ منحر وفی کل ایام التشریق ذبح" مگر جبیر ابن مطعم سے اس کو عبدالرحمٰن ابن ابی حسین روایت کرتے ہیں، اور بزار نے اپنی مسند میں لکھا ہے "لم یلق ابن ابی حسین جبیر ابن مطعم فیکون منقطعاً" اسی روایت کو سلیمان بن موسیٰ نے جبیر ابن مطعمؓ سے نقل کیا ہے، مگر بیہقی نے لکھا ہے "سلیمان ابن موسیٰ لم یدرک جبیر بن مطعم "فیکون منقطعاً ابن عدی نے کامل میں دوسری سند سے لیا ہے "عن معاویة بن یحییٰ الصدفی عن الزهری عن ابن المسیب عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم قال ایام التشریق کلها ذبح" مگر نسائی ابن معین، علی ابن المدینی، نے معاویۃ بن یحییٰ کی تضعیف کی ہے، حتی کے ابن ابی حاتم نے "کتاب العلل" میں فرمایا ہے "قال ابی هذا حدیث موضوع بهذا الاسناد" یہ سب بحث عینی[1]، ج ۱/ص ۶۳ ر میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] واستدل من قال الاضحی یوم النحر وثلاثة ایام بما روی فی صحیح ابن حبان من حدیث جبیر بن مطعمؓ ان النبی ﷺ قال کل فجاج منی منحر وفی کل ایام التشیرق ذبح قلت هذا رواه احمد وابن حبان من حدیث عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعمؓ وقال البزار فی مسنده لم یلق ابن ابی حسین جبیر بن مطعم فیکون منقطعا فان قلت الی قوله وقال ابن ابی حاتم فی کتاب العلل قال ابی هذا حدیث موضوع هذا الاسناد، عمدة القاری ص ۱۴۸/۱۱، جز: ۲۱، کتاب الاضاحی، باب من قال الاضحی یوم النحر، مطبوعه بیروت، بنایه فی شرح الهدایه للعینی ص ۳۰-۳۱/۱۱، باب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه.

یوم القر کی تشریح

سوال:۔ ’’ان اعظم الایام عنداللّٰہ یوم النحر ثم یوم القر‘‘مشکوٰۃ شریف، ص ۲۳۲/ جب کہ قربانی کے تین دن ہیں،تولفظ’’یوم القر‘‘ کا کیا مطلب ہے؟ کیا حاجیوں کے لئے قربانی کے تین دن نہیں ہیں، اگر ہیں لفظ’’یوم القر‘‘ کیوں فرمایا، اس حدیث سے تو صاف یہ بیان ظاہر ہوتا ہے کہ قربانی کرنے کا صرف ایک ہی دن ہے دوسرا دن آرام کرنے کا؟

الجواب حامداًومصلیا:۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ’’ان اعظم الایام عنداللّٰہ یوم النحر ثم یوم القر‘‘ الحدیث مشکوٰۃ شریف[1]،ص۲۳۲/اس میں تو حصر نہیں ہے کہ قربانی صرف ایک روز ہی ہوسکتی ہے اس کے بعد درست نہیں’’یوم القر‘‘ کو یوم القر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قال ابن المنظور الافریقی فی لسان العرب[2]، ج۶/ص ۳۹۶/.’’یوم القر الیوم الذی یلی یوم النحر لان الناس یقرون فی منازلھم وقیل لانھم یقرون بمنیٰ عن کراع ای یسکنون ویقیمون،وقال ابوعبید اراد بیوم القر الغد من یوم النحروھو حادی عشر ذی الحجۃ سمی یوم القر لان اھل الموسم یوم الترویۃ ویوم عرفۃ ویوم النحر فی تعب من الحج فاذا کان الغد من یوم النحر قروا بمنیٰ فسمیٰ یوم القراھ‘‘

مجمع البحار[3]،ج۲/ص۱۳۱/میں علامہ پٹنی نے لکھا ہے ’’افضل الایام یوم النحر ثم

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۲۳۲، باب الھدی، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، سب سے بڑادن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا دن ہے،اسکے بعدقر کا دن ہے۔

[2] لسان العرب،ج۵/ص۸۷/مکتبہ دارصادربیروت۔

[3] مجمع بحار الانوار ص ۴/۲۴۹، (قرر) مطبوعہ دارالایمان مدینۃ المنورہ.

یوم القر وھو حادی عشر ذی الحجة لانھم یقرون فیه بمنیٰ ای یسکنون ویقیمون اھ" ایسا ہی تقریباً تاج العروس فی شرح القاموس[1]، ج ۳ رص ۴۸۷ ر میں ہے۔

شرح مشکوٰۃ، مرقاۃ[2]، ج ۳ رص ۲۳۷ ر لمعات[3]، طیبی[4]، ج ۳ رص ۳۴۴ ر میں بھی یہی وجہ تسمیہ لکھی ہے "**یوم القر بفتح القاف وتشدید الرأای یوم القر ار بخلاف ماقبله وما بعده من حیث الانتشار قال بعض الشراح ھو الیوم الاول من ایام التشریق سمی بذٰلک لان الناس یقررون یومئذ فی منازلھم بمنی ولاینفرون عنه بخلاف الیومین الاخیرین[5] اھ**" وجہ تسمیہ سے دور کا بھی اشارہ نہیں ملتا کہ قربانی کا صرف ایک دن ہے۔

یوم الترویہ میں مکہ معظّمہ سے چل کر منیٰ پہنچے، یوم عرفہ میں منیٰ سے چل کر عرفات گئے بعد غروب وہاں سے چل کر مزدلفہ آئے، شب میں ٹھہر کر یوم النحر منیٰ آئے وہاں رمی جمرۂ عقبہ اضحیہ، حلق، سے فارغ ہوکر مکہ آئے، طواف زیارت اور سعی کر کے جب ہی اسی روز منیٰ پہنچ گئے، یہ تین روز مسلسل چلنا پھرنا ہوا، درمیان میں کوئی دن قرار کا نہیں ملا، ۱۱ر کو منیٰ میں قرار پکڑ کر یہ مکہ مکرمہ جانا ہے، نہ مزدلفہ میں، نہ مزدلفہ میں، نہ عرفات میں اس لےء یہ دن یوم القر ہے، امام طحاویؒ نے حدیث روایت کی ہے "**بسنده عن عبدالله بن قرطؓ قال**

---

[1] **وفی الحدیث، افضل الایام عند الله یوم النحر ثم یوم القر، وھو الذی یلی یوم النحر لانھم یقرون فیه بمعنی عن کراع وقال غیره لانھم یقرون فی منازلھم، تاج العروس فی جواھر القاموس ص ۱۳/۳۹۴، مطبوعه دار احیاء التراث العربی.**

[2] **مرقاة ص ۳/۲۳۷، کتاب المناسک، باب الھدی، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع ممبئی.**

[3] **لمعات ص ۲/۳۵۶، باب الھدی، الفصل الثانی، مطبوعه نوریه رضویه سکھر، پاکستان،**

[4] **طیبی شرح مشکوة ص ۵/۳۴۶، مطبوعه زکریا دیوبند.**

[5] **مرقاة ص ۳/۲۳۷، کتاب المناسک، باب الھدی، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع ممبئی.**

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احب الایام الیٰ اللّٰہ عزوجل یوم النحر ثم یوم القر،فقد مت الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بدنات خمس اوست فطفقن یزد لفن الیہ بایتھن یبدأ قال فلما وجبت جنوبھا قال کلمۃ خفیۃ لم افقھھا،فقلت للذی کان الیٰ جنبی ماقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال قال من شاء اقتطع[1] اھ مشکل الآثار[2] ج ۲/ ص ۱۳۲/ ۲"۱۲. ابوداؤدشریف[3] میں بھی بتغیر بعض الالفاظ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم القر میں فرمائی ہے،سیوطیؒ نے اس کو جن الفاظ میں نقل کیا ہے،ان میں زیادہ وضاحت ہے "اخرج الطبرانی وابونعیم والحاکم وصححہ عن عبداللّٰہ بن قرط قال قدم رسول اللّٰہ ﷺ فی یوم القربدنات خمس اوست فطفقن یزدلفن الیہ بایتھن یبدأاھ" (خصائص کبریٰ،ج ۲/ص[4] ۳۹)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] **ترجمہ**:۔حضرت عبداللہ بن قرط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دن قربانی کا دن ہے،اس کے بعد قر کا دن ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پانچ یاچھ اونٹ کئے گئے وہ اونٹ آپ کے نزدیک ہوتے تھے کہ کس کو پہلے ذبح کریں،راوی نے کہاجب ان کے پہلو زمین پر گرے تو آپ ﷺ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس کو میں سمجھ نہ سکا میں نے کہا اس سے جو میرے قریب تھے کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہے کاٹ لے جائے۔

[2] شرح مشکل الآثار ص ۳/۳۶۰، باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ ﷺ من قولہ من انتھب فلیس منا، رقم الحدیث ۱۳۱۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت.

[3] ابو داؤد شریف ص ۱/۲۴۵، کتاب المناسک، باب الھدی اذا عطب قبل ان یبلغ، مطبوعہ سعد دیوبند.

[4] خصائص الکبریٰ ص ۲/۳۹، باب ماوقع فی حجۃ الوداع من الآیات والمعجزات، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

وسعت کے باوجود حج نہ کرنا

سوال:۔ زید کے گھر میں کافی دولت ہے، مگر حج کونہیں جاتا، اور جب اس سے کہا جاتا ہے، تو کہتا ہے کہ میرے اوپر ذمہ داری بہت ہے، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر زید کے پاس اتنی دولت ہے جس سے اسکے اوپر حج فرض ہے، تو وہ گنہگار رہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

استطاعت سے پہلے حج کا حکم

سوال:۔ ایک مسکین نے مسکینی کی حالت میں کسی طرح حج کرلیا، اوروہ مالدار ہوگیا تو کیا حج فرض دوبارہ ادا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر اپنی ہی طرف سے حج کیا ہے، تو اب مالدار ہوجانے کیوجہ سے دوبارہ حج فرض نہیں، اگر حج بدل کیا ہے، تو اب مالدار ہوکر اپنا حج کرنا ضروری ہے[۲]۔ بحر، ج۲/ص۳۲۵[۳] و ج۳/ص۴۷، ج۲/[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فرض مرة علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالک واحمد فیفسق وترد شهادته بتأخیره الخ درمختار علی الشامی کراچی، ج۲/ص۴۵۵/ کتاب لحج. مجمع الانهر ص۳۸۴، کتاب الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیة ص۲/۴۳۸، کتاب المناسک واما کیفیة وجوبه، مطبوعه کراچی(**باقی حواشی اگلے صفحه پر ملاحظه هوں**)

فرضیت حج کیلئے مدینہ طیبہ کا خرچ ہونا ضروری نہیں

سوال:۔زید کے پاس صرف مکہ معظّمہ تک جانے آنے کا خرچ ہے، تو ایسی صورت میں زید کے ذمہ حج کے لئے جانا فرض ہوگا، یا مدینہ طیبہ کے سفرخرچ ہونے تک حج کوملتوی رکھے، پھر جب کبھی حرمین تک کا خرچ میسر آجائے، اس وقت جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جس کے پاس مکہ معظّمہ تک جانے اورآنے اورحج کرنے کا خرچ موجود ہواس کے ذمہ لازم ہوگا[۱] بحر، ج ۲رص ۳۳۴ر پھر مدینہ طیبہ کیلئے کوشش کرے، اوراللہ سے دعا کرے اگرگنجائش ہوجائے تو وہاں حاضری کی سعادت بھی حاصل کرے، حج کواس انتظار میں مؤخر نہ کرے کہ جب مدینہ طیبہ کا خرچ بھی پاس ہوگا، تب حج کرے گا[۲]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حواشی صفحہ گذشتہ) [۲] ولوتكلف هؤلاء الحج بانفسهم سقط عنهم حتى لو صحوا بعد ذٰلک لايجب عليهم الأداء لان سقوط الوجوب عنهم لدفع الحرج فاذا تحملوه وقع عن حجة الاسلام كالفقير اذا حج، البحر الرائق مكتبه زكريا ج۲/ص۵۴۶/ البحر مكتبه ايچ ايم سعيد، ج۲/ ص۳۱۲/. كتاب الحج. فتح القدير ص۴۱۶/۲، كتاب الحج، مطبوعه دارالفكر بيروت، بدائع زكريا ص۳۰۱/۲، كتاب الحج، شرائط فرضيته.

[۳] قوله كالفقير اذ حج اى فانه يسقط عنه الفرض حتى لواستغنى لايجب عليه ان يحج منحة الخالق، ج۲/ص۳۱۲، كتاب الحج، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۴] اتفقوا ان الفرض يسقط عن الآمر ولايسقط عن المامور، البحر، ج۳/ص۱۱۰، باب الحج عن الغير، عالمگيری ص۲۵۷/۱، الباب الربع عشر فی الحج عن الغبر، مطبوعه كوئٹه، زيلعی ص۸۵/۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه امداديه ملتان.

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [۱] ونفقة ذهابه وايابه الخ، ج ۲/ص ۵۴۴/ كتاب الحج. (مكتبه زكريا) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۵۹۸، كتاب الحج، مطبوعه مصری. (حاشیہ۲ /اگلےصفحہ پر)

ضعیف العمر پر بھی بوقت استطاعت حج فرض ہے

سوال:۔ زید ایک چھوٹا زمیندار تھا، زمینداری ختم ہونے کے بعد معاوضہ میں اس کو کچھ روپئے کے پونڈ ملے تھے، جس کو اس نے فروخت کر کے نقد روپئے کی صورت میں اپنے پاس محفوظ کرلیا ہے، اس کے پاس چند بیگھے کاشتکاری بھی ہے، جس کی پیداوار اسی کے خورد ونوش کے لئے بمشکل کفایت کرتی ہے، بقیہ تمام ضروریات زندگی کے اخراجات کے لئے نقد روپیہ میں سے کفایت اور تنگی ترشی کے ساتھ خرچ کرنا رہتا ہے، زید ضعیف آدمی ہے، اس کے لڑکے پاکستان میں ہیں، جو اس کی کچھ مدد نہیں کر سکتے، اس کی بیوی اور یہ، دونوں اپنے مکان میں رہتے ہیں، فی الحال زید کے پاس اس قدر رقم ہے، کہ وہ حج کے اخراجات کو برداشت کرسکتا ہے، اور زکوٰۃ بھی ادا کرسکتا ہے، اگر اس کے اوپر عائد ہوتی ہے، مگر یہ بات کہ اس کے پاس جو رقم ہے، اس کی مثال ایک ایسے حوض کی سی ہے کہ جس میں پانی آنے کا راستہ نہ ہو، مگر نکلنے کا راستہ ہو، ظاہر ہے کہ جس قدر جلد پانی باہر خارج ہوجائے گا اتنا ہی جلد حوض خشک ہوجائے گا؟

زید کی ضعیف العمری کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس بات کی امید نہیں کہ وہ کوئی کمائی کرسکتا ہے، بس یہ پسماندہ رقم اس کی زندگی کا ظاہری سہارا ہے، اگر موت نے اسے جلد یاد نہ کیا تو جس قدر روپیہ جلد ختم ہوجائے گا، اتنا ہی جلد وہ قوم وملت پر ناخوشگوار بوجھ بن کر رہ جائے گا، اور اگر روپیہ ختم ہونے سے پہلے انتقال کرگیا، تو بقیہ روپیہ اس کے ورثاء کے حصہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ واما تفسیر الزاد والراحلة فهو ان ملک من لامال مقدار ما یبلغه الیٰ مكة ذاهباً وجائياً راكباً لاماشياً ينفقة وسط لا اسراف فيها ولاتقتير، فاضلاً عن مسكنه وخادمه وفرسه وسلاحه وثيابه واثاثه ونفقة عياله وخدمه وكسوتهم وقضاء دينه، بدائع الصنائع ص۲۹۷/۲، كتاب الحج، شرائط فرضيته، مطبوعه زكريا ديوبند، عالمگيری ص۲۱۷/۱، كتاب المناسک، مطبوع کوئٹہ.

میں آ جائے گا، دونوں صورتوں کا امکان ہے، معلوم نہیں کیا پیش آئے، بہر حال ان احوال میں کیا زید پر حج فرض ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ان حالات میں اس پر حج فرض ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۶/۹۰ھ

روپیہ ضائع ہونے سے فرضیت حج ساقط نہیں ہوتی

سوال:۔ عرصہ ۲۶/سال کا ہوا جب زید پر حج فرض ہوا، اس رقم سے زید نے کھانڈ خرید لی، چونکہ حج کے جانے میں زیادہ دن تھے، قسمت کی بات کہ اس دوران میں کھانڈ سرکاری گرفت میں آ گئی، اور جو روپیہ تھا، وہ سب ختم ہوگیا، اور زید حج سے محروم رہ گیا، اب قدرت نے پھر موقع عنایت فرمایا ہے، لڑکے اپنے پیسہ سے حج بیت اللہ کو بھیج رہے ہیں، اب آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جو زید کی حج کی فرضیت ماضی میں ہو چکی تھی وہ پیسہ ختم ہونے کے بعد فرضیت ختم ہوگئی، یا باقی رہے گی؟ اور اگر باقی رہی، تو کیا لڑکوں کے حج کرانے سے وہ فرضیت ختم ہو جائے گی یا نہیں؟ تو پھر کیا صورت اختیار کی جائے، کہ جس سے حج بھی ہو جائے اور فرضیت بھی نہ رہے؟

---

[1] وفضلا عن نفقة عياله ممن تلزم نفقته لتقدم حق العبد الى حين عوده وقيل بعده بيوم وقيل بشهر قوله الىٰ حين عوده متعلق بقوله فضلا اوبمالا بد منه بمعنى مايحتاج لوبنفقة اى فلا يشترط بقاء نفقة لمابعد عوده وهذاظاهر الرواية، درمختار مع الشامي كراچى، ج۲/ ص۴۶۲/ مطلب فى قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع. تاتارخانيه ص۲/۴۳۲، كتاب الحج شرائط الوجود، مطبوعه كراچى، بدائع زكريا ص۲/۲۹۷، كتاب الحج، شرائطه فرضيته.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

روپیہ محفوظ نہیں رکھا تجارت میں لگا دیا، جس کی وجہ سے وہ ضائع ہوگیا، اس لئے فریضۂ حج ختم نہیں ہوا، بلکہ ذمہ میں باقی ہے، لڑکے اگر پیسہ دے رہے ہیں، اور وہ اس سے حج کرے گا، تو فریضۂ حج ادا ہو جائے گا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

کیا مال ضائع ہو جانے سے حج ساقط ہو جائے گا

سوال:۔ ایک شخص پر حج فرض ہو چکا تھا، مگر کسی طرح اس کا مال ضائع ہوگیا، جس سے حج کو جانے کی طاقت جاتی رہی، تو اب حج اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اسکے پاس مال بقدر حج ایسے وقت تھا، کہ لوگ حج کو نہیں جا رہے تھے، بلکہ ابھی وقت حج میں دیر تھی، اور وقت حج آنے سے پہلے ہی وہ مال ضائع ہوگیا، تو اسکے ذمہ حج فرض نہیں، اگر زمانۂ حج میں مال تھا، اور اسنے ارادہ کرلیا تھا مگر بغیر اسکے اختیار کے مال ضائع ہوگیا، تب بھی اسکے ذمہ حج نہیں اگر اس نے خود اپنے اختیار سے ایسی جگہ خرچ کردیا، جہاں شریعت کی طرف سے خرچ کرنے کا امر نہیں تھا، تو اسکے ذمہ حج لازم ہوگیا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[1] قالوا لو لم یحج اتلف ماوسعه ان یستقرض ویحج ولو غیر قادر علی وفائه ویرجی ان لایواخذه اللّٰه بذالک الخ، درمختار مع الشامی کراچی، ج ۲/ص ۴۵۷/ کتاب الحج. لو ملکه مسلما فلم یحج حتی افتقر حیث یتقرر الحج فی ذمته دیناً علیه، عالمگیری کوئٹه، ص ۲۱۷/۱، کتاب المناسک، الباب الاول فی تفسیر الحج، فان صرفه الی غیر الحج أثم وعلیه الحج، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۲، شرائط فرضیته. (حاشیه نمبر ۲/ اگلے صفحه پر)

روپیہ حج کے لئے تھا اس سے مکان بنالیا کیا اب بھی حج فرض ہے؟

سوال:۔ کہ ایک شخص کے پاس اتنا روپیہ تھا کہ وہ حج بیت اللہ کرسکے، مگر پھر بعض دقتوں کی وجہ اپنی سکونت دوسری جگہ اختیار کرلی، اب وہاں چونکہ مکان بنانا پڑا، اس لئے وہ روپیہ خرچ ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ اس شخص پر اس وقت جب کہ اس کے پاس کافی روبیہ موجود تھا، اس وقت اس کے ذمہ حج فرض ہوگیا تھا یا نہیں، بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر مکان کی ضرورت حج سے پہلے ہی پیش آ گئی اور اس مجبوری کی وجہ سے مکان بنالیا ،تو اس کے ذمہ حج فرض نہیں ہوا تھا، اگر وقت حج یعنی جس وقت کہ لوگ اس کے پاس سے حج کے لئے جارہے تھے، اس وقت تو مکان کی ضرورت نہ تھی، بلکہ بعد میں ضرورت پیش آئی، اور اس میں روپیہ خرچ کرلیا، تو اس کے ذمہ حج فرض ہو چکا تھا، "ولو لم یکن لہٗ مسکن ولا خادم وعندہ مال یبلغ ثمن ذٰلک ولا یبقی بعدہ قدر مایحج بہ فانہ

(حاشیہ صفحۃ گذشتہ) ۲؎ وقدمنا ان من الشرائط الوقت اعنی ان یکون مالکالماذکرفی اشھر الحج حتی لوملک مابہ الاستطاعۃ قبلھا کان فی سعۃ من صرفھا الیٰ غیرہ وافادھذا قید افی صیرورتہ دیننا اذا افتقرھو ان یکون مالکاً فی اشھر الحج فلم یحج والأولی ان یقال اذاکان قادراً وقت خروج اھل بلدہ ان کانوا یخرجون قبل اشھر الحج لبعد المسافۃ اوکان قادرافی اشھر الحج ان کانوا یخرجون فیھا ولم یحج حتی افتقرتقرردینا وان ملک فی غیرھا وصرفھا الیٰ غیرہ لاشی علیہ البحر الرائق ج۲/ص ۵۵۰/کتاب الحج. ج۲/ص ۳۱۴/ مکتبہ کوئٹہ. عالمگیری ص ۲۱۹/۱، کتاب المناسک، الفصل الاول الخ، مطبوعہ کوئٹہ، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۱، کتاب الحج، شرائط فرضیتہ.

لایجب علیه الحج لان هذا المال مشغول بالحاجة الاصلیة الیه اشار فی الخلاصة اھ، ج ۲/ص ۳۱۳/[1]هذا محمول علیٰ ماقبل حضور الوقت الذی یخرج فیه اهل بلده فلو حضر تعین اداء النسک علیه فلیس لئن یدفعه عنه الیه کماذکره ملاعلی قاری فی شرحه علیٰ لباب المناسک، منحة الخالق، ص ۳۱۳/.[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا
صحیح عبد اللطیف ۶/ذیقعدہ ۵۷ھ

لڑکی کی شادی مقدم ہے یا حج

سوال:۔ ایک شخص پر حج فرض ہو چکا، مگر اس کی لڑکی شادی کے قابل ہو چکی ہے، تو اس صورت میں پہلے حج کرے یا لڑکی کی شادی؟ جبکہ شادی کرنے میں حج کو ملتوی کرنا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کی وجہ سے حج کو مؤخر یا ملتوی نہ کرے آج کل کی رسم و رواج نے شادی کے لئے جو پابندیاں لازم کر دی ہیں، وہ اکثر ایسی ہیں، جو شرعاً لازم نہیں، بلکہ شرعاً ناجائز ہیں، شادی کا مسنون طریقہ تحفۃ الزوجین وغیرہ اردو رسائل میں دیکھنا چاہیئے، اگر طریقہ مسنونہ پر شادی

---

[1] البحر، مکتبہ زکریا، ج ۲/ص ۵۴۹/ کتاب الحج.

[2] منحة الخالق زکریا، ج ۲/ص ۵۴۹/ کتاب الحج. شامی کراچی ص ۲/۴۶۲، کتاب الحج مطلب فی من حج بمال حرام، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۱، کتاب الحج شرائط فرضیته.

کی جائے تو حج کو ملتوی یا مؤخر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

لڑکی کی شادی مقدم ہے یا حج

سوال:۔ بالغہ لڑکی بغیر شادی شدہ گھر میں موجود ہو اور والدین حج کو جانا چاہتے ہیں، تو بالغہ کی شادی کرنا افضل ہے یا حج کو جانا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:۔

اگر حج فرض ہے، اور لڑکی کی حفاظت کا انتظام بھی ہے، تو اس کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کیا جائے [۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند

---

[۱] اذاوجد مايحج به وقد قصدالتزوج يحج به ولايتزوج لان الحج فريضة اوجبها الله تعالىٰ علىٰ عبده كذافى التبيين ،عالمگيرى، ج ١/ص ٢١٧/ كتاب الحج الباب الاول، مطبوعه كوئٹه، شامى نعمانيه مع الدر، ج ٢/ص ١٤٤/ كتاب الحج، تبيين الحقائق، ج ٢/ ص ٣/. مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] وفى الاشباه المسألة منقولة عن ابى حنيفة فى تقديم الحج على التزوج والتفصيل المذكور ذكره صاحب الهداية فى التجنيس وذكرها فى الهداية مطلقاً واشهد بها علىٰ ان الحج على الفور عنده ومقتضاء تقديم الحج على التزوج الخ درالمختار مع رد المحتار، ج ٢/ص ٤٦٢/قبيل مطلب فى قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع. فتح القدير ص ٤١١/٢، كتاب الحج، مطبوعه دارالفكر بيروت، تاتارخانيه ص ٤٣٨/٢، كتاب الحج، اما كيفيته وجوبه، مطبوعه كراچى.

بیوی پر حج فرض ہے یا شوہر پر؟

سوال:۔ بیوی پر حج فرض ہے یا نفل؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر شرائط موجود ہوں تو بیوی پر بھی حج فرض ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۵ھ

شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر فرض نہیں ہوتا

سوال:۔ کیا عورتوں پر حج کرنا فرض ہے، کہ اپنے شوہر کے ساتھ جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض نہیں ہوتا، جب وہ خود مالدار ہوگی، تب حج فرض ہوگا، شوہر اس کو از خود کرادے تو اس کا احسان ہے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فرض عینا سنة تسع وقیل ست علی کل من استکمل شرائط وجوبه وادائه فی العمر مرة غنیة الناسک، ص ۲/ مقدمه فی تعریف الحج ومایتعلق بفرضیة. شامی کراچی ص ۴۵۸/۲، مطلب فیمن حج بمال حرام، تاتارخانیه ص ۴۲۹/۲، اول کتاب الحج، مطبوعه کراچی.

[۲] قوله ولووهب الاب لابنه الخ وکذا عکسه وحیث لایجب قبوله مع انه لایمن احدهما علی الآخر یعلم حکم الا جنبی بالاولیٰ ومراده افادة ان القدرة علی الزاد والراحلة لابدفیها من الملک دون الاباحة والعارية، ردالمحتار، ج ۲/ص ۴۶۱/ مطلب فیمن حج بمال حرام. کراچی. بدائع زکریا ص ۲۹۷/۲، کتاب الحج، شرائط فرضیته، البحرالرائق ص ۳۱۳/۲، کتاب الحج، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

والدہ کے روپیہ سے حج

سوال:۔ میں خیریت سے رہ کر اس سال فریضہ حج کے لئے اپنی والدہ محترمہ کا محرم بن کر ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں، میری عمر غالباً ۱۸؍سال ہے، مجھ سے بڑے ایک بھائی ہیں، جن کی عمر تقریباً ۲۱؍سال ہے، میرے اس مسئلہ کا حل فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر خرچ کا روپیہ آپ کی ملک کر دیا جائے، یا پہلے سے آپ کے پاس اتنا ہو کہ جس میں آپ حج کر سکیں تو پھر والدہ محترمہ کے ساتھ جانے اور حج کرنے سے آپ کا حج فرض ادا ہو جائے گا، اگر والدہ محترمہ اپنے روپیہ سے آپ کو ساتھ لے جائیں، اور حج کر لیں تب بھی حج ادا ہو جائیگا[1] اس فکر میں نہ رہیں کہ بڑے بھائی نے حج نہیں کیا، تو میں کیسے حج کرلوں، آپ کا حج ہر حال میں ادا ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۷؍۳؍۱۴۰۶ھ

کیا مکہ مکرمہ جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے

سوال:۔ ایک شخص مکۃ المکرّمہ میں جائے، اور وہاں جا کر اپنی طرف سے عمرہ کرے، یا اپنے والدین یا کسی اور کی طرف سے عمرہ کرے، تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اگر اس شخص نے ثواب کی نیت سے عمرہ کیا تھا، تو کچھ حرج تو نہیں ہے، اور اگر اس نے

---

[1] ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك او الاجارة دون الامارة والاباحة سواء كانت الاباحة من جهة من لامنة له عليه كالوالدين والمولودين او من غيرهم كالاجانب كذافي السراج الوهاج ،عالمگیری، ج ۱/ص ۲۱۷/ کتاب الحج الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، شامی مع الدر نعمانیه، ج ۲/ص ۱۴۳/ کتاب الحج. تاتارخانیه کراچی، ص ۲/۴۳۱، الفصل الاول فی بیان شرائط الوجوب.

والدین وغیرہ کی طرف سے عمرہ کیا تو والدین وغیرہ پر حج واجب ہوجاتا ہے، یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ مکۃ المکرّمہ کی زیارت کی غرض سے جائے، تو اس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس شخص پر حج فرض نہیں تھا، اور وہ عمرہ کی غرض سے مکۃ المکرّمہ پہنچ گیا، جب کہ حج کا زمانہ بھی قریب ہے، تو اس کے ذمہ حج فرض ہوگیا ہے، چاہے اپنی طرف سے عمرہ کیلئے گیا ہو، یا اپنے والدین کی طرف سے، اگر حج کا زمانہ قریب نہیں، تو اسکے ذمہ حج فرض نہیں ہوا، جو شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہوگیا، تو محض اس میں داخل ہونے کی وجہ سے انکے ذمہ قربانی واجب نہیں ہوئی، اگر کسی نے روپیہ دے کر عمرہ یا حج بدل کیلئے بھیجا ہے، اور خود اس کے پاس روپیہ اپنا نہیں ہے، تو یہ عمرہ یا حج اس شخص کی طرف سے کرے، اس پر حج فرض نہیں ہوا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/٦/۸ھ

کیا حج کے لئے والد کی اجازت لینی چاہئے؟

سوال: ۔آج کل چند ماہ سے دمام سعودیہ رہ رہا ہوں، میں نے والد صاحب کو خط لکھا

---

[1] والفقیر الآفاقی اذا وصل الی المیقات صار کالمکی فیجب علیه وان لم یقدر علی الراحلة فتح ولباب وینبغی ان یراد به الفقیر المتنفل لنفسه لیخرج الفقیر المأمور به لانه اذا وصل الی المیقات لایصیر کالمکی لان قدرته بقدرة غیره وهی لاتعتبر فلایجب علیه بخلاف المتنفل لنفسه لانه اذا وصل الی المیقات صار قادراً بقدرة نفسه وان کان سفره تطوعا ابتداءً، غنیة الناسک فی بغیة المناسک، ص٦/ مسئلة الفقیر الآفاقی اذا وصل الی المیقات صار کالمکی، مطبوعه الخیریة، میرٹھ. شامی، ج۲/ص۲٦۲/ کتاب الحج، (مکتبه رشیدیه دیوبند) مطبوعه کراچی ص۲/۴٦۰، مطلب فیمن حج بمال حرام.

کہ آپ اس سال حج کو چلے جاویں، مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا، میں مدد کرونگا، ابا نے جواب دیا کہ میں تین ہزار روپے کا مقروض ہوں، جب تک ادا نہ ہو جائے ناممکن ہے، میں نے فوراً لکھا کہ یہ قرض میں ادا کرونگا، اس کے علاوہ حج کے سلسلہ میں بھی ایک ہزار دو ہزار کی مدد کروں گا، مگر ابا نے کوئی جواب نہیں دیا، حالانکہ مجھ کو معلوم ہوا کہ ابا کو میرا خط ملا تھا، جب کہ میں اپنے ذمہ کا قرض ادا کرنے میں ہی پریشان ہوں، اور بچوں کے اخراجات کی الگ پریشانی ہے، ۵-۶/ بچے بچیاں ہیں، میرے پاس کوئی جائداد نہیں ہے، صرف محنت ومشقت سے مزدوری کا سہارا ہے، اب یہ کہ کوشش کر رہا ہوں کہ قرض ادا کر کے حج کو جاؤں کیوں کہ یہاں سے حج کرنے میں آسانی اور خرچ بھی کم ہی ہے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خانہ کعبہ کی زیارت کرلوں اب اگر ابا کو اجازت کے لئے خط لکھوں تو ہوسکتا ہے کہ جواب بھی نہ دیں، ایسی حالت میں کیا حج کے لئے بھی والدین کی اجازت ضروری ہے، اب مجھے کیا کرنا چاہئے، حالانکہ ہم دو بھائی ہیں، اور ماشاء اللہ بڑے بھائی ہماری طرح سے خوش حال ہیں، کافی زر وجائداد والے ہیں، میرے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے، صرف محنت ومشقت سے مزدوری کا سہارا ہے، والد صاحب کے پاس بھی کافی جائیداد ہے، اور سب کی مجھ کو کوئی فکر نہیں، اطلاعاً عرض ہے کہ آپ کو ساری بات معلوم ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

تحریر کردہ حالات کے پیش نظر آپ حج کر سکتے ہیں بلکہ حج کرلیں، والد صاحب کی اجازت پر موقوف نہ رکھیں [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۲۶/۵/۱۴۰۰ھ

---

[۱] ویکرہ الخروج الی الحج اذا کرہ احد ابویہ ان کان الوالد محتاجاً الی خدمۃ الولد وان کان مستغنیاً عن خدمتہ فلابأس. عالمگیری، ج ۱/ص ۱۱۳/ (مکتبہ رحیمہ دیوبند) مطبوعہ کوئٹہ ص ۲۲۰/ ۱، کتاب الحج، الباب الاول، ومما یتصل بذٰلک مسائل. فتح القدیر ص ۴۰۷/ ۲، کتاب الحج، مطبوعہ دار الفکر بیروت، طحطاوی علی مراقی ص ۵۹۷ کتاب الحج، مطبوعہ مصری.

جس کے ذمہ حج فرض تھا، مگر چوٹ لگنے کی وجہ سے معذور ہو گیا

سوال:۔ (۱) کوئی شخص حج کے قابل ہے، لیکن جا سکتا نہیں، اکیلے کی وجہ سے اگر وہ اس روپیہ کو مدرسہ اور غریب پر تقسیم کرے یا کسی مقروض آدمی کو دے تو ٹھیک ہے یا نہیں؟

(۲) اسی طرح نفلی حج کے لئے ایک آدمی نے حج کا ارادہ کیا، اس کو چوٹ بہت لگ گئی، چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا، اگر وہ بھی اسی طرح تقسیم کردے، تو ٹھیک ہے یا نہیں

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) جس کے ذمہ حج فرض ہے، اور اکیلا ہونے کی وجہ سے نہیں جا سکتا، تو اس کو روپیہ بھی خرچ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ساتھی تلاش کرے، جب گھر سے نکلے گا، تو امید ہے کہ اس کے ساتھی ایک نہیں کئی مل جائیں گے۔[1]

(۲) جو شخص نفلی حج کا ارادہ رکھتا تھا، اور اسکو چوٹ لگ گئی، جسکی وجہ سے سفر سے معذور ہو گیا، تو اسکو حق ہے کہ روپیہ غریبوں کو دیدے یا اپنی طرف سے کسی کو حج کیلئے بھیج دے۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹۱/۶/۲۱ھ

---

[1] ولیلتمس الحاج لرفقته من تذکر باللہ رؤیته الخ، ھدایة السالک الی المذاھب الاربعة فی المناسک ص ۱۴۰/۱، اختیار الرفقه فی سفر الحج، مطبوعه دار البشائر الاسلامیة بیروت، ولا بد له من رفیق صالح یذکره اذا نسی الخ، فتح القدیر ص۴۰۷/۲، کتاب الحج، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] فان ملک المال قبل الوقت فله صرفه حیث شاء. غنیة الناسک، ص۸، قبیل فصل واما شرائط الوجوب، مطبوعه الخیریة، میرٹھ الھند، بدائع زکریا ص ۲/۳۰۱، شرائط فرضیته، المحیط البرھانی ص۳۹۳/۳، الفصل الاول بیان شرائط الوجوب، مطبوعه ڈابھیل،

مشترکہ تجارت میں حج کس پر ہے

سوال:۔ (۱) مثلاً کئی بھائی مشترکہ زندگی گذارتے ہیں، اور سب کماتے ہیں، کوئی تجارت سے، کوئی زراعت سے، مگر تجارت کرنے والے بھائی زیادہ کماتے ہیں، کہ سب کے اخراجات مشترکہ اٹھانے کے بعد بھی اتنا روپیہ بچ رہتا ہے، کہ گھر کا ہر فرد حج کرسکتا ہے ،اور مشترکہ گھر جس میں نصاب سے کم کماتے ہیں، حسب ذیل قسم کے لوگ شامل ہیں، اس تاجر کے بھائی اور ان کی بیویاں اور اس کے والدین اور اس تاجر کے بالغ لڑکے غیر شادی شدہ ہیں تو شرعاً ان میں کس پر حج فرض ہوگا، اور کس پر نہیں؟

(۲) خاندانِ مشترکہ میں سوال نمبر ار کی نوعیت کے لوگ شامل ہوں، اور روپیہ صرف تین یا چار آدمی کے ہوں کہ حج کے لئے کفیل ہوتا ہو اور سب کے لئے کفالت نہیں کرتا، تو کیا ان میں چار آدمیوں پر حج فرض ہوگا، یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں خاندان کے کن لوگوں کو پہلے جانا ضروری ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

(۱) جب سب بھائی الگ الگ کماتے ہیں، تو ہر ایک اپنی اپنی کمائی کا مالک ہے، جس کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد بقدر حج روپیہ ہو اس پر حج فرض ہے[1]، ان کا ایک ساتھ مشترکہ زندگی گذارنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا یہ آپس کی ہمدردی ہے، جن کا کمایا ہوا روپیہ ہے، اگر وہ پہلے حج کرلیں، پھر نمبروار دوسروں کو حج کرائیں تو سب کو یہ سعادت حاصل ہوجائے گی، نابالغ پر حج فرض نہیں، اگر وہ حج کرلیں تو ثواب کے وہ بھی مستحق ہوں

---

[1] ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك او الاجارة، دون الاعارة والاباحة الى قوله و تفسير ملك الزاد والراحلة ان يكون له مال فاضل عن حاجته وهو ماسوى مسكنه ولبسه وخدمه وأثاث بيته قدر ما يبلغه الى مكة ذاهباً وجائياً، عالمگيری كوئٹه ص۲۱۷/۱، كتاب المناسك، بدائع الصنائع زكريا ص۲۹۷/۲، شرائط فرضيته.

گے، مگر بالغ ہونے پر اگر فرض ہوا ہو تو پھر ادا کرنا ہوگا۔[1]

(۲) نمبر ۱/ سے ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

اپنے حج کے لئے کیا پہلے والد کو حج کرانا ضروری ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی کمائی سے حج کے لئے روپیہ اکٹھا کیا اور وہ حج کو جانا چاہتا ہے، مگر لوگ کہتے ہیں پہلے والد کو حج کرانا چاہئے، بعد میں خود کرے، اب اس کو کیا کرنا چاہئے، جب کہ اس کے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ والد کو بھی ساتھ لیجا سکے؟

الجواب حامداً ومصلياً:۔

اس کو خود اپنا حج کرنا چاہئے، پھر اگر کسی وقت وسعت ہو اور اپنے والد کو بھی حج کرادے، تو عین سعادت ہے، یہ بات کہ جب تک والد کو حج نہ کرائے اپنا حج بھی نہ کرے، شرعی مسئلہ نہیں،[2] بلکہ بے علم عوام میں غلط مشہور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] فمنها البلوغ ومنها العقل فلا حج على الصبى والمجنون ...... حتى لو حجا بلغ الصبى وافاق المجنون فعليهما حجة الاسلام، وما فعله الصبى قبل البلوغ يكون تطوعاً الخ.
بدائع الصنائع زكريا ص ۲/۲۹۳، شرائط فرضيته، بحر ص ۲/۳۰۷، اول كتاب الحج، مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيری كوئٹه ص ۱/۲۱۷، كتاب المناسک، الفصل الاول

[2] واما شرائط وجوبه فمنها الاسلام ومنها العقل ومنها البلوغ ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملک او الا جاره دون الاعارة والاباحة، ومنها سلامة البدن ومنها امن الطريق الخ، عالمگيری ص ۱/۲۱۶-۲۱۷، كتاب المناسک، الباب الاول، مطبوعه كوئٹه، زيلعی ص ۲/۲، مطبوعه امداديه ملتان، النهر الفائق ص ۲/۵۴، كتاب الحج، مطبوعه دالكتب العلمية بيروت.

قحط کی حالت میں حج

سوال:۔ عبدالرشید کی ایک لڑکی شادی شدہ ہے، لیکن داماد لڑکی کو بہت زدوکوب کرتا ہے، ہر چند سمجھایا مگر باز نہیں آیا، اب عبدالرشید حج کو جانا چاہتا ہے، مگر ڈر یہ ہے کہ سفر حج میں اگر کچھ ہوگیا، تو لڑکی یتیم ہوجائے گی، اوراس کی زندگی بھیانک گذرے گی، اسی طرح اس علاقہ میں قحط پڑ رہا ہے، تو پھر حج کو چلا جاوے، یا اس وقت ملتوی کردے، تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

لڑکی کی مذکورہ حالت کی بناء پر حج فرض کو ترک ہرگز نہ کرے[۱]، اسی طرح بارش نہ ہونے کی وجہ سے ترک نہ کرے، الا یہ کہ حج سے پہلے پہلے اپنا روپیہ غرباء کو صدقہ کردے تاکہ قحط زدہ غریبوں کی امداد ہوجائے، تو حج خود ہی امسال لازم نہیں رہے گا۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرض لیکر حج کرنا

سوال:۔ ایک شخص قرض جات کے بارِگراں سے دبا ہوا ہے، لیکن اسکے پاس سرمایہ

---

[۱] ومن لاتلزمه نفقته لوكان حاضراً فلابأس بالخروج مع كراهية وان يخاف الضيعة عليه كذا في المحيط، عالمگیری، ج ۱/ص ۲۱۳ / (مكتبه رحيميه ديوبند) المحيط البرهانى ص ۳/۵۰۰، الفصل العشرون، المتفرقات، مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانیه، ص ۲/۵۷۷، الفصل العشرون، المتفرقات، مطبوعه کراچی.

[۲] فان ملك المال قبل الوقت فلهٗ صرفه حيث شاء لاكن ان صرفه علىٰ قصد حيلة اسقاط الحج مكروه عند محمدؒ ولابأس به عند ابی یوسفؒ الخ، غنية الناسک فی بغية المناسک، ص ۸، قبیل فصل واما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخيريه میرٹھ، المحيط البرهانى ص ۳/۳۹۳، الفصل الاول، بيان شرائط الوجوب، مطبوعه ڈابھیل، بدائع الصنائع زکریا ص ۲/۳۰۱، شرائط فرضیته.

(جائیداد اس قدر ہے، کہ اس کو چکانے کے بعد بھی اتنا پس انداز ہوتا ہے) کہ اس سے مصارف حج پورے ہوسکیں، اور اس کے اہل وعیال جن کا وہ سرپرست ہے، اس کی غیر حاضری میں اچھے ڈھنگ سے گذر بسر اوقات کرسکیں، نیز واپسی حج کے بعد وہ فارغ البال بھی رہے، کیا ایسے شخص پر حج بیت اللہ فرض ہے، اس سلسلہ میں یہ امر بھی دریافت طلب ہے، کہ اگر وہ اپنے بارِگراں کو بعد واپسی ہی چکادے تو کیا حرج ہے، چونکہ موجودہ حالات میں بالفرض محال اگر وہ اپنی جزو جائداد ہی کو فروخت کرے گا، تو وہ کم داموں میں فروخت ہوگی، اور اغلب یہ ہے کہ فوری طور پر کوئی خریدنے کو آمادہ ہی نہ ہو، مزید بران پبلک برا تصور کریں گے، کہ فلاں اپنی زمین فروخت کرکے حج کو جارہا ہے، موجودہ زمانہ کی روشنی میں اگر وہ احتیاطاً وصیت کرے کہ میرے جائز ورثاء میری جائداد میں سے ایسے قرضہ جات ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے، تو بعد ہی میں ادا کرنے میں کیا قباحت ہے، یعنی اس کی اقتصادی حالت اس کے سرمایہ سے بہترین ہوسکتی ہے، بشرطیکہ قاعدہ کے اندر اسکا منجمنٹ ہو جس کا وہ کسی مجبوری لائن سے اہل نہ ہو پاتا ہے، اسکے ساتھ ہی ساتھ بعض قرضہ جات اس قسم کے ہیں، جو عدالت میں چل رہے ہیں، جن میں اس نے اعتراض کر رکھے ہیں، کہ وہ مطالبات گورنمنٹ فوری طور سے سائل کے نام دیئے گئے ہیں، جو ہنوز طے نہیں پائے ہیں، کہ میعادی طور سے ہو بھی سکتا ہے، وہ ایک سال تک زیر معتمد ہی رہی، اگر دست گردہ اور اُدھار بھی ہو جس سے روپیہ لیا ہو وہ کہہ دے کہ ایک سال یا دو سال پیچھے چکادینا ایسی مشکل ہے، بھی کیا برائی ہے؟ کہ غیر مشروط میعاد تک اس کی ادائیگی ملتوی رہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اللہ پاک نے جب اتنی وسعت اور گنجائش دے رکھی ہے تو اس کو حج ہی کرلینا چاہئے، تاخیر نہ کرے، اپنی دوسری حوائج کیلئے قرض لیتا ہی ہے، اور لے ہی رکھا ہے، اور ادائیگی کے واسطے خدا کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے، آپ حج میں تاخیر نہ کریں، جس سے روپیہ لیں اس

کوتحریر لکھ کر کام پختہ کردیں، کہ اس کا روپیہ ضائع نہ ہو موت وحیات کا معاملہ سب کے ساتھ ہے کسی معتبر آدمی کو ادائے قرض کا ذمہ دار بنادے کہ اگر میں ادانہ کرسکا تو تم فلاں جائیداد کے ذریعہ سے ادا کردینا یہ اعتراض کہ قرض لیکر حج کیا ہے، وزنی نہیں، جب آدمی اپنا اور اہل وعیال کا حق قرض لے کر پورا کرتا ہے، اور پھر قرضہ ادا کردیتا ہے، تو خدائے پاک کا حق ادا کرنے میں کیا اعتراض ہے؟

"فرض مرة على الفور على مسلم حرمكلف صحيح بصير ذی زاد وراحلة فضلا عن مالا بدمنه ومنه المسكن ومرمته وكبيراً يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل فانه لايلزمه بيع الزائد نعم هوالافضل اھ (درمختار) قوله ومنه المسكن أى الذى يسكنه هوأومن يجب مسكنه بخلاف الفاضل عنه من مسكن أو عبد أو متاع أوكتب شرعية اواٰلية كعربية أما نحو الطب والنجوم وامثالها من الكتب الرياضيةفتثبت بها الاستطاعةوان احتاج اليها كمافى شرح اللباب عن التاترخانية قوله لايلزمه بيع الزوائد لانه لايعتبرفی الحاجة قدر مالابدمنه ولوكان عنده طعام سنة ولواكثر لزمه بيع الزائد ان كان فيه وفاء كمافى اللباب وشرحه اھ(شامی نعمانیہ[۱]، ج۲/ص ۱۴۳–۱۴۴/) كتاب الحج. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

حج کے ذریعہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

سوال: ۔جس پر حج واجب ہو چکا اس نے حج کیا تو حدیث شریف کے لحاظ سے اس

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۴۵۵–۴۶۵/۲، کتاب الحج، تاتارخانیہ ص ۴۲۹ تا۴۳۳/۲، اول کتاب الحج، مطبوعہ کراچی، المحیط البرہانی ص ۳۹۱ تا ۳۹۳/۳، کتاب المناسک، الفصل الاول، مطبوعہ ڈابھیل.

کیلئے شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہوجاتی ہے، اور اس کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، جیسے کہ ماں کے پیٹ سے دوبارہ پیدا ہوا ہو، حج کے بعد جو کچھ گناہ بقیہ عمر میں ہوتے ہیں، تو مرنے کے بعد اسی سے باز پرس یعنی حساب وکتاب پیدائش سے تا موت کا ہوگا، یا حج کے بعد سے موت تک جتنے گناہ کئے محض اس کی سزا بھگتنی ہوگی، اور پیشتر کے گناہ بوجہ حج کے معاف ہوجائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جن گناہوں کی معافی کی بشارت حج کرنے پر دی گئی ہے حج کرنے سے انکی باز پرس نہیں ہوگی، کیونکہ وہ معاف ہو چکے[1] اور بعد حج جو گناہ کئے ہیں، انکی معافی گذشتہ حج سے کسی حدیث میں مذکور نہیں، لہٰذا اگر توبہ نہیں کی تو ان کی باز پرس ہوگی؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کیا حج سے قضا نمازیں معاف ہوجائیں گی

سوال:۔ زید نے اپنی عمر میں بہت سی نمازیں چھوڑ دیں اب وہ حج کرنے جارہا ہے تو کیا حج کرنے سے اس کی نمازیں (جو نمازیں نہیں پڑھیں ہیں) معاف ہوجائیں گی؟ ہمارے بعض احباب تو یہی کہتے ہیں اور ثبوت میں حدیث پیش کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج کرنے سے دین معاف نہیں ہوتا، نہ اللہ کا دین اور نہ بندے کا دین، مثلاً اگر کسی

---

[1] الحج يهدم ماكان قبله من الصغائر وكذا الكبائر دون الحقوق كالدين والمغصوب وقضاء الصلوٰة ونحوها نعم مايتعلق بها من الكبائر كالمطل وفعل الغصب وتاخير الصلوٰة تسقط واما نفس الحقوق فلا قايل بسقوطها عند القدرة عليها بعد الحج فاذا مطل اواخر قضاء الصلوٰة بعده اثم اجماعاً. (غنية الناسک، ص ۱۰۳/ خاتمه فی فضائل الحج. مطبوعه خيريه ميرٹھ، مرقاة شرح مشكوة ص ۳/۱٦٨، كتاب المناسک، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی، شامی كراچی ص ۲/٦۲۳، كتاب الحج، مطلب فی تكفير الحج الكبائر.

کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو حج کرنے سے وہ معاف نہیں ہوتا، اسی طرح کسی کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو حج کرنے سے وہ معاف نہیں ہوتا، اسی طرح کسی کے ذمہ کچھ فرض نمازیں ہو یا فرض روزے ہوں یا فرض زکوٰۃ ہو، تو حج کرنے سے یہ نماز، روزہ، زکوٰۃ کچھ بھی معاف نہیں ہوں گے[1] یہ اللہ کا دین ہے، دین کا معاف نہ ہونا حدیث شریف میں موجود ہے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

صاحب استطاعت کو حج کے لئے بھیجنا

سوال:۔ بیوی کے حالات خراب ہونے پر مجھے اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی اب وہ

---

[1] قال في البحر فليس معنى التكفير كمايتوهمه كثير من الناس ان الدين يسقط عنه وكذاقضاء الصلوٰة والصوم والزكوٰة اذ لم يقل احدبذٰلک ،شامی کراچی ج ۲ / ص ۶۲۷ / مطلب فی تکفير الحج الكبائر.

[2] عن عبدالله بن عمر وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يغفر للشهيد كل ذنب الا الدين رواه مسلم (مشكوٰة ،ص ۲۵۲ / كتاب البيوع.

ترجمہ:۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، سوائے دین کے۔

تنبیہ:۔ حدیث شریف میں دین کا معاف نہ ہونا، حدیث شہید وارد ہے اور حج کے متعلق حدیث عباس بن مرداس میں ہے

”ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعالامته عشية عرفة بالمغفرة فاجيب انى قدغفرت لهم ماخلاالمظالم فلما اصبح بالمزدلفة اعاد والدعاء فاجيب الى ماسأل، الحديث“(ابن ماجه ،ص ۲۱۶ / باب الدعاء ابواب المناسک، مطبوعه رشيديه دهلى)

میرے پاس اپنے گھر سے آنا چاہتی ہے تو میں نے کہلا بھیجا کہ تو حج کو جا کر آ تب میں تجھے گھر میں رکھوں گا اس سے پہلے تو گھر میں نہیں آسکتی اور تو میری صورت نہیں دیکھ سکتی اور میں تیری صورت نہیں دیکھ سکتا، میرا حج کی شرط لگانا صحیح ہے یا نہیں کیونکہ حج کرنے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اس پر حج فرض ہے تو ضرور حج کو بھیجنا چاہئے[1] اگر یہ توقع ہو کہ حج کے ذریعہ سے ہی اسکی اصلاح ہوگی، بغیر اس کے اصلاح نہ ہوگی، تو پہلے حج کرالیا جائے، اگر اس کو ندامت ہے، اور اپنی غلطی پر شرمندہ ہے تو حج سے پہلے بھی بلاسکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حکومتِ سعودیہ کے حکم پر حج دو دن پہلے

سوال:- اس سال ۲۹/ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ کو رویتِ ہلال بروز پنجشنبہ اور یکم ذی الحجہ جمعہ کو ہوئی اس حساب سے یومِ عرفہ سنیچر کو تھا یہی دن وقوف عرفات و یوم الحج تھا کیا یہ حج صحیح ہے؟ ۱۰/ذی الحجہ کو منیٰ میں جو قربانیاں دی گئیں، صحیح ہوئیں؟ کیا ان حجاج کا فریضۂ حج جو ان پر فرض تھا ادا ہوگیا؟ یہ اور بات ہے کہ بہ نیت حج ابتداءِ سفر ہی سے یہ حجاج ثواب کے مستحق ہوگئے، اگر یہ حج نہیں ہوا کیونکہ حکومتِ سعودیہ کے حکم پر خاص یومِ حج سے دو دن پہلے ہوا تو کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں؟

---

[1] الحج فرض مرة علی الفور علی مسلم مکلف صحیح ،بصیر ذی زاد وراحلة الخ الدرالمختار علیٰ ردالمحتار، زکریا، ج۳/ص ۴۵۰-۴۵۸/باب الحج. المحیط ص ۳/۳۹۱، الفصل الاول فی بیان شرائط الوجوب، مطبوعہ ڈابھیل، عالمگیری ص ۱/۲۱۶، کتاب المناسک، الباب الاول الخ، مطبوعہ کوئٹہ.

الجواب حامداً ومصلیاً!

حکومتِ سعودیہ میں جہاں تک مجھے علم ہے۔ رویتِ ہلال کا خاص کر حج سے متعلق بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ جہاں بھی رویت ہوئی فوراً محکمہ میں شہادت لی جاتی ہے۔ اور تمام علاقہ کے قضاۃ ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر اس ثبوت وشہادت پر پوری جرح اور گفتگو ہوتی ہے، پھر سب کو سامنے رکھ کر مل کر خود فیصلہ کرتے ہیں اور باضابطہ اس کی اطلاح دی جاتی ہے اور اعلان کیا جاتا ہے، خطبات دئے جاتے ہیں، منیٰ عرفات، مزدلفہ کے انتظامات کئے جاتے ہیں، اس اہم فریضہ کی اس کی شان کے مطابق اس کا اہتمام کیا جاتا ہے، ۸/ذی الحجہ کو منیٰ روانگی ہوتی ہے، ۹/ذی الحجہ کو عرفات میں وقوف ہوتا ہے، آفتاب غروب ہونے پر وہاں سے واپسی ہوتی ہے، مزدلفہ میں مغرب وعشاء پڑھتے ہیں، پھر طوافِ زیارت ۱۰/کو یا ۱۱/کو یا ۱۲/کو جب جب موقع ہوا کرتے ہیں، اضحیہ کا سلسلہ بھی تین دن جاری رہتا ہے، یہ عام نظم ہے، اپنے کسی ملک کی رویت اگر اس سے مختلف ہو تو اس سے مختلف ہو تو اس کی وجہ سے تمام حجاج کے حج اور قربانی کو غلط کہنا یا اس کو مداخلت فی الدین قرار دینا غلط ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۲۱/ ۹۵ھ

جھوٹ اندراج کراکے حج ثانی کرنا

سوال:۔ سائل نے ۱۹۴۰ء میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا، امسال پھر حج کی خواہش

---

[۱] ولا عبرة باختلاف المطالع وقيل يعتبر اليٰ ما قال والاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عندهم والفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت و خروجه يختلف باختلاف الاقطار حتى اذا ازالت الشمس فى المشرف لا يلزم منه ان تزول فى المغرب الخ، زيلعى ص ۱/۳۲۱، كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان، مراقى مع الطحطاوى ص ۵۴۱، كتاب الصوم، فصل فيما يثبت الهلال الخ، مطبوعه مصرى.

ہے، ارادہ ہے کہ کلکتہ سے جہاں میرے ایک چچازاد بھائی بسلسلۂ تجارت مقیم ہیں، وہاں سے حج کی درخواست دوں، مگر ایک دشواری یہ ہے کہ درخواست کے فارم میں ایک سوال یہ چھپا ہوتا ہے کہ کیا آپ نے اس سے پہلے کبھی حج کیا ہے؟ اگر جواب اثبات میں دیا جائے تو درخواست منظور ہونے میں دشواری ہوتی ہے، بلکہ منظور ہونے کی امید ہی نہیں رہتی، اگر نفی میں جواب دیں تو یہ جھوٹ ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا حج کا شرف حاصل کرنے کے لئے اتنا جھوٹ بولنے کے سلسلہ میں معذور قرار دیا جاسکتا ہوں، جبکہ جھوٹ کو جھوٹ اور غلط سمجھتا ہوں، بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ سوال مذہبی معاملات میں مداخلت ہے، لہٰذا اس سوال کے آگے × نشان اس نیت سے بنادے کہ میں اس سوال کا جواب نہیں دیتا، وہ سمجھیں گے کہ اس نے حج نہیں کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عمر بھر کا سوال نہیں ہوتا، بلکہ پانچ سال کا سوال ہوتا ہے، آپ نے پانچ سال میں حج نہیں کیا ہے، پس آپ کا اس میں انکار لکھ دینا صحیح ہوگا، جھوٹ نہیں، نیز جب آپ کلکتہ سے جارہے ہیں تو وہاں سے آپ نے کبھی بھی حج نہیں کیا، یہ بات بھی صحیح ہے، جھوٹ کی ضرورت نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۹۲ھ

دروغ حلفی کر کے حج ثانی کرنا

سوال:۔ حج کے لئے یہ پابندی ہے کہ ایک مرتبہ حج کرنے کے بعد پانچ سال تک وہ

---

[1] نعم المعاریض تباح بغرض حقیقی (شامی کراچی ص۶/۴۲۸، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع.

حج کے لئے نہیں جا سکتا، حکومت نے اس سلسلہ میں ایک حلف نامہ بھی جاری کیا ہے، اگر ان پابندیوں کے باوجود کسی صورت سے ہم حج کے لئے چلے جائیں تو گناہ تو نہیں ہوگا، اور حج ادا ہوگا کہ نہیں؟ حلف نامہ میں غلط بیانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

دروغ، زبانی ہو یا تحریری، بہرحال دروغ ہے اور دروغ حلفی اس سے بھی زیادہ قبیح اور شنیع ہے[۱] حج بدل کے لئے ایسے آدمی بھی بسہولت مل سکتے ہیں جن کے لئے حلفیہ دروغ بیانی کی ضرورت نہیں اور قانونی رکاوٹ بھی ان کے لئے نہیں ہوگی، پھر قانون کی مخالفت تو اور بھی خطرناک ہے، جعل کھل جانے پر مال وعزت دونوں کا خطرہ ہے، ایسا خطرہ مول لینا قرین دانشمندی نہیں[۲] تاہم حج فرض ادا ہو ہی جائے گا۔　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج کی عرضی میں یہ قید کہ میں نے اتنی مدت سے حج نہیں کیا

سوال:۔ گذشتہ چند سالوں سے حکومت کے حج بیت اللہ کمیٹی کوٹہ مقرر کردینے کی وجہ

---

[۱] وان حلف علی کاذب راجعت عمداً..........یاثم بها فتلزمه التوبة (شامی کراچی، ج۳/ ص۷۰۵/ مطلب فی حکم الحلف بغیره تعالیٰ، کتاب الایمان. هندیه کوئٹه ص۵۲/۲، کتاب الایمان، الباب الاول، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۲۶۱/۲، کتاب الایمان، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] عن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسه قالوا وکیف یذل نفسه قال یعترض من البلاء لمالایطیق(ترمذی شریف، ج۲/ص۵۱/ ابواب الفتن، مکتبه اشرفی دیوبند.

ترجمہ:۔ مؤمن کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، عرض کیا کیسے اپنے کو ذلیل کرے گا فرمایا ایسی پریشانی کے درپے ہو جس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

سے مغل لائن لمٹیڈ نے حج کے فارم میں ایک دفعہ اس طرح بڑھا دی ہے کہ اس سے قبل آپ نے کسی سال حج کیا تھا؟ فارم بھرنے سے قبل زندگی میں جس نے ایک مرتبہ بھی حج کیا ہو (خواہ نفلی ہو یا حج فرض) اب اگر وہ خانہ پری کے وقت صحیح حقیقت کہہ دیتا ہے، کہ میں اس سے قبل فلاں سال حج کر چکا ہوں تو پھر مغل لائن والے ایسی عرضی کو ہر سال قرعہ کے اندر پہلے سال والی عرضیوں کی فہرست میں ڈال دیتے ہیں، اب ہر سال ہر صوبہ سے اس کے مقرر کوٹہ سے زیادہ عرضیاں آتی ہیں، جو ہر سال واپس کی جاتی ہیں، چنانچہ وہ عرضیاں جو کہ تین چار سال سے مسلسل رد ہو رہی ہیں ان کو قرعہ اندازی میں ۷۰ رفیصدی تناسب سے شامل کیا جاتا ہے، (بشرطیکہ عرض میں مذکورہ بالا دفعہ اس طرح پر کی گئی ہو کہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے) اور جس عرضی میں صحیح حقیقت لکھ دی گئی ہو، ایسی عرضی کو اگرچہ وہ تین چار سال سے مسلسل رد ہو رہی ہو، تب بھی پہلے سال والوں کی فہرست میں ڈال کر قرعہ اندازی میں بیس تیس فیصدی کے تناسب سے شامل کیا جاتا ہے، جس کی بناء پر ان کی عرضی منظور ہونے کا کوئی امکان نہیں رہتا ہے، علاوہ ازیں اب تو یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ جو ایک مرتبہ حج کر چکا ہو اس کی عرضی کو قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیا جائیگا، چنانچہ اس صورت میں تو ہمیشہ کے لئے اس کی عرضی کی نامنظوری قطعی اور یقینی ہے، مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اکثر لوگ جو زندگی میں ایک مرتبہ حج کر چکے ہیں، اور وہ اپنے فارم میں یہی لکھ دیتے ہیں کہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا، اب سوال یہ ہے کہ موجودہ مشکلات کے پیش نظر اگر یہ صورت اختیار نہیں کرتا تو اس کے لئے دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کی اور کوئی دوسری شکل نہیں ہے، اور دوسرے لوگ اس طرح عذر بیانی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اپنی گاڑھی کمائی میں سے رقم بچا کر دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے جانا ایک مسلمان کا خالص مذہبی معاملہ ہے، مگر حکومت نے زرِ مبادلہ بچانے کے لئے کوٹہ سسٹم کر کے پابندیاں عائد کی ہیں، یہی بات ہے کہ یہ کوٹہ سسٹم اور اس طرح کی پابندیاں تو شریعت اسلامیہ کے بالکل مخالف ہے، لہٰذا دوبارہ زیارتِ حرمین

شریفین کی تمنا اور شوق میں صحیح حقیقت چھپا کر اس طرح خانہ پری کی شرعاً اجازت اور گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حج عظیم عبادت ہے جسکے ذریعہ سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں[۱]، جھوٹ گناہ ہے[۲]، عبادت کیلئے گناہ کی اجازت نہیں، ویسے بھی خلاف قانون چیز کا ارتکاب اپنے مال اورعزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے، جو قرین دانشمندی نہیں[۳]، بعض حضرات نے ایسا کیا ہے اوران کا روپیہ واپس نہیں ہوا، بلکہ معلوم ہونے پر جرم کی وجہ سے ضبط ہوگیا، اوران کا نام مستقلاً درج کرلیا گیا کہ یہ دروغ حلفی کے مجرم ہیں، سخت قوانین بننے کی وجہ بھی ہمارے ہی اعمال وسیئات ہیں، اگر حج کو جانے والے واقعۃً حج وعبادت ہی کی نیت سے جائیں، اور وہاں کے آداب کی رعایت رکھیں تو غالباً سخت گیری کی نوبت نہ آئے، مگر جب وہاں سے خلاف قانون سامان چھپا کر لائیں اور رشوت کے باوجود مخبری ہوکر کسٹم پر پکڑے جاتے ہیں، تو بڑی ذلت ہوتی ہے، اور دوسرے حجاج بھی بدنام ہوتے ہیں، اللہ پاک اخلاص دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۰ھ

۱؎ ان الحج یهدم ما کان قبله الحدیث ،مشکوٰۃ شریف،ص ۱۴/کتاب الایمان. طبع یاسر ندیم دیوبند، من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه (بخاری شریف ص ۲۰۶/۱، کتاب المناسک، باب فضل الحج المبرور، طبع مکتبه اشرفیه دیوبند.

۲؎ وان الکذب فجور. الحدیث، مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۲/ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم. شامی کراچی ص ۴۲۷/۶، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، هندیه کوئٹه ص ۳۵۲/۵، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی الخ.

۳؎ ولاتلقوا بایدیکم الی التهلکة الایة. سورۂ بقرہ آیت:۱۹۵، عن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسه قالوا وکیف یذل نفسه قال یعترض من البلاء لما لا یطیق (ترمذی شریف ص ۵۱/۲، ابواب الفتن، طبع مکتبه اشرفی دیوبند.

ترجمہ:۔اوراپنے آپ کواپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔

سعودیہ میں رہ کر حج کرے اور بھارت پاکستان سے حج

سوال:۔ایک شخص بسلسلہ روزگار سعودیہ میں مقیم ہے، اور وہ کتنے حج کرسکتا ہے، اور آیا اس کا حج اس طرح مقبول حج ہوگا جس طرح کہ ایک شخص پاکستان یا بھارت سے حج کے لئے سفر کرتا ہے، اور مزید یہ کہ یہ شخص اگر مدینۃ النبیؐ میں مقیم ہے کیا اس کا حج بھی اتنا ہی مقبولیت والا ہے، جتنا کسی دوسرے ملک سے سفر کرنے والے کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ہر سال بھی حج کرسکتا ہے، مدینہ طیبہ سے بھی ہر سال حج کرسکتا ہے[۱] مقبولیت کے سلسلہ میں دو چیزیں ہیں ایک مال زیادہ خرچ کرنا اور سفر بعید کی مشقت برداشت کرنا[۲] یہ چیز تو ظاہر ہے کہ پاکستان اور بھارت والوں اور دوسرے ممالک بعید والوں کے لئے زیادہ ہیں، دوسری چیز ہے رضاء باری تعالیٰ اس کا مدار اخلاص پر ہے، جس میں اخلاص زیادہ ہوگا، وہ زیادہ خوشنودی کا ذریعہ ہوگا[۳] اخلاص ایک قلبی کیفیت ہے جس کا علم خدائے پاک کو ہے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ

---

[۱] وادائه فی العمر مرة لان سببه البیت وهو واحد ومازاد فتطوع هذا عندنا وعند الشافعیؒ الحج لایوصف بالنفلیة بالمرة الاولیٰ فرض عین ومازادففرض کفایة لان من الفروض الکفایة ان یحج البیت کل عام. غنیة الناسک ص ۱، مقدمه فی تعریف الحج، مطبوعه خیریه میرٹھ، البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۳۰۹، کتاب الحج، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۵۲، کتاب الحج.

[۲] الاجر علی قدر النصب، کشف الخفاء ص ۴۹/ج ۱، باب الهمزة مع الجیم، مطبوعه دارا احیاء التراث العربی بیروت، بخاری شریف، ص ۲۴۰/۱، ابواب العمرة، باب اجر العمرة علی قدر النصب، مطبوعه اشرفیة دیوبند.

[۳] والقبول المترتب علیه الثواب یبتنی ...... (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بیوی سے کیا گیا حج کا وعدہ کیا شوہر کے حق میں مانع ہے

سوال:۔ سائل نے اپنی بیوی سے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ وہ اسکو ایک بار حج کرادیگا، لیکن بیوی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ مروجہ قانون کے مطابق اس کو اجازت سفر مل جائے، تو کیا یہ امر سائل کے حج میں مانع ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

بیوی کا اس پوزیشن میں نہ ہونا آپ کیلئے حج سے مانع نہیں ہے[1]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیوی کو حج کے لئے ساتھ لیجانا کب ضروری ہے

سوال:۔ زید حج بیت اللہ کیلئے جارہاہے، اس کی بیوی کے پاس ایک ہزار روپے نقد موجود ہیں، جوکرایہ وغیرہ کیلئے کافی ہوگا، مگر زادراہ کا روپیہ اسکے پاس نہیں ہے، اسکی بیوی زید سے تقاضا کرتی ہے کہ آپ گھر رہنے کی صورت میں میرے نان ونفقہ کا انتظام کریں گے،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...... علی اشیاء کحل المال والاخلاص،شامی، ج۲/ ص۱۵۲/ (مکتبہ رشیدیہ دیوبند) مطلب فیمن حج بمال حرام.(شامی نعمانیہ، ص۱۴۰/۲.

[۳] عن الحسن البصری قال قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ تعالی الاخلاص سرٌ من سری استودعتہ قلب من احببتہ من عبادی، اتحاف السادۃ شرح احیاء علوم الدین ص۴۳-۴۴/۱۰، کتاب النیۃ والاخلاص الباب الثانی فی الاخلاص، فضیلۃ الاخلاص، مطبوعہ دارالفکر، انہ علیم بذات الصدور الآیۃ، سورۃ الزمر رقم الآیۃ:۷.

ترجمہ:- وہ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے(بیان القرآن)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] وفی الکبیر عن التتمہ من علیہ الحج ومرضت زوجتہ لایکون عذرا فی التخلف عن الحج. (غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک ص۲، مرض الزوجۃ لایکون عذراً، مطبوعہ الخیریۃ میرٹھ.

وہی روپیہ مجھے دیدیجئے تاکہ آپ کے ہمراہ میں بھی حج کو چلوں، تو کیا ایسی صورت میں زید کی بیوی پر حج فرض ہوجاتا ہے، کیا زید کی بیوی اپنے مطالبہ نان ونفقہ میں حق بجانب ہے، کیا زید پر واجب ہے کہ بیوی کے زادراہ کا انتظام کرکے اپنے ہمراہ حج کیلئے لیجائے، اگر زید زحمت کی وجہ سے بیوی کو ساتھ لیجانے سے گریز کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب کہ زید حج کو جارہا ہے، اور بیوی کے پاس خرچ راہ اور کرایہ آمدورفت موجود ہے، تو بیوی کا نان ونفقہ ساقط ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اگر بیوی نہ جاتی تو زید کے ذمہ لازم تھا کہ اس کو نان ونفقہ دیکر جاتا البتہ ساتھ جانے کی صورت میں وہ نان ونفقہ لازم ہوگا، جو حضر میں لازم ہوتا، سفر کی وجہ سے جس قدر نان نفقہ زائد خرچ ہوگا، اس کی ذمہ داری زید پر نہیں، زید کے ذمہ لازم ہے کہ اس کو ساتھ لیکر جائے، جب کہ بیوی کا حج فرض ہو'' **ولو حجت معه فلها نفقة الحضر لاالسفر وعن الثانی لوارادت حجة الاسلام یومر الزوج معها بالانفاق علیها کما فی المحیط اھ سکب الانهر، ج ۱ / ۴۹۸**''[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

حج ثانی کے لئے پانچ سال کی قید

سوال:۔ حکومت ہند نے حج کے سلسلہ میں یہ قید لگارکھی ہے کہ ایک مرتبہ آدمی حج کرنے بعد پانچ برس تک حج کو نہیں جاسکتا ہے، ایسی قید کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ایک حلف

[1] سکب الانهر علیٰ مجمع الانهر، ج۲/ص ۱۸۱/(مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت) باب النفقة. المحیط البرهانی ص۲۷۸/۴، کتاب النفقة، الفصل الاول من یستحق النفقة من الزوجات، عالمگیری ۵۴۶/۱، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول فی نفقة الزوجة، مطبوعه کوئٹه.

نامہ بھی بھرنا پڑتا ہے، کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ پانچ برس میں سے کسی سال بھی حج کو نہیں گیا ہوں، کیا اس پابندی میں توریہ کی کوئی شکل ہوسکتی ہے؟ یہ شخص گذشتہ دو سال پہلے حج بدل میں جا چکا ہے، اب اپنا حج فرض ادا کرنا چاہتا ہے، مگر یہ حلف والی شرط درپیش ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایسی پابندی لگانے کا کوئی شرعاً حق نہیں، جھوٹی قسم کھانا اور جھوٹے حلف نامہ پر دستخط کرنا گناہ ہے[1]، اگر کوئی توریہ میں یہ نیت کرے کہ گذشتہ پانچ سال میں اپنے حج فرض کو نہیں گیا، تو نیت صحیح ہوسکتی ہے، جبکہ اپنا حج فرض ادا نہیں کیا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۶/۸۹ھ

حج کے لئے بدلا ہوا روپیہ ناکافی ہو تو اپنا دوسرا انتظام کرنا

سوال:۔ زید نے فریضۂ حج ادا کرنے کی نیت کی ہے، یہ سفر رمضان سے ۵/ ماہ قبل کا ہوگا، حکومت سے ۱۵۷۵/ روپیہ ملیں گے، جس کے ۹۲۹/ ریال ملیں گے، جبکہ صرف حج کا خرچہ ۹۴۶/ ریال بتلایا گیا ہے، یہ رقم سفر میں بالکل ناکافی ہے، کیا اس کے لئے جائز ہوسکتا ہے کہ سعودی عرب میں اخراجات کی کفایت کے لئے اپنے طور پر کوئی دوسرا انتظام کرے؟ برائے کرم فوری جواب سے نوازیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اپنے طور پر دوسرے انتظام کی اجازت ہے، مگر قانونی تحفظ کا لحاظ کرلیا جائے، کہ کوئی

---

[1] الکبائر الاشراک باللّٰہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری وفی روایۃ انس وشھادۃ الزور بدلُ الیمین الغموس متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف، ص۱۷، طبع یاسر ندیم دیوبند.

[2] نعم المعاریض تباح بغرض حقیقی .شامی، ج۷/ص ۳۰۳/ مکتبہ رشیدیہ .باب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع) مطبوعہ کراچی، ج۶/ص ۴۲۸/.

مصیبت نہ آئے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

حج کے بعد مالی پوزیشن صفر ہونے کی حالت میں حج

سوال:۔ سائل کی مالی حیثیت اتنی ہے کہ بیوی کا مہر ادا کرنے کے بعد اور اہل وعیال کے خرچہ کے بعد بہ آسانی حج کے اخراجات پورے ہوسکتے ہیں، تو کیا حج فرض ہوجاتا ہے، گوکہ حج کے بعد مالی پوزیشن صفر ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس صورت میں حج فرض ہوگا "**تلک القدرة فاضلة عن نفقته ونفقة عياله الىٰ حين عودة وقيل بعده بيوم و قيل بشهر**"، (طحطاوی[2]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وقوف مزدلفہ

سوال:۔ اگر ہجوم کیوجہ سے عورتیں اور ضعیف مردوں کو تکلیف کا اندیشہ ہو اور مزدلفہ کا

---

[1] "ولاتلقوا بايديكم الىٰ التهلكة "الاية، سورۂ بقره، آيت: ۱۹۵،

ترجمہ:۔ اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو!

عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ لا ينبغي للمؤمن ان يذل نفسه قالوا وكيف يذل نفسه قال يتعرض من البلاء لما لا يطيق، ترمذی شريف ص ۲/۵۰، باب بلاترجمة، ابواب الفتن، مطبع مكتبه رشيديه دهلی.

[2] طحطاوی علی المراقی، ص ۵۹۸/ کتاب الحج. مطبوعه مصر، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۳/۴۶۲، كتاب الحج، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد علی حق الشرع الباب الاول فی تفسير الحج وفريضته ووقته وشرائطه.

قیام نہ کریں، تو دم واجب نہیں ہوگا، کیا بالکل ہی مزدلفہ نہ جائیں اور جہاں مغرب کا وقت ہو مغرب کی نماز پڑھیں اور عشاء کے وقت عشاء کی نماز پڑھیں تو کیا یہ بلا کراہت جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

صبح صادق سے سورج نکلنے تک ذرا سی دیر بھی وقوف کرلیا خواہ سوتے یا جاگتے بلکہ وہاں سے گذرنے سے بھی وقوف ہوکر واجب ادا ہوجائیگا، صبح صادق سے پہلے مزدلفہ میں ٹھہرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا، اور ترک واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا،[۱] اگر رات کو مزدلفہ نہیں پہنچ سکا حتی کہ صبح صادق ہوگئی، اس وقت ہی پہنچا تو اس پر دم لازم ہے، سورج نکلنے میں جب دو رکعت کی مقدار وقت باقی رہ جائے اس وقت تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے[۲]، لیکن ضعیف مرد اور عورت اگر صبح صادق ہوتے ہی نماز فجر پڑھ کر منیٰ کیلئے روانہ ہوجائے تو ان کیلئے اجازت ہے بلکہ جو زیادہ ضعیف ہو اور برداشت نہ کرسکیں وہ اگر اندھیرے ہی میں صبح صادق سے بھی پہلے روانہ ہوجائیں، تو ان پر عذر کی وجہ سے دم لازم نہیں[۳] آئے گا، اگر وقوف مزدلفہ نہ کرنا ہو تو نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے، جمع نہ کی جائے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند

---

[۱] ثم وقت الوقوف فيها من حين طلوع الفجر الىٰ ان يسفر جدا فاذا طلعت الشمس خرج وقته ولو وقف فيها فى هذا الوقت اومربها جاز كمافي الوقوف بعرفة وقبله اوبعده لايجوز ولوجاوز حدالمز دلفة قبل طلوع الفجر فعليه دم لترك الوقوف بها الا اذاكانت به علة اومرض اوضعف فخاف الزحام فدفع منها ليلا فلا شئى عليه كذافي السراج الوهاج عالمگيرى، ج ۱/ص ۱۱۸/ الباب الخامس فى كيفية اداء الحج، شامى كراچى ص ۲/۵۱۱، كتاب الحج، مطلب فى الوقوف بمزدلفة، غنية كراچى ص ۸۹، فصل فى شرائط الوقوف بها.

[۲] وهذا الوقوف من الواجبات عندنا وليس بركن حتى لو تركه يلزمه الدم ولكن يجزيه الحج وروى محمد ...... **(باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

ایضاً

سوال:۔ اگر تندرست مرد عورتوں اور بوڑھے مردوں کے ساتھ کسی وجہ سے مزدلفہ نہ ٹھہریں تو اس کو دم دینا ہوگا، ایسی صورت میں عورتیں اور بوڑھے مرد کس طرح تنہا عرفات سے منیٰ اپنے خیمہ میں جاسکتے ہیں، اگر دوسرے تندرست آدمی بھی ان معذوروں کولیکر عرفات سے منیٰ جاکران کو وہاں چھوڑ کر واپس آنا چاہیں، تو آج کل بہت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں آنا اور قیام کرنا مشکل ہوجائے گا، اور دوسرے ساتھیوں کو تلاش کرنا ناممکن ہوگا، بہتیری عورتیں تنہا منیٰ میں رہیں گی، آج کل فتنہ کے زمانہ میں ان کی عزت وآبرو کا ڈر ہے، بعض عورتیں تنہائی میں گھبراتی ہیں، اور عورتوں اور بوڑھے مردوں کو جس طرح بھی ہو مزدلفہ کا قیام کرانا چاہئے، اور اگر ان کو منیٰ میں پہنچانا ضروری ہو تو پھر ساتھی تندرست مرد اور عورت

(حواشی صفحہ گذشتہ) ...... عن ابی حنیفة رحمهما الله انه حد حد الاسفار فقال اذااسفر بحیث لم یبق الی طلوع الشمس الامقدار مایصلی رکعتین یذهب وی فی الخلاصة ومن لم یکن هذه اللیلة بالمزدلفة علیه دم ان لم یأتها قبل طلوع الشمس جبراً للنقصان، تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۹–۲/۴۶۰، الوقوف بمزدلفة، عالمگیری، ج ۱/ص ۱/۲۳۱ الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، شامی، ج ۲/ص ۱/۹۳ مطلب فی الوقوف بمزدلفة.

۳؎ الا اذا کان لعذر بان یکون به ضعف او علة او کانت امرأة تخاف الزحام فلا شی علیه، غنیة الناسک کراچی ص ۸۹، فصل فی شرائط الوقوف بها، شامی کراچی ص ۲/۵۱۱، کتاب الحج، مطلب فی الوقوف بمزدلفة، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۳۱، الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج.

۴؎ والحاصل ان من عزم علی عدم المرور بالمزدلفة تلک اللیلة فعلیه ان یصلی کل صلاة فی وقتها لعدم استکمال شروط الجمع ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص ۱۴۵، فصل فی الجمع بین الصلاتین، یستحب التعجیل فی هذا الجمع، طبع المکة المکرمه، شامی زکریا ص ۳/۵۲۶، کتاب الحج، مطلب فی اجابة الدعاء، غنیة الناسک کراچی ص ۸۸، فصل وشرائط هذا الجمع ستة.

بھی مزدلفہ کا قیام بوجہ مجبوری ترک کردیں، کیا یہ ترک قیام مزدلفہ مجبوری میں جائز ہوگا، ورنہ معذور اور غیر معذور سب ایک ہی جگہ مزدلفہ میں رہیں اور صبح صادق میں قیام کرکے مزدلفہ سے روانہ ہوجائیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:۔

بہتر یہی ہے، کہ سب مزدلفہ میں قیام کریں، ضعیفوں کی وجہ سے زیادہ نصرت ہوگی ''هل تنصرون الا بضعفائكم''[1]، اگر یہ صورت نہ ہوسکے تو ان ضعیفوں کی نگرانی وحفاظت کی خاطر جو تندرست اس وقوف سے پہلے (رات ہی میں) چلا جائے، تو وہ دم دیدے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

منیٰ سے روانگی

سوال:۔اس کا مسئلہ بھی بہت مشکل ہے، بوڑھے ضعیف مردوں اور عورتوں کیلئے دس

---

[1] (من حديث سعدبن ابى وقاص حلية الاولياء، ج۸/ص۲۹۰/ ابو مسعود الموصلى، مطبوعه دارالفكر بيروت، كنز العمال، ج۳/ ص۱۷۳/ الرحمة بالشيوخ والضعفاء، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت، راجع صحيح البخارى، ج۱/ص۴۰۵/ كتاب الجهاد) باب من استعان بالضعفاء الصالحين فى الحرب، مطبوعه اشرفى ديوبند.

ترجمہ:۔ضعیفوں کی وجہ سے ہی تمہاری نصرت کی جاتی ہے۔

[2] لكن لو تركه بعذر كزحمة بمزدلفة لاشئى عليه وفى الشامية تحته الااذاكان لعلة اوضعف اويكون امرأة تخاف الزحام فلاشئى عليه الخ درمختار مع الشامى ج۲/ ص۱۹۳/ كتاب الحج، مطلب فى الوقوف بمزدلفة، عالمگيرى كوئٹه ص ۱/۲۳۱، الباب الخامس فى كيفية اداء الحج، غنية الناسک کراچی ص ۸۹، فصل فى شرائط الوقوف بها، وهذاالوقوف عندنا واجب وليس بركن حتى لوتركه بغير عذر يلزمه دم الجوهرة النيرة، ج۱/ص ۲۳۳/ كتاب الحج. تاتارخانيه کراچی ص ۲/۴۵۹، الوقوف بمزدلفة، غنية کراچی ص ۸۹، فصل فى شرائط الوقوف.

ذی الحجہ کو ضعیف مرد اور عورت رات میں جبکہ ہجوم کم ہو جاتا ہے قیام کریں، صبح صادق سے پہلے پہلے تک اس طرح گیارہ ذی الحجہ کو قیام مغرب کے بعد سے بارہ ذی الحجہ کو تقریباً سب ہی حجاج کرام منیٰ سے واپس ہو جاتے ہیں، اگر مستورات کا ساتھ ہو تو مناسب بھی یہی ہے کہ بارہ ذی الحجہ میں منیٰ کو واپس جائے، اکثر معلمین خیمے بناتے ہیں، دور دور کہیں ایک خیمہ نظر آتا ہے، جو تیرہ ذی الحجہ کو قیام کرنے والوں کے لئے رہ جاتا ہے، بارہ ذی الحجہ کو اول اپنے خیمہ میں عصر کی نماز پڑھ کر مستورات کو لے جائیں، اس وقت ہجوم کم ہو جاتا ہے، اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے حدود منیٰ چھوڑ دیتے ہیں، ورنہ صبح صادق سے پہلے تک منیٰ چھوڑنے کی گنجائش ہے، لہٰذا اگر مستورات یا ضعیف مردوں کی وجہ سے آفتاب غروب ہو جائے تو ایسی صورت میں مکروہ وقت خیال نہ کریں، اس سے فارغ ہوتے ہی روانہ ہو جائیں، کیا یہ مناسب اور درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن دم واجب نہیں ہوگا، اور مستورات وضعفاء کی رعایت سے کراہیت میں بھی تخفیف ہو جائے گی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۰ھ

---

[۱] لافرق فی ذٰلک بین المکی والآفاقی والأفضل أن یقیم ویرمی فی الیوم الرابع وإن لم یقم نفر قبل غروب الشمس فإن لم ینفر حتی غربت الشمس یکره له أن ینفرحتی یرمی فی الرابع ویسقط بنفره قبل طلوع فجر الرابع ولونفر من اللیل قبل طلوعه لاشئی علیه فی الظاهرعن الإمام وقد أساء وعنه أنه لیس لهٗ أن ینفر بعد الغروب فإن نفر لزمه دم وعلیه الائمة الثلاثة ،غنیة الناسک، ص۹۸/ فصل فی صفة رمی الجمار فی الیوم الثالث والرابع، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، مجمع الانهر ص۴۱۶/۱، کتاب الحج، فصل، فاذا دخل مکة ابتداء بالمسجد الحرام الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی الفلاح ص ۲۶۹، کتاب الحج، فصل فی کیفیة ترکیب افعال الحج، مطبوعه مکتبة الاسعدی سهارنپور.

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

باب دوم: مواقیت کا بیان

ہندوستانیوں کے لئے میقات یلملم ہے یا جدہ

سوال:۔ یلملم پہاڑی جو ہندوستانیوں کیلئے میقات ہے وہاں کے بجائے جدہ پہنچ کر احرام باندھنے میں کوئی حرج تو نہیں، کہتے ہیں جدہ بھی حرم سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے احرام باندھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، مگر افضل واحسن کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

افضل واحوط یہی ہے کہ یلملم[1] سے احرام باندھا جائے، اسلاف کا معمول بھی یہی رہا ہے، گواب جغرافیائی رو سے بعض حضرات نقشے دیکھ کر یہ بتلاتے ہیں کہ جہاز میں یلملم کی محاذات بھی نہیں آتی، لہٰذا جدہ سے قبل احرام باندھنا لازم نہیں[2]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویلملم للمدنی والعراقی والشامی والنجدی والیمنی قولہٗ والعراقی أی اهل البصرة والكوفة وهم اهل العراقين وكذا سائر اهل المشرق،(الدر المختار مع الشامی، ج ۲/ ص ۴۷۵/ مطلب فی المواقیت، مطبوعه کراچی)

[2] مناسک علی قاری میں عبارت موجود ہے! وان لم يعلم المحاذات فعلى المرحلتين من مكة كجدة المحروسة من طرف البحر،

اورظاہر ہے کہ اہل ہند کے لئے یلملم کی محاذات کسی معتبر طریقہ سے نہیں ہوتی لہذا جدہ بھی ان کے لئے میقات ہے۔ فتاوی خلیلیه ص ۱/۱۹۲، کتاب الحج، مطبوعه مظاهر علوم سهارنپور، امداد الفتاویٰ زکریا ص ۲/۱۶۹، قبیل مسائل منثوره متعلقه بالحج. مزید تفصیل کے لئے جواهر الفقه ص ۱/۴۷۸، ملاحظہ فرمائیں اس میں علماء کے اختلاف آراء تفصیل کے ساتھ مدلل مذکور ہیں۔

یلملم سے احرام

سوال:۔ زید نے جہاز میں یلملم پر احرام نہیں باندھا حالانکہ دوسرے عوام اور اہل علم نے وہیں احرام باندھا اور زید کو بھی کہا لیکن زید نے جدہ پہنچ کر احرام باندھا تو کیا ایسی حالت میں احرام کے میقات سے مؤخر ہونے کی وجہ سے زید پر دم یا فدیہ لازم آئیگا، یا نہیں اگر ہوگا تو کیا لازم ہوگا، اور اس کو ہندوستان ہی میں ادا کرنا کافی ہوگا یا حرم میں بھیجنا ضروری ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عامۂ علماء اہل ہند یلملم پر احرام باندھنے کو لازم[1] فرماتے ہیں، میقات سے بغیر احرام گذر جانا حاجی کے حق میں جنایت ہے، جس کی وجہ سے دم لازم ہوگا[2]، یعنی ایک بکری کی قربانی کیجائے گی، اور یہ قربانی ہندوستان میں کافی نہیں، بلکہ روپیہ دے کر کسی کو ذمہ دار بنادیا جائے کہ وہ حرم میں قربانی کردے[3]، یہی احوط ہے، اگر چہ بعض حضرات اس کے بھی قائل ہیں، کہ جدہ پہنچ کر احرام باندھنے کی بھی گنجائش ہے، اس لئے کہ ہندوستان سے جاتے

[1] ویلملم للمدنی والعراقی والشامی والنجدی والیمنی قوله والعراقی أی اهل البصرة والکوفة وهم اهل العراقین وکذا سائر اهل المشرق، (الدرالمختار مع الشامی، ج ۲/ ص ۴۷۵/ مطلب فی المواقیت، مطبوعه کراچی)

[2] وقد قدمنا انه لا یجوز مجاوز آخر المواقیت الا محرما فاذا جاوز بلا احرام لزمه دم، البحر الرائق کوئٹه ص ۴۸/۳، کتاب الحج، باب مجاوزة المیقات بغیر احرام، تاتارخانیه کراچی ص ۴۷۵/۲، الفصل الرابع بیان مواقیت الاحرام ومایلزم لمجاوزتها بغیر احرام، غنیة الناسک کراچی ص ۳۰، باب مجاوزة المیقات بغیر احرام.

[3] وکل دم یجب علی الحاج ولو هدیا یختص بالحرم لقوله تعالیٰ هدیا بالغ الکعبة المائدة: ۹۵ الخ، النهر الفائق ص ۱۶۹/۲، کتاب الحج، باب الهدی، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه کراچی ص ۵۳۶/۲، کتاب المناسک، تفسیر الهدی، مجمع الانهر ص ۴۵۹/۱، کتاب الحج، باب الهدی، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

وقت نہ یلملم درمیان میں آتا ہے، نہ یلملم کی محاذات ہوتی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہندوستان سے پانی کے جہاز سے جانے والا کہاں سے احرام باندھے

سوال:۔ ہندوستان سے پانی کے جہاز سے جانے والے حجاج کو بمطابق شرع احناف احرام کہاں سے باندھنا چاہئے؟ کس جگہ سے واجب ہے، اور کس جگہ سے فرض؟ احناف کا فتویٰ کس پر ہے؟ بندہ حج کا ارادہ رکھتا ہے، حرم کہاں سے شروع ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

پانی کے جہاز سے جانے والے کیلئے جو قدیم ایام سے راستہ تھا، تو یلملم کی محاذات پر پہنچ کر احرام باندھا جاتا تھا، یہی ہندوستان کے اکابر علماء فقہاء کا معمول رہا ہے، اب بھی احوط یہی ہے، اگر چہ موجودہ اہل جغرافیہ کا قول یہ ہے کہ اب راستہ میں نہ یلملم آتا ہے، اور نہ اس کی محاذات آتی ہے، بلکہ جدہ سے احرام باندھنا لازم ہے[2]، مگر احتیاط کا تقاضا وہی ہے،

---

[1] مناسک علی قاری میں عبارت موجود ہے! وان لم یعلم المحاذات فعلی المرحلتین من مکة کجدة المحروسة من طرف البحر،
اور ظاہر ہے کہ اہل ہند کے لئے یلملم کی محاذات کسی معتبر طریقہ سے نہیں ہوتی لہذا جدہ بھی ان کے لئے میقات ہے۔
فتاوی خلیلیه ص ۱/۹۲، کتاب الحج، مطبوعه مظاهر علوم سهارنپور، امداد الفتاویٰ زکریا ص ۲/۱۶۹، قبیل مسائل منثوره متعلقه بالحج.
مزید تفصیل کے لئے جواهر الفقه ص ۱/۴۷۸، ملاحظہ فرمائیں اس میں علماء کے اختلاف آراء تفصیل کے ساتھ مدلل مذکور ہیں۔

[2] مندرجہ بالا حاشیہ نمبر: ۱ر ملاحظہ ہو۔

جواوپر مذکور ہوا[1]، وہاں جہاز سیٹی دیتا ہے، اور عامۃً حج کو جانے والے احرام باندھتے ہیں، حدود حرم جدہ سے آگے چل کر شروع ہوتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ آپ معلم الحجاج ساتھ رکھیں، اس میں مسائل حج اور مواقیت کی پوری تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/ ۸۹ھ

حج بدل میں ذوالحلیفہ سے احرام

سوال:۔ حج بدل میں جانے والے کیلئے حج سے پہلے مدینہ جانا اور ذوالحلیفہ (بیر علی) سے احرام باندھنا درست ہے، یا نہیں، جب کہ آمر کی میقات سمندر میں محاذات یلملم ہے، کیا اس میں آمر کا حج خراب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اِذن آمر سے درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویلملم للمدنی والعراقی والشامی والنجدی والیمنی قوله والعراقی أی اهل البصرة والکوفة وهم اهل العراقین وکذا سائر اهل المشرق، (الدرالمختار مع الشامی، ج۲/ ص۴۷۵/ مطلب فی المواقیت، مطبوعه کراچی)

[2] الرابع عشر (من شروط الحج عن الغیر) عدم المخالفة (شامی کراچی، ج۲/ص۶۰۰/ کتاب الحج، مطلب شروط الحج عن الغیر عشرون)

الرابع عشر ان یحرم من میقات الآمر لو امره بالحج واطلق عن ذکره المیقات لان الامر بالحج تضمن الامر بایقاع احرامه من المیقات، غنیة الناسک ص۱۷۸، الرابع عشر ان یحرم من میقات الآمر، مطبوعه خیریه میرٹھ. وان اوصی ان یحج عنه من موضع کذا من غیر بلده یحج عنه من ثلث ماله من ذلک الموضع الذی بین قرب من مکة او بعد عنها لان الاحجاج لا یجوز الا بامره فیتقدر بقدر امره، بدائع الصنائع کراچی ص۲۲۳/۲، کتاب الحج، فوات الحج، فصل واما بیان حکم فوات الحج، ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص۴۸۳، فصل فی شرائط جواز الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

جو شخص مکہ سے جدہ آئے کسی ضرورت کے لئے پھر مکہ واپس جانے کے لئے کیا احرام کی ضرورت ہے

سوال:۔ اگر جدہ کو میقات مانا جائے، تو مکہ سے جو لوگ کام کاج کے لئے جدہ آتے ہیں، جدہ سے مکہ واپس ہوتے وقت احرام لازم نہ ہونا، جواب تحریر فرمایا گیا ہے، اس کی وجہ کیا ہے، کہ میقات میں رہنے والا اور جوان کے حکم میں ہو کسی ضرورت کے لئے مکہ جائے تو احرام ضروری نہیں ہوتا، بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ جب میقات پر واپس آ گیا ہے، تو پھر سے احکام دخول مکہ کے لئے دوسرا احرام ضروری ہوگا، مہربانی فرما کر دونوں مسئلوں کا جواب روانہ فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس مقام سے بغیر احرام کے آگے حرم کی طرف جانا نہیں، اس مقام سے خروج کے بعد بغیر احرام دوبارہ مکہ معظمہ جانا درست نہیں، اگر جدہ کو بالفرض میقات تسلیم کیا بھی جائے، تو جب جدہ سے نکل جائے گا، پھر دوبارہ داخل ہونا پایا جائے گا، تو دوبارہ احرام باندھنا لازم ہوگا، محض جدہ میں داخل ہونے کی وجہ سے دوبارہ احرام لازم نہیں ہوگا، میقات سے تجاوز جب ہوگا کہ جدہ سے دوسری طرف نکل جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۸/۷/۸۷ھ

---

[1] وکذا البستانی اوالمکی اذاخرج الی الآفاق صار حکمه حکم اهل الآفاق لاتجوزله مجاوزة میقات اهل الآفاق وهویرید مکة اوالحرم الا محرماً. غنیة الناسک کراچی ص ۲۹، فصل وقد یتغیر المیقات بتغیر الحال، شامی زکریا ص ۳/۴۸۴، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۱۹، کتاب الحج، قبیل باب الاحرام.

کیا احرام باندھ کر طواف ضروری ہے

سوال:۔ حج کا احرام باندھنے کے بعد جب منیٰ کا ارادہ کر کے جاتے ہیں تو جانے سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کر کے جانا ضروری ہے، یا بغیر طواف کے بھی جا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ طواف فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طواف زیارت بحالت احرام

سوال:۔ دسویں ذی الحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد اگر دیر ہونے کے سبب حجامت نہ بنوائے، یا حجام نہ ملے تو ایسی صورت میں طواف زیارت کو جا سکتا ہے، احرام کے ساتھ یا بلا احرام کے ساتھ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب اس نے حجامت نہیں بنوائی یعنی نہ حلق کیا نہ قصر تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوا[2]، بحالت احرام ہی طوافِ زیارت کرلے۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وروی الحسن عن ابی حنیفة ان المتمتع اذا احرم بالحج یوم التروية او قبله فان شاء طاف وسعی قبل ان یاتی الی منی وهو افضل وروی هشام عن محمد انه ان طاف وسعی لا بأس به ووجه ذلک ان هذا الطواف لیس بواجب بل هو سنة، بدائع الصنائع کراچی ص ۱۵۰ /۲، فصل واما بیان سنن الحج وترتیبه، غنية کراچی ص ۵۲، اول ما یبدأ به داخل هذا المسجد.

[2] وحکمه التحلل فاذا حلق...... (باقی حاشیه اگلے صفحه پر ملاحظه هو)

کیا جدہ میقات ہے

سوال:۔(۱) جدہ کے متعلق علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ آیا اسکا میقات میں شمار ہے یا نہیں؟

میقات کا علم نہ ہو تو تحری کرے

سوال:۔(۲) آفاقی اگر حرم مکہ کا قصد کرے، دخول کے وقت وہ مواقیت خمسہ سے داخل نہیں ہوتا، بلکہ مواقیت کے مابین جو محاذاۃ ہے وہاں سے داخل ہوتا ہے، تو ایسا شخص احرام کہاں سے باندھے؟ اور ایسے شخص کے لئے محاذات شرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو آدمی کس طرح کرے گا؟ کیونکہ اس کے لئے تو کوئی علامت موجود نہیں، جس پر وہ اعتماد کر سکے، نیز یہ بھی تحریر فرمائیں، کہ محاذات کی تعریف شرعاً کیا ہے؟

مکی اگر جدہ جائے تو واپسی پر احرام لازم ہے یا نہیں

سوال:۔(۳) مکی یا وہ شخص جو مکی کے حکم میں ہے، ایسا شخص اگر جدہ چلا جائے، تو مکہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... حل لہ جمیع ماحظر بالاحرام من الطیب والصید ولبس المخیط وغیرذٰلک الاالجماع ودواعیہ فحلھما یتوقف علی الطواف .غنیۃ الناسک، ۹۴/مطلب فی حکم الحلق. ولولم یحلق حتی طاف بالبیت لم یحل لہ شئ حتی یحلق، تبیین الحقائق ص۳۳، ج۲، کتاب الحج، باب الاحرام، مطبوعہ امدادیہ ملتان، عالمگیری کوئٹہ ص۲۳۲، ج۱، کتاب الحج، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، شامی کراچی ص۵۱۷، ج۲، کتاب الحج، قبیل مطلب فی طواف الزیارۃ، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۴۶/۲، کتاب الحج، باب الاحرام،

۳؎ بخلاف الطواف لان التحلل ووقع بالحلق السابق لا بھفصار کان الحلق اوجب بعض التحلل معجلا وبعضہ مؤجلا الی الطواف لیقع الطواف الذی ھو رکن فی الاحرام ولیتبین انہ دون الوقوف من حیث لم یشرع فی مطلق الا حرام غنیۃ الناسک، ۹۴/ مطلب فی حکم الحلق. مطبوعہ خیریہ میرٹھ.

عود کرتے وقت اس کے لئے احرام باندھنا واجب ہے یا نہیں؟

سائل ابراھیم میاں جوہانسبرگ ساؤتھ افریقہ

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) جس کے راستہ میں مواقیت مخصوصہ واقع نہ ہوں یا ان کی محاذات کا علم نہ ہو، اور بحری راستہ سے آ رہا ہو، تو اس کے حق میں جدہ میقات ہے۔

"فمن سلک ای طریقاً لیس فیه میقات معین براً اوبحراً اجتهدو اذاحاذیٰ میقاتاً منها ای من المواقیت المعروفة وان لم یعلم المحاذاة فعلی رحلتین من مکة کجدة المحروسة من طرف البحراھ شرح المسلک[1] المتقسط، ص ۲۸/۔

(۲) جو میقات مکہ مکرمہ سے ابعد ہے، اس کی محاذات سے احرام افضل ہے، اقرب کی محاذات سے بھی درست ہے، اگر کوئی بتانے والا نہ ہو تو تحری کرلے۔

"کما مر اٰنفاً من قولهٖ اجتهدو من حذوالا بعداولیٰ فان الافضل ان یحرم من اول المیقات وهوالطرف الابعد من مکة حتی لایمر شئ یسمیٰ میقاتاً غیر محرم ولواحرم من الطرف الاقرب الیٰ مکة جاز باتفاق الاربعة ، شرح المسلک[2] المتقسط، ص ۲۸/.

(۳) جدہ کو بعض احوال میں ضرورۃً میقات تسلیم کیا گیا ہے، جیسا کہ جواب نمبر ۱ میں

---

[1] شرح المسلک المتقسط ص ۸۰، فصل فی مواقیت، الصنف الاول، مطبوعه کراچی، البحرالرائق کوئٹه ۲/۳۱۸ ، کتاب الحج، قبیل باب الاحرام، غنیة الناسک کراچی ص ۲٦ ، تنبیه المصری اوالشامی اذا اتی علی ذی الحلیفة الخ، النهر الفائق ص ۲/٦۲، قبیل باب الاحرام، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] شرح المسلک المتقسط ص ۸۰، فصل فی مواقیت، الصنف الاول، مطبوعه کراچی، غنیة الناسک کراچی ص ۲٦ ، تنبیه المصری اوالشامی اذا اتی علی ذی الحلیفة الخ، تبیین الحقائق ص۷/۲، کتاب الحج، مطبوعه امدادیه ملتان.

ہے، ورنہ وہ درحقیقت حِل میں ہے، مکی آدمی اگر حِل میں جائے، تو اس کو مکۃ المکرّمہ جانے کے لئے احرام کی ضرورت نہیں۔ "اما لو قصد موضعاً من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا احرام فاذا حل به التحقق باهله كمامرّ انفاً بشرط ان لايجاوز ميقات الأفاقي. رد المحتار[1] ج ۲ / ص ۱۵۵ / البتہ اگر حج یا عمرہ کی نیت ہو تو اہل حل کو بھی بلا احرام دخول مکہ ممنوع ہے، "من ارادهٔ من اهل الحل لايدخل مكة بلااحرام اھ والمراد بالمكى من كان داخل الحرم سواء كان بمكة اولا سواء كان من اهلها اولافيشمل الأفاقي المفرد بالعمرة والمتمتع والحلال من اهل الحل اھ شامی[2] ج ۲ / ص ۱۵۵ / ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹۲/۴/۲۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۴/۲۲ھ

احرام کے بعد میقات سے خارج ہونا

سوال:۔ایک آفاقی شخص میقات پر پہنچ کر احرام پہنتا ہے اور نیت حج یا عمرہ کرتا ہے، مگر جدہ پہنچ کر احرام کی حالت میں میقات مدینہ ذوالحلیفۃ سے بھی باہر ہو کر مدینہ شریف جاتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ کیا ایسے محرم کو جس نے میقات پر پہنچ کر احرام پہنا اور نیت کی ہے، قبل حج یا عمرہ دوسری آفاقی میقات سے باہر نکل جانا درست ہے، کیا اس پر کوئی کفارہ ہے، میقات ہی سے جو اس نے احرام پہنا ہے، اس سے تو بظاہر لازم آتا ہے، کہ وہ سوائے مکہ کے

---

[1] درمختار على الشامي نعمانيه، ج ۲ / ص ۱۵۴–۱۵۵ / كتاب الحج، مطلب في المواقيت، غنية الناسک ص ۳۲، فصل في مجاوزة الحلى اوالحرمى وقته، مطبوعه ادارة القرآن كراچی، البحرالرائق كوئٹه ص ۲/۳۱۸، كتاب الحج، قبيل باب الاحرام.

[2] شامی نعمانيه، ج ۲ / ص ۱۵۵ / كتاب الحج، مطلب في المواقيت، البحرالرائق كوئٹه ص ۲/۳۱۹، قبيل باب الاحرام، عالمگیری كوئٹه ص ۱/۲۲۱، الباب الثانى فى المواقيت.

کہیں نہ جائے، نہ کہ آفاقی میقات سے گذر جانا۔ بینواوتوجروا!

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اس پر بھی کوئی کفارہ نہیں ممنوعات احرام سے بچتا رہے، بغیر حج یا عمرہ کئے احرام سے حلال نہ ہو، یہی احرام کا احترام ہے، میقات سے خارج ہو جانا احرام کے منافی نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/۶۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/۶۶ھ

میقات سے بلا احرام گذرنا

سوال:۔ایک شخص ہندوستان سے حج کا ارادہ کر کے چلتا ہے، اس کے لئے میقات سے بغیر احرام کے گذرنا جائز ہے یا نہیں، اگر وہ پہلے مدینہ طیبہ جانا چاہے، یا ایک شخص مکہ کے قصد سے یہاں سے چلتا ہے، اور اس کا ارادہ ہے کہ کچھ روز جدہ ٹھہر کر تجارت کرے، اس کے بعد مکہ مکرمہ حاضر ہو تو اس کے لئے بغیر احرام کے میقات سے گذرنے کا کیا حکم ہے اہل ہند کی میقات کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جو آفاقی مکہ یا حرم کا ارادہ رکھتا ہے، اس کیلئے میقات سے بغیر احرام کے گذرنا جائز

---

[۱] فان ذات الخروج من الحرم لایلزم المحرم به شئی، شامی ج۲/ ص۲۲۵/ (مکتبه رشیدیه دیوبند، شامی کراچی ج۲/ ص۵۵۴/ کتاب الحج، باب الجنایات. عنایه علی فتح القدیر ص۳/۶۴، باب الجنایات، مطبوعه دارالفکر بیروت، تبیین الحقائق ۲/۶۲، باب الجنایات، مطبوعه امدادیه ملتان.

نہیں، خواہ اس کا حج عمرہ کا ارادہ ہو، خواہ سیر، تجارت وغیرہ کا ارادہ ہو[1]، اگر گذر جائے تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ کسی میقات پر آکر احرام باندھے، ورنہ اس پر دم واجب ہوگا[2]، اگر کسی کا قصد اول یہ ہو کہ حل میں کسی جگہ تجارت کیلئے جائے، تو اس کیلئے احرام لازم نہیں، بلا احرام حِل میں جا سکتا ہے، پھر اپنی تجارت وغیرہ سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ میں بھی بغیر احرام کے داخل ہو سکتا ہے، بشرطیکہ اداء نسک کا ارادہ نہ ہو، اگر اداء نسک کا اراد ہو تو حِل سے احرام باندھ کر داخل ہو، اگر میقات پر گذرتے وقت قصد اولی تو ادائے نسک ہو یا دخول مکہ ہو، لیکن مرور فی الحل کی مجبوری کی وجہ سے حل میں تجارت وغیرہ کی نیت کرے، تو اس کیلئے میقات سے بلا احرام گذرنا جائز نہیں، یہ تمام جزئیات کتب فقہ میں صراحۃً مذکور ہیں، "وحرم تاخیر الاحرام عنها کلها لمن ای للآفاقی قصد دخول مکة یعنی الحرم ولو لحاجة غیر الحج اما لو قصد موضعاً من الحل کخلیص وجدة حل لهٗ مجاوزته بلااحرام فاذا حل به التحق باهله فله دخول مکة بلااحرام وهو الحیلة لمرید ذٰلک وحل لاهل داخلها یعنی لکل من وجد فی داخل المواقیت دخول مکة الخ درمختار (قوله وحرم الخ) فعلیه العود الیٰ میقات منها وان لم یکن

[1] وکذلک لو اراد بمجاوزة هذه المواقیت دخول مکة لا یجوز له ان یجاوزها الا محرما سواء اراد بدخول مکة النسک من الحج اوالعمرة اوالتجارة او حاجة اخری عندنا الخ، بدائع الصنائع کراچی ص۱۶۴/۲، کتاب الحج، فصل واما مکان بیان الاحرام، تاتارخانیه کراچی ص۴۷۵/۲، الفصل الرابع فی بیان مواقیت الاحرام الخ، البحرالرائق کوئٹه ص۳۱۸/۲، کتاب الحج.

[2] من جاوز وقته غیر محرم ثم احرم اولا فعلیه العود الی وقت وان لم یعد فعلیه دم، غنیة الناسک ص۳۰، باب مجاوق المیقات بغیر احرام، تاتار خانیه کراچی ص۴۷۵/۲، الفصل الرابع فی بیان مواقیت الاحرام، فتح القدیر ص۱۰۹/۳، باب مجاوزة الوقت بغیر احرام، مطبوعه دارالفکر بیروت.

میقاتہ ردالمحتار[۱]، ج۲/ص ۲۱۱/ غنیۃ الناسک، ص۲۷ میں یہ حیلہ لکھا ہے، اور مسئلہ کو زیادہ واضح کردیا، چنانچہ عبارات متعددہ نقل کرکے لکھا ہے:۔

"وفی الطوالع وقد ذکر السید میر غنی فی حاشیتہ علی التبیین ان من کان فی خاطرہ انہ اذافرغ من بیعہ وشرائہ دخل مکۃ وجب علیہ الاحرام عند المیقات لکونہ قاصداً مع دخول جدۃ الحرم وان کان قصد دخول جدۃ سابقاً علی قصد دخول الحرم اھ"[۲]

جس شخص کے راستہ میں میقات واقع نہ ہو،اس کو میقات کی محاذات سے احرام باندھنا چاہئے ،جس کے راستہ میں دومیقات واقع ہوں ،اس کو میقات ابعدعن الحرم سے باندھنا افضل ہے،اقرب سے بھی درست ہے[۳]،اہل ہند کیلئے یلملم کی محاذات سے احرام باندھنا چاہئے[۴]،حرم میں داخل ہونے کیلئے احرام کی ضرورت ہوتی ہے، جدہ حرم سے خارج ہے،لہٰذا جوشخص پہلے مدینہ طیبہ کا قصد کرے،اس کیلئے یلملم سے احرام ضروری نہیں، بلکہ وہ

[۱] درمختار مع الشامی نعمانیہ ج۲/ص ۱۵۴/ شامی کراچی ج۲/ص۴۷۷. کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، سکب الانہر علی مجمع الانہر ص۱/۳۹۳، کتاب الحج، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص۲/۳۱۸، کتاب الحج، قبیل باب الاحترام.

[۲] غنیۃ الناسک ص۲۷/ باب المواقیت قبل فصل امامیقات اھل الحل، طبع مکتبہ خیریہ میرٹھ.

[۳] وان سلک بین میقاتین فی البحر او البر اجتہد واحرم اذا حازی میقاتا منہما وابعدھما اولی بالاحرام منہ، تبیین الحقائق ص۲/۷، کتاب الحج، مطبوعہ امدادیہ ملتان، غنیۃ الناسک ص۲۶، تنبیہ المصری او الشامی اذاتی علی ذی الحلیفۃ الخ، مطبوعہ خیریہ میرٹھ، الدالمختار علی الشامی کراچی ص۲/۴۷۶، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت.

[۴] والمواقیت ای المواضع التی لا یجاوزھا مرید مکۃ الا محرما خمسۃ ذوالحلیفۃ الی قولہ ویلملم للمدنی والعراقی والشامی وکذا سائر اھل المشرق الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۲/۴۷۵، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت.

مدینہ طیبہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ سے احرام باندھے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/رجب ۶۶ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/رجب ۶۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/رجب ۶۶ھ

found.

[1] فلاهل المدينة ومن مر بها ذوالحليفة، غنية الناسک ص ۲۵، فصل واما مواقيت اهل الآفاق، شامی کراچی ص ۲/۴۷۵، کتاب الحج، مطلب فی المواقيت، معلم الحجاج ص ۱۰۴، مطبوعه کراچی، قرة العينين فی زيارة الحرمين ص ۴۹، مواقيت احرام حج وعمره کا بيان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

﴿عورتوں کے لئے محرم کا بیان﴾

عورت کے محرم کون کون ہیں

سوال:۔ عورت کیلئے محرم کون کون شخص ہیں اور نامحرم کون ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس جس سے نکاح ناجائز ہے، وہ محرم ہیں، اور جس جس سے نکاح جائز ہے وہ نامحرم ہیں۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کو بلامحرم سفر حج کرنا

سوال:۔ زید اپنی والدہ کو حج میں بلانا چاہتا ہے جسمیں زید کی والدہ کو صرف بمبئی سے

[1] والمحرم الزوج ومن لایجوزمناکحتها علی التابید بقرابة اورضاع اومصاهرة کذافی الخلاصة، عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۲۱۹/ کتاب الحج، الباب الاول، شامی ج ۲/ ص ۱۴۵/ کتاب الحج. کراچی ص ۲/۴۶۴، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، النهر الفائق ص۲/۵۷، کتاب الحج، طبع مکه مکرمه.

جدہ تک بذریعہ ہوائی جہاز بغیر محرم سفر کرنا ہوگا، اور واپسی میں زید خود ساتھ رہے گا، کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

سفر شرعی (۴۸/میل) کی بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کو اجازت نہیں، خواہ کسی سواری سے ہو، ہے تو وہ سفر شرعی ہی اس پر احکام شرعی مرتب ہوتے ہیں، مثلاً نماز کا قصر کرنا وغیرہ [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بوڑھی عورت کا بلا محرم کے حج کرنا

سوال:۔ مسماۃ ہندہ عمر ۵۵/سالہ ہے پردہ نشین بیوہ ہے، وارثوں میں صرف ایک لڑکا جو کہ ملازم ہے لڑکے کی ایک لڑکی جو کہ غیر شادی شدہ ہے، اس کے علاوہ دو بچے چھوٹے و بیوی بھی موجود ہے؟ ایسی صورت میں ہندہ غیر کفوء کے ساتھ حج کیلئے جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جائز نہیں جب تک کوئی محرم ساتھ نہ ہو حج کے لئے بھی سفر کرنا گناہ ہے، تاہم اگر حج کیا تو حج بھی ادا ہو جائے گا، "**الرابع المحرم اوالزوج لامرأة بالغة ولو عجوزا ومعها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين اھ غنية الناسک**[2] ص ۱۰/

[1] ومع زوج اومحرم ولوعبدا (الیٰ قوله) لامرأة حرة ولوعجوزا فی سفر ثلاثة ايام ولياليها فيباح لها الخروج الیٰ مادونه لحاجة بغير محرم الخ درمختار مع الشامی، ج ۲/ ص ۱۵۷/ کتاب الحج . کراچی ص ۲/۴۶۴، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد علی الشرع، النهر الفائق ص ۵۸-۲/۵۹، کتاب الحج، طبع مکه مکرمه، محيط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، طبع مجلس علمی گجرات.

[2] غنية الناسک ص ۱۰/ شرائط وجوب الاداء (مطبوعه مکتبه خيريه ميرٹھ)

اشاربه الیٰ ان مااستفیدمن المقام من عدم جواز السفر للمرأة الابزوج او محرم خاص بالحرة اھ[۱] ردالمحتار ، ج ۲ ؍ص ۱۹۹ ؍۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر محرم کے بوڑھیا کو سفر حج

سوال:۔(۱) ایک ساٹھ سالہ بوڑھی عورت حج کو جانا چاہتی ہے مگر کوئی محرم ساتھ نہیں ہے، ایک بڑے میاں جو اس عورت کے محرم تو نہیں، مگر ان کی عمر بھی ساٹھ سے زیادہ ہے، تو ایسی صورت میں وہ عورت ان بڑے میاں کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مذکورہ بالا صورت میں اگر بڑے میاں عورت کو ساتھ لیجانے سے انکار کردیں مگر وہ عورت دوران سفر میں ان بڑے میاں کے قافلے کے ساتھ لگ جائے تو اب ایسی صورت میں بڑے میاں کو اس عورت کی خبر گیری کرنی چاہئے یا اس کو کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ دینا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) بوڑھی عورت کو بھی بغیر شوہر یا کسی محرم کے سفر نہیں کرنا چاہئے[۲] بحر، ج ۲ ؍ص ۳۳۹ ؍(۲) جب وہ ساتھ لگ ہی گئی تو اسکی خبر گیری لازم ہے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] ردالمحتار ج ۲ ؍ص ۱۵۸ ؍ کتاب الحج. کراچی ص ۲/۴۶۴، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، مجلس علمی گجرات.

[۲] واطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لاطلاق النصوص البحر ج ۲ ؍ص ۵۵۲ ؍کتاب الحج، بحر کوئٹه ص ۲/۳۱۵، شامی کراچی ص ۲/۴۶۴، کتاب الحج، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، مجلس علی گجرات. (حاشیه نمبر ۳؍ اگلے صفحه پر ملاحظه هو)

نامحرم کو سفر حج میں ساتھ لیجانا

سوال:۔ غیر محرم عورت کو ساتھ لیکر حج میں جانے میں کوئی گنجائش نکلتی ہے یا نہیں؟

بعض عورتیں بیوہ ہیں اور کوئی محرم بھی ان کے نہیں ہے، اگر نا جائز ہے تو پھر ان کے حج ادا کرنے کی کیا سبیل ہے، نیز بعض علماء دین کے واقعات اس قسم کے ہیں کہ انہوں نے یا تو کسی غیر محرم کیساتھ کسی غیر محرم عورت کو حج کے لئے بھیجا ہے مثلاً یہاں بھیسانی کا ایک واقعہ ہے، حضرت تھانویؒ نے یہاں سے ایک عورت کو کانپور کے کچھ حاجیوں کے ساتھ بھیجا اور علمائے دین کے وفد میں کچھ لوگوں کے ساتھ غیر محرم عورت تھی مگر انہوں نے کسی قسم کی نکیر نہیں کی؟

اس طرح کی باتوں سے عام رجحان یہ پیدا ہوگیا ہے، کہ حج میں غیر محرم کے ساتھ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس مسئلہ میں کہا تک گنجائش ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورت کو بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر کرنا منع ہے، خواہ مشتہاۃ ہو! خواہ غیر مشتہاۃ ہو[1]، بیوہ کیساتھ کوئی محرم نہ ہو تو وہ نکاح کرے۔

ایک واقعہ میرے علم میں بھی ہے:۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [3] والنصح لكل مسلم ترمذی شریف، ج ۲/ص ۱۴/ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی النصیحة، مکتبہ بلال دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] ويشترط فی حج المرأة من سفر زوج اومحرم بالغ عاقل غير مجوسی ولا فاسق مع النفقة عليه واطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لاطلاق النصوص، البحر الرائق، ج ۲/ص ۵۵۲/ مکتبہ زکریا، کتاب الحج، طبع کوئٹہ ۲/۳۱۵، الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۴۶۴، کتاب الحج، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، محیط برھانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، مجلس علی گجرات.

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے ارادۂ حج فرمایا ایک عالم زیارت وملاقات کے لئے آئے اور اپنی عزیزہ کو مکان پر پہنچا گئے، جس کی حضرت سہارنپوریؒ کو خبر نہیں ہوئی، جب جملہ اہل وعیال گاڑی میں سوار ہوئے اور ٹکٹوں کا حساب کیا گیا تو ایک ٹکٹ حساب سے زائد تھا، تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ان عالم صاحب کی عزیزہ بھی ساتھ ہیں، یہ ان کا ٹکٹ ہے، اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے ناگواری کا اظہار فرمایا کہ انہوں نے مجھے خبر تک نہیں کی، کہ میں نامحرم کو ہرگز ساتھ نہ لیجاتا بلکہ واپس کر دیتا، اس پر بعض رفقاء کے سفر کا مسئلہ دریافت کرنے پر حضرت نے فرمایا کہ نامحرم کو ساتھ لیجانا درست نہیں، لیکن جب وہ ساتھ ہوگئی تو اپنے بچوں کی طرح اس کی خبر گیری بھی ہمارے ذمہ لازم ہوگئی [1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۸/۴ھ

خسر کے ساتھ حج کو جانا

سوال:۔ میری ہمشیرہ میرے خسر اور ساس کے ساتھ حج کو جانا چاہتی ہے، ان کا کوئی محرم نہیں ہے، کیا یہ ہمشیرہ جاسکتی ہے، یا نہیں؟ ان کا حج ادا ہو جائیگا، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپکا خسر آپکی ہمشیرہ کا محرم نہیں [2] انکے ساتھ سفر حج کرنے کی اجازت نہیں، اگرچہ فریضہ ادا ہو جائیگا، لیکن بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔ [3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۷ھ

---

[1] ان کل صاحب یصحب آخر فانه مسوؤل عن صحابته ولو ساعة من نهار الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جز:۵/ص ۱۶۵/ج۳، سورۂ نساء، تحت الایة والصاحب بالجنب، ۳۶/ طبع دالفکر بیروت.

[2] والمحرم من لایجوز له مناکحتها علی التابید بقرابة اورضاع اوصهریة شامی ج۲/ ص۱۵۷/ کتاب الحج، غنیه ص ۱۱ شرائط وجوب الاداء، مطبع خیریه میرٹھ. **(حاشیه ۳/ اگلے صفحه پر)**

رضاعی بھائی کے ساتھ حج

سوال:۔ رسولن اور خلیل دودھ شریک بھائی بہن ہیں اور رشتہ میں بھی چچازاد بھائی بہن ہیں، رسولن کا کوئی محرم نہیں کہ جس کے ساتھ وہ حج کو جائے کیا وہ خلیل کے ہمراہ حج کو جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جاسکتی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

رضاعی بیٹی کے شوہر کے ساتھ سفر حج

سوال:۔ اگر ایک عورت اپنا دودھ پلائی ہوئی عورت کے شوہر کے ساتھ جب کہ دوسرا آدمی سفر کرنے کو تیار نہیں ہے، سفر حج میں جائے درآنحالیکہ وہ دودھ پلائی ہوئی عورت بھی حج کرنے اس قافلہ میں جارہی ہو تو کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب تک شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو سفر حج کرنا مکروہ ہے، بچے کو دودھ پلانا سفر سے مانع نہیں،

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) [۳] ولو حجت بلامحرم جاز مع الکراھة (قوله مع الكراهة) ای التحریمیة للنهی فی حدیث الصحیحین لا تسافر امرأة ثلاثا الا ومعها محرم الخ، غنية الناسک ص ۲ ۱، اما شرائط وجوب الاداء، مطبع خیریه میرٹھ، سکب الانهر مع مجمع الانهر ص ۳۸۶/۱، کتاب الحج، دارالکتب العلمية بیروت، درمختار ج۲/ص ۱۵۸/ کتاب الحج. کراچی ص ۴۶۵/۲.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] والمحرم من لایجوز له مناکحتها علی التابید لقرابة اورضاع اوصهرية شامی مع الدر ج۲/ ص ۱۴۵/ کتاب الحج، کراچی ص ۴۶۴/۲، عالمگیری ج ۱/ص ۲۱۹/ کتاب الحج، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، غنیه ص ۱۱، شرائط وجوب الاداء، مطبع خریه میرٹھ.

ایک عورت نے اگر کسی بچی کو دودھ پلایا ہوتو وہ رضاعی بیٹی ہوگئی، اوراس کا شوہر داماد ہوگیا، اس سے نکاح درست نہیں ایسے داماد کے ساتھ سفر کرنا درست ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیو بند ۱۳/۷/۸۷ھ

بہن اور بہنوئی کے ساتھ سفر حج

سوال:۔ حج کے سفر کیلئے بیوی مستورات کس رشتہ دار کے ساتھ سفر حج کرسکتی ہے، شوہر کی بہن (یعنی نند) اوراس کا شوہر کیا اس کے ساتھ سفر کرسکتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

عورت کو اپنے محرم (باپ، بھائی، چچا، ماموں، وغیرہ) اوراپنے شوہر کے ساتھ سفر حج میں جانا چاہئے، بغیر ان کے بہنوئی، نندوئی وغیرہ کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں، اگرچہ ان کے ساتھ بہن اور نند وغیرہ بھی ہوں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[۱] لاتحج امرأة الا ومعها محرم (الیٰ قوله) والمحرم من لایجوز له مناکحتها علی التابید بقرابة اورضاع اومصاهرة الخ البحر الرائق، ج۲/ص ۵۵۱/ (مکتبه زکریا) منحة الخالق ج۲/ ص ۵۵۱/ کتاب الحج، عالمگیری ج ۱/ص ۲۱۲/ کتاب الحج، الباب الاول، مکتبه رحیمیه.

[۲] (ومنها المحرم للمرأة)شابة کانت اوعجوزاً اذاکانت بینهماوبین مکه مسیرة ثلاثة ایام هکذافی المحیط وان کان اقل من ذٰلک حجت بغیر محرم کذافی البدائع والمحرم الزوج ومن لایجوز مناکحتها علی التابید بقرابة اورضاع اومصاهرة کذافی الخلاصة فتاویٰ هندیه کوئٹه ج ۱/ص ۲۱۹/ کتاب الحج، الباب الاول، بحر کوئٹه ص ۲/۳۱۵، کتاب الحج، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، طبع مجلس علیمی گجرات.

بغیر شوہر کی اجازت کے بھائی کے ساتھ حج کرنا

سوال:۔ زید کی عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف امسال حج کو جانے پر بضد ہے، اور اس کے حقیقی برادر بھی حج کو جارہے ہیں، زید اپنے خانگی حالات کی وجہ سے اس سال اجازت دینے سے روکتا ہے، یعنی زید کی بیوی اپنے شوہر کے حقوق ادانہیں کرتی ہے، زید کی بہن نے بھی اپنے حج کی درخواست دے رکھی ہے، اگر خدا کو منظور ہوا تو زید کا مکان تنہا رہ جائے گا، اور اس کے مکان پر سوائے ان دونوں کے اور کوئی قابل اطمینان آدمی نہیں ہے، تو زید کی بیوی اپنے برادر کے ساتھ زید کی بلا اجازت حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور زید کی بیوی اپنے حقوق کا اور خداوندی حقوق یعنی صوم وصلوٰۃ میں پاکی ناپاکی کا خیال نہیں رکھتی ہے جیسا کہ حضرت تھانویؒ نے بہشتی زیور کے پانچویں حصہ میں صفحہ ۶۳/ تا ۷۰/ میں تحریر فرمایا ہے، اور دیگر حوالہ بہشتی زیور کے تیسرے حصہ کے صفحہ ۶۷/ میں نامحرم بہنوئی ونندوئی وغیرہ وغسل آنے پر ہفتہ تا چالیس یوم تک بغل وغیرہ کے بال دور کرنا، بدن کو صاف ستھرا کرنا سخت تحریر فرمایا ہے، جبکہ اس عورت کو دو دو تین تین ماہ ہوجاتے ہیں بغیر کسی مجبوری کے تو اس عورت پر کیسا گناہ ہوا، صغیرہ یا کبیرہ؟ اب اس کو حج کیلئے اس صورت میں اجازت دی جائے، یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں اس کے ساتھ بھائی وغیرہ جو اس کے ساتھ حج کو جائیں گے، تو انکا یہ حج ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب اس عورت کی ملک میں اتنا روپیہ ہے کہ اس پر حج فرض ہوجائے، اور ساتھ جانے والا محرم بھی موجود ہے، تو اس کو ضرور اجازت دیدی جائے، شوہر کو حق نہیں کہ وہ اس حالت میں حج سے اس کو روکے، وہ اگر ناپاکی سے پاک نہیں ہوتی، خدا اور شوہر کے حقوق کو ادا نہیں

کرتی ہے، تو وہ سخت گنہگار ہے، اس کو توبہ لازم ہے، اور اس کو فہمائش کی جائے، اور وعید سنائی جائے، اور بتایا جائے کہ خدا کے گھر جانے کے لئے پاکی کا اہتمام کرے، نماز وغیرہ کی پابند ہو جاوے، شوہر کی نافرمانی چھوڑ دے، امید ہے کہ سفر حج کی برکت سے اس کی مزید اصلاح ہوگی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

کسی عورت کا دوسری عورت کے ساتھ حج کرنا

سوال:۔ میری اہلیہ محترمہ ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ جن کی عمر پچاس برس کی ہے، اور ان پر حج فرض ہو چکا ہے، فریضۂ حج ادا کرنے کی تڑپ رکھتی ہے، لیکن میں ایک خاص عذر کی وجہ سے مجبور و معذور ہوں، ان کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا، اور نہ کوئی محرم موجود ہے، جو ان کے ساتھ سفر حج کر سکے، حسن اتفاق سے نواب بسالت جاہ حیدر آبادی مدظلہٗ العالی اور ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کی والدہ محترمہ حج کو جا رہے ہیں، ان بزرگوں خواتین کے ساتھ میری اہلیہ محترمہ ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ سفر حج کو جانا چاہتی ہیں، میں اس پر راضی ہوں، آیا بصورت ہذا از روئے شرع شریف اپنا فریضۂ حج ادا کر سکتی ہیں؟ بینوا توجروا۔

(جواب از مولانا حبیب اللہ ندویؒ مفتی مدرسہ حقانیہ بنگلور)

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح ہو کہ سفر حج چونکہ مہتم بالشان اور مقدس سفر ہے، اور حدیث شریف میں ہے "عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایخلون رجل بامرأۃ

---

[۱] ولیس للزوج منعها عن حجة الاسلام اذا کان معها محرم والا فله منعها .غنیة الناسک ص ۱۲ / فصل واما شرائط وجوب الاداء فخمسة. مطبع خریه میرٹھ، محیط برهانی ص ۳/۳۹۴، کتاب الحج، الفصل الاول، هندیه کوئٹه ص ۱/۲۱۹، کتاب الحج، الباب الاول.

ولاتسافر امرأة الا ومعها محرم متفرق علیه "اور ہدایہ میں ہے "ویعتبر فی المرأة ان تکون لها محرم تحج معه اوزوج ولایجوز لها ان تحج بغیرهما اذا کان بینها وبین مکة ثلاثة ایام" اورمرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے "ولهٰذا قال ابو حنیفة واحمد وقال مالک یلزمها اذا کان معها جماعة النساء وقال الشافعیؒ یلزمها اذا کان معها امرأة ثقة وقال الشمنی مذهب مالک اذاوجدت المرأة صحبة مامونة لزمها الحج لانه سفر مفروض کالهجرة ومذهب الشافعی اذا وجدت سفرة ثقات فعلیها ان تخرج معهن "

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ عورت مطلق سفر یا سفر حج اس وقت کرسکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا اس کا کوئی محرم موجود ہو، امام ابوحنیفہؒ اورامام احمد ؒ کا یہی مذہب ہے، امام مالکؒ اورامام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگرمعتبر عورتیں یا ایک عورت ساتھ ہواورامن ہوتو عورت بلامحرم بھی حج کرسکتی ہے۔

اب صورتِ مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ صاحبہ اگر مضطرب ہیں اور مضطرہ ہیں اورشوہر کی اجازت ہے مگر وہ خود جانہیں سکتا، اورکوئی محرم بھی نہیں ہے، تو ازروئے قرآن شریف حالت اضطراری میں جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "فمن اضطر غیر باغٍ ولاعادٍ فلااثم علیه " اس صورت میں فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر فقہ حنفی میں کسی مسئلہ میں سختی ہو، اورامام مالکؒ کے مذہب میں سختی نہ ہوتو مذہب مالک پرعمل کرنے کی اجازت خود فقہ حنفی دیتا ہے، بلکہ اس پرفتویٰ حنفی دے سکتا ہے، جیسا کہ مفقود الخبر کے مسئلہ میں مذہب حنفی کے خلاف مذہب مالکی پرفتویٰ حنفی علماء دیتے ہیں، دیکھو ردالمختار باب الرجعۃ میں ہے، "فالاولی الجمع بین مذهبین ابی حنیفةؒ ومذهب مالکؒ لانه کالتلمیذ لابی حنیفةؒ لذامال اصحابنا الیٰ بعض اقوال مالک ضرورة" اورایک جگہ ہے "وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علیٰ قول مالک"، غرض تقلید مالکیہ میں صورتِ مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ

عالیجناب نواب بسالت جاہ مدظلہٗ کی والدہ محترمہ اوران کی اہلیہ محترمہ کے ساتھ فریضۂ حج کی غرض سے سفر کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ ابوالکمال محمد حبیب اللہ باقوی ندوی حنفی قادری
مفتی دارالافتاء مدرسہ حقانیہ عربیہ بنگلور

(جواب از فقیہ الامت قدس سرہٗ)

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورت کے پاس اگر اپنے حج کیلئے روپیہ کافی ہواور شوہر یا کوئی محرم بھی جانے والا ہو تب تواس کے ذمہ حج کیلئے جانا فرض ہوتا ہے، ورنہ فرض نہیں ہوتا، بلکہ حج بدل کیلئے وصیت کرنا ضروری ہوتا ہے، جس کی تنفیذ ایک تہائی ترکہ سے لازم ہوتی ہے، عورت بوڑھی ہو یا جوان اور قافلہ میں دوسری عورتیں ہوں یا نہ ہوں، سب کا حکم یہی ہے، اوریہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے، دوسرے بعض حضرات نے ہجرت واسارت پر قیاس کرتے ہوئے عورت کودوسری قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے، مگر حنفیہ نے اسکی تردید کی ہے، کہ یہ نص کے مقابلہ میں قیاس ہے، جسکی اجازت نہیں ہے، اور قیاس بھی قیاس مع الفارق ہے، جوشرعاً حجت نہیں ہے، اضطرار کا یہاں کوئی محل ہی نہیں، کہ حرام شئی کی حرمت مرتفع ہوجائے، اسلئے کہ اضطرار جان کے تحفظ کیلئے ہوتا ہے، یا ایمان کے تحفظ کیلئے، یہاں حج کیلئے نہ جانے میں جان کا کوئی خطرہ نہیں، نہ ایمان میں کوئی نقص آتا ہے، کیونکہ محرم نہ ہونے کی وجہ سے جانا فرض نہیں، بخلاف زوجۂ مفقود کے وہاں نفقہ کا انتظام نہ ہونا اور دربدر بھیک مانگنا، نامحرموں کی ملازمت کرنا، عصمت کا محفوظ نہ رہنا، حرامکاری میں مبتلا ہونا، دین اسلام چھوڑ کر ارتداد اختیار کرنا، یہ امور قبیحہ شنیعہ ضرور ایسے ہیں کہ امام مالکؒ کے قول پر عمل کرنے سے ان سب کا سدِّ باب ہوجاتا ہے، صورتِ مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ کوسفر حج نہ کرنے سے کسی امر قبیح شنیع کا ارتکاب نہیں کرنا پڑتا، سب سے حفاظت ہے، ہاں

سفر کرنے سے حدیث پاک کی مخالفت ہے، اپنے امام کے مذہب کی مخالفت ہے، اور سفر بھی سفر حج ہے جسکی بنیاد ہی گناہوں کو معاف کرانا ہے، گناہ معاف کرانے کیلئے مستقلاً گناہ کا راستہ اختیار کرنا ویسے بھی دانشمندی سے بعید تر ہے (ومحرم اوزوج لامرأة فی سفر) ویشترط محرم الیٰ اٰخرہٖ کمافی الصحیحین لاتسافر امرأة ثلاثاً الا ومعها محرم وزادمسلم فی روایة اوزوج وروی البزاز لاتحج امرأة الا ومعها محرم فقال رجل یا رسول اللّٰہ انی کتبت فی غزوة وامرأتی حاجة قال ارجع فحج معها فافادهذا کله ان النسوة الثقات لاتکفی قیاساً علی المهاجرة والماسورة لانه قیاس مع النص ومع وجود الفارق فان الموجود فی المهاجرة والماسورة لیس سفراً لانها لاتقصد مکاناً معیناً بل النجاة خوفاً من الفتنة حتی لووجدت مأمنا کعسکر المسلمین وجب ان تفرو لانه یخاف علیها الفتنة وتزادبانضمام غیرها الیها ولهٰذا تحرم الخلوة بالاجنبیة وان کان معها غیرها من النساء وأطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لاطلاق النصوص کذافی البحرالرائق ج ۲/ص ۳۱۴-۳۱۵/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۲/۸۸ھ

[1] البحر زکریا ج۲/ ص ۵۵۱-۵۵۲/ کتاب الحج. قبیل باب الاحرام. ومطبوعه کوئٹه ۳۱۴،۳۱۵، ج۲.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب چہارم

﴿طواف کا بیان﴾

طواف زیارت کرکے منیٰ آنا افضل ہے

سوال:۔ (۱) طواف زیارت اگر بعد میں کرے اور منیٰ میں رکا رہے تو یہ افضل ہے یا مکہ جا کر طواف زیارت کرکے منیٰ میں پھر آئے، بہتر طریقہ کون سا ہے؟

(۲) کیا منیٰ میں ٹھہرنا ضروری ہے، یعنی واپسی کے وقت جمرہ وغیرہ کو کنکریاں مار کر مکہ چلا جائے، اور پھر نہ آئے، یا پھر طواف زیارت کے بعد منیٰ آکر ٹھہرے کونسا طریقہ بہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

افضل یہ ہے کہ دس تاریخ کو طواف زیارت کرکے منیٰ آجائے اسکی بھی اجازت ہے کہ دس اور گیارہ کو منیٰ میں رہے بارہ تاریخ کو مکہ معظّمہ جا کر طواف کرے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۲ھ

---

[1] أول وقته بعد طلوع الفجر يوم النحر وهو أفضل (الیٰ قوله) ثم أتى منىٰ، درمختار علیٰ هامش ردالمحتار ج۲/ص۱۹۸/ مکتبه رشیدیه، مطبوعه زکریا ص۳/۵۳۸، مطلب فی طواف الزیارة، غنیة الناسک ص۹۴، ۹۵، باب طواف الزیارة، وفصل فی العود الی منیٰ الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، مجمع الانهر ص۴۱۴، ج۱، کتاب الحج، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

متعدد طوافوں کے بعد نفل

سوال:۔ اگر کوئی شخص چند طواف مسلسل کرے، اور پھر ہر طواف کیلئے وہ دو رکعت مسلسل پڑھے تو کیا اس میں کوئی قباحت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ جن اوقات میں طواف کی دو رکعت کا پڑھنا مکروہ ہے، ان اوقات میں اس طرح مسلسل طواف کرنا اور پھر بعد میں ہر طواف کیلئے دو دو رکعت پڑھنا مکروہ نہیں۔ منحة الخالق[1] ج۲/ص ۳۵۷/۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

حالت حیض میں طواف کرنا

سوال:۔ بعض حضرات مع اپنی بیوی کے اسی ملک میں قیام کرتے ہیں، ملازم ہیں، صرف دس بارہ یوم کی رخصت بڑی مشکل سے ملتی ہے، لہٰذا عین وقت پر حج کو آتے ہیں، کبھی کوئی ایسا واقعہ بھی پیش آتا ہے کہ بیوی یا لڑکی کو حیض شروع ہو جاتا ہے، ایسا فتنہ ہے کہ بیوی کو تنہا جائے ملازمت پر چھوڑ کر بھی نہیں آ سکتے ہیں، اور وہ خود حج کے آنے کے جذبہ میں ہوتی ہے، لہٰذا اس مجبوری میں طواف زیارت حیض کی حالت میں ہی کر کے جانا ہو سکتا ہے، شوہر بیوی کو تنہا مکۃ المکرّمہ میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا ہے، اور نہ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ چھوڑا جا سکتا ہے، اور خود کو چھٹی بہت کم ملتی ہے، لہٰذا مجبوری میں واپس جانا ہوتا ہے، تو اس مجبوری کی صورت میں عورت حیض کی حالت میں طواف زیارت اور سعی کر لے، کیونکہ حیض

---

[1] ویکره تاخیرها عن الطواف إلافی وقت مکروه أی لأن الموالاة سنة، منحة الخالق علی هامش البحر الرائق، ج۲/ ص ۵۸۰/ مطبوعه زکریا، مطبوعه کراچی، ص ۲/۳۳۱، باب الاحرام، شامی ص ۳/۵۱۲، کتاب الحج، مطلب فی طواف القدوم، مطبوعه زکریا دیوبند.

کی حالت میں بوجہ مجبوری طواف زیارت کیسا ہے؟ اور ایک اونٹ یا گائے، یا بیل حدود حرم میں ذبح کردے تاکہ مرد کیلئے حلال ہو جائے، حج مکمل ہو جائے، حیض کی حالت میں طواف کرنے کے گناہ کیلئے توبہ واستغفار کرلے کہ بالکل مجبوری کی وجہ سے کیا ہے، یہ ضرور ہے کہ طواف زیارت جان بوجھ کر حالت حیض میں کرنا بہت بڑا جرم ہے، کیونکہ اونٹ یا گائے کے ذبح کرنے کی جزا اس پر لازم ہے، ساتھ ہی مندرجہ بالا مجبوری لاکھوں عورتوں کے مجمع میں صرف چند کو پیش آتی ہے، اور اس حالت سے بچنا مستورات کے بس کا نہیں، اگر جلد واپسی ضروری نہ ہو تو کبھی کوئی عورت اتنا بڑا گناہ نہیں کرے گی، بالکل مجبوری کی حالت میں حالت حیض میں طواف کیا جائے، تاکہ حج مکمل ہو جائے، اور مرد کے لئے حلال ہو جائے، ایک صاحب کی اہلیہ کو ایسا ہی معاملہ پیش آیا، ان کے میاں نے بیوی سے کہا کہ ہم تمہارا حج فسخ کراتے ہیں، لہٰذا تم اپنے کو حاجی ہی مت سمجھنا، مجبوری ہے، لوگوں نے بہت سمجھایا کہ اس طرح حج فسخ نہیں ہوتا، مگر نہیں مانے اور واپس بھی چلے گئے، بعض عورتیں حیض والی عورتوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ کسی سے ذکر مت کرو، اور خوب اطمینان سے ایسی حالت میں طواف زیارت کرو، چنانچہ بعض عورتیں ان کے کہنے پر عمل کرتی ہیں، اور اس کو گناہ نہیں سمجھتیں اور نہ جزا دیتی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ناپاکی کی حالت (حیض نفاس جنابت) میں طواف کرنا حرام ہے، اس کو گناہ نہ سمجھنا خطرناک گناہ ہے، طواف زیارت ایسی حالت میں کرنے سے اونٹ یا گائے کا دم دینا واجب ہے، تاہم اس گناہ کے باوجود فریضۂ حج ادا ہو جائے گا،[1] سعی ایسی حالت میں بھی درست

---

[1] ولو طاف لزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة، غنية الناسک ص۱۴۵، باب الجنايات، الفصل السابع فی ترک الواجب فی افعال الحج، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزيارة، مطبوعه خيرية ميرٹھ، البحر الرائق كوئٹه ص۱۸/۳، باب الجنايات، فصل ولاشئ ان نظر الخ، درمختار علی الشامی زكريا ص۵۸۱/۳، باب الجنايات.

ہے، دم واجب نہیں ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیوبند

طواف میں شاذوران کو مس کرنا

سوال:- بیت اللہ شریف کے تین طرف کی دیوار کے نیچے (سوائے حطیم کی طرف کے) ایک انچ کے برابر پشتہ بنا ہوا ہے، جس کو شاذوران بھی کہتے ہیں، ہم حنفیوں کے نزدیک بیت اللہ شریف سے باہر ہے، مگر امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بیت اللہ میں داخل ہے، اگر بیت اللہ میں شاذوران داخل ہے، تو رکن یمانی کو چلتے ہوئے ہاتھ لگانے سے اتنا حصہ بیت اللہ کے اندر طواف کرتے وقت ہوگا، لہٰذا طواف بھی نہیں ہوگا، یا کوئی عضو شاذوران کے اوپر سے گھوم جائے، تو اس عضو کی طواف میں کوئی نقص رہے گا، یا ہم حنفیہ کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہے، لہٰذا یہاں ٹھہر کر ہاتھ لگانا چاہئے یا چلتے ہوئے ہی رکن یمانی پر ہاتھ لگائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:-

اس سے طواف میں نقص نہیں آئے گا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] وان سعی جنباً او حائضاً او نفساً فسعیه صحیح، عالمگیری ص۲۴۷، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل الخ، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، غنیة الناسک ص۷۲، باب السعی، فصل فی واجبات السعی، تتمة، مطبوعه الخیریة میرٹھ، تبیین الحقائق ص۶۰-۲/۶۱، باب الجنایات، فصل ولاشئ ان نظر الخ، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] وحکم المستحب حصول الاجر بالاتیان وعدم لزوم الاسأة بالترک، غنیة الناسک. ص۲۳/ باب فرائض الحج، فصل واما مستحباته، مطبوعه الخیریه میرٹھ.

رمی اور طواف زیارت میں ترتیب بدلدی

سوال:۔ ایک حاجی نے غلطی سے پہلے رمی کی اور پھر جا کر طواف زیارت کی اور پھر آ کر قربانی کی اور پھر بال کٹوائے، ان تمام صورتوں میں حاجی پر شرعاً کیا واجب ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس پر دم واجب نہیں، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے[۱]

یہ تینوں حکم **غنیۃ الناسک، المطلب العاشر فی ترک الطواف الترتیب بین الرمی والذبح** میں مذکور ہیں ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۳/۹۱ھ

عورتیں طواف رات میں کریں

سوال:۔ عورتیں اگر حج کو جاویں تو طواف ان کو رات میں ہی کرنا چاہئے یا جس وقت پہنچے اس وقت کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بہتر یہ ہے کہ وہ رات میں طواف کریں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولو طاف قبل الرمی والحلق لاشئی علیه ویکره .غنیة الناسک،ص ۱۵۰ ، باب الجنایات، المطلب العاشر فی ترک الترتیب بین الرمی والذبح والحلق، مطبوعه الخیریة میرٹھ، منحة الخالق علی هامش البحر الرائق کوئٹه ص ۳/۲۴، کتاب الحج، فصل ولاشئ ان نظر الخ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۸۸، باب الجنایات.

[۲] وللمرأة البعد الااذاخلاالمطاف من الرجال وطوافها لیلاً غنیة الناسک ص ۶۵/. فصل واما مستحبات الطواف الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

حالت حیض میں طواف زیارت

سوال:۔ زینب اپنے زوج کے ہمراہ ۱۹۷۳ء میں پاکستان سے حج کو گئی تھی، زینب جب عرفات سے منیٰ شریف کو آ گئی، اور جمرۃ العقبیٰ کی رمی کی تو فوراً اس کو حیض آ گیا، (یہ حیض دس دن تک رہتا ہے) زینب اور اس کے زوج کی تاریخ روانگی ۱۳/ ذی الحجہ ہے، اب زینب کا طواف زیارت باقی ہے، جب زینب کو مکہ مکرمہ میں اتنا وقت نہیں ملا کہ پاک ہو جائے، اور غسل کر کے طواف زیارت ادا کرے، تو زینب اپنی رائے اور اجتہاد کے متعلق غسل کر کے حرم شریف کو چلی گئی، اور طواف زیارت کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر دوسرا طواف شروع کیا کہ یہ طواف الوداع کرتی ہوں، دوسرے طواف الوداع سے فارغ ہو کر نماز پڑھ لی اور ۱۳/ تاریخ کو جدہ روانہ ہو گئے، اب سوال یہ ہے کہ کیا زینب کا طواف زیارت صحیح ہے، یا بدنہ واجب ہے اور پاکستان میں زینب زوج پر حلال ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس صورت میں زینب پر ایک بدنہ بحالت حیض طواف زیارت کرنے کی وجہ سے لازم ہوا،[1] اور ایک دم (بکری یا بھیڑ) طواف وداع اس حالت میں کرنے کی وجہ سے ہوا،[2] احرام

[1] ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساً ء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة، غنية الناسک ص ۱۴۵/ (مطبوعه كراچی) المطلب الأول فی ترک الواجب فی طواف الزيارة، تبيين الحقائق ص ۵۹/۲، كتاب الحج، فصل ولاشئ ان نظر، مطبوعه امداديه ملتان، البحرالرائق ص ۱۸/۳، فصل ولا شئ ان نظر الخ، مطبوعه كوئٹه.

[2] ولو طاف للصدر جنباً فعليه شاة، غنية الناسک ۱۴۷، باب الجنايات، المطلب الثانی فی ترک الواجب فی طواف الصدر، مطبوعه الخيريه ميرٹھ، عالمگيری كوئٹه ص ۲۴۶/۱، الباب الثامن فی الجنايات، الفصل الخامس، تبيين الحقائق ص ۵۹/۲، باب الجنايات، فصل ولا شئ ان نظر الخ، مطبوعه امداديه ملتان.

کے حلال ہونے کیلئے قدر متعین بالوں کا کاٹنا ضروری ہے[۱]، اگر اس میں ممنوعات احرام کا ارتکاب یہ سمجھتے ہوئے کہ احرام ختم ہو گیا کیا تو ایک دم اس کی وجہ سے لازم ہوگا[۲] پھر وہ اپنے شوہر کے لئے حلال ہے۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۳ھ
الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۳ھ

طواف وداع نہیں کیا تو اب کیا کرے

سوال:۔ ہندہ نے حج تو کرلیا، لیکن طواف وداع نہیں کیا، وہ ہندوستان بغیر طواف وداع کے آگئی ہیں، کیا ایسی صورت میں دم لازم ہوتا ہے، اگر دم لازم ہو تو کیا جس مقام پر ہندہ رہتی ہے، وہیں ذبح کروایا جائے، یا مکہ معظّمہ میں اور اگر لازم دم یہاں ذبح کریں تو

۱؎ فاذا فرغ من الذبح حلق رأسه او قصر والحلق افضل للرجال ومكروه للنساء كراهة تحريم الا لضرورة والتقصير مباح لهم ومسنون بل واجب لهن الى قوله فأقل الواجب فى التقصير قدر الأنملة من جمع شعر ربع الرأس لكن اصحابنا قالوا يجب ان يزيد فى تقصير الربع على قدر الأنملة لان اطراف الشعر غير متساوية عادة الخ، غنية الناسک ص ۹۲،۹۳، فصل فى الحلق، مطبوعه خيرية ميرٹھ، عالمگيرى ديوبند ص ۱/۲۳۱، الباب الخامس فى كيفية اداء الحج، واما سسننه، البحر الرائق كراچى س۲/۳۴۶، باب الاحرام.

۲؎ صرح فى فتح القدير انه لا يخرج من الاحرام الا بالحلق فافاد انه لو ترک الحلق اصلا وقلم ظفره او خطى رأسه قاصداً التحلل من الاحرام كان ذلک جناية موجبة للجزاء الخ، البحر الرائق ص۲/۳۴۸، باب الاحرام، مطبوعه كراچى، غنية الناسک ص۹۳، فصل فى الحلق، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

۳؎ وحل لک النساء يعنى بالحلق السابق لان الحلق هو المحلل، البحر الرائق ص۲/۳۴۷، باب الاحرام، تبيين الحقائق ص۲/۳۳، باب الاحرام، مطبوعه امداديه ملتان.

اسکے گوشت اور چمڑے کو پورا کا پورا خیرات کر دیا جائے، یا قربانی کی طرح تین حصہ کئے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر طواف زیارت کے بعد ایک طواف بھی کرلیا ہے چاہے نفل کی نیت سے کیا ہو وہی طواف وداع ہوگیا[۱]، اگر ایک طواف نہیں کیا تو ایک دم کی قیمت مکہ مکرمہ بھیجدے، وہیں ذبح کر کے غرباء کو صدقہ کر دیا جائے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۱۴۰۱ھ

نفل طواف کے بعد استیلام

سوال:۔ حجر اسود کا استیلام کیا دو رکعت طواف کے بعد بھی کیا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس طواف کے بعد سعی ہے اس کی دو رکعت کے بعد استلام کے لئے جاتے وقت حجر اسود کا استیلام کیا جائے گا، اور جس کے بعد سعی نہیں اس کی دو رکعت کے بعد استلام بھی نہیں۔ منحۃ[۳]، ج ۲/ص ۳۵۷۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] فلو طاف بعد ما حل النفر ونوى التطوع اجزأه عن الصدر، غنية الناسک ۱۰۲، باب طواف الصدر، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، البحر الرائق ص ۲/۳۵۱، باب الاحرام، مطبوعه کراچی، درمختار على الشامي زکریا ص ۳/۵۴۵، کتاب الحج.

[۲] والاولى ان لايرجع بعد المجاوزة ويبعث دماً لانه انفع للفقراء وايسر عليه، غنية الناسک ۱۰۲، باب طواف الصدر، فصل: فمن خرج من مكة الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، البحر الرائق کراچی ص ۲/۳۵۱، باب الاحرام.

[۳] قال فی شرح اللباب والاصل ان كل طواف بعده سعى فانه يعود الىٰ استيلام الحجر بعد الصلوٰة ومالا فلا، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دوگانہ طواف بھول کر دوسرا طواف شروع کردیا

سوال:۔ اگر طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھول جائے، اور دوسرا طواف شروع کردے تب یاد آئے تو کیا کرے، آیا اس دوسرے طواف کو چھوڑ کر دو رکعت پڑھے یا دوسرا طواف بھی پورا کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر دوسرے طواف کا ایک چکر پورا ہونے سے پہلے یاد آجائے، تو اسکو چھوڑ کر دو رکعت پڑھ لے، اگر ایک چکر پورا ہونیکے بعد یاد آئے تو یہ طواف پورا کرلے، اسکے بعد دو رکعت پہلے طواف کیلئے پڑھے اور دو رکعت دوسرے طواف کیلئے۔ منحہ[1] ج ۲ ر ص ۳۵۶ ر۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...... منحة الخالق على هامش البحر الرائق، ج ۲ ر ص ۵۸۳ ر مطبوعه زكريا، مطبوعه كراچى ص ۲/۳۳۲، باب الاحرام، فرع، حاشية الشلبى على شرح الكنز للزيلعى ص ۲/۱۹، باب الاحرام، مطبوعه امداديه ملتان، درمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۵۱۳، كتاب الحج، مطلب فى السعى بين الصفا والمروة.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] طاف ونسى ركعتى الطواف فلم يتذكر الابعد شروعه فى طواف آخر فان كان قبل تمام شوط رفضه وبعد اتمامه لابل يتم طوافه الذى شرع فيه وعليه لكل اسبوع ركعتان منحة الخالق، ج ۲ ر ص ۵۸۰ ر مطبوعه زكريا، مطبوعه كراچى ص ۲/۳۳۱، باب الاحرام، فروع، شامى زكريا ص ۳/۵۱۳، كتاب الحج، مطلب فى طواف القدوم، عند قوله بعد كل اسبوع، حاشية الشلبى على هامش الزيلعى ص ۲/۱۹، باب الاحرام، مطبوعه امداديه ملتان.

دوگانہ طواف اوقات مکروہہ میں

سوال:۔ طواف کے بعد دورکعت کا پڑھنا کیا ہر وقت درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جن اوقات میں نماز فرض کا پڑھنا منع اور نفل کا پڑھنا مکروہ ہے، (سورج نکلتے وقت جس وقت سورج سر پر ہو، سورج ڈوبتے وقت، صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے سے پہلے مغرب کی نماز سے پہلے خطبہ کے وقت جماعت شروع ہوجانے کے بعد) ان اوقات میں ان دورکعت کا پڑھنا بھی منع ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طواف وداع نہ کرنے سے دم

سوال:۔ (۱) زید بغیر طواف وداع کے چلا آیا دم واجب ہوا تو جدہ میں قربانی کرے، یا وطن پہنچ کر؟

---

[1] ثلاثة اوقات لا يصح فيها شئ من الفرائض والواجبات التى لزمك فى الذمة قبل دخولها عن طلوع الشمس وعند استوائها وعند اصفرارها الى ان تغرب والاوقات الثلاثة تكره فيها النافلة كراهة تحريم ولوكان لها سبب كالمنذور وركعتى الطواف ويكره التنفل بعد طلوع الفجر باكثر من سنته وبعد صلاته وبعد صلاة العصر وقبل صلاة المغرب وعند خروج الخطيب وعند الاقامة لكل فريضة الخ، مراقى الفلاح ص۷۳-۷۴، كتاب الصلاة، فصل: ثلاثة اوقات الخ، مطبوعه المكتبة الاسعدى سهارنپور، مجمع الانهر ص۱۱۰-۱۱۱، ج۱، كتاب الصلوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كراچى ص۲۴۹تا ۲۵۳/۱، كتاب الصلوة.

(۲) زاہد طواف وداع کیلئے تیار تھا، مگر تار آیا کہ جہاز تیار ہے، فوراً آؤ۔ حجاج لاری پر سوار ہو گئے، زاہد بھی سوار ہو گیا، تو اس عذر سے دم ساقط ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) حرم میں قربانی کرادے ”وخص ذبح هدى المتعة والقران بايام النحر وخص الكل بالحرم لابغيره ولابمنى علىٰ الاصح اھ سكب الانهر[1]“،

(۲) ساقط نہیں ہوا۔

تنبیہ:۔ طواف وداع کیلئے مخصوص نیت شرط نہیں بلکہ منی سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ میں آئے اور بہ نیت تطوع طواف کرلے تو وہ بھی طواف وداع کے حکم میں ہو جائیگا، ”فاذا اراد الظعن عنها اى عن مكة طاف للصدر ويسمىٰ طواف الوداع وهو واجب ولٰكن لاتشترط له نية معينة حتىٰ لوطاف بعد ماحل النفرونوى التطوع اجزأه عن الصدر اھ مجمع الانهر[2]“ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

[1] سكب الانهر على مجمع الأنهر ص ۴۵۹/ ۱/ باب الهدى، كتاب الحج، طبع دارالكت بالعلمية بيروت، طحطاوى مع المراقى ص ۱۱ ۶، فصل: الهدى الخ، مطبوعه مصر، كنز على هامش البحر ص ۳/۷۲، باب الهدى، مطبوعه كوئٹه،

[2] مجمع الانهر على ملتقى الابحر ج ۱/ص ۲۱۷/ كتاب الحج، فى الفصل الثالث، مطبوعه ايضاً، البحرالرائق ص ۳۵۰–۲/۳۵۱، آخر باب الاحرام، مطبوعه كراچى، درمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۵۴۵، كتاب الحج، مطلب فى طواف الصدر،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم : حج میں بال کٹانے کے مسائل

حلق وقصر میں ایک ربع بھی کافی ہے

سوال:۔ قصر میں پورے سر کے بال چھوٹے کرانے ضروری ہیں، یا ربع راس کا قصر کافی ہے، اگر کسی کے سر پر پٹھے ہوں تو وہ بال کتنے چھوٹے کرائے جو شرعی قصر کا مصداق بن سکیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

رُبع راس بھی کافی ہے، ایک انگلی بال کٹانے سے قصر معتبر ہو جائیگا، حلق افضل ہے "ثم یحلق اویقصر والحلق افضل ویکفی فیه ربع الراس والتقصیر ان یاخذ من رؤس شعره مقدار الانملة[1]"، مراقی الفلاح، ص ۴۴۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ ۲۰/۱۰/۸۹ھ

عورتیں حلال ہونے کے لئے کتنے بال کہاں کے کاٹیں

سوال:۔ حج کے بعد قربانی کے وقت مرد سر منڈاتے ہیں، اور عورتیں اپنی انگلی کے پھیر کے اتنے بال تراشتی ہیں، تو جب عمرہ کرتے ہیں، تو حج کے بعد جتنے بال کاٹتے ہیں،

---

[1] مراقی الفلاح، ص ۴۰۱/ فصل فی کیفیة ترکیب افعال الحج. طحطاوی مع المراقی مصری ص ۴۰۵/ الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۳/۵۳۴، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة، سکب الانهر ص ۱/۴۱۳، کتاب الحج، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت.

اتنے بال عمرہ کے بعد بھی کاٹنا چاہئے یا اس سے بھی کم بال کاٹ سکتے ہیں، اور یہ کہ نیچے کے بال کاٹے جائیں یا پیشانی کے بال بھی کاٹے جا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایک انگلی کے برابر یعنی ایک انگلی کی تہائی کی مقدار تمام سر کے بال کاٹ دیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

احرام سے حلال ہونے کیلئے چند بالوں کا منڈانا

سوال:۔ ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد ارکان حج میں دس ذی الحجہ کے بعد اور متمتع اور قارن کو قربانی کرنے کے بعد مرد کو سارے سر کے بال استرے سے منڈوانا چاہئے، یا سارے سر کے بال انگلی کے ایک پورِ کے برابر کٹوانا ہونگے، اگر سر کے بال انگلی کے ایک پور یعنی انملہ کے برابر بڑے نہیں تو سارے سر کے بال کو کم از کم چوتھائی سر کے بالوں کو استرے سے منڈوانا پڑے گا، تاکہ احرام اتر جائے، اور ممنوعاتِ احرام حلال ہو جائے، مگر آج کل لاکھوں کی تعداد حج میں ایسے لوگوں کی ہوتی ہے کہ وہ سر کے بال کے صرف چند بال کٹوا لیتے ہیں، لہٰذا نہ تو ان کا احرام اُترتا ہے، اور نہ بیوی کے لئے حلال ہوتے ہیں، جس کو دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے، کثرت سے مرد اس میں مبتلا ہیں، تو کیا کسی امام کے نزدیک اس طرح سر کے چند بال کاٹنے سے مرد کا احرام اتر جاتا ہے، اور بوجہ مجبوری حنفیہ بھی ایسا کر سکتے ہیں؟ ورنہ یہ کوتاہی عام ہے اور کوئی مانتا نہیں، لہٰذا اکثریت کا گناہ عظیم سے بچانے کے لئے کوئی

[1] قال فی البحر والمراد بالتقصیر ان یأخذ الرجل والمرأة من رؤس شعر ربع الرأس مقدار الانملة كذا اذكره الزيلعي الخ ردالمحتار، ج۲/ص۱۹۶/ مطلب فی رمی جمرة العقبة. زیلعی ص ۲/۳۲، باب الاحرام، مطبوعه امدادیه ملتان، سکب الانہر ص ۱/۴۱۳، کتاب الحج، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

گنجائش ہوسکتی ہو تو ان کے لئے بتلا دیا جائے، تا کہ وہ بال منڈوانے کو غیر ضروری نہ سمجھیں بلکہ اس گنجائش پر عمل کریں، اور حلال ہوجائیں، یہ رواج ہوگیا کہ چند بال کٹواتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ رواج غلط اور خلافِ شرع ہے، اس چیز کے اختیار کرنے پر عوام کو کس نے مجبور کیا، خاص کر جبکہ فقہاء نے اس سلسلہ میں بہت وسعت دی، مثلاً چوتھائی سر کے بال منڈوانا یا کتروانا بھی کافی ہے، ایک انگلی سے کچھ زیادہ بال کٹا دینا بھی کافی ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ جڑ ہی سے کاٹا جائے، یعنی احرام سے ان صورتوں میں بھی حلال ہوجائے گا، اگرچہ صرف چوتھائی سر کے بال منڈانے یا کٹانے سے مکروہ تحریمی کا ارتکاب ہوگا، اگر کسی دوا صابون وغیرہ سے سر کے بال کو ختم کردے تب بھی کافی ہے، اگر سر پر بال ہی نہیں، تو صرف استرہ پھیر لینا بھی کافی ہوگا، اگر سر پر زخم ہو اور اُسترہ بھی نہ پھر سکے تو اس سے یہ واجب ہی ساقط ہے[۱]۔ (حلق وقصر)

ان سب کے باوجود اگر عوام غلط راستہ بلا کسی مجبوری کے اختیار کرلیں تو وہ خود ذمہ دار ہیں، ان کی وجہ سے حکم شرعی کو نہ بدلا جائیگا، مثلاً داڑھی منڈانے، جھوٹ بولنے، غیبت کرنے، سود لینے، سود دینے کا عام رواج ہوجائے، تو اس کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی، بلکہ وعیدات وترغیبات کے ذریعہ ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی، ورنہ شریعت عوام کے لئے کھلونا بن جائے گی۔ (العیاذ باللہ) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیو بند

---

[۱] ثم قصر بان یأخذ من کل شعر قد رالانملة وجوبا وتقصیر الکل مندوب والربع واجب ویجب اجراء الموسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکن والا سقط (الیٰ قوله) ولو ازاله بنحو نورة جاز درمختار علی هامش ردالمحتار، ج۲/ص۱۹۶/ مطلب فی رمی جمرة العقبة زیلعی ص۲/۳۲، کتاب الحج، باب الاحرام، مطبوعه امدادیه ملتان، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۴۰۵، فصل فی کیفیة ترکیب افعال الحج، مطبوعه مصری.

مُحرِم کو حلال ہونے کیلئے حلق وقصر خود کرنا

سوال:۔ محرم اپنا احرام کھولنے کے وقت حلق یا قصر خود کرسکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ احرام سے باہر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے سر کا حلق یا قصر کسی غیر محرم کے پاس کرائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حلق یا قصر خود بھی کرسکتا ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیو بند ۳۰/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۳۰/۸/۹۰ھ

اپنے بال اپنے ہاتھ سے کاٹنا

سوال:۔ عورت اپنے بال اپنے ہی ہاتھ سے کاٹ لے یا حلال شدہ عورت سے بال کٹوائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

دونوں طرح درست ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیو بند ۲۳/۲/۹۲ھ

---

[۱] واذا حلق ای المحرم رأسه أی رأس نفسه او رأس غیره ای ولو کان محرما عن جواز التحلل ای الخروج من الاحرام باداء افعال النسک لم یلزمه شئ الاولیٰ لم یلزمهما شئ وهذا حکم یعم کل محرم فی کل وقت، مناسک الملا علی القاری ص ۲۳۰، فصل فی الحلق والتقصیر، مطبوعه کراچی.

[۲] واذا حلق ای المحرم رأسه او رأس غیره ولو کان محرما عن جواز التحلل ای الخروج من الاحرام باداء افعال النسک لم یلزمه شئ، ارشاد الساری الی مناسک ملا علی القاری ص ۵۰، فصل فی واجباته، مطبعة مصطفی محمد مصری.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ششم : قران اور تمتع

قِران افضل ہے

سوال:۔حرم سے باہر رہنے والوں کیلئے حج کی کونسی صورت افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

قران افضل ہے۔بحر، ج ۲ رص ۳۸۲ ر[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

قارن عمرہ کے بعد احرام کھولدے تو کیا حکم ہے

سوال:۔ایک شخص نے پاکستان میں حج بدل کیلئے قران کی نیت کی وہ حرم مکی شریف میں آیا،اوراس نے عمرہ ادا کیا چونکہ وہ معلم کے ساتھ ہے،اسلئے اسے معلم مدینہ منورہ بھیج دیتا ہے آیا اسکو احرام کھول دینا چاہئے یا نہیں،اوراگر وہ کھول دے تو آیا اس پر کیا دم دینا پڑیگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

قارن کو محض عمرہ کر کے احرام کھولنا درست نہیں ، حج کے بعد میں احرام کھول سکتا ہے

---

[1] ھو افضل ثم التمتع ثم الافراد، بحر ج ۲ / ص ۳۵۷ / باب القران (مکتبہ ایچ، ایم، سعید کمپنی کراچی) سکب الانھر ص ۴۲۳ / ۱ ، باب القران والتمتع، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت. شامی زکریا ص ۳/۵۵۳، کتاب الحج، باب القران ھو افضل.

اگر اس نے پہلے احرام کھول دیا تو اس کا قران باطل ہو گیا، اس کے ذمہ دم لازم ہو گا[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۱۱/۱۴۰۰ھ

حج بدل میں افراد ہو یا قران

سوال: ۔(۱) حج بدل اگر میت کی طرف سے کیا جائے جبکہ اس نے حج کی قسم سے کسی قسم کا تعین نہ کیا ہو تو کون سی صورت مناسب ہے؟

(۲) اگر حج بدل میں افراد کرنا ہو تو رمضان المبارک سے قبل والے جہاز سے روانہ ہو کر پھر ایام حج کا احرام میقات سے باندھنا کیسا ہے؟

(۳) بمبئی سے جدہ اور جدہ سے مدینہ احرام کے بغیر جا کر پھر ایام حج میں حج بدل لیکر افراد کا احرام باندھ کر آنا کیسا ہے؟

(۴) حج بدل میں تمتع اور قران کے بارے کیا مسئلہ ہے؟ تمتع کی کوئی صورت جواز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) افراد کیا جائے[۲]

---

[۱] ان اتی بافعال العمرۃ بکما لها الا انه ممنوع من التحلل عنها لكونه محرماً بالحج فيتوقف تحلله على فراغه من افعاله ولزمه دمان لجنايته على احرامين شامی کراچی ، ج۲/ص ۵۳۲/ باب القران هو افضل، البحر الرائق ص ۲/۳۵۹، باب القران، مطبوعه الماجديه كوئٹه، مجمع الانهر ص ۱/۴۲۵ ، باب القران والتمتع، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

[۲] مستفاد ودم القران والتمتع والجناية على الحاج ان اذن لهٗ الآمر بالقران والتمتع والافيعتبر مخالفا(درمختار على الشامی کراچی ج۲/ص ۶۱۱/ باب الحج عن الغير، مطلب العمل دون القياس الخ. بحر کوئٹه ص ۳/۶۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه.

(۲) درست ہے [۱]

(۳) درست ہے [۲]

(۴) جب وصیت کے ماتحت بدل میں حج فرض ادا کرنا ہو تو تمتع نہ کیا جائے، قران کی گنجائش ہے، لیکن دم قران مامور پر لازم ہوگا [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۶/۸/۸۸ھ

متمتع وقارن پر کیا دو دم ہیں

سوال: ۔قارن اور متمتع کو ایک ہی قربانی واجب ہے، یا دو؟

---

[۱] الاحرام وهوشرط ابتداء حتى صح تقديمه على اشهر الحج وان كره (شامی کراچی، ج۲/ص۴۶۷/ مطلب فی فروض الحج وواجباته) غنية الناسک ص۳۴، فصل فيما ينبغی لمريد الاحرام، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، بحر کوئٹه ص۲/۳۱۹، قبيل باب الاحرام، النهر الفائق ص۲/۶۱، قبيل باب الاحرام، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] أما مواقيت اهل الآفاق وهی المواضع التی لايجوز أن يتجاوزها الانسان الی مكة اوالحرم ولو لحاجة الا محرماً فلاهل المدينة ومن مربها ذوالحليفة (غنية الناسک، ص۲۵/ باب المواقيت) على القياس دون الاستحسان هذا. عالمگيری ص۱/۲۲۱، الباب الثانی فی المواقيت، مطبوعه كوئٹه، تاتارخانيه ص۲/۴۷۳، الفصل الرابع فی بيان مواقيت الاحرام الخ، مطبوعه كراچی.

[۳] ودم القران ودم الجناية على المأمور الی قوله وانما وجب دم القران على المأمور باعتبار انه وجب شكرا لماوفقه الله تعالى من الجمع بين النسكين والمأمور هو المختص بهذه النعمة لان حقيقة الفعل منه وان كان الحج يقع عن الآمر، البحرالرائق ص۳/۶۵، باب الحج عن الغير، مطبوعه ايچ.ايم.كراچی، تاتارخانيه ص۲/۵۴۸، الفصل الخامس فی الرجل يحج عن الغير، مطبوعه كراچی، شامی كراچی ص۲/۶۱۱، باب الحج عن الغير، مطلب العمل على القياس الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ایک قربانی تودم قران یادم تمتع واجب ہے[۱] پھر اگر وہاں پہنچ کر مقیم ہوجائے، اور صاحب نصاب ہوتو ایک قربانی صاحب نصاب ہونے کیوجہ سے واجب ہوگی[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اشہرحج سے پہلے عمرہ کرنے سے تمتع نہیں ہوتا

سوال:۔ حج میں اگر حاجی ایام حج سے پہلے حج تمتع میں عمرہ کا احرام باندھ کر حرم میں داخل ہوا اور عمرہ کے سب کام کرے تو اس کا حج تمتع ہوجائیگا، یا اس کو پھر ایام حج میں عمرہ کرنا پڑے گا، تب حج تمتع درست ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اشہرحج شروع ہونے سے پہلے یعنی شوال شروع ہونے سے پہلے اگر عمرہ کیا اور پھر حج کیا تو وہ تمتع نہیں ہوگا، اشہرحج میں عمرہ کرکے حلال ہوکر پھر حج کے لئے احرام باندھ کر حج کرنے سے تمتع ہوگا۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۸/ ۸۷ھ

---

[۱] ویجب الدم علی المتمتع شکراً لما انعم اللہ تعالیٰ علیہ بتیسیر الجمع بین العبادتین، عالمگیری ص ۲۳۹/ ۱، الباب السابع فی القران والتمتع، قاضیخان ص ۳۰۴/ ۱، فصل فی التمتع، مطبوعہ کوئٹہ، وحکم القارن کحکم المتمتع فی وجوب الھدی ان وجدہ، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۳۹/ ۱، الباب السابع فی القرآن،

[۲] فتجب علی حرمسلم مقیم بمصراوقریة اوبادیة عینی فلاتجب علی حاج مسافر فاما اھل مکة فتلزمھم وان حجوا قولہ فتلزمھم وان حجو اقتصرعلیہ فی البدائع وذٰلک لانھم مقیمون درمختار مع الشامی، ج٦/ص ۳۱۵/ کتاب الاضحیة. (حاشیہ۳/ اگلے صفحہ پر)

ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے کیا تمتع باقی رہے گا

سوال:۔ایک شخص جو رمضان سے پہلے مکہ معظّمہ جا کر عمرہ کر کے حلال ہو کر مقیم رہا اور اشہر حج وہیں شروع ہوگئے، پھر شوال میں مدینہ منورہ گیا، مدینہ سے واپسی کے وقت بہتر بات یہ ہے کہ حج کا احرام باندھ کر آئے، لیکن عمرہ کا احرام باندھ کر آنے میں گنجائش ہے، یہ گنجائش مذکورہ دونوں صورتوں والوں کے لئے ہے، یا فرض ہے؟ اور اجازت کی وجہ کیا یہی ہے کہ یہ حاجی آفاقی ہے اور حقیقی طور پر مکی نہیں ہے؟

دوسرا وہ جو اشہر حج میں عمرہ کے احرام سے مکہ معظّمہ جا کر حلال ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) جس شخص نے اشہر حج میں عمرہ کرلیا ہے اس کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا، پھر اس سال حج کر کے وطن واپس ہوگا، امام صاحب کے نزدیک وہ شخص متمتع ہے، اس کو ایک عمرہ کر لینے کے بعد حج سے پہلے مدینہ سے چلکر عمرہ کرنے سے امام صاحب منع فرماتے ہیں اور صاحبین کے نزدیک مدینہ طیبہ چلے جانے کی وجہ سے اس کا تمتع باطل ہوگیا، اب اگر دوبارہ وہ عمرہ کرے گا، تو تمتع صحیح ہوجائے گا، جس شخص نے اشہر حج میں عمرہ نہیں کیا اگر چہ اس

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ والمتمتع من یاتی باعمال العمرة فی اشهر الحج اویطوف اکثر طوافها فی اشهر الحج ثم یحرم بالحج ویحج من عامه ذٰلک قبل ان یلم باهله الماما صحیحا هکذا فی فتاویٰ قاضی خاں عالمگیری، ج ۱/ص ۲۳۸/ الباب السابع فی التمتع والقران. لا یسمی تمتعا اذا کان احدهما فی غیر اشهر الحج والآخر فی اشهر الحج، حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص ۲/۴۵، باب التمتع، مطبوعه امدادیه ملتان، زیلعی ص ۲/۴۵، باب التمتع، مطبوعه امدادیه ملتان.

سے پہلے کیا ہو وہ مدینہ طیبہ کی زیارت سے فارغ ہو کر جب حج کیلئے آئے اور احرام باندھ کر عمرہ کرے تو اس میں کوئی اشکال ہی نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

متمتع کا مدینہ طیبہ جانا پھر عمرہ کرنا

سوال:۔ (۱) ایک شخص آفاقی اشہر حج میں مکہ مکرمہ گیا اور عمرہ ادا کیا، عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ چلا گیا، مدینہ منورہ سے واپسی پر دوسرا عمرہ کیا، پھر حج کا احرام باندھا، کیا اس کا تمتع صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) اس پر دم تمتع ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس پر کوئی دم جبر ہے یا نہیں؟

(۴) تمتع پہلے عمرہ یا دوسرے عمرہ سے ادا ہوا؟

(۵) آفاقی کے لئے ایک عمرہ سے زائد کرنا اشہر حج میں صحیح ہے یا نہیں؟

(۶) مدینہ منورہ سے واپسی پر اگر فقط حج کا احرام باندھا تو اس کا تمتع ادا ہوگا یا نہیں؟

(۷) کیا اس پر دم جبر ہے یا نہیں؟

(۸) آفاقی حاجی کا اشہر حج میں میقات سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

---

[۱] کوفی ای آفاقی حل من عمرته فيهااى الاشهر وسكن بمكة ای داخل المواقيت او بصرة ای غير بلده وحج من عامه متمتع لبقاء سفره،درمختار قوله لبقاء سفره اما اذا أقام بمكة اوداخل المواقيت فلانه ترفق بنسكين فی سفر واحد فی اشهر الحج وهو علامة التمتع واما اذاأقام خارجها فقد ذكر الطحاوی ان هذا قول الامام وعند هما لايكون متمتعاً الخ شامی، ج۲/ص ۶۱۲/ مکتبہ رشیدیہ دیوبند، مطبوعہ کراچی ج۲/ص ۵۴۲/قبیل باب الجنايات. البحر الرائق ص ۲/۳۶۹، باب التمتع، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، زیلعی ص ۲/۵۰، باب التمتع، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

(۹) ان صورتوں میں بہتر کونسی صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اشہر حج میں اگر کوئی شخص عمرہ کرکے مدینہ طیبہ چلا گیا، پھر وہاں سے واپسی کے بعد صرف حج کا احرام باندھ کر آیا تو تمتع صحیح ہوگا، یہ امام صاحب کے نزدیک ہے، بخلاف صاحبین رحمہما اللہ کے، ان کے نزدیک پہلا تمتع باطل ہوگیا، ہاں اگر پھر مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے، اور پھر حج کرے تو ان کے نزدیک تمتع ہو جائیگا، مگر امام صاحب کے نزدیک ایسا نہ کرے، معلم الحجاج[۱] ص ۲۱۸/ میں مولانا شیر محمد کے حاشیہ نمبر ۱/ سے یہ عبارت لی گئی ہے، اس عبارت سے آپ کے تمام سوالات کے جوابات صراحۃً یا اشارۃً نکل آئے، اب نمبروار جوابات لیجئے:۔

(۱) صاحبین کے نزدیک اس کا تمتع صحیح ہے[۲]!

(۲) ان کے نزدیک دم تمتع واجب ہے۔[۳]

(۳) میقات سے باہر چلے جانے کی وجہ سے اس کا پہلا تمتع باطل ہوگیا، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر دم جبر واجب ہو[۴]

---

[۱] ''معلم الحجاج'' ص ۲۱۸، مطبوعہ اشاعۃ العلوم سہارنپور، شرائط تمتع۔

[۲] ولو خرج الى البصرة وسكن بها اتخذها داراً ولاتوطن بها اولا ثم قضاها فهو على الخلاف (الىٰ قوله) متمتع عند هما (غنية الناسک، مطبع خيريه ميرٹھ، ص ۱۲۲/ باب التمتع فصل فى تعريفات الالمام)

[۳] کیونکہ صاحبینؒ کے نزدیک اس کا تمتع صحیح ہوگیا اور متمتع پر دم تمتع واجب ہوتا ہے، وعليه دم التمتع (هدايه، ج ۱/ ص ۲۶۱/ كتاب الحج ،باب التمتع)

[۴] لان الاصل عنده أن الخروج فى اشهر الحج الى غير أهله كالاقامة بمكة وأما عندهما فكالرجوع الى أهله فاذا خرج بطل تمتعه (غنية الناسک فى بغية المناسک ص ۱۱۵/ مطبع خيريه ميرٹھ، باب التمتع)

(۴) دوسرے عمرہ سے تمتع منعقد ہوا[1]

(۵) اس میں اختلاف ہے، معلم الحجاج، ۲۲۱/ پر یہ مسئلہ مذکور ہے اور حاشیہ نمبر ا/ پر اختلاف نقل کیا ہے[2]

(۶) امام صاحب کے نزدیک اس کا تمتع ادا ہو جائے گا[3]

(۷) اس پر دم جبر واجب نہیں[4]

(۸) نامناسب ہے[5]

(۹) بہتر صورت امام صاحب کے نزدیک یہی ہے کہ مدینہ طیبہ سے فقط حج کا احرام

---

[1] ولو خرج الی البصرة وسکن بها ثم قضاها فهو علی الخلاف(الیٰ قوله) ومتمتع عندهما لانتهاء سفره الاول بخروجه من المیقات کانه لحق باهله فهو حین عاد آفاقی فعلها فی اشهر الحج (غنیة الناسک، مطبع خیریه میرٹھ، ص ۱۲۲/ باب التمتع فصل فی تعریفات الالمام)

[2] قال فی اللباب ولایعتمر قبل الحج وقال القاری فی الشرح وهذا بناءً علی أن المکی ممنوع من العمرة المفردة ایضاً قد سبق أنه غیرصحیح بل أنه ممنوع من التمتع، القران وهذا المتمتع آفاقی غیرممنوع من العمرة فجاز لهٗ تکرارها لانها عبادة مستقلة کالطواف (حاشیه معلم الحجاج ص ۲۲۱، مطبوعه اشاعة العلوم سهارنپور، مسائل تمتع)

[3] فلو تحلل من عمرته فی اشهر الحج ورجع الی أهله ثم حج من عامه لم یکن متمتعا بالاتفاق ولوعاد الی غیر أهله الی موضع لأهله التمتع والقران اتخذها داراً أو لاتوطن بها أو لاثم حج من عامه یکون متمتعا عنده لاعندهما .(غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص ۱۱۴/ باب التمتع) مطبوعه الخیریة میرٹھ.

[4] وہ متمتع آفاقی ہے اور اس پر دم تمتع ہے جو دمِ شکر ہے اگر متمتع مکی ہوتو اس پر دمِ جبر ہے "وان مضی علیهما اجزأه وعلیه دم لجمعه بینهما......وهذا فی حق المکی دم جبر وفی حق الأفاقی دم شکر (هدایه، ج ۱/ص ۲۹۱/ باب اضافة الاحرام، مطبوعه تهانوی ، فتح القدیر ج۳/ ص ۱۱۶/ دارالفکر بیروت.

[5] مستفاد:. اقام بمکة حلالاً یطوف بالبیت مابداله (غنیة الناسک ،ص ۱۱۵/ فصل فی کیفیة اداء التمتع المسنون) مطبوعه الخیریة میرٹھ.

باندھ کر آئے[1]،عبادات میں بروقت اختلاف امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہوتا ہے[2]۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۱۴۰۶ھ

عمرہ کے بعد کیا بال منڈانا لازم ہے اور بار بار اشہر حج میں عمرہ

سوال:۔(۱) زید جدہ میں ملازم ہے تقریباً ہر ہفتہ عمرہ کرتا ہے، عمرہ کے بعد باریک مشین سے بال کٹوا دیتا ہے، استرہ سے نہیں مونڈتا ہے، کیونکہ اس نے معلم الحجاج میں پڑھا ہے، کہ بال کتروانے کی اجازت ہے، اگرچہ مونڈنا افضل ہے، ہر ہفتہ عمرہ کے بعد بال رگڑ کر مشین سے کٹوا دیتا ہے، اسی طرح بہت سے عمرے کر چکا ہے، اس دفعہ عمرہ کے بعد کسی شخص نے بتایا کہ اس طرح جائز نہیں، بال منڈوانا لازم ہے، برائے مہربانی مجھے مطلع فرمائیں کہ یہ شخص تو اب تک اسی طرح بیسیوں عمرے کر چکا ہے، اب وہ کیا کرے، اس کا کیا علاج کرے، جو کہ وہ کر چکا ہے؟

(۲) کیا حج کے مہینہ میں عمرہ جائز ہے، معلم الحجاج والے بزرگ کہتے ہیں کہ جائز ہے، لیکن کئی دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ ناجائز ہے، صحیح جواب کا انتظار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) اگر مشین ایسی ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا بال بھی کاٹ دیتی ہے، تو اب کسی تدارک

---

[1] فلو تحلل من عمرته فی اشهر الحج ورجع الی أهله ثم حج من عامه لم يکن متمتعا بالاتفاق ولوعاد الی غير أهله الی موضع لأهله التمتع والقران اتخذها داراً أو لاتوطن بها أو لاثم حج من عامه يکون متمتعا عنده لاعندهما.(غنية الناسک فی بغية المناسک ص ۱۱۴/ باب التمتع) مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

[2] الفتویٰ علی قوله (الامام)فی العبادات مطلقاً(رسم المفتی ،ص ۱۴۶/ الفتوی علی قول الامام فی العبادات، مطبوعه زکريا ديوبند)

کی ضرورت نہیں، سب عمرے درست ہو گئے، البتہ ایسی حالت میں احتیاط یہ ہے کہ استرہ پھیر دیا کریں[۱] عمرہ صرف ایام حج میں نہیں ہے، بقیہ تمام سال جائز ہے[۲] البتہ جو شخص تمتع کرے یعنی اشہر حج میں عمرہ کرکے حلال ہو جائے، پھر اسی سال حج کرے، تو بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ اشہر حج میں عمرہ کرنے کے بعد حج سے پہلے اگر عمرہ کریگا تو تمتع باطل ہو جائیگا، مگر دوسرے فقہاء نے فرمایا ہے کہ جب دوسرا عمرہ کیا تو اسکے ذریعہ سے تمتع ہو جائیگا، علیٰ ہذا القیاس جتنے عمرے کریگا، اخیر عمرہ کے ذریعہ تمتع ہو جائے گا۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۰ھ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تمتع سے منع کرنیکی وجہ

سوال:۔(۱) حج کے اقسام ثلثہ میں سے تمتع کے اندر آدمی افعال عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ میں ایام حج تک حلال ہو کر اپنے علاقائی لباس، وضع قطع، ہیئت، نیز خاندانی اور قومی خصوصیات و امتیازات کے ساتھ رہتا ہے، چونکہ اس صورت میں حجاج کرام میں

---

[۱] ویجب اجراء الموسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکن والاسقط ولوازاله بنحو نورة جاز، درمختار مع ردالمحتار ج۲/ص۵۱۶/ قبیل مطلب فی طواف الزیارة، بحر کوئٹه ص۲/۳۴۶، باب الاحرام، النهر الفائق ص۲/۸۸، باب الاحرام، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] وجازت فی کل سنة وکرهت تحریماً یوم عرفة واربعة بعدها درمختار، ج۲/ ص۱۶۴/ مطلب احکام العمرة. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۰۸، فصل فی العمرة، مطبوعه مصری، تاتارخانیه ص۲/۵۲۵، الفصل الثامن فی بیان وقت الحج والعمرة، مطبوعه کراچی.

[۳] ویعتمر قبل الحج ماشاء ومافی اللباب ولایعتمر قبل الحج فغیر صحیح وهو خلاف مذهب اصحابنا جمیعاً (غنیة الناسک، ص۱۱۵/ باب التمتع، فصل فی کیفیة اداء التمتع المسنون) مطبوعه الخیریة میرٹھ.

باہمی علاقائیت کے جذبات ابھرنے، تخریب، گروہ بندی نیز قومی خاندانی، ملکی عصبیت کے جذبات پیدا ہونے کا قوی امکان بلکہ یقین ہے، جو مقصد حج یعنی اتحاد بین المسلمین، باہمی یگانگت مساوات وغیرہ کے منافی ہے، اس لئے دورِ خلافت راشدہ میں حضراتِ شیخین نے اپنے اپنے خلافت کے زمانہ میں تمتع پر بالکلیہ پابندی لگا رکھی تھی، اور قطعاً کسی کو تمتع کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی، لیکن پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں تیسیراً علی الناس تمتع کی اجازت دیدی، اور لوگوں نے تمتع کیا، چنانچہ مذکورہ بالا مفاسد (علاقائیت کے جذبات، تخریب، گروہ بندی وغیرہ وغیرہ) امکان سے فعل میں آ گئے، لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف میٹنگیں کی اور ان کے خلاف محاذ قائم کیا، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر منتج ہوا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اپنے دور خلافت میں خود یا صحابہ، یا تابعین میں سے کسی نے ان کے علم اور اجازت سے کبھی تمتع نہیں کیا؟ مذکورہ بالا خیال و تاریخ، اقوال و آثار اور عمل صحابہ ان کی روشنی میں صحیح ہے؟ اگر صحیح ہو تو اس کی تائید کی روایات اقوال و آثارِ صحابہ میں سے کچھ بطور مثال تحریر فرما کر ممنوع فرمائیں؟

(۲) اگر یہ خیال صحیح نہ ہو بلکہ حضراتِ شیخینؓ کے دور میں تمتع معمول بہ ہوا اور اس پر عام پابندی و نکیر نہ ہو، تو اقوال و آثارِ صحابہؓ میں سے کچھ اس کی تائید میں حوالہ کے ساتھ نقل فرما کر صحیح رہنمائی فرمائیں؟

(۳) حضراتِ شیخینؓ کے دور میں قران یا افراد کی شکل میں حج ہوتا تھا، اور طوافِ زیارت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جبراً و کرہاً (حتی کہ دُرّے سے پٹائی کر کے) آفاقی حجاج کرام کو اپنے اپنے وطن واپس کر دیتے تھے، اور مکہ معظّمہ میں قیام نہیں کرنے دیتے تھے کیونکہ اب وہ احرام سے حلال ہو کر اپنے اصلی وضع قطع اور لباس وغیرہ میں آ گئے ہیں، اسی لئے کہ کہیں مذکورہ بالا مفاسد پیدا نہ ہو جائیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج وعمرہ ایک ساتھ کرنے کو منع فرمایا ہے، اس کی تین وجوہ حافظ ابوبکر جصاصؒ نے احکام القران میں لکھی ہیں، ایک وجہ یہ ہے کہ حج کی طرح عمرہ بھی مستقل عبادت ہے، اس کے لئے بھی مستقل سفر کیا جائے، جیسے کہ حج کے لئے کیا جاتا ہے، اس کو حج کے ضمن میں ادا کرنے سے اس کی استقلالی شان نہیں رہے گی، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح اوقات حج میں زائرین وطائفین سے بیت اللہ معمور رہتا ہے، اسی طرح غیر اوقات حج میں بھی معتمرین سے معمور رہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ حجاج ومعتمرین سب ہی ایک وقت میں جمع ہوں تو ازدحام زیادہ ہو کر سب کو ضیق ہوتی ہے، اس سے حفاظت رہے اور مناسک بہ آسانی ادا ہوں، لہٰذا جو کچھ اختلاف ہے، وہ حظر واباحت کا اختلاف نہیں بلکہ افضلیت کا اختلاف ہے۔

”وقدروی عن اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی ہذہ المتعۃ روایات ظاہرہا یقتضی الاختلاف فی اباحتہا واذا حصلت کان الاختلاف فی الافضل لافی الحظر والاباحۃ کذافی احکام القرانؒ[1] ج ۱/ ص ۲۸۴/ وذٰلک لمعان احدہا الفضیلۃ لیکون الحج فی اشہرہ المعلومۃ لہٗ ویکون العمرۃ فی غیرہا من الشہور ،والثانی انہٗ احب عمارۃ البیت وان یکثر زوارہ فی غیرہا من الشہور. والثالث انہ رای ادخال الرفق علیٰ اہل الحرم بدخول الناس الیہم فقد جاء ت بہٰذہ الوجوہ اخبار مفسرۃ عنہ اھ احکام القرانؒ[2] ج ۱/ص ۲۸۵/ پھر وہ اخبار بھی سند کے ساتھ نقل کی ہیں، جن سے ان وجوہ پر استدلال مقصود ہے، اس کے بعد اپنی سند

---

[1] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۴/ ۱، باب التمتع بالعمرۃ الی الحج، سورۂ بقرہ، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.

[2] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۵/ ۱، باب التمتع بالعمرۃ الی الحج، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.

حضرت ابن عباسؓ تک پہنچا کر لکھا ہے:۔

''عن ابن عباسؓ قال سمعت عمرؓ یقول لواعتمرت ثم اعتمرت ثم اعتمرت ثم حججت لتمتعت ففی هذا الخبر اختیاره للمتعة فثبت بذٰلک انه لم یکن ماکان منه فی امر المتعة علیٰ وجه النهی وانما کان علیٰ وجه اختیار المصلحة لاهل البلدتارة ولعمارة البیت اخریٰ احکام القرآنؒ[1]، ج ۱/ص ۲۸۵/''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق سنئے ''عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنه لان اعتمر فی شوال اوفی ذی القعدة اوفی ذی الحجة فی شهر یجب علی فیه الهدی احب الی من ان اعتمرفی شهر لایجب علی فیه اھ(احکام القرآنؒ[2]، ج ۱/ص ۲۸۵)

بخاری شریف کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ حصار ابن زبیر رضی اللہ عنہ میں عمرہ کے لئے جانا، اور جب فتنہ کی وجہ سے بعض اولاد نے جانے کا مشورہ دیا تو یہ فرمانا منقول ہے۔

''عن نافع ان بعض بنی عبداللّٰہ قال لهٗ لواقمت العام فانی اخاف ان لاتصل الی البیت قال خرجنا مع النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم فحال کفار قریش دون البیت فنحر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم هدایاه وحلق وقصر اصحابه اشهدکم انی اوجبت عمرة فان خلی بینی وبین البیت طفت وان حیل بینی وبین البیت صنعت کما صنع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فسار ساعة ثم قال ماری شانهما الا واحدة اشهد کم انی قداوجبت حجة

---

[1] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۵/ ۱، باب التمتع بالعمرة الی الحج، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

[2] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۲۸۵/ ۱، باب التمتع بالعمرة الی الحج، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

مع عمرتی[1] اھ بخاری شریف ص ۲۰۱ /“ امید ہے کہ اس تفصیل کے بعد اشکال باقی نہیں رہے گا۔

تنبیہ:۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمتع سے منع فرمایا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اجازت دی ہے۔ کما فی احکام القرآن[2] ج ۱/ص ۲۸۵/۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۱/۸۵ھ

قارن کیلئے وطن کے اعتبار سے حرم میں قربانی

سوال:۔ قارن قران کے شکر میں قربانی دینے کے بعد وہ اور بھی قربانی جو اپنے وطن میں کرتا تھا وہاں کرے یا اپنی اولاد کو وطن میں قربانی کرنے کو کہہ جائے کون افضل ہے؟

---

[1] بخاری شریف ص ۲/۲۰۱، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

ترجمہ:۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ کے کسی بیٹے نے عرض کیا کہ اگر آپ اس سال ٹھہر جائیں تو اچھا ہے، اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچیں گے، توانہوں نے ارشاد فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، پس کفار قریش بیت اللہ سے پہلے حائل ہوگئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانور قربان کر دئے، اور حلق کیا اور آپؐ کے صحابہؓ نے قصر کیا، میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہو کہ میں نے عمرہ کو واجب کرلیا، پس اگر میرے درمیان اور بیت اللہ کے دریمان کوئی رُکاوٹ نہ ڈالی گئی تو میں طواف کروں گا، اور اگر میرے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان رُکاوٹ ڈالی گئی تو میں ایسے کرونگا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، پس تھوڑی دیر چلے اور پھر فرمایا میں دونوں (حج وعمرہ) کا معاملہ میں ایک ہی جیسا سمجھتا ہوں میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج واجب کرلیا۔

[2] عن قتادة قال سمعت جرى بن كليب يقول رأيت عثمان ينهىٰ عن المتعة وعلى يأمر بها فاتيت علياً ان بينكما لشرا انت تامربها وعثمان ينهىٰ عنها فقال مابيننا الا خير ولكن خيرنا اتبعنا لهٰذا الدين (احكام القران للجصاص الرازى ج ۱/ص ۲۸۵/ باب التمتع بالعمرة الى الحج) مطبوعه دارالكتاب العربى بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اسکی طرف سے اسکی اولاد قربانی کردیگی، اسکے کہنے کے مطابق، تو اسکی قربانی درست ہو جائے گی[1]، لیکن حرم محترم میں قربانی کا اجر بہت زیادہ ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مفرد اور قارن کے لئے سعی

سوال:۔(۱) مفرد وقارن کو طواف قدوم میں سعی کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۲) طواف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا خلفاء راشدین سے کون دعائیں منقول ہیں، طواف کرنے والا اپنی زبان میں جو دعا چاہے پڑھے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) طواف قدوم میں سعی کرنے کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا، کیونکہ طواف کیا جاتا ہے، مسجد حرام میں اور سعی کی جاتی ہے، خارج مسجد صفا ومروہ کے درمیان!

(۲) بہت سی دعائیں ایسے موقعہ پر پڑھنے کے لئے علماء نے لکھی ہے مستقل رسائل بھی تصنیف کئے ہیں، ایک دعا جو حدیث شریف[3] میں آئی ہے یہ ہے "**اللّٰهم انی اسألک العفو**

---

[1] وكذالك لو لم يوص وامر رجلاً ان يضحى عنه ولم يسم شيئاً فهو جائز، فتاوى عالمگیری ص ۵/۳۰۲، كتاب الاضحية، الباب التاسع فى المتفرقات، مطبوعه کوئٹه.

[2] وجاءت احاديث تدل على تفضيل ثواب الصوم وغيره من القربات بمكة الا انها فى الثبوت ليست كاحاديث الصلوٰة فيها (الىٰ قوله) وذكر البيرى فى شرح الاشباه فى احكام المسجد ان المشهور عنداصحابنا ان التضعيف يعم جميع مكة بل جميع حرم مكة الذى يحرم صيده شامى، ج۲/ص ۲۰۳/ مطلب فى مضاعفة الصلوٰة بمكة. كتاب الصلوٰة.

[3] مشكوٰة شريف، ص۲۲۸/باب قصة حجة الوداع والطواف، الفصل الثالث،

ترجمہ:۔اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں دنیا اور آخرت کی عافیت اور معافی کا اے پروردگار تو ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کی عذاب سے بچا۔

والعافیة فی الدنیا والاٰخرة ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار'' یہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پڑھی جاتی ہے، دعا اپنی زبان میں بھی درست ہے، لیکن جس شخص کو عربی کی دعا یاد نہ ہو اس کے لئے ''سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا الٰه الا اللّٰه واللّٰه اکبر ولاحول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم '' پڑھنا بہتر ہے اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، هکذا فی شرح سفر السعادة[1]، ص ۱۳۴۱ ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

استفتاء متعلق سوال بالا

سوال:۔ جناب مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی عم فیضہ، سلام مسنون

میرے استفتاء کا جواب ملا مگر تشفی نہیں ہوئی، میں نے عرض کیا تھا کہ مفرد اور قارن طواف کے بعد سعی کرے یا نہیں، آپ نے لکھا ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آیا، حالانکہ موٹی بات ہے، عرض یہ ہے کہ جس طرح تمتع والا طواف کر کے صفا مروہ جا کر سعی کرتا ہے، ان دونوں کو بھی سعی کرنا چاہئے یا نہیں، یا کب سعی کرے، اب یہ عرض بھی ہے کہ مفرد اور قارن طواف قدوم میں عمرہ کی نیت کرے یا طواف قدوم کی اور مفرد و قارن سعی کب کرے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپ دوبارہ اپنے خط کو دیکھئے اس میں لکھا ہے مفرد اور قارن طواف میں سعی کریگا، یا نہیں؟ موٹی سی بات ہے کہ طواف مسجد حرام میں ہوتا ہے، اور سعی بین الصفا والمروة ہوتی ہے، پھر طواف میں سعی کرنے کا مطلب کیسے سمجھ میں آئے، اب آپ نے مطلب کی وضاحت

[1] شرح سفر السعادة ص ۱۳۴۱، فصل در حج پیغمبر صلی اللّٰه علیه وسلم، مطبع منشی نول کشور لکھنئو،

کی ہے، جواب یہ ہیکہ ان دونوں کو بھی طواف کرنے کے بعد صفامروہ جاکر سعی کرنا چاہئے، قارن اول عمرہ کے لئے طواف کرتا ہے، پھر عمرہ ہی کے لئے سعی کرتا ہے، اس کے بعد حج کے لئے طواف قدوم کرتا ہے، پھر سعی بھی اسی کے لئے کرتا ہے، درمیان میں حلال نہیں ہوتا ، پھر بقیہ ارکان حج ادا کرتا ہے، اور یوم النحر میں ذبح کے بعد ممنوعات احرام حلال ہوجاتے ہیں۔ **کذافی مجمع الانہر**[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مظاہر علوم سہارنپور ۲۲؍محرم ۷۰ھ

not found.

---

[1] فاذا دخل (ای القارن) مكة ابتدأ بالعمرة فطاف للعمرة وسعٰى ثم طاف للحج طواف القدوم وسعىٰ (قولهٗ)وسعى لأن تحلل القارن من العمرة انما هويوم النحر (مجمع الانهر ج ۱ /ص ۴۲۵/ (باب القران والتمتع ،مكتبه دارالكتب العلمية بيروت) درمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۴۴۶، كتاب الحج، باب القارن، البحر الرائق ص ۲/۳۵۹، باب القران.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ہفتم : حج بدل کا بیان

حج بدل کی تفصیلی کیفیت

سوال:۔ (۱) زید کے والد پر حج فرض تھا، مگر انہوں نے ادا نہیں کیا، اور نہ انتقال کے وقت ورثاء کو حج بدل کی وصیت کی بعد انتقال کے عرصۂ دراز کے بعد زید کو احساس ہوا اور تبرعاً عمر کو والد کی طرف سے مامور کر کے رمضان سے قبل جانے کی اجازت بھی دیدی، اب عمر کا ارادہ یہ ہے کہ رمضان سے پہلے مکہ معظّمہ پہنچ جائے، اور وہاں سے مدینہ منورہ جا کر رمضان شریف کا نصف اول یا دو عشرے مدینہ میں قیام کر کے اخیر عشرہ میں مکہ معظّمہ واپس آ کر حج تک وہیں قیام کرے، اور ۷/۸/ ذی الحجہ کو مامور عنہ (زید کے والد) کی جانب سے حج (افراد) کا احرام باندھ کر حج کرے، اس بارے میں درج ذیل امور قابل دریافت ہیں، اس صورت میں حج بدل کا احرام مامور عنہ (زید کے والد) کے میقات یلملم سے نہیں بلکہ اہل مکہ کے میقات مسجد حرام سے باندھا گیا ہے، تو یہ حج بدل صحیح ہوگا، یا نہیں؟ اور مامور عنہ کا فریضہ ادا ہوگا یا نہیں؟ حج بدل میں مامور عنہ کے میقات سے ہی احرام باندھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) صورت مسئولہ میں قبل رمضان مکہ معظّمہ حاضری کے لئے (مامور) عمر کو میقات (یلملم) سے عمرہ کا احرام مامور عنہ کی جانب ہی سے باندھنا ضروری ہے؟ یا خود اپنی طرف سے بھی باندھ سکتا ہے، براہِ کرم تفصیلی جواب سے نوازیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج بدل کے لئے فقہاء نے بیس شرطیں لکھیں ہیں، ایک شرط یہ بھی ہے کہ مامور میقات

آمر سے حج بدل کا احرام باندھے، ایک شرط یہ بھی ہے کہ مامور تمتع نہ کرے، مگر یہ شرطیں اسی وقت ہیں جبکہ میت نے وصیت کی ہو اور اگر وصیت نہ کی ہو تو اس میں بہت توسع ہے، زید کو چاہیئے کہ مامور (عمر) کو اجازت دیدے کہ رمضان المبارک سے پہلے چلا جائے یلملم سے عمرہ کا اپنی طرف سے احرام باندھے پھر مدینہ منورہ چلا جائے، رمضان ہی میں وہاں سے مکہ مکرمہ آتے وقت زید کے والد کی طرف سے عمرہ کرے پھر وقت حج تک وہیں مقیم رہے، پھر ۸/ذی الحجہ کو حج کا احرام حرم شریف سے باندھ کر مناسک والدِ زید کی طرف سے ادا کرے یہ صورت افراد کی ہوئی، تمتع کرنا چاہے تو اس کی بھی اجازت دیدے، "ولا جزاء النيابة فى حجة الاسلام عشرون شرطا، غنية الناسک[1] ص ۱۷۲/ الرابع عشر ان يحرم من ميقات الأمر، ص ۱۷۸-۱۷۹/ الخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الأمر فهو مخالف ضامن اجماعاً، ص ۱۷۹/ من مات بعد وجوب الحج ولم يؤص به لم يلزم الوارث ان يحج عنه من تركته، ص ۱۷۳/ وهذه الشرائط كلها فى الحج الفرض واما فى الحج النفل فلايشترط شئى منها غالباً الا الاسلام والعقل والتميز والنية، غنية الناسک، ص ۱۸۱/"

پس صورت مسئولہ میں وصیت نہ ہونے کی وجہ سے حج نفل ہوگا، اور ثواب پہنچا دیا جائے، شرائط حج بدل کی پابندی لازم نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۹۴ھ

حج بدل کے سلسلہ میں معلومات

سوال:۔ (۱) حج بدل کس کو کہتے ہیں؟

---

[1] غنية الناسک ص ۱۷۲/تا ۱۸۲، مطبوعه خيريه ميرٹھ، باب الحج عن الغير، شامی زكريا ص ۱۷-۱۸/۴، باب الحج عن الغير.

(۲) حج بدل حج کی کونسی قسم ہے، یعنی قران یا افراد؟

(۳) ایک شخص بسلسلہ روزگار سعودیہ میں کافی عرصہ سے مقیم ہے، کیاوہ اپنے کسی مرحوم بزرگ کے لئے حج بدل کرسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

(۱) حج دوسرے کی طرف سے کیا جائے وہ حج بدل ہے!

(۲) جس پر حج فرض تھا، اگر اس نے وصیت کی ہے تو حج بدل افراد کرنا چاہئے، [۱] اگر نہیں کی از خود ثواب پہنچانا مقصود ہے تو قران افضل ہے [۲]

(۳) حج کر کے ثواب پہنچا سکتا ہے [۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

حج بدل کے شرائط

سوال:۔ اہلیہ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے، بے حد تکلیف ہے، بیحد چلنے پھرنے کی تکلیف ہے، معلم کہتے ہیں کہ ان کا حج مکہ معظّمہ کے کسی آدمی سے کرا سکتے ہو، کیا یہ صحیح ہے، اور اس

[۱] الرابع عشر عدم المخالفة فلو امره بالافراد فقرن اوتمتع ولو للميت لم يقع منه ويضمن النفقة. شامی ج۲/ص ۲۶۰/ مکتبه رشيديه ديوبند، باب الحج عن الغير. غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ، عالمگيری ص ۲۵۸/ ۱، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه.

[۲] وهوافضل ثم التمتع ثم الافراد ،کنزالدقائق ،ص ۱۰۷/ درمختار مع الشامی کراچی ص ۲/۵۲۹، باب القرآن، غنية الناسک ص۱۰۷، باب القرآن، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

[۳] الاصل فی هذالباب ان للانسان لهٗ ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة کان اوصوماً اوصدقة او غيرها کالحج وقرأة القرآن الخ عالمگيری ج ۱/ص ۱۳۱/ الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير. هدايه مع فتح القدير ص ۱۴۲/ ۳، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفکر بيروت. غنية الناسک ص ۱۷۲، باب الحج عن الغير. مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

کے شرائط کیا ہیں خبر دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس کے ذمہ حج فرض ہوا اور اسنے وصیت کی ہو اور اسکے تہائی ترکہ میں حج کی گنجائش ہو تو اس کے وطن سے حج کرایا جائے، اتنی گنجائش نہ ہو تو جہاں سے گنجائش ہو وہاں سے کرادیا جائے[۱] جس نے اپنا حج کرلیا ہو اس کے ذریعہ حج کرانا افضل ہے، جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس سے کرالیا جائے، تب بھی ادا ہو جائے گا[۲] حج کا پورا خرچ دیا جائے[۳]، مرد کی طرف سے عورت اور بالعکس حج کرے تب بھی ادا ہو جائیگا، حج کا معاوضہ نقدی یا کسی اور صورت میں دینا درست نہیں[۴] جو سفر سے معذور ہو اس کے ذمہ حج نہیں[۵]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۰/۹۴ھ

---

[۱] من عليه الحج اذامات قبل ادائه فان مات عن غير وصية يأثم (الىٰ قوله) ويحج عنه من ثلث مالهٗ سواء قيد الوصية بالثلث بان اوصى ان يحج عنه بثلث ماله او اطلق بان اوصى بأن يحج عنه هكذا فى البدائع فان لم يبين مكانا يحج عنه من وطنه عندعلمائنا وهذا اذاكان ثلث ماله يكفى للحج من وطنه فاما اذا كان لايكفى لذالک فانه يحج عنه من حيث يمكن الاحجاج عنه بثلث ماله كذافى المحيط. فتاویٰ عالمگیری ج ۱/ ص ۲۵۸/ الباب الخامس عشرفى الوصية بالحج، درمختار مع الشامى ج ۲/ ص ۶۰۵/ ایچ ایم سعید کراچی، باب الحج عن الغير.

[۲] فجاز حج الصرورة بمهملة من لم يحج والمرأة ولوامة والعبد وغيره كالمراهق وغيرهم اولىٰ لعدم الخلاف. درمختار مع الشامى، ایچ ایم، سعید، ج ۲/ص ۶۰۳/ باب الحج عن الغير، مطلب فى حج الصرورة. عالمگیری ص ۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه، فتح القدير ص ۱۵۱/۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۳] الخامس ان يحج بمال المحجوج عنه ان امره صريحاً والشرط كون اكثر النفقة من مال الميت الخ، غنية الناسک ص ۱۷۳، باب الحج عن الغير، فصل شرائط النيابة، مطبوعه خيريه ميرٹھ، درمختار على الشامى زكريا ص ۱۶/۴، باب الحج عن الغير، عالمگیری ص ۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر الحج عن الغير، مطبوعه كوئٹه. **(باقی حواشی اگلے صفحه پر)**

(باقی حواشی اگلے صفحه پر)

حج بدل میں نیت

سوال: ۔اپنے والدین کی طرف سے حج بدل کرنے میں عربی میں حج قران کی نیت ،طواف کی نیت اور قربانی کے وقت منیٰ کی جگہ پر ماں یا باپ کا نام لیا جائے، یا صرف یہ کہے کہ اپنے والد بزرگوار کی طرف سے یا اپنی والدہ محترمہ کی طرف سے نیت کر رہا ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

نیت تو اصالۃً دل سے ہوتی ہے،[۱] زبان سے عربی میں کہے یا اردو میں ہر طرح درست اور کافی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۴] لایجوز الاستئجار علی الحج فلودفع الیه الأجر فحج یجوز عن المیت وله من الاجر مقدار نفقة الطریق ویرد الفضل علی الورثة الخ شامی مع الدر مطلب فی الاستئجار فی الحج ، ج ۲/ص ۶۰۱ .باب الحج عن الغیر. شامی زکریا ص ۱۸/۴، غنیة الناسک ص ۱۷۳ ، باب الحج عن الغیر ، فصل فی شرائط النیابة الخ، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

[۵] الاول الصحة وهی سلامة البدن عن الآفات المانعة عن القیام بمالابد منه فی سفر الحج هذا عندهما اما ظاهر المذهب عندابی حنیفة رضی الله عنه فهی شرط الوجوب فلایجب الحج علی المقعد والزمن والمفلوج ومقطوع الرجلین والیدین اوالرجل الواحدة والاعمٰی والمریض والمعضوب وهوالشیخ الکبیر الذی لایثبت علی الراحلة بنفسه .غنیة الناسک ،ص ۹/.(مطبوعه خیریه میرٹھ)فصل واماشرائط وجوب الاداء. النهر الفائق ص ۲/۵۵، کتاب الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص ۲۱۸/۱ ، کتاب المناسک، الباب الاول فی تفسیر الحج الخ، مطبوعه کوئٹه.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] ولو نسی اسمه فنویٰ عن الآمر صح وتکفی نیة القلب، درمختار ج ۲/ص ۲۳۸/ باب الحج عن الغیر. غنیة الناسک ص ۱۷۴ ، باب الحج عن الغیر ، فصل فی شرائط النیابة، مطبوعه الخیریة میرٹھ، سکب الانهر ص ۴۵۶/۱ ، باب الحج عن الغیر ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

حج بدل میں کیا نام لینا ضروری ہے

سوال:۔حج بدل میں لبیک پڑھتے وقت جس کی جانب سے حج بدل کیا جاتا ہے، اس کا نام بھی لبیک میں ملانا ضروری ہے، اگر ضروری ہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ پوری تفصیل سے لکھیں، اور کس جگہ تلبیہ میں نام لیا جائے، اور پورا تلبیہ لکھ کر بھیجیں تا کہ حج بدل صحیح ہو جائے، عام طور پر لوگ جاتے ہیں اور اپنی ذاتی حج کی طرح نسبت وغیرہ کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

کوئی ضروری نہیں ہے، دل میں یہ نیت کافی ہے کہ فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہوں، اگر احرام کے وقت اس کی طرف سے احرام کی نیت نہیں کی اور اعمال حج شروع کر دیئے تو حج بدل صحیح نہیں[1] ہوگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حج بدل

سوال:۔جس شخص نے اپنا حج فرض پہلے ادا نہ کیا ہو وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] السادس؛ نية الحج عن المحجوج عنه عند الاحرام او تعيينه قبل الشروع في الاعمال فلو قال بلسانه احرمت عن فلان او لبيك بحجة عن فلان فهو افضل والا تكفى نية القلب ولو نسى اسمه فنوى عن الآمر صح، غنية الناسک ص ۱۷۴، باب الحج عن الغير، فصل فى شرائط النيابة، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، عالمگیری ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص۱۵/۴، باب الحج عن الغير.

الجواب حامداًومصلیاً:۔

مکروہ ہے[۱]، بحرالرائق، ج۳/ص۶۷/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج بدل

سوال:۔حاجی صاحبان کو چندہ کرکے یا کچھ لوگ اپنی خواہش سے اپنے صرفہ سے حج کے لئے روانہ کریں تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جوشخص خود حج کو نہ جاسکے وہ اپنی طرف سے یا کسی میت کی طرف سے حج بدل کو بھیجے تو یہ درست ہے، جسکی طرف سے حج کیا جائیگا اس کا حج ادا ہوجائے گا۔[۲]فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۱/۹۰ھ

---

[۱] ثم المصنف رحمه الله تعالىٰ لم يقيد الحاج عن الغير بشئى ليفيد انه يجوز احجاج الصرورة وهوالذى لم يحج اولا عن نفسه لكنه مكروه كما صرحوابه الخ البحر، ج۳/ص ۶۹/ باب الحج عن الغير. مطبوعه الماجديه كوئٹه، فتح القدير ص ۱۵۱/۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت، شامى مع الدرالمختار ص۶۰۳/۲، باب الحج عن الغير، مطلب فى حج الصرورة، مطبوعه كراچى.

[۲] فمن عجز عن اداء الحج فأحج اى امر بان يحج عنه غيره صح ...... ويقع عنه اى الآمر على الصحيح وهو ظاهر المذهب، مجمع الانهر ص ۴۵۶/۱، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

''وان احب الوارث ان يحج عنه حج وارجوان يجزئه ذالک ان شاء الله تعالىٰ كذا ذكره ابوحنيفةؒ عالمگيرى رحيميه ج ۱/ص ۲۳۲/كتاب الحج، الباب الخامس عشر فى الوصية بالحج، شامى زكريا ص ۱۶/۴، باب الحج عن الغير.

حج بدل

سوال:۔ زید کی تجارت اور کاروبار مدراس شہر میں تھا، اور اصلی مکان واہل وعیال مدراس سے ۵۷/میل کے فاصلہ پر ہیں، زید مدراس سے ہفتہ عشرہ میں ایک مرتبہ وطن آیا کرتا تھا، اس اثناء میں زید نے حج کا قصد کیا حج کی تیاری سے فارغ ہوکر مکان سے رخصت ہوتے ہوئے مدراس پہنچا اور حج کے ٹکٹ بھی خرید لئے، بمبئی کی ٹرین پر سوار ہونے کے قبل دفعۃً بیمار ہوکر ایک ہفتہ کے عرصہ میں اس بیماری میں انتقال ہو گیا، ایسی صورت میں زید سے فریضۂ حج ساقط ہوا یا نہیں، اگر نہیں تو اس کا بدل کرانا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اسی سال زید کے ذمہ حج فرض ہوا تھا، اور اس سے قبل زید میں اتنی وسعت نہ تھی کہ اس پر حج فرض ہوتا اور وقت حج آنے سے پیشتر زید انتقال کر گیا، تو زید کے ذمہ اس حج کا نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں، کیونکہ ادائے حج کے لئے زید نے وقت نہیں پایا، اس سال سے قبل حج فرض نہیں ہوا وسعت نہ ہونے کی وجہ سے اس سال وسعت ہوئی، اور زید نے ارادہ بھی کرلیا، مگر قضائے الٰہی سے وقت اداء حج سے قبل انتقال ہو گیا، اگر اس سال سے قبل اس کے ذمہ حج فرض ہو چکا تھا، اور اس نے اداء نہیں کیا، امسال یہ واقعہ پیش آیا، تو زید کے ذمہ فرض باقی رہ گیا اور نہ کرنے سے گنہگار رہوا، اس کے ذمہ واجب تھا کہ مرنے سے پہلے اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرتا، پس اگر وصیت کی ہے تو حسب وصیت اس کی طرف سے حج کرانا فرض ہے، لیکن اس کے ترکہ میں سے ایک ثلث مال سے اس وصیت کا پورا کرنا فرض ہے، اگر ایک ثلث میں حج ہوسکتا ہے، تب تو خیر ورنہ اگر ورثہ بالغ ہوں اور وہ اجازت دیدیں تب بھی حج کرایا جائے، اگر ایک ثلث میں حج نہ ہوسکتا ہو، اور ورثہ نابالغ ہوں، یا ورثہ بالغ ہوں اور ایک ثلث سے زائد خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں (ایک ثلث تو بغیر ان کی

اجازت کے خرچ کرنا ضروری ہے) تو جس جگہ ثلث میں سے حج ادا ہو سکے حج کرانا کافی ہوگا، اگر وصیت نہیں تو ورثہ کے ذمہ حج کرانا ضروری اور فرض نہیں، تاہم اگر بالغ ورثہ اپنے روپیہ سے (خواہ وہ روپیہ زید کے ترکہ سے ہی ملا ہو) حج کرادیں تو زید کو ثواب پہنچ جائیگا، ''خرج المکلف الی الحج ومات فی الطریق وأوصیٰ بالحج عنه انما تجب الوصية به إذا أخرّه بعد وجوبه امالو حج من عامه فلا فان فسر المال أو المكان فلأمر عليه اى على مافسره وإلافيحج عنه من بلده ان وفى به ثلثه وان لم يف فمن حيث يبلغ استحساناً''[1] اھ درمختار، ج ۲/ص ۲۴۳/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ ۵/ذی الحجہ ۵۶ھ

مریض کا حج بدل کرانا

سوال:۔ زید مالدار ہے حج اس پر فرض ہے، لیکن آنت اُترنے کا عارضہ ہے اور بیماری ہے، آنکھ کی روشنی بھی کم ہے، زید چاہتا ہے کہ حج بدل کرالیا جائے، اب آپ فرمائیے کہ ایسی صورت میں زید کا حج بدل ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:۔

اگر مرض کی وجہ سے زید خود جا کر ارکان حج ادا نہیں کر سکتا، تو اس کیلئے درست ہے، کہ اپنی طرف سے کسی کو بھیج کر حج بدل کرالے، لیکن اگر زید پھر خود حج کرنے کے قابل ہو گیا

[1] درمختار نعمانیہ ج ۲/ص ۲۴۲/ شامی زکریا ص ۴/۲۳، باب الحج عن الغیر، عالمگیری ص ۲۵۸/ ۱، الباب الخامس عشر فی الوصية بالحج، مطبوعه كوئٹه، غنية الناسک ص ۱۷۳، باب الحج عن الغير، فصل فی شرائط النيابة، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

تو خود کرنا لازم ہوگا، یہ حج بدل کافی نہیں ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۸۹ھ

بیمار کا حج بدل کرانا

سوال:۔ایک شخص پر حج واجب تھا، اور وہ حج کیلئے تیار بھی تھا، لیکن حج کرنے سے قبل ایک شدید مرض میں مبتلا ہوگیا، کہ اطباء نے حکم دیا کہ چار چھ ماہ سے قبل اس کو شفاء ہونی مشکل ہے، تو کیا یہ شخص اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ابھی تو حج بدل کیلئے نہ بھیجے بلکہ علاج کرائے، اگر شفا ہو جائے، تو خود حج کرے[۲] ورنہ اخیر وقت میں جب خود جانے سے مایوس ہو جائے تو اس وقت حج بدل کی وصیت کردے[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] فاذا عجز عن ذٰلک فی مدة عمرہ رخص له الاستنابة رحمة وفضلا فحيث قدر عليه وقتا من عمره بعد مااستنابه فيه لعجز لحقه ظهر انتفاء شرط الرخصة، البحر ۳/ ص ۶۰/ باب الحج عن الغير، تاتارخانيه كراچی ص ۲/۵۴۵، كتاب الناسک، الفصل الخامس عشر فی الرجل يحج عن الغير، شامی كراچی ص ۲/۵۹۸، باب الحج عن الغير.

[۲] والمركبة منها كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز الى الموت لانه فرض العمر حتى تلزم الاعادة بزوال العذر ای العذر الذی يرجى زواله كالحبس والمرض الخ درمختار مع الشامی ص ۲/۲۳۸، باب الحج عن الغير. غنية الناسک ص ۲۷۱، باب الحج عن الغير، مطبوعه ميرٹھ، تاتارخانيه كراچی ص ۲/۵۴۵، باب الحج عن الغير،

[۳] وان كان عليه حق مستحقا للّٰه تعالیٰ كالزكوة او الصيام او الصلوة التی فرط فيهافهی واجبة، عالمگيری ص ۶/۹۰/ كتاب الوصاياالبا ب الاول، تقبل النيابة عند العجز وفی الرد المحتار فيعتبر فيه عجز مستوعب لبقية العمر ليقع به اليأس عن الاداء بالبدن، شامی كراچی ص ۲/۵۹۸، باب الحج عن الغير، مطلب فی الفرق بين العبادة الخ، غنية ص ۲۷۱، فصل فی شرائط النيابة، مطبوعه ميرٹھ،

نابینا عورت کا حج بدل کرانا

سوال: ۔ ایک نابینا تندرست عورت ہے، اس کے اوپر حج فرض ہے، تو وہ حج بدل کرا سکتی ہے یا خود ہی حج فرض ادا کرے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

اگر اس کو خود جانے کا شوق ہے، اور محرم اس کو ساتھ لے جانے والا موجود ہے، تو خود جا کر بھی حج کر سکتی ہے، نہ جانا چاہے تو حج بدل بھی کرا سکتی ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/ ۹۲ھ

بیوی کو حج بدل کرانا اپنا حج کرنے سے پہلے

سوال: ۔ میں اپنی مرحوم بیوی کے ساتھ ایک مرتبہ حج کر چکا ہوں، اب دوبارہ اپنی موجودہ بیوی کے ساتھ حج کا ارادہ ہے، لیکن بیوی کو حج بدل میں لیجانے کا ارادہ ہے، اور اس نے اب تک حج نہیں کیا ہے، میں نے اس کے نام گذارے کیلئے پانچ ہزار روپیہ کے شیئر لکھ دیئے ہیں، پانچ ہزار روپیہ کے شیئر کا جو دیوان (آمدنی) ملے گی وہ استعمال کریگی، اسکے علاوہ اسکو نکاح کے وقت میں نے ڈیڑھ ہزار روپیہ کے زیور بھی دیئے ہیں، اور قصبہ کے رواج کے مطابق جتنی قیمت کا زیور ہوتا ہے اتنی ہی قیمت کی مہر بھی لکھائی جاتی ہے، جو میں نے لکھ دی ہے، اب

---

[۱] لجواز النیابة فی الحج شرائط منها ان یکون المحجوج عنه عاجزاً بنفسه وله مال عالمگیری، ج ۱/ص ۱۳۱/ (مکتبه رحیمیه) کتاب المناسک، ولو تکلف هؤلاء الحج بأنفسهم سقط عنهم حتی لو صحوا بعد ذٰلک لایجب علیهم الاداء هکذا فی فتح القدیر، عالمگیری، ج ۱/ص ۱۱۲/ (مکتبه رحیمیه کتاب المناسک) فتح القدیر ص ۴۱۶/۲، کتاب الحج، مطبوعه دارالفکر بیروت، بحر کراچی ص ۳۱۲/۲، کتاب الحج.

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں بیوی پر حج فرض ہوتا ہے یانہیں؟ اور حج فرض ہونے کی صورت میں حج فرض ادا کرنے سے قبل حج بدل کیلئے اسکو لے جاسکتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپکی موجودہ بیوی کی ملک میں اگر اتنا مال ہیکہ حج کے سفر کیلئے واپسی تک کافی ہوسکے تو اس پر حج فرض ہے، اور جبکہ شوہر بھی سفر حج میں ہمراہی کیلئے موجود ہے، تو اسکو بہت جلد اپنا فرض حج ادا کرنا چاہئے[۱] حج بدل کیلئے اس وقت نہ جائے کہ پھر خدا جانے محرم یا شوہر کا ساتھ میسر آئے یانہ آئے، کہ جس نے اپنا حج فرض ادا نہ کیا ہو، اگر وہ حج بدل کرلے تو حج بدل ہوجائے گا، لیکن اعلیٰ بات یہ ہے کہ حج بدل ایسے شخص سے کرایا جائے، جس نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہو، جس کے ذمہ خود اپنا حج فرض ہو، اور اسکو موقع بھی ہو، اس سے حج بدل نہ کرایا جائے، کیونکہ وہ اپنا حج ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار رہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۸۹ھ

---

[۱] فرض عینا سنة تسع وقيل ست على كل من استكمل شرائط وجوبه وادائه فى العمر مرة غنية الناسك ص ۱/ مقدمه فى تعريف الحج الخ، مطبوعه كراچى، وهوفرض على الفور وهو الاصح فلا يباح لهٗ التاخير بعد الامكان الى العام الثانى كذافى خزانة المفتيين الخ، عالمگيرى ص ۲۱۶/۱/ كتاب المناسك. تاتارخانيه ص ۲/۴۲۹، اول كتاب الحج، مطبوعه كراچى.

[۲] قال فى الفتح ايضا والافضل ان يكون قد حج عن نفسه حجة الاسلام خروجاعن الخلاف ثم قال والافضل احجاج الحرالعالم بالمناسک الذى حج عن نفسه وذكر فى البدائع كراهة احجاج الصرورة لانه تارک فرض الحج ثم قال فى الفتح بعد ما اطال الاستدلال والذى يقتضيه النظر ان حج الصرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملک الزادوالراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم لانه تضيق عليه فى اول سنى الامكان فيأثم بتركه الخ درالمختار، مع الشامى كراچى ج۲/ص ۶۰۳/ وشامى زكريا ص ۴/۲۱، مطلب فى حج الصرورة، باب الحج عن الغير، البحرالرائق ص ۶۹-۷۰، باب الحج عن الغير، مطبوعه الماجديه كوئٹه، ومنحة الخالق على هامش البحر ص ۳/۶۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه الماجديه كوئٹه، فتح القدير ص ۳/۱۵۱، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت.

والد مرحوم کی طرف سے حج بدل

سوال:۔ زید کے والد مرحوم پر حج فرض تھا، مگر نادانی اور غفلت کی وجہ سے فریضۂ حج ادا نہیں کر سکے، یہاں تک کہ ان پر ایسا بھی وقت آ گیا کہ وہ بہت مقروض ہو گئے، اور مقروض ہو کر انتقال کر گئے، اور اپنے حج کی کوئی وصیت نہیں کی، وصال کے بعد زید نے والد مرحوم کا سب قرض ادا کر دیا، اب اسکے دل میں خیال گذرا کہ والد مرحوم کی جانب سے حج بدل کرا دے، اور اس فریضہ سے بھی ان کو سبکدوش کرا دے، مگر زید پر بھی حج فرض ہے، اور نقد روپیہ اتنا نہیں کہ خود بھی حج کیلئے جائے، اور والد کا حج بدل بھی کرا دے تو اب مقدم کس کو کرے، خود یا والد مرحوم کو، جس کو مؤخر کرے اگر اس کیلئے قرض لیکر ساتھ حج کرائے تو اسمیں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں، بہتر کیا ہے، نیز اسکے والد کا معیار زندگی بہت بلند تھا، اب زید چاہتا ہے کہ والد کے حج بدل کیلئے کسی ایسے شخص کو بھیجے جسکا معیار زندگی والد سے پست ہوتا کہ کم سے کم روپیہ میں حج ہو جائے، تو کیا ایسا کرنے سے اسکے والد کا حج بدل درست ہو جائیگا، اور وہ عند اللہ سبکدوش ہو سکیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

والد نے حج بدل کی نصیحت نہیں کی تو ان کی طرف سے حج بدل کرانا فرض نہیں[1]، اور خود زید کے ذمہ حج فرض ہے، لہٰذا اپنا حج فرض اول ادا کرے[2]، پھر اگر وسعت ہو تو والد کی طرف

---

[1] من مات بعد وجوب الحج ولم يوص به لم يلزم الوارث ان يحج عنه، غنية الناسک ص۱۷۳، باب الحج عن الغير، تنبيه:— من مات بعد وجوب الحج الخ، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، تاتارخانيه کراچی ص۲/۵۶۴، کتاب المناسک، قبيل الفصل السابع عشر، محيط برهانی ص۳/۴۸۷، کتاب المناسک، الفصل السادس عشر الوصية بالحج، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

[2] والحق انها تنزيهية للآمر ...... تحريمية على الصرورة المأمور ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملک الزاد والراحلة والصحة لانه يتضيق عليه والحالة هذه فی اول سنی الامكان فيأثم بتركه غنية الناسک ص۱۸۱، وكذا يجوز احجاج الصرورة الخ، الخيرية ميرٹھ، بدائع کراچی ص۲/۲۱۳، کتاب الحج، فصل واما الذی يرجع الی النبات، بحر کوئٹه ص۳/۶۹، قبيل باب الهدی،

سے بھی حج ادا کرادے، ان کو بھی ثواب پہنچ جائیگا، جس معیار کے آدمی سے جس قدر روپیہ بھی خرچ کر کے حج ادا کرادے گا، اسی قدر ثواب پہنچ جائے گا، اگر انہوں نے وصیت کی ہوتی، تو ادائے فرض کا حتمی حکم کیا جاتا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

میت کی طرف سے حج بدل بلا وصیت

سوال:۔ تکمیل القبور ترجمہ شرح الصدور میں منجملہ چند احادیث کے ایک حدیث کا یہ مضمون ہے بزّار اور طبرانی نے بسند حسن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا، انہوں نے حج اسلام یعنی حج فرض ادا نہیں کیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بتا کہ اگر تیرے باپ کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا کیا اس کی جانب سے تو ادا کرتا تو اس نے عرض کیا کہ ہاں ضرور کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی تو اس کے ذمہ قرض ہے، سو تو اس کو ادا کر، اور بھی کئی حدیثیں اس قسم کی ہیں، اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جو شخص اتنا سرمایہ چھوڑ کر مرے جس سے حج ادا ہوسکتا ہے، تو اس کے ورثاء کو لازم ہے کہ اس کے ترکہ سے پہلے اس کا قرض ادا کرے، چونکہ حج بھی جس پر فرض ہوگیا ہے، قرض ہی میں داخل ہے لہٰذا اس کو بھی ادا کیا جائے، اس کے بعد جو بچے اس کو ورثاء حسب حصہ تقسیم کرلیں، احقر کو اس میں یہ تشویش ہورہی ہے کہ چچا پٹواری کا ترکہ جو کئی ہزار روپیہ کی مالیت تھی، ہم لوگوں نے بلا اس کی طرف سے حج ادا کرائے سب ورثاء نے آپس میں تقسیم کرلیا، تو ان کی حق تلفی

---

[1] وان مات عن وصية لا يسقط الحج عنه واذا حج عنه يجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز، هنديه كوئٹه ص ۲۵۸/۱، الباب الخامس عشر فى الوصية بالحج، غنية الناسك ص ۱۸۲، فصل فى الوصية بالحج، مطبوعه خيريه ميرٹھ، بدائع كراچى ص ۲/۲۲۱، فصل واما بيان حكم فوات الحج.

کی گئی، اس کے سوا بہت سی جگہ ایسا معاملہ ہوا اور ہوتا رہتا ہے کہ قرضہ تو قرض خواہوں کی طلب پر ادا کر دیا جاتا ہے، لیکن حج مردہ کا کوئی نہیں کراتا، اس کا مواخذہ ورثہ سے ہوگا یا کیوں کر؟ جواب باصواب سے ممنوں فرمایا جاوے؟

الجواب حامداً ومصلیا:۔

میت کی طرف سے حج کرانا اس وقت واجب ہے، جب کہ اس نے وصیت کی ہو وہ بھی ثلث ترکہ سے بغیر وصیت واجب نہیں، اگر بغیر وصیت کوئی وارث اپنے حصے سے حج ادا کرادے، یا اپنی طرف سے اپنے مال سے ادا کرادے تو امید ہے کہ وہ میت مواخذہ سے بری ہوجائے [۱] حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ میت کو مواخذہ سے بچانے کے لئے حج ادا کردو، یہ مطلب نہیں کہ اگر حج نہیں کروگے، تو تم سے مواخذہ ہوگا، اور ترکہ تقسیم کرنا ناجائز ہوگا، اگر آپ کے چچانے وصیت نہیں کی تو آپ پر مواخذہ نہیں [۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۷/۶۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ // // //

صحیح عبد اللطیف ۱۵/۷/۶۴ھ

---

[۱] من عليه الحج اذامات قبل ادائه من غير وصية يأثم بلاخلاف وان احب الوارث ان يحج عنه حج وأرجو ان يجزئه ذٰلک ان شاء اللّٰه كذاذكر ابو حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ وان مات عن وصية لايسقط الحج عنه واذا حج عنه يجوز الىٰ قوله ويحج عنه من ثلث ماله.الخ عالمگيرى، ج ۱/ص ۲۵۸/ (مطبوعه كوئٹه) كتاب الحج الباب الخامس عشرفى الوصية بالحج. بدائع كراچى ص ۲/۲۲۱، فصل واما بيان حكم فوات الحج، غنية الناسک ص ۱۸۲، فصل فى الوصية بالحج، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

[۲] من مات بعد وجوب الحج ولم يوص به لم يلزم الوارث ان يحج عنه، غنية الناسک ص ۱۷۳، تنبيه:- من مات بعد وجوب الحج الخ، مطبوعه خيريه ميرٹھ.تاتارخانيه كراچى ص ۲/۵۶۴، كتاب المناسک والفصل السادس عشر، محيط برهانى ص ۳/۴۸۷، الفصل السادس عشر الوصية بالحج، مطبوعه مجلس علمى گجرات.

آفاقی کا حجِ فرض مکّی کے ذریعہ

سوال:۔رواج ہے کہ حج میں جا کر کسی شخص کو سو روپیہ دیکر حج بدل کراتے ہیں، اپنی زوجہ کی طرف سے جس پر بھی حج فرض تھا، لیکن زوج زوجہ کو اپنے ساتھ لیجانے میں راضی نہیں ہوا، اور کہا کہ میں تیری طرف سے بھی حج کراؤں گا، یعنی کچھ روپیہ دیکر کسی غیر کی طرف سے افعال حج ادا کرنے سے حج کا ثواب ملتا ہے؟ اور فرضیت حج ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس طرح فریضۂ حج ادا نہیں ہوگا، سو روپیہ اگر کسی مستحق کو دیئے ہیں تو صدقہ دینے کا ثواب مل جائے گا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج بدل کے بعد نابینا کا عذر زائل ہو گیا دوبارہ حج فرض نہیں

سوال:۔اگر کوئی نابینا شخص قائد نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرا دے، اور بعد کو قائد میسر آجائے، تو کیا صاحبین کے قول کے مطابق دوبارہ حج ادا کرنا فرض ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

نابینا نے اگر حج بدل کرا دیا، پھر اس کا عذر زائل ہو گیا، مثلاً بینائی آ گئی تب بھی اس کے ذمہ اپنا حج خود کرنا لازم نہیں، قائد ملنے کا مسئلہ بھی اسی سے واضح ہو گیا، "هذا ای اشترط

---

[1] ولاتجزی (النیابة) فی البدنیة کالصلوٰة والصوم بحالٍ وفی المرکبة منهما ان کانت واجبة کحج الفرض المنذور تجزئ فی حالة العجز دون القدرة.(غنیة الناسک،ص ۱۷۲) باب الحج عن الغیر(مطبوعه خیریه میرٹھ) النهر الفائق ص ۱۶۲/ ۲، باب الحج عن الغیر، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۴۴۵، الفصل الخامس عشر،

دوام العجز الی الموت اذاکان العجز کالحبس والمرض یرجیٰ زواله ای یمکن وان لم یکن کذالک کالعمیٰ والزمانة سقط الفرض بحج الغیر عنه فلا اعادة مطلقاً سواء استمر به ذٰلک العذرام لا اھ درمختار، ج ۲/ص ۳۲۸/ [1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۶/۲۴ھ

حج بدل کے بعد اگر استطاعت ہوجائے تو فریضہ ساقط نہیں ہوتا

سوال:۔ زید مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے وہ تین سال تک تعلیم پاتا رہا، ایک مرتبہ اس نے اپنا حج کیا، اوراس کے والدین پر حج واجب نہیں ہے، زید نے دوسرے سال میں والد کی طرف سے اور تیسرے سال میں والدہ کی طرف سے حج بدل کیا تو اس کا یہ حج بدل صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو پھر اس کے جواز کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کا حج تینوں دفعہ صحیح ہوگیا، پہلے حج سے اس کا فریضہ ادا ہوگیا، دوسرے تیسرے حج کا والدین کو ثواب پہنچ گیا، لیکن اگر والدین کے ذمہ حج فرض ہوجائے گا تو وہ ادا کرنا ہوگا، وہ اس کے حج سے ساقط نہیں ہوگا [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۱۹ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۲۳ھ

---

[1] درمختار علی الشامی کراچی، ج ۲/ص ۵۹۹/ باب الحج عن الغیر. مطلب فی الفرق بین العبادة والقربة والطاعة، النهر الفائق ص ۲/۱۶۳، باب الحج عن الغیر، طبع مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص ۳/۶۱، باب الحج عن الغیر. (حاشیه ۲/ اگلے صفحه پر)

کیا حج بدل کے لئے پہلے سے سفر ضروری ہے

سوال:۔اس حج بدل کے احرام کو حرم سے باندھنے میں مسافر اور مقیم کی تو قید نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حسب وصیت یہ حج فرض نہ ہوتو اس میں توسع ہے،مسافر مقیم کی بھی قید نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

حج بدل کیلئے ایسے شخص کو بھیجنا جسنے اپنا حج فرض نہ کیا ہو

سوال:۔(۱) کیا کوئی صاحب مقدور حاجی جو قبل اپنا فریضۂ حج نہیں ادا کر چکا ہے وہ اس طرح حج بدل میں کسی کی طرف سے جا سکتا ہے، کہ گھر سے وہ اپنے محض عمرہ کرنے کے لئے جانا چاہتا ہے، اور مکہ معظّمہ ہی پہنچ کر اپنا عمرہ ادا کر کے ایام حج میں مقام حل تنعیم مسجد عائشہؓ سے یا مقام جعرانہ سے حج بدل کا احرام باندھتا ہے، تو از روئے شرع گنجائش جواز نکل سکتی ہے؟ اور وہ محض دو مجبوریوں کی بنا پر، اولاً جو حج بدل میں حج بدل والا رقم دینا چاہتا ہے،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت. درالمختار على ردالمحتار ،ج۲/ص ۲۵۸/ مكتبه رشيديه. باب الحج عن الغير. مطلب فى الفرق بين العبادة والقربة والطاعة، النهر الفائق ص۱۲۲/۲، باب الحج عن الغير، طبع مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص ۳/۶۰، باب الحج عن الغير.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] وهذه الشرائط كلها فى الحج الفرض واما فى الحج النفل فلايشترط شئى منها غالباً الاالاسلام والعقل والتمييز والنية الخ غنية الناسک،ص ۱۸۱/(مطبوعه خيريه ميرٹھ) باب الحج عن الغير. بحر كوئٹه ص ۳/۶۲، باب الحج عن الغير، هنديه كوئٹه ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

وہ مکہ معظّمہ وغیرہ کی گرانی وغیرہ کو لے کر کافی دینا نہیں چاہتا؟

(۲) ثانیاً:۔ سب سے زیادہ پریشان اور دشوار طلب مسئلہ حج بدل میں یہ آرہا ہے کہ حج بدل میں محض افراد حج ہی کا احرام باندھنا ضروری ہے، اور نہ معلوم کتنا عرصہ افراد حج میں کرنا پڑتا ہے، جس درمیان میں احرام حج کے ارکان وشرائط غسل نہ کرنا، ناخن نہ ترشوانا، حجامت نہ بنوانا، کپڑا نہ بدلنا، جوئیں وغیرہ نہ مارنا وغیرہ کی پابندی غیر معمولی دشواریوں پر قابو پانا، ہر ایک کا کام نہیں ان وجوہ کی بنا پر صحیح مسئلہ کی نوعیت سے آگاہی وسرفرازی بخشی جائے؟

(۳) کوئی حاجی اپنے مکان ومقام سے محض روضۂ انور ﷺ کی زیارت وجائے اطہر مواجہ شریف پر صلوٰۃ وسلام کی ڈالیاں لگانے کے لئے گھر سے جارہا ہے، اور ساتھ ہی مدینہ طیبہ سے رخصتی پر مقام ذوالحلیفہ پر ہی کسی کے حج بدل کا احرام باندھتا ہے، اور حج بدل میں احرام افراد باندھ کر حرم محترم مکہ معظّمہ آتا ہے، اور حج بدل کے ارکان ادا کرتا ہے، تو شرعاً جائز اور گنجائش جواز نکلتی ہے یا نہیں، اور یہ سب محض نمبر دو استفتاء کی مجبوریوں اور دشواریوں پر قابو پانے کے لئے کہ طوالت احرام میں زمانہ حج تک ہر شخص کا شرائط احرام کا لحاظ رکھنا یقیناً دقت طلب ہے؟

الجواب حامداومصلیاً:۔

(۱) اعلیٰ بات تو یہی ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو، لیکن اگر ایسے کو بھیج دیا جائے جس نے حج فرض نہ کیا ہو اور وہ آمر کی طرف سے حج بدل کرے تب بھی حج بدل ہو جائے گا۔ کذا فی الدر المختار[۱]

---

[۱] فجاز حج الصرورة بمهملة من لم يحج والمرأة ولوامة والعبد وغيره كالمراهق وغيرهم اولى لعدم الخلاف. شامی مكتبه رشيد يه ج ۲/ص ۲۶۱/ باب الحج عن الغير. مطلب فی حج الصرورة، غنية الناسک ص ۱۸۱، فصل فيما ليس من شرائط النيابة الحج، مطبع الخرية ميرٹھ، مجمع الانهر ص ۱/۴۵۶، الحج عن الغير، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

(۲) یہ حج بدل اگر نفل ہوتو اس کی گنجائش ہے، اگر فرض ہوتو اسکی اجازت نہیں[۱]، مامور کو حج کیلئے میقات آمر سے احرام باندھنا چاہئے، آفاقی کیلئے تنعیم وجعرانہ میقات نہیں، نیز حج بدل میں تمتع کی اجازت نہیں۔کذا فی غنیۃ الناسک[۲]۔

(۳) محض ایصال ثواب کے لئے تو اس کی بھی گنجائش ہے، مگر حج فرض ادا کرنے کے لئے سفر کے سب اخراجات آمر کے ذمہ ہوتے ہیں[۳]، اورصورت مسئولہ میں یہ نہیں، نیز اس میں تمتع ہوگا، اس کی بھی اجازت نہیں مامور کو چاہئے کہ زمانہ حج کے قریب جائے، افراد کا احرام میقات سے باندھے[۴]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج بدل میں کونسا حج کرے

سوال:۔ایک شخص پر حج فرض ہونیکے باوجود حج ادا نہیں کیا، نیز مرتے وقت اپنی جانب

---

[۱] وهـذه الشـرائط كلها فى الحج الفرض واما فى الحج النفل فلا يشترط شئ منها غالبا، غنية الـنـاسک ص ۱۸۱، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ، بحر كوئٹه ص ۶۲/۳، باب الحج عن الغير، هنديه كوئٹه ص۲۵۷/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

[۲] الـرابـع عشـرأن يـحـرم من ميقات الآمر الىٰ قوله والخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولوعن الآمر فهو مخالف الخ غنية الناسک، ص۱۷۸-۱۷۹/ باب الـحج عن الغير، مطبوعه ميرٹھ. محيط برهانى ص ۳/۴۷۵، كتاب المناسک، الفصل الـخامس عشر فى الحج عن الغير، مجلس علمى گجرات، هنديه كوئٹه ص ۲۵۸/۱، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

[۳] الـخـامـس أن يحج بمال المحجوج عنه ان أمره صريحاً والشرط كون اكثر النفقة من مال الـمـيـت الـخ غـنية الـنـاسک، ص۱۷۳/ (مـطـبـوعـه ميـرٹھ) باب الحج عن الغير. بحر كوئٹه ص ۶۱، باب الحج عن الغير، بدائع كراچى ص۲/۲۱۳، واما الذى يرجع الى النبات.

[۴] الـخـامـس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الآمر فهو مخالف الخ، غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

سے حج بدل کرانے کی ورثاء کو وصیت بھی نہیں کی، اب میت کا لڑکا کسی شخص کے ذریعہ اپنے والد کا حج بدل کراتا ہے، اور حج کو جانے والا شخص اس میت کی جانب سے حج فرض ہی کی نیت سے احرام باندھتا ہے، بایں طور کہ فلاں ابن فلاں پر جو حج فرض تھا، اسی حج فرض کا میں احرام باندھ رہا ہوں، اور اسی نیت سے تلبیہ پڑھتا ہوں، تو میت کا حج فرض ادا ہوگا یا نہیں، اور میت اپنے فریضہ سے بری الذمہ ہوکر عنداللہ مطالبہ سے بری ہوجائیگا یا نہیں؟

(۲) مذکورہ بالا صورت میں اس شخص کو باجازت آمر حج کی تین قسموں میں سے ہر ایک کی شرعاً اجازت ہے یا کسی خاص قسم کی؟

(۳) اشہر حج شروع ہونے کے بعد یہ شخص مکہ معظّمہ جاتا ہے، دو چار روز وہاں قیام کرکے پھر مدینہ طیبہ جاتا ہے، وہاں سے ایام حج سے پہلے پہلے مکہ معظّمہ واپس آکر حج بدل کرتا ہے، لہٰذا اس صورت میں اس کو لازمی طور پر دو عمروں کا احرام باندھنا ہوگا (ایک یلملم سے دوسرا ذوالحلیفہ سے) چنانچہ اوپر والی صورت میں اس شخص کو دونوں عمروں کا احرام میت کی طرف سے ہی باندھنا لازم اور ضروری ہے، یا پھر باجازت آمر دونوں عمروں کا اپنی جانب سے یا علی الاطلاق دونوں میں سے کسی ایک عمرہ کا احرام باندھنا بھی شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداومصلیاً:۔

(۱) میت نے حج بدل کی وصیت نہیں کی ورثاء اس کی طرف سے حج بدل کرادیں، اور مامور حج فرض کی نیت میت کی طرف سے ادا کرے تو انشاءاللہ میت کے فریضہ کے لئے کافی ہوجائے گا[1]

[1] لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه اوامه عن حجة الاسلام من غیر وصیة قال ابو حنیفة یجزیه انشاء اللّٰه الخ ،شامی زکریا ج۴/ص۱۶/ باب الحج عن الغیر. هندیه کوئٹه ص۲۵۸/۱، الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج، تاتارخانیه کراچی ص۲/۵۶۴، کتاب المناسک، الفصل السادس عشر فی الوصیة بالحج.

(۲) احوط یہ ہے کہ ایسی صورت میں تمتع نہ کرے[1]!

(۳) بہتر یہ ہے کہ اشہرِ حج میں یلملم سے احرام نہ باندھے جدہ سے مدینہ طیبہ چلا جائے، پھر وہاں سے چل کر ذوالحلیفہ میں احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آجائے، اور اسی احرام سے حج ادا کرے درمیان میں حلال نہ ہو، اس کا یہ احرام افراد کا ہوگا یا قران کا، حج تمتع کرنے والے کیلئے اس کی بھی اجازت ہے، کہ عمرہ کسی اور کی طرف سے کرے اور حج اپنی طرف سے[2] اشہرِ حج میں متمتع کو ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے میں اختلاف ہے[3]، اس سے بچنا ہی بہتر ہے، حج بدل کے ذریعہ جب فریضہ میت کو ساقط کرنا مقصود ہے، تو اس میں تمتع نہ کیا جائے، حج سے پہلے نہ ایک عمرہ کرے، نہ دو بلکہ طول احرام سے بچاؤ کی صورت اور تحریر کردی گئی ہے، پھر بعد حج جس قدر دل چاہے اور جس جس کی طرف سے چاہے عمرہ کرے، یا پھر قبل رمضان کے جہاز سے جائے، اور رمضان المبارک میں جتنا دل چاہے عمرے کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۴ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۴ھ

حج بدل میں تمتع

سوال:۔ جیسا کہ معلم الحجاج میں ہے کہ اگر زندہ ہو اور اسکی طرف سے تمتع کی اجازت

---

[1] الخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الآمر فهو مخالف ضامن الخ، غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

[2] ولا (يشترط) ان يكون النسكان عن شخص واحد حتى لو كان احدهما عن نفسه والآمر عن غيره واذن له فى التمتع جاز (غنية الناسک ص ۱۱۴، فصل فى ماهية التمتع وشرائطه، مطبوعه خيريه ميرٹھ)

[3] ويعتمر قبل الحج ماشاء ومافى الباب ولا يعتمر قبل الحج فغير صحيح الخ، (غنية الناسک ص ۱۱۵، فصل فى كيفية اداء التمتع المسنون، مطبوعه خيريه ميرٹھ)

ہوتو کرسکتا ہے، اور یہ کہ معلم الحجاج میں اس مسئلہ سے کوئی تعرض نہیں، وہ مسئلہ وصیت کرنے کی صورت میں ہے، اب حضرت والا مزید اطمینان کیلئے تحریر فرمائیں، مولانا سعید خاں صاحب نے یہ جواب دیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

معلم الحجاج میں حج بدل کے مسائل کے تحت یہ تشریح وتفصیل نہیں ہے، کہ اگر زندہ ہے تو یہ حکم ہے، مرگیا ہے، تو یہ حکم ہے، بلکہ مطلقاً حج بدل میں تمتع کو منع کیا ہے، اگر چہ آمر کی طرف سے اجازت ہوحتی کہ حاشیہ معلم الحجاج، ص۳۰۷ر میں تصریح کی ہے، حج بدل والوں کو محض سہولت اوراحرام کی طوالت سے بچنے کیلئے تمتع کر کے اسکے حج کوخراب نہ کرنا چاہئے اوراس کو چاہئے کہ حج بدل کرنے والے کوخاص طور سے ہدایت کردے کہ تمتع نہ کرے[1]۔

ظاہر عبارت سے تو یہ استفادہ ہوتا ہے، کہ آمر زندہ ہے، اگر زندہ نہ بھی ہوتب بھی اس کے امر کے بعد مرگیا ہوتو اس کے امر کی پابندی دونوں حالت میں مامور کولازم ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲؍۱۰؍۸۹ھ

حج بدل میں تمتع

سوال:۔ ایک شخص حج کیلئے جارہا ہے اوراپنے ساتھ دوشخصوں کواپنے خرچ سے لے

---

[1] معلم الحجاج ص ۴۲۸، مطبوعہ کراچی.

[2] الرابع عشر،عدم المخالفة فلوأمره بالافراد فقرن اوتمتع ولوللميت لم يقع عنه ويضمن النفقة كماسيأتى (شامى زكريا ، ج۴/ص ۱۷/ باب الحج عن الغير) الخامس عشر عدم المخالفة فلو امره بالحج فتمتع ولو عن الآمر فهو مخالف ضامن الخ، غنية الناسك ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ. هنديه كوئٹه ص ۲۵۸/۱، بالباب الرابع عشر فى الحج عن الغير.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj-e-Badal

جارہا ہے تاکہ ان سے اپنے والد اور دادا کی طرف سے حج بدل کرائے بغیر انکی وصیت کے تو یہ دونوں شخص اگر حج بدل کریں بغیر کسی وصیت کے تو کیا ان کے لئے یلملم ہی سے احرام باندھنا ضروری ہے، اگر یہاں سے احرام باندھا جائے، تو بڑا لمبا زمانہ احرام کا ہوجائے گا، اس کی پابندیوں کا نبھانا مشکل ہے، اگر یہ دونوں جدہ سے مدینہ پاک سیدھے جائیں تو بھی جس مقصد کے لئے ان کو ساتھ لیا ہے، وہ فوت ہوجائیگا، اورسب رفقاء کا سیدھے مدینہ جانا مشکل ہے، تو کیا اس کی گنجائش ہے، کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھیں اور مکۃ المکرّمہ جاکر عمرہ کے ارکان سے فارغ ہوکر احرام کھولدیں، اور حج کا احرام یہ دونوں شخص جدہ آکر باندھیں مولانا منظور نعمانی نے الفرقان کے شعبان ۸۷ھ دسمبر ۶۷ء کے پرچہ میں اپنی رائے اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور دوسرے حضرات کی رائے بھی نقل کی ہے کہ ہندوستان و پاکستان سے آنے والے حضرات کے لئے جدہ میں احرام باندھنا صحیح ہے، اس سے پہلے جہاز میں احرام باندھنا ضروری نہیں ہے، وہاں سے یلملم کی محاذات ایسی نہیں ہے، کہ جس کی وجہ سے احرام ضروری ہو، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اگر جدہ سے احرام باندھنا صحیح ہوتو یہ آمر کی میقات ہوجائے گی تو کیا اس میں کچھ گنجائش ہے، کہ روپیہ دینے والے کی اجازت سے یہ تمتع کا احرام باندھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

الفرقان کی اس تحقیق کے بغیر بھی نفلی حج بدل میں (بلاوصیت) تمتع کی گنجائش ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وهذه الشرائط كلها فى الحج الفرض واما النفل فلا يشترط فيه شئى منها الا الاسلام والعقل والتمييز الخ (شامی زکریا، ج۴/ص۱۸/ باب الحج عن الغير) غنية الناسک ص ۱۸۱، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

حج بدل میں تمتع

سوال:۔ مشہور واعظ حضرت شاہ صوفی مولانا محمد روح الامین صاحب مفتی اعظم جمعیۃ العلماء بنگال جو کہ ایک زبردست اور محقق عالم گذرے ہیں، ان کی تصنیف کردہ کتاب مسائل حج، ص۱۳۰ر میں انہوں نے یہ بات تحریر فرمائی ہے کہ منیب یا وصی اگر نائب کو پورا اختیار دیدے، تو اس کے لئے تمتع کرنا بلاشبہ جائز ہے، اور اس سے حج بھی ادا ہو جاتا ہے، مگر حضور عالی کا لکھا ہوا فتویٰ جو کہ معلم الحجاج میں مرقوم ہے اس کے بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے، بہرکیف جو قابل ترجیح بات ہو عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اور بھی بعض علماء نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن ہمیں کتب فقہ شامی، بحر، غنیۃ، سے وہی راجح معلوم ہوا جو معلم الحجاج میں مذکور ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱۲/۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱۲/۶۷ھ

حج بدل والے کو مدینہ طیبہ پہلے جانا

سوال:۔ ہندوستان سے حج بدل کرنے والے اگر جدہ سے سیدھے مدینہ شریف چلے جائیں اور حج کے قریب کے دنوں میں افراد کا احرام باندھ کر حج کریں تو کسی قسم کی قباحت تو نہیں، اگر ایسا حاجی رمضان سے پہلے والے جہاز سے سفر کرے، اور سیدھا مکہ شریف

---

[1] ومنها ماإذا امره بالحج فاعتمر ثم حج من مكة لانه مأمور لحج ميقاتي وما اتى به مكي، البحر ج۳/ص۶۳/ (باب الحج عن الغير) ايضاً شامي ج۲/ص۶۵۴/ قبيل باب الاحرام. غنية الناسک ص ۱۷۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

جائے، اور شوال آنے سے پہلے وہاں سے مدینہ شریف چلا جائے، اور آخر میں افراد کا احرام باندھ کر حج کرے تو اس میں کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر آمر کی طرف سے اجازت ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں، دونوں صورتیں اختیار کرسکتا ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۶/۲۶ھ

مامور بالحج کو پہلے مدینہ طیبہ جانا

سوال:۔(۱) حج بدل والے کو تمتع کرنا محتاط علماء منع کرتے ہیں، اب آج کل جہازوں کے ٹکٹوں کا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ کبھی بہت پہلے جانیکی صورت ہو جاتی ہے، اسلئے حج بدل میں جانے والے بعض ذی علم یہ صورت کرتے ہیں کہ پہلے مدینہ منورہ چلے جاتے ہیں، اور وہاں سے واپسی میں ذوالحلیفہ سے حج بدل کیلئے افراد کا احرام باندھتے ہیں، ایسا کرنے میں کوئی حرج تو نہیں، کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں، کیا اس کیلئے بھی بھیجنے والے کی اجازت ضروری ہے؟

(۲) اسی طرح اگر بھیجنے والے کی اجازت سے حج بدل والا قبل از رمضان جاوے اور بیس پچیس رمضان تک مکہ مکرمہ میں ٹھہر کر اشہر حج شروع ہونے سے پہلے مدینہ چلا جاوے پھر ابتداء ذی الحجہ میں وہاں سے حج بدل کیلئے افراد کا احرام باندھ کر آئے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) آمر کی اجازت سے ایسا کرنا درست ہے۔

---

[۱] ودم القران والتمتع والجناية على الحاج ان اذن له الآمر بالقران والتمتع والا فيصير مخالفاً فيضمن شامی کراچی باب الحج عن الغير، مطلب العمل على القياس دون الاستحسان، جواهر الفقه ج ۱/ص ۵۱۴/ حج بدل میں قران اورتمتع.

(۲) یہ بھی اجازت سے درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج بدل میں تمتع کی اجازت نہیں

سوال:۔ ماہ شوال میں جو جہاز حج کیلئے جانے والا ہے، اس میں حاج عن الغیر کی مدت طویل ہوجاتی ہے، جس میں بے حد مشقت اٹھانی پڑتی ہے، اس لئے ضرورت دفع حرج اور تیسیر سہولت کی بناء پر حاج عن الغیر کو حج تمتع صحیح ہوگا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج بدل میں تمتع کی اجازت نہیں[۲] ایسے شخص کو اگر شوال ہی میں جانا ہوتو وہ میقات (یلملم) سے احرام نہ باندھے بلکہ جدہ پہنچ کر مدینہ طیبہ چلا جائے، وہاں سے شروع ذی الحجہ میں حج کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ آجائے، اور حسب قواعد شرعیہ مناسک ادا کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۴/۸ھ

حج بدل والے کیلئے تمتع سے بچاؤ

سوال:۔ حج بدل کیلئے احرام میقات سے باندھنے کے بعد حج کی تکمیل تک رکھنا کیا

۱؎ الرابع عشر ان یحرم من میقات الآمر لو امرہ بالحج واطلق عن ذکر المیقات الخ، غنیۃ الناسک ص ۱۷۸، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ الخیریہ میرٹھ. جواھر الفقہ، ج ۱/ص ۵۱۴/ حج بدل میں قران اورتمتع.

۲؎ الخامس عشرعدم المخالفۃ فلوامرہ بالحج فتمتع ولوعن الآمر فھو مخالف ضامن الخ غنیۃ الناسک ص ۱۷۹/(مطبوعہ میرٹھ) باب الحج عن الغیر. شامی زکریا ص۱۷/۴، باب الحج عن الغیر، بحر ص۳/۶۳، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ کوئٹہ.

ضروری ہے، جب کہ تقریباً چار ماہ احرام میں رہنا پڑتا ہے، اس لئے کہ رمضان سے پہلے جا رہا ہوں کیا عمرہ کر کے احرام اتار سکتے ہیں، یا نہیں از راہِ مہربانی جلد مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب رمضان سے قبل آپ جا رہے ہیں تو میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کرلیں، پھر رمضان المبارک میں جس قدر بھی ہو سکے عمرہ کرتے رہیں، رمضان المبارک کا ایک عمرہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے برابر ثواب رکھتا ہے[1] پھر رمضان ختم ہونے پر کوئی عمرہ نہ کریں، اگر حج تک مکہ معظّمہ ہی میں رہنا ہو تو حج کے موقع پر جدہ آ کر حج کیلئے احرام باندھ لیں، اگر مدینہ طیبہ پہلے جانا چاہیں تو چلے جائیں وہاں سے حج کے قریب چل کر ذوالحلیفہ میں احرام باندھ لیں یا مدینہ طیبہ ہی سے احرام حج باندھ لیں، اور حج ادا کریں اس صورت میں نہ احرام طویل ہوگا نہ تمتع کی نوبت آئے گی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۱۳۹۹ھ

حج صرورہ

سوال:۔ایک شخص کا انتقال ہوگیا، یا مرض الموت میں مبتلا ہے، جس پر حج فرض تھا اگر وہ حج کرانا چاہے تو کیا ایسے شخص کے ذریعہ کرا سکتا ہے، کہ جس نے قبل اس کے کسی قسم کا حج نہ کیا ہو، مگر اس پر حج فرض نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر تندرستی میں حج فرض ہوا تھا، اور پھر بیمار ہوگیا، حج نہیں کر سکا، اور اس نے نیت وصیت بھی کی ہے، نیز ترکہ میں اتنی گنجائش بھی ہے کہ ثلث مال سے حج کرایا جا سکے تو اس کی

---

[1] قال فعمرة فی رمضان تقضی حجة او حجة معی. مسلم شریف، ج ۱/ص ۴۰۹/کتاب الحج باب فضل العمرة فی رمضان(فصل فی شرائط النیابة فی الحج الفرض.

طرف سے حج کرانا ضروری ہے، اور بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کے ذریعہ حج کرایا جائے، جس نے پہلے حج کرلیا ہو، اگر اس نے پہلے اپنا حج نہیں کیا تو اس کو حج کرانا مکروہ ہے۔

"ویجوز احجاج الصرورة ویرادبه الذی لم یحج عن نفسه حجة الاسلام قال فی البدائع الا ان الا فضل ان یکون قد حج عن نفسه لانه بالحج عن غیره یصیر تارکاً لاسقاط الفرض عن نفسه فیتمکن فی هذا الاحجاج ضرب کراهة ولانه اعرف بالمناسک وابعد عن محل الخلاف فکان افضل" اھ غنیة الناسک ص ۱۸۱ [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح عبد اللطیف، صحیح سعید احمد غفرلہٗ یکم ربیع الثانی ۵۷ھ

حج بدل میں پہلے روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حاضری

سوال:۔ ۲۸؍شوال المکرّم کے جہاز سے میں حج بدل کے لئے روانہ ہو رہا ہوں، جو ۵؍ذیقعدہ تک جدہ پہنچے گا، موسم سرما کی وجہ سے پہلے مدینہ منورہ جانے کے بجائے، عمرہ کا احرام باندھ کر مکۃ المکرّمہ جانے کا خیال تھا، مگر معلوم یہ ہوا کہ بدل میں حج کرنے والا صرف افراد کرسکتا ہے، تمتع کی کوئی گنجائش نہیں، اگر ایسا ہے تو اولاً مدینہ منورہ جانا ناگزیر ہو جائیگا، کیونکہ اس موسم میں ایک مہینہ دس روز تک حالت احرام میں رہنا تو بہت دشوار ہے، لہٰذا

---

[1] غنیة الناسک ص ۱۸۱/ (مطبوعه خیریه میرٹھ) باب الحج عن الغیر فصل فیما لیس من شرائط النیابة فی الحج. شامی کراچی ص۲/۶۰۳، باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الصرورة، منحة الخالق ص ۳/۶۹، باب الحض عن الغیر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

مسئلہ کی تحقیق مقصود ہے، اگر جدہ سے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کے حلال ہو جانے کی کوئی شرعی گنجائش ہو تو بتلا دیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

سفر مبارک ہو۔

زہے سعادت بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول ﷺ

حق تعالیٰ بہت سہولت وعافیت کے ساتھ جملہ مناسک پورے کرائے، اور ہر قسم کی جنایت سے محفوظ رکھے، مقامات مقدس کے آداب کی رعایت کی پوری توفیق دے، بہت ہی اعزاز واکرام کے ساتھ ترقیات سے نوازے، روزہ اقدس پر اس سیاہ کار کی طرف سے بھی صلوٰۃ وسلام پیش فرمادیں۔

آپ جدہ سے اتر کر پہلے درِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیں، پھر وہاں کی شفاعت اور دعا ساتھ لیکر مکہ مکرمہ حاضر ہوں، یہی اسلم وارجیٰ ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

مکتب میں پیسہ دینے سے ثواب زیادہ ہے یا حج بدل سے

سوال:۔ میری والدہ پر حج فرض نہیں تھا اور وہ اس کی بہت زیادہ خواہشمند تھیں، مگر ان

---

[1] ویبدأ بالحج لو فرضاً وهو الاحسن فلو بدأ بالزيارة جاز ويخير لو نفلا مالم يمر به فيبدأ بالزيارة لامحالة من كان حجه فرضا وجاء مكة قبل اوان الحج فهل له ان يزور قبل الحج ام لا ؟ والظاهر ان له ان يزور قبل دخول اشهر الحج واما بعده فلا. (غنية الناسک ص ۳۱۱/باب الزيارة) مطبوعه خيريه ميرٹھ، شامی كراچی ص۲/۶۲۷، باب الهدى مطلب فى تفضيل قبره المكرم ﷺ، فتح القدير ص ۳/۱۷۹، كتاب الحج، مسائل منشوره، المقصد الثالث فى زيارة قبر النبی ﷺ، مطبوعه دارالفكر بيروت.

کا انتقال ہوگیا، میں ان کو ثواب پہنچانے کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں، تو حج بدل کرانے میں زیادہ ثواب ملے گا، یا ایک سسکتے ہوئے مکتب کی مدد کرنے میں؟ جس مکتب کے بند ہو جانے کا اندیشہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جبکہ میت کے ذمہ حج فرض نہیں تھا، اوران کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو جس مکتب میں بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے اور وہ مکتب ضرورت مند بھی ہے، تو وہاں روپیہ دیکر مکتب کوسنبھالنے اور ترقی دینے میں ثواب زیادہ ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۵ھ

مامور بالحج کا مکہ پہنچ کر کسی دوسرے سے حج بدل کرانا اور خود اپنا حج کرنا

سوال:۔ حج بدل کرنے والا غریب ہے، اور حاجی بھی نہیں، اب حج بدل جانے کے وقت حج فرض ہوگا یا نہیں؟ حج بدل کرنے والا مالک کی اجازت سے مکہ مکرمہ پہنچ کر کسی دوسرے کو وہ حج بدل کرنے کو کہہ کر پھر خود اپنا حج کرسکتا ہے یا نہیں؟ مالک یعنی بھیجنے والے نے صرف یہی کہا کہ مرنے والے کے لئے حج بدل کو تم کو بھیج رہا ہوں، یہ روپئے ہیں میرے

---

[1] قال الرحمتی والحق التفصیل فما كانت الحاجة فيه اكثر والمنفعة فيه اشمل فهو الافضل كما ورد حجة افضل من عشر غزوات وورد عكسه فيحمل على ما كان ينفع الخ شامی کراچی ج۲/ص ۶۲۱/باب الهدی، مطلب فی تفصیل الحج علی الصدقة.

باپ کا حج ادا ہونا چاہئے، اب تم کیسے بھی کرو، یہ مالک کی طرف سے اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

غریب آدمی (جس پر حج فرض نہیں) مگر دوسرے کے روپے سے حج بدل کیلئے جائے تو اسی کی طرف سے حج بدل کرے وہاں پہنچ کر کسی اور کو حج بدل کے لئے تجویز کر کے اپنا حج نہ کرے[1] وہاں حج بدل کے لئے پہنچ جانے کی وجہ سے خود اس غریب کے ذمہ حج فرض نہیں ہو جائے گا۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۹۲ھ

حج بدل کے بعد جو رقم زائد بچے اس کا حکم

سوال:۔ سید مبارک صاحب نے اپنی والدہ کی طرف سے عبدالحفیظ کو حج بدل میں بھیجا بوقت روانگی ان کے صاحبزادہ سید وسیم نے دوسو روپئے دیئے کہ میرا سامان لیتے آنا، حسب تحریر عبدالحفیظ نے وسیم الحق کو بعض سامان لاکر دیا اور بعد حساب باقی رقم واپس دے گئے، نیز حج کا کل حساب بھی ان کے والد سید مبارک حسین صاحب کو دیدیا، اور جو سامان

---

[1] ولیس للمأمور ان یأمر غیره بما امر به عن الآمر وان مرض فی الطریق الا ان یکون وقت الدفع قیل لہ اصنع ماشئت الخ، البحر الرائق ص ۶۴/۳، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، درمختار علی الشامی زکریا ص ۲۲/۴، باب الحج عن الغیر، غنیۃ الناسک ص ۱۷۶، باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط النیابۃ، مطبوعہ الخیریۃ میرٹھ، فتح القدیر ص ۱۵۱/۳، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[2] اختلف المتأخرون فی الصرورۃ الفقیر المأمور فقیل انه ایضاً یجب علیه بوصولہٗ الی مکۃ (الیٰ قولہ)وقیل لایجب علیه لانه مادخل مکۃ الاوھو متلبس بالاحرام فصار بمنزلۃ المریض العاجز عن الاداء والمقعد والمحبوس اذاکانوا بمکۃ الخ غنیۃ الناسک ص ۱۸۱ / فصل فیما لیس من شرائط النیابۃ فی الحج.باب الحج عن الغیر. مطبوعہ الخیریۃ میرٹھ.

فرمائش خریدا گیا وہ سوروپے کا نوٹ چالیس کے حساب سے سامان کے بدلہ میں دیا گیا، مگر موصوف نے گراں جان کر واپس کر دیا، سفر حج میں جو ریال حاجی کے پاس باقی اخراجات سے زائد ہوئے ان کی واپسی ہندوستان میں ہو یا گورنمنٹ کے حساب سے ادا کی جائے یا جو عام نرخ چالیس کا رہا واپس کئے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر عبدالحفیظ کے پاس اخراجات سفر پورے کرنے کے بعد کچھ باقی بچا اور وہ عربی ریال کے صورت میں ہے تو وہی واپس کر دے اگر ہندوستانی نوٹ بنائے تھے تو وہ واپس کر دے، اگر گورنمنٹ کے حساب والے نوٹ بچے تو وہ واپس کر دے[1]، اگر عبدالحفیظ کے کچھ ریال زیادہ خرچ ہوگئے اور وہ سید مبارک حسین صاحب سے وصول کرنا چاہتا ہے تو اسکی بھی یہی تفصیل ہے، یعنی وہاں پہنچ کر جو کچھ زائد خرچ کیا وہ اگر ہندوستان سے عربی ریال بنا کر خرچ کیا تو ہندوستانی نوٹ لے لے اگر سرکاری نوٹ سے جو کہ وہاں کیلئے حاجیوں کو ملتا ہے اس سے خرچ کیا ہے تو اس حساب سے اپنی زائد خرچ کی ہوئی رقم واپس لے لے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۸۶ھ

---

[1] وعليه ردمافضل من النفقة الخ درمختار على الشامى، ج۴/ص ۳۴/(مطبوعه زكريا ديوبند) باب الحج عن الغير) البحر الرائق ص ۳/۶۴، باب الحج عن الغير، مطبوعه الماجديه كوئٹه، سكب الانهر ص ۱/۴۵۶، باب الحج عن الغير، دارالكتب العلمية بيروت.

[2] فان انفق الاكثر أو الكل من مال نفسه وفى مال المدفوع اليه وفاء لحجه رجع به فيه اذقد يبتلى بالانفاق من مال نفسه لبغتة الحاجة ولايكون المال حاضراً فجوز ذٰلك الخ شامى زكريا، ج۴/ص ۱۹/ باب الحج عن الغير. البحر الرائق ص ۳/۶۱، مطبوعه الماجديه كوئٹه، غنية الناسك ص ۱۷۳، باب الحج عن الغير، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

حج بدل میں روپیہ مامور کو دیں یا اپنے پاس رکھیں

سوال:۔ ایک شخص خود حج کرنے جا رہا ہے اور دو شخصوں کو اپنے والدین کی طرف سے حج بدل کرانے لے جا رہا ہے تو اخراجات کیلئے روپیہ مامور کو دیدینا زیادہ بہتر ہوگا، یا اپنے پاس رکھ کر ان کی ضروریات میں خرچ کرنا، ان کو ہر ہر چیز کا پھر حساب بھی مشکل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر یہ اعتماد ہو کہ وہ روپیہ حفاظت سے رکھیں گے اور بے محل خرچ نہیں کریں گے، اور مقصد وصیت بھی فوت نہیں ہوگا، تو ان کو دیدینا بہتر ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸/ ۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۹/ ۹۰ھ

حج بدل کی رقم میں تصرف کرنے کا ضمان

سوال:۔(۱) زید نے اپنے والد مرحوم کا حج بدل کرانے کے متعلق اپنے بہنوئی کو تیار کیا، اوراس نے متواتر دو سال درخواست دی مگر قرعہ میں نام نہ آسکا کچھ رقم زید نے اپنے بہنوئی کو بہ سلسلہ درخواست اور فارم بھرنے کیلئے دیا تھا، جو تقریباً ایک ہزار ہے، وہ بہنوئی نے بغیر زید کے علم میں لائے، اپنے بھانجے کو تجارت کے سلسلہ میں دیدی، اس کے بارے

---

[1] فللمأمور بالحج ان ينفق على نفسه بالمعروف ذاهباً وآيباً من غير تبذير ولا تقنير الخ، البحر ص ۳/۶۴، باب الحج عن الغير، مطبوعه الماجديه كوئٹه، غنية الناسک ص ۱۸۴، باب الحج عن الغير، فصل في النفقة، مطبوعه خيريه ميرٹھ، مأمور کو روپئے دینا اس لئے بہتر ہے کہ کبھی اچانک ضرورت پیش آجاتی ہے اور آمر موجود نہ ہو، كما يستفاد: اذ قد يتبلى بالانفاق من مال نفسه لبغتة الحاجة ولا يكون المال حاضراً الخ، شامی زکریا ص ۴/۱۹، باب الحج عن الغير، بحر ص ۳/۶۱، باب الحج عن الغير، مطبوعه كوئٹه.

میں علماء دین کیا فرماتے ہیں، کہ آیا وہ روپیہ جو زید کا تھا وہ زید کے بہنوئی نے جو خرچ کر دیا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید کے پاس جو رقم حج بدل کیلئے جمع ہے، اگر تیسری بار بھی قرعہ میں نام نہ آیا، تو وہ روپیہ کسی تجارت میں یا مکان بنانے کے لئے استعمال میں لاسکتا ہے، اور کیا زید کے لئے جمع شدہ رقم جو ایک مرحوم کے حج بدل کی نیت سے تھی، استعمال میں لانا علماء دین جائز قرار دیتے ہیں، اور جائز ہے تو کس حد تک؟ تفصیل دیجائے؟

(۳) اگر جمع شدہ رقم حج بدل والی زید اپنی ضروریات میں لانے کا حقدار نہ ہو تو وہ رقم کس استعمال میں لاسکتا ہے؟ کیا دینی مدرسہ میں دینا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کس مد میں

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

۱،۲،۳/ اگر والد مرحوم نے اپنی طرف سے حج بدل کرانے کی وصیت نہیں کی تھی بلکہ زید خود ہی انکی طرف سے حج بدل کرانے کی نیت کر چکا ہے، اور اس مقصد کیلئے روپیہ رکھا ہوا ہے، تو محض اس نیت کی وجہ سے حج بدل کرانا واجب نہیں ہوا، زید اس روپیہ کا مالک ہے اسکو اختیار ہے، کہ کسی بھی دینی کام میں لگا کر والد کو ثواب پہنچادے، مثلاً کسی مسجد کی تعمیر یا پانی اور نل کا انتظام یا دینی مدرسہ کی تعمیر، طلبہ کی خوارک، پوشاک یا دینی کتب خرید کر وقف یا غریب بچوں کی پرورش یا بیواؤں کی ضروریات میں خرچ کردے، ضرورت ہو تو اپنے ذاتی کام میں بھی صرف کرسکتا ہے، بہنوئی وغیرہ اقرباء کو بھی دے سکتا ہے[1]، بہنوئی صاحب کا اس روپیہ کو جو کہ درخواست فارم وغیرہ کیلئے دیا گیا تھا، کسی دوسرے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں، بھانجے کو تجارت کیلئے دینا بھی جائز نہیں، یہ خیانت ہے، انکو لازم ہے، کہ وہ زید کو روپیہ واپس کردیں[2] اور اس سے معافی طلب کریں تاکہ وہ دنیا وآخرت میں بری الذمہ ہوسکیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۴/ ۹۰ھ

---

[1] المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف .... (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

حکومت کیطرف سے ملا نقصان کا معاوضہ آمر کا ہے یا مامور کا

سوال:۔زید اوراس کی بیوی حج کو گئے اورساتھ میں زید عبداللہ اوراس کی بیوی کواپنے باپ اورمرحوم بیوی کے لئے حج بدل کولے گیا، دوران حج آگ کا حادثہ ہوا، اوران کا کچھ نقصان ہوا، حج سے فارغ ہونے کے بعد سعودی حکومت نے اعلان کیا کہ جو حاجی آگ میں نقصان اٹھائے ہوئے ہیں، ان حاجیوں کو بطور امداد ہر حاجی کوایک ہزار روپے دینے کا وعدہ ہوا، بڑی کوشش سے وہ امدادی رقم عبداللہ نے حاصل کی اب زید کہتا ہے کہ یہ پوری رقم چار حاجیوں کی اس کا حق ہے، جو حج بدل کو آئے ،عبداللہ کہتا ہے کہ آپ ہم کو حج بدل کے لئے لائے اورہم حج ادا کردیئے اس رقم کواورتمہارے حج بدل کو کوئی تعلق نہیں، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگرعبداللہ اوراس کی بیوی کا اس حادثہ میں وہ مال ضائع ہوا جو خود ان کی ملک تھا، تب تو اس کا معاوضہ قرار دے کر یہ روپیہ ایک ایک ہزار دونوں کو دیدیا جائے ،اگر وہ مال ضائع ہوا، جو زید نے ان کو دیا تھا، یا زید کے دیئے ہوئے روپیہ سے خریدا تھا تو وہ روپیہ زید کا ہے[1]، عبداللہ اوراسکی بیوی کو مطالبہ نہیں کرنا چاہئے ،انہوں نے حج بدل کرلیا، جس کا اجر بہت بڑا

(حواشي صفحه گذشته) ...... شاء الخ، بيضاوى شريف ص۱/۷، سورة الفاتحة، مطبوعه رشيديه دهلى.

۲ ووجهه انه لم يأت بالمأموربه لانه امره بسفر يصرفه الى الحج لاغير فقد خالف امر الآمر فضمن بدائع ،شامى نعمانيه ۲/ص۲۴۷/ باب الحج عن الغير. بدائع الصنائع زكريا ص۲/۴۵۷، كتاب الحج، بيان شرائط النيابة فى الحج.

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ من ملك شيئا ملك ماهو من ضروراته الخ، قوائدالفقه ص ۱۳۰/ مطبوعه اشرفى ديوبند، القواعدالفقهية المحمودة ص ۹۰۴.

ہے، ایک ہزار روپیہ کی اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے، زید کو عبداللہ اور اس کی بیوی کا احسان مند ہونا چاہئے کہ انہوں نے حج بدل کیا، اور سفر کی مشقت اٹھائی اگر وہ ان کو یہ روپیہ دیدے تو یہی مکارم اخلاق کا تقاضہ ہے اور حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ جان سب کی بچ گئی۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۹۶ھ

حج کیلئے روپیہ دیا اس میں سے کچھ بچ گیا اس کو کیا کرے

سوال:۔ (الف (آقا) نے اپنے ملازم (ب) کو اس کی پچاس سالہ خدمت کے عوض میں اس کو حج بیت اللہ کرانے کو مغل لائن مقرر روپیہ دے کر بیت اللہ شریف بھیجا، (ب) نے اپنی کفایت شعاری سے کام لے کر کچھ روپیہ پس انداز کرلیا تو اب (ب) اس پس انداز کئے ہوئے رقم کو (الف) کو واپس کرے یا اپنے استعمال میں لاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بہتر یہ ہے کہ وہ پس انداز رقم (الف) کے سامنے پیش کردے کہ بچ گئی ہے، پھر (الف) وہ رقم (ب) کو ہی دیدے خود نہ لے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۲/۹۱ھ

[1] فان اعطاه زائداً على كفايته فلايحل للمأمور ما زاد بل يجب عليه رده الى صاحبه الا اذا قال وكلتك ان تهب الفضل من نفسك وتقبضه لنفسك، البحر الرائق ج۳/ ص۱۱۴/ مكتبه زكريا (باب الحج عن الغير) زيلعى ص۸۸/۲، باب الحج عن الغير مكتبه امداديه ملتان، النهر الفائق ص۱۶۷/۲، باب الحج عن الغير، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم : مال حرام سے حج کرنا

مال حرام سے حج

سوال:۔ مال حرام سے حج کرنا چاہئے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں چاہئے ،تاہم اگر کرلیا جائیگا تو فریضہ ادا ہوجائے گا،لیکن حج مقبول کا ثواب حاصل نہ ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

ناجائز آمدنی سے حج کرنا

سوال:۔ ہندہ کے پاس صرف ایک پختہ عمارت جس کی قیمت تقریباً ۱۶؍ ہزار روپیہ

---

[1] ولاتنافی بین سقوطه وعدم قبوله فلا یثاب لعدم القبول ولایعاقب عقاب تارک الحج ای لان عدم الترک یبتنی علی الصحة وهی الاتیان بالشرائط والارکان والقبول المترتب علیه الثواب یبتنی علی اشیاء کحل المال والاخلاص کما لو صلی مرائیا اوصام واغتاب فان الفعل صحیح لکنه بلاثواب شامی کراچی ج۲؍ص۴۵۶؍ مطلب فیمن حج بمال حرام، عالمگیری ص ۲۲۰/۱، کتاب المناسک، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه الفرض لکنه لا تقبل حجته کما ورد فی الحدیث الخ، غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص۸، قبیل فصل واما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

ہے، حلال اورحرام پیسے سے عمارت کی تعمیر ہوئی ہے، یعنی رشوت اور غیر رشوت کے پیسے سے رشوت کا روپیہ ۳/ گنا لگا ہے، صورت نمبر ا/ میں ہندہ غیر کفو کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے یا نہیں؟

صورت نمبر۲/۔ میں عمارت مذکور بیچ کر حج کرسکتی ہے یا نہیں حوالہ حدیث مع کتب مدلل تحریر فرمادیں، بینوا وتوجروا؟

الجواب حامداً ومصلياً:۔

(۲) ہندہ کو چاہئے کہ کسی سے قرض لیکر اسی سے حج کرے[1] (کسی محرم کے ساتھ) پھر عمارت مذکورہ کی قیمت سے وہ قرض ادا کردے تاکہ حج بلا شبہ حلال مال سے ادا ہو، لیکن عمارت مذکورہ کی قیمت بلکہ خالص حرام مال سے بھی اگر حج ادا کیا تو فریضہ ساقط ہوجائیگا اور حرام مال اس میں خرچ کرنے کا گناہ بھی ہوگا" قال في البحر ويجتهد في تحصيل نفقة حلال فانه لايقبل بالنفقة الحرام كما ورد في الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها ولاتنافي بين سقوطه وعدم قبوله فلايثاب لعدم القبول ولايعاقب عقاب تارک الحجاھ ردالمحتار[2] ج ۲/ ص ۱۹۱/ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/ ربیع الثانی ۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/ ربیع الثانی ۶۷ھ

---

[1] اذا اراد ان يحج بمال حلال فيه شبهة فانه يستدين للحج ويقضي دينه من ماله الخ، فتاویٰ قاضیخان ص ۱/۳۱۳، کتاب الحج، فصل في المقطعات، مطبوعه کوئٹه، عالمگیری ص ۱/۲۲۰، کتاب المناسک، الباب الاول الخ، مطبوعه کوئٹه، غنية الناسک ص ۸، قبيل فصل وما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخيرية ميرٹھ.

[2] ردالمحتار کراچی ج ۲/ ص ۴۵۶/ مطلب فيمن حج بمال حرام. فتح القدير ص ۲/۴۰۷، کتاب الحج، مطبوعه دارالفکر بيروت، البحرالرائق ص ۲/۳۰۹، کتاب الحج، مطبوعه الماجديه کوئٹه.

غبن کے روپئے سے حج اور کاروبار

سوال:۔زید دوسال قبل ملازم تھا، ملازمت خود ہی سے چھوڑ کر دوسال ہوگئے ہیں، زید کی ملازمت سات سال رہی:۔

(۱) زید سے دوران ملازمت غبن ہوا (خرد برد) غبن میں زید اکیلا نہیں تھا، بلکہ کارخانہ کے اور لوگ بھی شریک تھے، دوران ملازمت زید نے غبن کا روپیہ جمع کر کے ایک دوکان کھولی ہے، دوکان تین سال تک زید کے بھائی کے دو بھائی اور حضرت والا چلا رہے ہیں، اب زید خود بیٹھ کر کاروبار چلا رہا ہے، اللہ کے فضل وکرم سے دوکان اچھی چل رہی ہے، ہر سال زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے، اب کچھ روپیہ جمع ہوگیا ہے، اور وہ حج کو جانا چاہتا ہے، حج کو جاسکتا ہے یا نہیں؟ اب حرام کمائی سے دوکان کھولی ہے، جو رقم جمع ہورہی ہے کھانے پینے کپڑوں میں استعمال ہورہی ہے۔

(ج) زید کا یہ خیال ہے کہ حرام روپیہ غبن کیا ہوا روپیہ سے جو دوکان کھولی ہے، جتنا بھی روپیہ غبن کیا ہے، پورا کا پورا کسی صورت سے کارخانہ میں جمع کرادینا چاہتا ہوں، پوری کی پوری رقم یکمشت ادا نہیں کرسکتا، کاروبار پر برا اثر پڑتا ہے، زید کا خیال ہے کہ دس پندرہ سال تھوڑا تھوڑا روپیہ کارخانہ کو واپس کردینا چاہتا ہوں، زید کا خیال یہ بھی ہے کہ دوکان کی رقم ابتدائی کو حلال کرلے اور کارخانہ کو قسط وار انداز میں رقم واپس کردے تو دوکان کی ابتدائی رقم حلال ہوئی یا نہیں؟

(۲) پورا کا پورا واپس ہونے تک زید حج کو جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) زید کارخانہ میں رقم جمع کرے یا کسی دینی ادارے کو دیدے یا خاموش رہے کونسا عمل بہتر ہے۔

(فتویٰ وتقویٰ دونوں مطلوب ہیں)

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حق العبد مقدم ہے پہلے اس کو ادا کرنا چاہیئے[1] تاہم اگر روپیہ قرض لے کر حج کرے تو یہ زیادہ اچھا ہے اس لئے کہ جائز روپیہ لے کر جائے[2]، جتنا روپیہ غبن تھا اس کو واپس کرنا لازم ہے، اب اس کو اپنے اوپر یا مشتبہ قرض تصور کرلیا جائے، اور وہ روپیہ جہاں سے لیا ہے وہیں واپس کردے، دینی اداروں میں دینا کافی نہیں یکدم نہیں کرسکتا تو آہستہ آہستہ دے، مگر پورے روپیہ کی واپسی لازم ہے، کارخانہ والوں سے صاف صاف کہہ دے اور قسط وار ادا کرنے کا معاملہ کرلے ورنہ شاید ادا کرنے کی نوبت نہ آئے، نفس روکاوٹ ڈال دے تقویٰ تو یہ ہے کہ ہر قسم کی تنگی برداشت کرکے روپیہ واپس کردے، یہ نہ سوچے کہ سب روپیہ ایک دم واپس کرنے سے کاروبار پر اثر پڑے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۴/۹۱ھ

حرام آمدنی والے کو بوقت حج اپنے گروپ میں شامل کرنا

سوال:۔ ایک شخص ریاست نیپال میں چمڑا اور شراب کی بھٹی وغیرہ کا ٹھیکہ لیتا ہے، وہ

---

[1] لتقدم حق العبد ای علی حق الشرع لاتھا ونا بحق الشرع بل لحاجة العبد وعدم حاجة الشرع. شامی رشیدیه کوئٹه، ج۲/ص ۱۵۶/ شامی زکریا ص ۴۶۲/۳، کتاب الحج، مطلب فی قولھم یقدم حق العبد علی حق الشرع، سکب الانھر ص ۳۸۶/۱، کتاب الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، بنایة علی فتح القدیر ص ۴۱۸/۲، کتاب الحج، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] والحیلة لمن لیس معه الامال حرام او فیه شبھة ان یستدین للحج من مال حلال لیس فیه شبھة ویحج به ثم یقضی دینه من مالهٗ ذکره قاضیخان، غنیة الناسک ص۸/ قبیل فصل واما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخیریه میرٹھ، عالمگیری کوئٹه ص ۲۲۰/۱، کتاب المناسک، الباب الاول الخ، قاضیخان علی ھندیه ص ۳۱۳/۱، فصل فی المقطعات، کتاب الحج، مطبوعه کوئٹه.

حج بیت اللہ کے لئے جانا چاہتا ہے، کچھ لوگ اسی گاؤں یا آس پاس کے ہیں، وہ بھی جارہے ہیں، ان لوگوں کا شخص مذکور سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے، نہ کاروبار کا نہ رشتہ کا، شخص مذکور یا اس کی اہلیہ اس گروپ میں شامل ہونا چاہتا ہے یا چاہتی ہے، اس کی اہلیہ کا محرم اس کا بھائی ہے، وہ بھی اس گروپ میں ہے اور بھائی کا اپنی بہن کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے گروپ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ دورانِ سفر قیام مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کھانا ورہائش وغیرہ ایک ساتھ ہو، کیا ایسے گروپ میں شامل ہوکر حج کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حج ادا ہو[1] جائیگا، مگر حرام مال ان کی شرکت میں نہ کھائیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جائز وناجائز مخلوط مال سے حج

سوال:۔ ایک شخص نے ارادۂ حج بیت اللہ شریف کے لئے پونجی جمع کی جو اس وقت حج کے لئے کافی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس نے چند ایک کتب دینیات مطالعہ کیں جس سے اس نے اپنی غلطیاں محسوس کیں اور اس کو شک ہے کہ ایسی پونجی سے حج بیت اللہ شریف شاید واجب نہ ہو لہٰذا معلوم ہو کہ پونجی جمع شدہ ایسی رقوم سے ہے:۔

---

[1] ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه الفرض لكنه لا تقبل حجته كما ورد فى الحديث الخ، غنية الناسک فی بغية المناسک ص۸، قبیل فصل و اما شرائط وجوب الاداء، مطبوعه الخيريه ميرٹھ. شامی کراچی ج۲/ص ۴۵۶/ مطلب فيمن حج بمال حرام، فتح القدير ص۲/۴۰۷، کتاب الحج، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] آكل الرباء وكاسب الحرام أهدیٰ اليه أو اضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولايأكل (عالمگیری کوئٹه، ج۵/ص ۳۴۳/ کتاب الكراهية، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات. الدر المختار على الشامی کراچی ص۶/۳۸۶، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع.

(۱) شخص مذکورہ آج سے ۷/۸ سال پہلے کمیٹی گھر میں ملازمت لال ٹین جلانے کی ۶/۷ سال کرتا رہا، اس میں حسب دستور سب ملازم تیل کی بچت کرتے ہیں، چنانچہ اس نے بھی ایسا ہی کیا اور تیل فروخت کر کے رقم جمع کرتا رہا، لیکن معلوم نہیں ہے کہ ایسی کتنی رقم اس نے جمع کی ہے، لیکن رقم تیل فروخت شدہ تنخواہ سے زائد ہوا کرتی تھی۔

(۲) نیز یہ شخص حافظ قرآن شریف ہے، جو عرصہ ۱۶-۱۷/ سال سے ماہ رمضان مبارک کے موقعہ پر لوگوں کو مسجدوں میں سنایا کرتا ہے، بعد ختم قرآن کریم پر رسم کے طور پر لوگوں سے معقول رقم حاصل کرتا ہے، جس کی بچت وہ جمع کر کے اسی پونجی میں جمع کر لیتا ہے۔

(۳) یہ شخص تمام رقوم پس انداز کو ڈاکخانہ سرکاری میں آج تک جمع رکھتا ہے، جس پر اس کو ہر سال سود ملتا ہے جو اصل رقم میں شامل ہو جاتا ہے۔

(۴) انہیں رقوم پیدا شدہ سے اس نے چند ایک زیورات خانہ داری اور ایک معمولی مکان رہائشی بھی بنایا ہے، لہٰذا کیا ایسے پیسہ سے حج بیت اللہ شریف واجب ہے، اگر نہیں تو ایسی رقم کا صحیح مصرف کیا ہو سکتا ہے؟

(۵) اور کیا وہ شخص نمبر ۲/ یعنی قرآن کریم کا سنانا اور اس پر بغیر طلب کئے اجرت کا حصول ہو جائے فی سبیل اللہ تو لینے کا حقدار ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مل جانے پر صحیح مصرف کیا ہو سکتا ہے، یا انکار لازمی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوٰة فيه ويورث عنه لان الخلط استهلاک اذالم يمكن تمييزه عندابی حنيفةؒ وقوله ارفق اذقل مايخلومال عن غصب وهذا اذاكان له مال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفی دينه والا فلازكوٰة كما لوكان الكل خبيثا كمافی

النهر عن الحواشي السعدية اھ درمختار[۱] ج ۲ / ص ۳۸ / اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو مال ناجائز طریقہ سے جمع کیا ہے اس کو منہا کرنے کے بعد اگر حج کیلئے کافی ہو تو حج فرض ہوگا، ورنہ حج فرض نہ ہوگا، اور جو مال حرام جمع کیا ہے، اس کے اصل مالک کو اگر وہ مر چکا ہے، تو اس کے ورثہ کو واپس کرنا ضروری ہے، اگر نہ مالک موجود ہو نہ اس کے ورثہ موجود ہوں تو بہ نیت گلوخلاصی اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے[۲]۔

رقم نمبر ۱ / چوری ہے[۳]، رقم نمبر ۲ / بھی ناجائز ہے، کہ یہ قرآن شریف رمضان شریف میں سنانے کی اجرت ہے، رقم نمبر ۳ / اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے، بعض کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے، تاہم اس کی واپسی ڈاکخانہ میں ہرگز جائز نہیں، اگر زیادہ احتیاط مطلوب ہو تو غرباء پر اس کو صدقہ کردیا جائے، ورنہ اپنے پاس رکھنے میں بھی گنجائش ہے، رقم نمبر ۴ / یہ سب چیزیں جائز ہیں، بشرطیکہ رقم ناجائز کا ضماں ادا کردیا جائے[۴]، رقم نمبر ۵ / قرآن کریم سنانے پر کوئی رقم لینا بغیر طلب بھی ناجائز ہے، لان المعروف کالمشروط[۵] البتہ اگر کسی

---

۱ درمختار مع الشامی کراچی، ج ۲ / ص ۲۹۰ / کتاب الزکاۃ، مطلب فیما لو صادر السلطان جائزاً الخ.

۲ واما اذا كان عند رجل مال خبيث فاما ان ملكه بعقد فاسد او حصل له بغير عقد ولا يمكنه ان يرده الى مالكه ويريد ان يدفع مظلمته عن نفسه فليس له حيلة الا ان يدفعه الى الفقراء، بذل المجهود ص ۱/۳۷، باب فرض الوضوء، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، شامی زکریا ص ۷/۳۰۱، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً، كتاب البيوع، مجمع الانهر ص ۲/۲۸۵، اول کتاب الزکاة، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

۳ فهو اخذ الشئ من الغير على وجه الخفية بغير حق سواء كان نصباً اولا، البحر الرائق ص ۵/۵۰، کتاب السرقة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی کراچی ص ۴/۸۲، کتاب السرقة.

۴ لو اختلط بحيث لا يتميز يملكه ملكا خبيثاً لكن لا يحل له التصرف فيه مالم يؤدبدله، شامی زکریا ص ۷/۳۰۲، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً.

۵ الاشباه والنظائر ص ۱۵۶، القاعدة السادسة العادة محكمة، مطبوعه دارالعلوم ديوبند. قواعد الفقه ص ۱۲۵، مطبوعه دار الكتاب الديوبند.

جگہ یہ رواج ہو کہ سنانے والے کو کچھ نہ دیا جاتا ہو، اور وہ محض ثواب کی غرض سے سناتا ہو، اور اس کے ذہن میں بھی نہ ہو کہ یہاں سے کچھ ملے گا، یا صاف طور پر تصریح کردی جائے کہ یہاں سے کچھ نہ دیا جائے گا، اور پھر کوئی شخص از خود کچھ خدمت کردے تو اس کے قبول کرنے میں مضائقہ نہیں اور چندہ کرنے اور جبراً وصول کرکے حافظ کو دینے کا جیسا رواج ہے یہ ہرگز درست نہیں لینے والا اور دینے والا سب گنہگار ہوتے ہیں، ایسی رقم کی واپسی ضروری ہے۔ کذا فی الشامی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/ ذیقعدہ ۵۵ھ

سرکاری روپیہ سے حج

سوال:۔ حکومت ہند موسم حج میں حاجیوں کی دیکھ بھال کے لئے ویل فیر آفیسر بنا کر کسی کو منتخب کر کے اس کے تمام مصارف برداشت کرتی ہے، اور اس کے لئے بقدر ضرورت تمام رقم پیشگی دیدیتی ہے، وہ منتخب آفیسر اپنے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ حج بیت اللہ بھی ادا کر لیتے ہیں، اس کا یہ حج کیسا ہوگا، اس کا وہ حج فرضیت حج میں شمار ہوگا، نفل؟ کیا حکومت نے جب رقم دی اس وقت وہ صاحب نصاب شمار نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب کوئی شخص خود صاحب نصاب نہیں جس سے اس پر حج فرض ہو یعنی زادراہ پر قادر

[۱] ان القرآن بالأجرة لایستحق الثواب وقال العینی :یمنع القاری للدنیا والأخذ والمعطی آثمان (شامی کراچی ،مختصراً ، ج۶/ص ۵۶ / کتاب الاجارة،مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستیجار علی التلاوة ،الخ.

نہیں مگر وہ پیدل پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو اپنے ساتھ لے جائے، یا کسی نے اس کو روپیہ دے دیا جس سے وہ وہاں پہنچ گیا اور حج ادا کرلیا، تو اس کا حج ادا ہوجائیگا، پھر غنی ہوجانے پر اس کے ذمہ دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔[۱]

الاشباہ والنظائر میں ہے[۲] کہ کسی فرض کی ادائیگی کے لئے جو شرائط ہوں ان کی تحصیل مقصود نہیں بلکہ جب ان کا حصول ہوجائے خواہ کسی طریقے سے ہو تو بھی کافی ہے، مثلاً نماز کے لئے طہارت شرط ہے، ایک شخص بلا اختیار نہر میں گر گیا، پانی اس کے بدن پر پہنچ گیا اور بہہ گیا، پھر اس نے نماز پڑھی تو اس کی نماز ہوجائے گی، یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے اپنے قصد سے وضو نہیں کیا، اس لئے اس کی نماز نہیں ہوئی، اسی طرح یہاں بھی اس کا حج ادا ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۱۴۰۶ھ

کافر کے روپیہ سے حج کرنا

سوال:۔ کافر کے روپیہ سے حج کرسکتا ہے یا نہیں؟

۱؎ الفقير اذا حج ماشيا ثم ايسر لاحج عليه هكذا فى فتاویٰ قاضيخان عالمگيری ص۲۱۷/۱/ الباب الاول فى تفسير الحج وفرضيته، فى اللباب الفقير الا فاقى اذاوصل الى ميقات فهو كالمكى قال شارحه اى حيث لايشترط فى حقه الا الزادوالراحلة ان لم يكن عاجزاعن المشى وينبغى ان يكون الغنى الا فاقى كذالك، اذاعدم الركوب بعدوصوله الى احد المواقيت فالتقييد بالفقير لظهور عجزه عن المركب وليفيد انه يتعين عليه ان لاينوى نفلاً على زعم انه لايجب عليه لفقره لانه ماكان واجباً وهو افاقى فلما صاركالمكى وجب عليه فلو نواه نفلا لزمه الحج ثانيا شامى ۲/۴۵۹، كتاب الحج. مطلب فى من حج بمال حرام، مطبوعه كراچى، تاتارخانيه كراچى ص۲/۴۳۷، شرائط الوجوب كتاب المناسك.

۲؎ انمايراعى حصولها لاتحصيلها الاشباه والنظائر ص۷۲/ القاعدة الثانية، الامور بمقاصدها، مطبوعه دارالعلوم ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگراس نے ہبہ کردیا ہے تو کرسکتا ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ صحیح عبد اللطیف // // //

غیر کی زمین پر غاصبانہ قبضہ رکھتے ہوئے حج

سوال:۔ خالد نے عمر کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کررکھا ہے، تو اگر خالد حج کو جائے تو حج درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

زمین کے غصب کا گناہ مستقل[۲] ہے مگر حج ادا ہوجائے گا، اگر حرام روپیہ سے حج کیا ہے تو وہ مقبول نہیں ہوگا۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند ۹/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۹/۱/۹۰ھ

---

[۱] وأما الهدية للمشركين واهل الكتاب وقبول هدايا هم فكل ذلك جائز (اعلاء السنن ج۱۶/ ص۱۴۶/ باب الهدية للمشركين وقبول الهدية منهم، كتاب الهبة، مطبوعه كراچی، عالمگیری ص۴/۴۰۵، كتاب الهبة، الباب الحادی عشر فی المتفرقات.

[۲] عن سعيد بن زيد رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من اخذ شبراً من الارض ظلماً فانه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين، متفق عليه، مشكوة شريف ص۲۵۴، باب الغصب والعارية، الفصل الاول، مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

[۳] ولذاقال فی البحر ويجتهد فی تحصيل نفقة حلال فانه لايقبل بالنفقة الحرام كما وردفی الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها ولاتنافی بين سقوطه وعدم قبوله فلايثاب لعدم القبول ولايعاقب عقاب تارک الحج الخ. رد المحتار ج۲/ص۴۵۶/ مطلب فيمن حج بمال حرام. غنية الناسک فی بغية المناسک ص۸، قبيل فصل واما شراط وجوب الاداء، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، فتح القدير ص۲/۴۰۷، كتاب الحج، مطبوعه دارالفكر بيروت.

سرکاری ملازم کا دورہ پر حج ادا کرنا

سوال:۔ زید ایک سرکاری اسپتال میں کمپونڈر رہے، اس سال حکومت ہند کی جانب سے وہ بحیثیت ملازم سعودی عرب چار ماہ کے لئے بھیجا جا رہا ہے، اس مدت میں اس کو تنخواہ کے ساتھ دیگر سہولتیں بھی حکومت کی طرف سے حاصل رہے گی، مثلاً سفر خرچ وغیرہ، زمانۂ حج میں وہ سعودی عرب میں مقیم رہے گا، ایسی صورت میں اگر وہ فریضۂ حج ادا کرے گا تو کیا اس کے ذمہ سے فرض اُتر جائے گا، یا صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں دوبارہ اپنے ذاتی مصارف سے حج کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر وہ سرکار کے دیئے ہوئے مصارف سے حج کرے گا تب بھی فریضۂ حج ادا ہو جائے گا، پھر صاحب استطاعت ہونے سے دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۹/۸۹ھ

جس کے پاس حرام آمدنی ہو وہ یہ کہے کہ یہ روپیہ میں نے قرض لیا ہے یا حلال آمدنی ہے تو اسکا قول معتبر ہے

سوال:۔ اگر شخص مذکور یہ کہتا ہے کہ وہ حج حلال کمائی سے کر رہا ہے، حرام کی کمائی سے

[1] ومنها القدرة على الزادوالراحلة بطريق الملك اوالا جارة الخ عالمگیری کوئٹه ج ۱/ ص ۲۱۷/ كتاب الحج، الباب الاول، ومراده افادة ان القدرة على الزادوالراحلة لابد فيها من الملك دون الاباحة والعارية ،شامی نعمانيه مع الدر ج ۲/ص ۱۴۲/ كتاب الحج. البحر الرائق ۲/۳۱۳، كتاب الحج، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

کوئی تعلق نہیں ہے، تو کیا اس کی اس بات کو قبول کیا جا سکتا ہے؟ اور پھر اس کو گروپ میں شامل کیا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر اس کے پاس حلال آمدنی کا ذریعہ بھی ہے یا وہ کہتا ہے کہ یہ روپیہ قرض لیا ہے تو اس کا قول صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۰/۵/۱۴ھ

not found.

---

[1] یقبل قول الواحد فی المعاملات عدلاً کان اوفا سقاً حراً کان اوعبداً ذکراً کان اوانثیٰ مسلماً کان اوکافراً دفعاً للحرج. عالمگیری ج۴/ص۸۷/ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، کتاب الکراھیة، الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات. فان کان الغالب ھو الحرام ینبغی ان لایقبل الھدایا ولا یأکل الطعام الا ان یخبرہ بانہ حلال ورثتہ او استقرضتہ من رجل الخ، عالمگیری کوئتہ ص ۵/۳۴۲، الباب الثانی عشر فی الھدایا الخ.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب نہم: حج میں جنایات

حالت احرام میں حیض آجانا

سوال:۔ (۱) محبیہ بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی سے حج کیلئے روانہ ہونے والی تھی، تو اس وقت حائضہ تھی، حیض بند ہوگیا تھا، روانہ ہونے کے وقت غسل کرکے احرام باندھ کر ہوائی جہاز میں سوار ہوگئی، اور جدہ پہنچنے کے بعد پھر حیض جاری ہوگیا، تو محبیہ نے احرام اُتار دیا، اور دوسرے دن پھر موقوف ہوگیا، تو غسل کرکے احرام باندھ لیا، کیا محبیہ نے یہ درست کیا؟

(۲) کیا یہاں پر احرام باندھ کر اتار دینے پر دم ضروری ہے؟

(۳) کیا دم اب بھی دے سکتی ہے، جب کہ محبیہ حج سے فارغ ہوکر وطن واپس آ چکی ہے؟

(۴) درآں حالیکہ ایام عادت نہ گزرے کہ یہ واقعہ پیش آیا؟

(۵) اور اگر بعد ایام عادت گزرنے کے یہ واقعہ پیش آیا ہے، تو اس حالت میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) احرام ختم کردیا غلطی کی۔

(۲) جی ہاں دم ضروری ہے[۱]

---

[۱] کل شی رفضه یجب لرفضه دم، غنیة الناسک ص۱۲۷ / قبیل باب الجنایات، مطبوعه خریه میرٹھ، تبیین الحقائق ص۲/۷۶، قبیل باب الاحصار، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص۳/۵۰، باب اضافة الاحرام الی الاحرام.

(۳) اب بھی دم کا وجوب ذمہ میں باقی ہے، مکہ مکرمہ کسی کی معرفت روپیہ بھیج کر دم دلوادے [۱]

(۴-۵) تب بھی یہی حکم ہے، اگر حالت احرام میں حیض جاری ہوجائے تو احرام نہیں کھولنا چاہئے، بلکہ عرفات جا کر وقوف کرلے، اور طواف کو مؤخر کردے، جب حیض ختم ہوجائے، اس وقت میں اگر طواف کرلے، اس صورت میں کوئی دم لازم نہیں ہوگا [۲]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۱۴۰۱ھ

حالت احرام میں بضرورت حیض روکنے والی دوا کا استعمال

سوال:۔ میری بیگم صاحبہ میری معیت میں حج کو جارہی ہے، اب اس دوران کئی مسائل کا پوچھنا ضروری ہے؟

(۱) اگر بیگم صاحبہ کو ایام حج میں حیض آ گیا تو شرعاً حج پورا کرنے کی کیا صورت ہے اور

---

[۱] ویجوز ذبح بقیة الهدایا فی ای وقت شاء ولا یجوز ذبح الهدایا الا فی الحرم، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۲۶۱، الباب السادس عشر فی الهدی الثامن ذبحه فی الحرم فلو ذبح فی غیره لایجزیه عن الذبح، غنیة الناسک، ص ۱۴۰/مطلب فی شرائط جواز الدم، مطبوعه خیریه میرٹھ، هدایه مع فتح القدیر ص ۳/۱۶۳، باب الهدی، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] والاصل ان کل عبادة تؤدی لافی المسجد من احکام المناسک فالطهارة لیست من شرطها کالسعی والوقوف بعرفة والمزدلفة ورمی الجمار،ونحوها وکل عبادة فی المسجد فالطهارة من شرطها والطواف ان یؤدی فی المسجد کذافی شرح الطحاوی، عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۲۲۷/ کتاب المناسک، الباب الخامس، فی کیفیة اداء الحج. غنیة الناسک ص ۲۷، فصل فی واجبات السعی وهذا عند الامکان فلا شئ علی الحائض بتأخیره اذا لم تطهر الابعد ایام النحر، غنیة الناسک ص ۹۵، باب طواف الزیارة، مطبوعه خیریه میرٹھ، شامی کراچی ص ۲/۵۱۹، کتاب الحج، مطلب فی طواف الزیارة، البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۳۴۸، کتاب الحج، باب الاحرام.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Haj men Jinayat

اس کے ازالہ کی صورت ڈاکٹری طور پر یوں بھی ہے کہ ایک قسم کی دوا استعمال کی جاتی ہے جس سے حیض رک جاتا ہے، یا کچھ دن پیچھے آتا ہے، کیا یہ طریقہ جائز ہے جب کہ مقصد اونچا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:۔

وقوف عرفات بحالت حیض ہوتو بھی درست ہے،[1] البتہ طواف زیارت حیض سے فراغت پر کیا جائے، اسکی وجہ سے تاخیر ہوجائے، تو مضائقہ نہیں[2] اگر حیض ایسے وقت پر آئے کہ اسکے ختم تک انتظار کرنے سے واپسی کا جہاز نہیں ملے گا، تو مجبوراً ایسی دوا استعمال کرلی جائے، جس سے حیض تاخیر سے آئے تا کہ اس سے پہلے ہی طواف زیارت سے فراغت ہوجائے، صفا مروہ کے درمیان سعی حالت حیض میں درست ہے۔[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۹/۲۳ھ

---

[1] والاصل ان كل عبادة تؤدى لافى المسجد من احكام المناسك فالطهارة ليست من شرطها كالسعى والوقوف بعرفة والمزدلفة ورمى الجمار، ونحوها وكل عبادة فى المسجد فالطهارة من شرطها والطواف ان يؤدى فى المسجد كذافى شرح الطحاوى، عالمگيرى كوئٹه ج ١ /ص ٢٢٧ / كتاب المناسك، الباب الخامس، فى كيفية اداء الحج. غنية الناسك ص ٧٢، فصل فى واجبات السعى وهذا عند الامكان فلا شئ على الحائض بتأخيره اذا لم تطهر الابعد ايام النحر، غنية الناسك ص ٩٥، باب طواف الزيارة، مطبوعه خيريه ميرٹھ، شامى كراچى ص ٥١٩ /٢، كتاب الحج، مطلب فى طواف الزيارة، البحر الرائق كوئٹه ص ٢/٣٤٨، كتاب الحج، باب الاحرام.

[2] فان اخره عنها اى ايام النحر ولياليها منها كره تحريماً ووجب دم لترك الواجب عندالامكان. درمختار مع الشامى رشيديه، ج٢/ص ١٩٩ /كراچى، ج٢/ص ٥١٨/٥١٩/مطلب فى طواف الزيارة، وهذا عندالامكان فلاشئى على الحائض بتاخيره اذالم تطهر الابعد ايام النحر، غنية الناسك ص ٩٥/ باب طواف الزيارة، البحر الرائق كوئٹه ص ٢/٣٤٨، كتاب الحج، باب الاحرام. (حاشيه نمبر: ٣/ اگلے صفحه پر)

سلی ہوئی تھیلی احرام میں رکھنا

سوال:۔ جب حاجی احرام باندھتے ہیں تو وہ چادر ہی ہوتی ہے، سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت ہے، لیکن روپیہ کی حفاظت ایسی حالت میں مشکل ہے، اگر ان کو سلی ہوئی تھیلی میں رکھ لیا جائے، تو یہ صحیح ہے یا نہیں، تو اس پر دم تو واجب نہیں ہوگا، نیز اگر دھاگوں کی بنی ہوئی تھیلی میں رکھ لے جو سلی ہوئی ہو نہیں ہوتی، یا پلاسٹک کی تھیلی میں رکھ لے اور اپنے پاس رکھے تو ایسی تھیلیوں کے اندر روپیہ رکھنا حالت احرام میں کیسا ہے؟ تینوں شکلوں کا حکم ارشاد فرمادیجئے

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

محرم کو ان تینوں طریقوں پر رکھنا درست ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۱۹ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین

دار العلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۲۳ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] والاصل ان کل عبادة تؤدی لا فی المسجد من احکام المناسک فالطهار ة لیست من شرطها کاالسعی والوقوف بعرفة الخ، عالمگیری ج ۱ /ص ۲۱۶ / الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، غنیة الناسک ص ۷۲، فصل فی واجبات السعی، مطبوعه خیریه میرٹھ، البحر الرائق کوئٹه ص ۲ /۳۳۲، باب الاحرام.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] ولا بأس بشد الهمیان او المنطقة للمحرم سواء کان فی الهمیان نفقته او نفقة غیره وسواء کان شد المنطقة بالابریسم اوبالسیور هکذا فی البدائع والسراج الوهاج .عالمگیری، ج ۱/ ۴ ۱ ۱ /مکتبه رشیدیه. کوئٹه ج ۱/ ص ۲۲۴/ الباب الرابع فیما یفعلهٗ المحرم بعد الاحرام. بدائع الصنائع کراچی ص ۲/۱۸۶، کتاب الحج، فصل واما بیان ما یخطره الاحرام، غنیة الناسک ص ۴۸، فصل فی مکروهات الاحرام، مطبوعه خیریه میرٹھ.

حالت احرام میں رضائی اوڑھنا

سوال:۔ حالت احرام میں روئی کی رضائی وغیرہ اوڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

محرم کو حالت احرام میں سردی سے حفاظت کے لئے لحاف روئی دار اوڑھنا درست ہے، مگر سر کھلا رکھے، باقی تمام بدن پر لحاف رہے، تو مضائقہ نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۱/۸۸ھ

حالت احرام میں کان میں روئی رکھنا اور پیروں پر کپڑا ڈالنا

سوال:۔ احرام کی حالت میں پیروں پر کپڑا لپیٹنا جائز ہے یا نہیں، جبکہ سردی کی وجہ سے یا پیروں کے درد کی وجہ سے ہو؟ سردی یا کسی اور وجہ سے کان میں روئی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جائز ہے، پیروں کو چادر وغیرہ سے ڈھانکنا بھی[2] اور کانوں کے اندر روئی رکھنا بھی[3]، مگر خوشبو کے استعمال کی اجازت نہیں[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وستر الوجه والرأس بخلاف الميت وبقية البدن اى بالجر عطفا على الميت اى وبخلاف ستر بقية البدن سوى الرأس والوجه فانه لاشئى عليه لوعصبه ويكره وان كان بغير عذر ، درمختار مع الشامی ،ج۲/ص۱۷٦/کراچی ،ج۲/ص ۴۸۸/ کتاب الحج، مطلب فيما يحرم بالاحرام ومالايحرم. غنية الناسک ص۴٦، نعم لو كان الكوش الهندی يستر العقب الخ، مطبوعه خيريه ميرٹھ. بدائع کراچی ص۱۸۷/۲، فصل واما بيان يحظره الاحرام. (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

حالت احرام میں شکار کی ممانعت

سوال:۔ بحالت احرام خشکی کے شکار کی ممانعت ہے، دریائی شکار کی نہیں ایسا کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اللہ پاک نے ایسا ہی فرمایا ہے، "احل لكم صيد البحر و طعامه متاعاً لكم وللسيارة وحرم عليكم صيد البر مادمتم حرماً" اور وہ حاکم بھی ہے، اور حکیم بھی ہے

(حواشی صفحہ گذشتہ) ۲ وستر الوجه والرأس بخلاف الميت وبقية البدن اى بالجر عطفاً على الميت اى وبخلاف ستربقية البدن سوى الرأس والوجه فانه لاشى عليه لوعصبه ويكره ان كان بغير عذر الخ درمختار مع الشامى، ج۲/ص ۱۷۶/ كراچى، ج۲/ص ۴۸۸/ مطلب فيما يحرم بالاحرام ومالايحرم. غنية الناسک ص۴۶، لو كان الكوش الهندى الخ، مطبوعه خيريه ميرٹھ، بدائع كراچى ص۱۸۷/ ۲، فصل واما بيان يحظره الاحرام،

۳ فجاز تغطية اللحية ما دون الذقن واذنيه وقفاه الخ، غنية الناسک ص۴۶، فصل محرمات الاحرام الخ، مطبوعه خيريه ميرٹھ، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۵۴۹/ ۲، باب الجنايات، البحرالرائق كوئٹه ص۸/۳، باب الجنايات.

۴ وبعده يتقى الرفث والفسوق والجدال وقتل صيد البر والاشارة اليه والدلالة عليه والتطيب وان لم يقصده ،درمختار ج۲/ص۱۷۵/ كراچى ج۲/ص۴۸۷/ مطلب فيما يحرم بالاحرام ومالا يحرم. تاتارخانيه كراچى ص۵۰۳/ ۲، كتاب المناسک، نوع منه فى الدهن والتطييب والخضاب، عالمگيرى كوئٹه ص۲۲۴/ ۱، الباب الرابع فيما يفعله المحرم بعد الاحرام.

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ سورہ مائدہ، آیت:۹۶/ **ترجمہ**: تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے، تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے واسطے، اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے، جب تک تم احرام میں رہو۔ (بیان القرآن)

البحر الرائق كوئٹ ص ۲۶/۳، كتاب الحج، فصل ان قتل محرم صيداً الخ، شامى كراچى ص ۵۶۱/ ۲، باب الجنايات، تبيين الحقائق ص۶۳/ ۲، كتاب الحج، فصل ان قتل محرم صيداً، مطبوعه امداديه ملتان.

اسکے نازل فرمائے ہوئے، قانون میں کسی کو چون و چرا (کیوں کا سوال) کا حق نہیں جو چاہے کرے، ”**لایسئل عما یفعل**“[1]، بندوں کا فریضہ اطاعت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حالت احرام میں کیا عورت منہ کھولے رکھے

سوال:۔ اسلام میں ہر زیبائش کی جگہ کو چھپانے کا حکم ہے، اور سختی سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر عورتیں جب حج کو جاتی ہیں، تو عموماً چہرہ، ہاتھ وغیرہ کھلا رکھتی ہیں، کیونکہ احرام کے زمانے میں چہرہ کو کپڑا لگانا سختی سے منع ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس طرح کھلا رکھنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس طرح چہرہ کھلا رہنا گناہ ہے، اس لئے ایسا انتظام کریں کہ چہرے کے سامنے ٹٹی یا کسی قسم کا فریم لگا کر نقاب اوڑھا جائے، تا کہ چہرہ ڈھکا ہوا رہے، بے پردگی نہ ہو، مگر اس سے عورتوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے، بلکہ ان کا دھیان مکمل طور پر عبادت کی طرف نہیں رہتا، بلکہ نقاب کی طرف رہتا ہے، کہ نقاب ہٹنے نہ پائے تا کہ بے پردگی نہ ہو، کیا ایسی عبادت اور ایسا پردہ جائز ہے یا کھلے منہ جیسے عام طور پر چہرہ کھلا رکھ کر حج کیا جاتا ہے، وہ جائز ہے اور اس قسم کے پردہ کے ساتھ حج کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورت کے چہرے پر کپڑا نہیں ہونا چاہئے، پنکھا وغیرہ کوئی چیز اس طرح آڑ بنالی جائے کہ نقاب کا کپڑا چہرہ کو نہ لگے، اور لوگوں کی نظر اس پر نہ پڑے، احرام کی حالت ایسی بے اطمینانی کی ہوتی ہے، کہ مرد بھی سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، ہر وقت فکر رہتی ہے کہ جسم نہ کھل جائے، اس صورت سے وہ مناسکِ حج ادا کرتا ہے، عورت کو بھی بے اطمینانی ہو تو کیا

[1] سورۂ انبیاء آیت نمبر ۲۳/ **ترجمہ**:۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کرسکتا (بیان القرآن)

مضائقہ ہے؟ یہ بےاطمینانی اور پریشانی محبوب ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

۵۷۰۲/ قربانی سے پہلے بال کٹوانے سے دم

سوال:۔ ایک حاجی نے عرفات سے واپسی پر رمی کرنے کے بعد فوراً ہی بال کٹوادیئے اور بعد میں قربانی کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس پر دم واجب ہے، جبکہ یہ قارن یا متمتع ہو۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] والمرأة فيما مركالرجل لعموم الخطاب مالم يقم دليل الخصوص لكنها تكشف وجهها لارأسها ولو سدلت شياً عليه وجافته عنه جاز بل يندب قوله جافته اى باعدته عنه قال فى الفتح وقد جعلوالذالک اعوادا كالقبة توضع على الوجه ويسدل من فوقها الثوب، درمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۵۵۱، كتاب الحج، مطلب فى مضاعفة الصلوٰة بمكة، قبيل باب القران. غنية الناسک ص ۹۴، فصل فى احرام المرأة، مطبوعه خيريه ميرٹھ، تبيين الحقائق ص۲/۳۸، قبيل باب القران، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص ۱/۴۲۱، قبيل باب القران والتمتع، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

[2] ولو حلق المفرد او غيره قبل الرمى او القارن او المتمتع قبل الذبح او ذبحا قبل الرمى فعليه دم عند ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ الخ، غنية الناسک ص ۱۴۹، مطلب العاشر فى ترک ترتيب بين الرمى الخ، مطبوعه الخيرية ميرٹھ، مناسک الملا على القارى ص۳۵۸، باب الجنايات، فصل فى ترک التركيب بين افعال الحج، مطبوعه كراچى.

رمی سے پہلے قربانی کرنے سے دم

۵۷۰۳

سوال:۔ایک حاجی نے عرفات سے واپسی پر رمی کئے بغیر قربان گاہ میں جا کر قربانی کر دی؟

الجواب حامداً ومصلیا:۔

اگر یہ قارن یا متمتع ہے تو اس پر دم واجب ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

رمی کا بدل آئندہ سال

۵۷۰۴

سوال:۔اسلم نے حج کیا مگر اس سے رمی اولیٰ ترک ہوگئی عدم سہولت وعدم گنجائش کی بناء پر اسی سال دم (قربانی) نہ دے سکا، اگر وہ اپنی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کیلئے اس سال دم دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور وہ بری الذمہ ہو جائیگا، اور اس کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آئندہ سال بھی حدود حرم میں دم دینے سے بری ہو جائے گا، کسی کو وکیل بنا دے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۸۹/۵/۲۴ھ

---

[1] ولو حلق المفرد اوغیرہ قبل الرمی اوالقارن اوالمتمتع قبل الذبح اوذبحا قبل الرمی فعلیه دم عند ابی حنیفة بترک الترتیب. غنیة الناسک، ص ۱۴۹/ المطلب العاشر فی ترک الترتیب بین الرمی والذبح، مطبوعه خیریه میرٹھ، الدر مع الشامی کراچی ص ۲/۵۵۵، باب الجنایات، عنایه مع الفتح ص ۳/۶۲، باب الجنایات، فصل ومن طاف طواف القدوم محدثا الخ، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] والثامن ذبحه فی الحرم فلو ذبح فی غیره لایجزیه عن الذبح غنیة الناسک ص ۱۴۰/مطلب فی شرائط جواز الدم، مطبوعه خیریه میرٹھ، هدایه ص ۱/۳۰۱، باب الهدی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، هندیه کوئٹه ص ۱/۲۶۱، الباب السادس عشر فی الهدی.

رمی اور قیام منیٰ چھوڑ دینے پر دم ہے یا نہیں

۵۷۰۵

سوال:- کیا حاجی کو رمی چھوڑنے پر اور قیام منیٰ چھوڑنے پر کوئی دم دینا ہوگا؟ اگر دم دینا ضروری ہے تو کیا، کب اور کہاں دینا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:-

رمی چھوڑنے سے دم واجب ہوگا[۱] اور وہ حرم (منیٰ وغیرہ) میں ہی ذبح کرنا ہوگا[۲] منیٰ میں قیام چھوڑنے سے دم واجب نہ ہوگا، استغفار کرنا ہوگا، رمی وغیرہ چھوڑنے سے بکری (شاۃ) واجب ہوتی ہے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] و من ترک الجمار کلها اورمی واحدة اوجمرة العقبة یوم النحر فعلیه شاة ،عالمگیری، ج۲/ص ۲۴۷/الفصل الخامس فی الطواف. سکب الانهر ص ۴۳۴/ ۱، باب جنایات، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۱۲۹/ ۲، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] الثامن ذبحه فی الحرم فلوذبح فی غیره لایجزیه عن الذبح الا اذا تصدق بلحمه علی ستة مساکین علی کل واحد منهم قد رقیمة نصف صاع حنطة الخ غنیة الناسک. ص ۱۴۰/ فصل فی شرائط کفاراتها، مطبوعه الخیریة میرٹھ، سکب الانهر ص ۴۵۹/ ۱، باب الهدی، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۳] فاذاکان یوم الترویة وهو الثامن من ذی الحجه راح الامام والناس معه من مکة الیٰ منی والمبیت بها اکثر اللیلة سنة واما الاقامة بها بعد الزوال الی صبیحة عرفة فمندوبة (غنیة الناسک ص۷۸) والجنایة فی الشرع اسم لفعل محرم...... وترک واجب من واجبات الحج، (غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص۱۲۷، مطبوعه الخیریة میرٹھ، من ترک الجمار کلها او رمی واحدة او جمرة العقبة یوم النحر فعلیه شاة، عالمگیری ص۲۴۷/ ۲، الفصل الخامس فی الطواف.

حج فارم میں یہ دستخط کرنا کہ پانچ سال سے حج نہیں کیا دھوکا ہے جبکہ خلاف واقع ہو

۵۷۰۶

سوال:۔(۱) حج کے درخواست فارم میں اس بات کا بھی اقرار ہوتا ہے کہ پانچ سال کے اندر حج نہ کیا ہو، اگر کوئی شخص جا چکا ہے تو کیا یہ شخص دھوکا دینے والا کہلائیگا یا نہیں؟

(۲) ایک شخص زید کو حج بدل کے لئے بھیجتا ہے، لیکن زید قانونی وجہ سے نہیں جا سکتا تو کیا زید کیلئے اس کے لکھنے کی گنجائش ہے کہ پانچ سال کے اندر حج کو نہیں گیا، یا صرف خانہ میں دستخط کر دے اور کچھ نہ لکھے، ایسی صورت میں اگر حج کو چلا گیا تو حج ہو جائے گا یا نہیں؟

(۳) اور نہ لکھنے کی صورت میں اگر درخواست منظور ہوگئی اور وہ شخص چلا گیا تو حج بدل ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) اس میں کیا شبہ ہے؟

(۲) اس لکھنے یا دستخط کرنے کی اجازت نہیں، اگر ایسا لکھدے یا دستخط کر دے گا تو گنہ گار[۱] ہوگا، مگر اس سے جو حج فرض ادا کر چکا ہے، وہ باطل ہو کر دوبارہ حج کرنا فرض نہیں ہوگا البتہ حج فرض کے ذریعہ سے گناہ صاف ہو کر پاک وصاف ہو گیا، وہ پاکی بعد خطا اب باقی نہیں رہے گا، گناہ میں ملوث ہو جائے گا، اس لئے ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔

---

[۱] کل کذب مکتوب لامحالة الاثلاثة الیٰ قولہ ھو محمول علی المعاریض لان عین الکذب حرام (شامی کراچی ص۶/۴۲۷، کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع) ھندیہ کوئٹہ ص۵/۳۵۲، کتاب الکراھیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللھو وسائر المعاصی الخ.

(۳) حج بدل تو ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۱۸/۵/۸۸ھ

وقت احصار بغیر ذبح حلال ہونے کی شرط

۵۷۰۷

سوال:۔ (۱) "اشتراط الاحلال بغیر ذبح عند الاحرام وقت الاحصار" مفتیٰ بہ قول کے مطابق صحیح اور معتبر ہے یا نہیں؟ بصورت مذکورہ احصار شرعی پیش آ گیا، تو ہدی ذبح کئے بغیر احرام سے حلال ہو جائے گا یا نہیں؟

کیا دمِ جنایت کو فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے

۵۷۰۸

سوال:۔ (۲) گذشتہ سال ایک صاحب نے دم جنایت منیٰ میں دم شکر (دمِ قران دم تمتع) کی طرح صرف ذبح کر کے چھوڑ دیا، فقراء پر تقسیم نہیں کیا، کیا دم جنایت میں ذبح کے بعد تصدق علی الفقراء بھی ضروری ہے؟ اگر ضروری ہو تو اب اس کی تلافی اور تدارک کی کیا شکل ہے؟ تا کہ اس سال جانے والے کسی حاجی سے اس کی تلافی کر دی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) یہ شرط کارآمد نہیں، بغیر ہدی ذبح کئے حلال نہیں ہوگا، "**مالم یذبح لایحل وهو قول عامة العلماء سواء شرط عندالاحرام الاحلال بغیر ذبح عندالاحصار اولم یشترط ویجب ان یواعد یوماً معلوماً یذبح عنه فیحل بعد الذبح ولایحل قبله اھ فتاویٰ عالمگیری[1]، ج ۱/ ص ۱۴۰/**"

---

[1] عالمگیری کوئٹه، ج ۱/ ص ۲۵۵/ کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار.
بدائع الصنائع کراچی ص ۲/۱۷۸، کتاب الحج، فصل واما حکم الاحصار.

(۲) جنایت فقراء پر صدقہ کرنے کا حکم ہے، لیکن اگر اس وقت فقراء وہاں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ذبح کر کے وہیں چھوڑ دیا، تب بھی کافی ہے، اب کسی تلافی کی ضرورت نہیں[1] کذافی معلم الحجاج، ص ۲۸۴/۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۵/۱۰/۸ھ

عمرہ کا احرام کھولنے میں چند بال کٹوائے تو دم ہے

۵۷۰۹

سوال:۔ میں اس سے قبل تقریباً ۶/ماہ قبل عمرہ کیلئے پہلی دفعہ گیا، اور عمرہ کے بعد صرف چند بال سر کے کٹوا لئے تھے، اور واپس آ گیا، (ایک عمرہ کیا تھا) پھر دوبارہ چند ماہ پہلے گیا تو دو عمرے کئے، اور دونوں دفعہ صرف چند بال سر کے کٹوا دیئے تھے (اس دفعہ دو عمرے کئے تھے) اب تک صرف چھوٹی موٹی کتابیں حج وعمرہ پر مل سکیں تھی، جس میں مسائل کھول کر بیان نہیں کئے ہوتے، الحمدللہ کہ اب قاری محمد سعید صاحب مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپورؒ کی) تالیف کردہ کتاب مل گئی، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ حج سنت نبوی کے مطابق ہو سکے، انشاء اللہ آپ سے درخواست ہیکہ آپ مجھے مطلع فرمائیں کہ فقہ حنفی کے مطابق مجھے پہلے عمروں پر کتنا دم دینا ہے، تا کہ میں ادا کر سکوں، اور ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ یہ دم حج کے بعد قربانی کے ساتھ دیدوں، یا کہ حج سے پہلے دینا واجب ہے، قربانی کے دن دینے میں سہولت رہے گی؟

---

[1] السادس الذبح فلو هلک المذبوح بعد الذبح او شرق لا شئ علیه، العاشر التصدق بلحمه عند الامکان فلایجوزله الاکل منه الخ غنیة الناسک، ص ۱۴۰/ مطلب فی شرائط جواز الدم، مطبوعه خیریه میرٹھ، البحرالرائق کوئٹه ص ۳/۱۴، باب الجنایات، فتح القدیر ص ۳/۱۶۲، باب الهدی، مطبوعه دارالفکر بیروت، معلم الحجاج ص ۳۱۰، شرائط جواز دم، مطبوعه کراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

آپ تین عمروں کے تین دم دیدیں[1] خواہ حج سے پہلے یا ایام نحر میں یا بعد میں جب بھی سہولت ہو،[2] اللہ تعالیٰ حج مبرور نصیب فرمائے، ہر قسم کی جنایات سے محفوظ رکھے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۱۴۰۰ھ

ترتیب واجب کے خلاف سے وجوب دم

۵۷۱۰

سوال:۔ تمتع میں عورت کو دس تاریخ میں رمی، ذبح، حلق، اور طواف زیارت میں ترتیب قائم رکھنے میں دشواری ہو تو کیا دم دینا پڑے گا؟ اسی طرح عورتوں کے قافلے میں جو لوگ ہیں عورتوں کی وجہ سے انہیں بھی ترتیب قائم رکھنے میں دشواری ہو تو کیا دم دینا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جی ہاں، ترتیب واجب کے خلاف کرنے سے دم دینا پڑیگا۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] واذا تعددالجنايات تعدد الجزاء. غنية الناسک ص ۱۲۹/ واما ترک الواجبات بعذر، مطبوعه خريه ميرٹھ، الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۵۴۸/۲، باب الجنايات، البحر الرائق کوئٹه ص۱۲/۳، باب الجنايات.

[2] ثم الكفارات كلها واجبة على التراخي فيكون مؤدياً في اى وقت وانما يتضيق عليه الوجوب فی آخر عمره فی وقت يغلب علی ظنه انه لولم يؤده لفات الخ شامی، ج۲/ص ۲۱۷/ مطبوعه کراچی، ج۲/ص ۵۴۳/ اوّل باب الجنايات هدايه مع فتح القدير ص۱۶۳/۳، باب الهدی، مطبوعه دارالفكر بيروت، تبيين الحقائق ص۹۰/۲، باب الهدی، مطبوعه امداديه ملتان. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وقوف مزدلفہ ترک ہوگیا تو دم واجب ہے

۵۷۱۱

سوال:۔احقر نے اسی سال مع اپنی اہلیہ کے فریضۂ حج ادا کیا ہے، جس ڈرائیور نے عشاء کے وقت مزدلفہ پہنچایا اور کہا ”صلوا، صلوا“ ہم نے اور دوسرے حجاج نے نماز مغرب اور عشاء ادا کی بعد نماز ڈرائیور نے رمی جمار کی کنکریاں جمع کرنے کا اشارہ کیا، لوگوں نے کنکریاں چن لیں، اب اس نے دوبارہ موٹر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، تو مجھے شبہ ہوا کہ ڈرائیور اسی وقت منیٰ جانا چاہتا ہے، چونکہ ہم ایک دوسرے کی زبان کو سمجھنے سے قاصر تھے، پھر بھی ہم نے کسی طرح بعد صبح صادق وقوف مزدلفہ کے بعد کہا ڈرائیور نے ”طیب“ کہا اور کہا کہ ہم مزدلفہ کی سرحد پر روکیں گے، تاکہ صبح موٹروں کی بھیڑ سے بچ کر رمی جمار کے لئے آپ کو منی پہنچادیں، ساتھ ہی ایک پرانے حاجی صاحب بھی تھے، انہوں نے بھی کہا کہ ڈرائیور ”طیب“ کہتا ہے کہ ہم لوگ راضی ہوگئے، اور موٹر پر بیٹھ گئے، موٹر چلی اور تھوڑی دیر میں رکی، اپنا منیٰ کا کیمپ اور مسجد خیف کا مینارہ جو بجلی کی بتیوں سے جگمگا رہا تھا، دیکھ کر تھوڑی دیر رکی، ڈرائیور خلاص خلاص کہتا ہوا دوسری طرف چلا گیا، اسی طرح میرا اور دوسرے حاجیوں اور حاجنوں کا وقوف مزدلفہ ترک ہوگیا، اس وقت یہ سوچا کہ وقوف مزدلفہ مستحب ہے لیکن مکان آنے پر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۳؎ اوقدم نسكاً على آخر فيجب في يوم النحر اربعة اشياء الرمى ثم الذبح لغير المفرد ثم الحلق ثم الطواف لكن لاشئى علىٰ من طاف قبل الرمى والحلق نعم يكره لباب (قوله فيجب الخ) لما كان قوله اوقدم الخ بيانا لوجوب الدم بعكس الترتيب فرع عليه ان الترتيب واجب مع بيان مايجب ترتيبه ومالا يجب فافهم ،شامى كراچى، ج۲/ص۵۵۵/ باب الجنايات، ايچ ايم سعيد، مطبوعه زكريا ص۳/۵۸۸، تبيين الحقائق ص۲/۶۳، كتاب الحج، باب الجنايات، مطبوعه امداديه ملتان، غنية الناسک ص ۹۴، مقدمه فى ضوابط ينبغى حفظها المطلب العاشر فى ترک الترتيب، مطبوعه ادارة القرآن كراچى،

چند مسئلہ سے واقف کار لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ دم دینا چاہئے کیونکہ وقوف مزدلفہ واجب ہے، صورت مسئلہ میں ہم میاں بیوی دونوں پر دم واجب ہے، یا ایک پر جیسا کہ معلم الحجاج، ص۱۸۲/ پر ہے، کہ عورت اگر مجبوری کی وجہ سے مزدلفہ نہ ٹھہرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، اگر دم واجب ہے تو اب کس طرح اور کہاں ادا کیا جائے؟ دم کا گوشت مساکین کے علاوہ خود یا دوسروں کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عام طور پر رات مزدلفہ میں ہی گذاری جاتی ہے، اس کی ڈرائیوروں کو ہدایت ہے، اس کی نگرانی بھی کی جاتی ہے، محض بجلی کی روشنی وغیرہ نظر آنے کی وجہ سے سمجھ لینا بھی آسان نہیں، کہ حدود مزدلفہ سے خارج رات گزاری ہے تاہم اگر یہ ثابت ہوجائے، کہ دھوکہ ہوگیا اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں بالکل وقوف نہیں ہوسکا، بلکہ پہلے مزدلفہ سے نکل کر منیٰ میں داخل ہوگئے، اور رات ختم ہونے پر وہیں سے روانگی ہوگئی، تو ایک ایک دم (قربانی) دونوں پر واجب ہوگی[۱] اس کی صورت یہ ہے کہ جانے والے حجاج کی معرفت روپیہ بھیج دے کہ وہ دونوں کی طرف سے قربانی کردے اس قربانی کا گوشت غرباء کھائینگے، مالدار نہیں کھائینگے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۸/۳ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۸/۳ھ

---

[۱] ثم هذا الوقوف واجب عندنا وليس بركن حتى لو تركه بغير عذر يلزمه الدم، هدايه، ج ۱/ص ۲۴۸/ باب الاحرام، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، غنية الناسک ص ۸۹، باب احكام المزدلفة، فصل في شرائط الوقوف بها، مطبوعه خريه ميرٹھ. محيط برهاني ص ۳/۴۰۵، كتاب المناسک، الفصل الثالث في تعليم اعمال الحج، مطبوعه مجلس علمي گجرات. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے جب تنعیم سے حضرت عائشہؓ کو عمرہ کرایا تو خود بھی احرام باندھا یا نہیں

۵۷۱۲

سوال:۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لیکر تنعیم سے عمرہ کے لئے گئے تھے، تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تنعیم سے احرام باندھا ہے، یا نہیں؟ مکہ میں علماء تقریر فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمٰنؓ نے تنعیم سے احرام نہیں باندھا ہے، اس لئے حج کے بعد عمرہ اگر کیا جائے، تو اس کے لئے تنعیم سے احرام ضروری نہیں ہے، بلکہ گھر سے احرام باندھ لے جس کا گھر حرم ہی ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

وہ عبارت نقل کیوں نہ کی جس سے جواز معلوم ہوتا ہے، کیا انہوں نے عمرہ کیا تھا، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بلا احرام کے عمرہ کیا تھا تو کیا ان حضرات کے نزدیک ایسا کرنا درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۲ھ
الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۲ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲ ولایجوز الأکل من بقیة الهدایا لأنها دماء کفارات ولایجوز ذبح الهدایا الا فی الحرم لقوله تعالیٰ فی جزاء الصید هدیا بالغ الکعبة (هدایة ، ج ۱ /ص ۳۰۰/ با ب الهدی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، عالمگیری کوئٹه ج ۱ /ص ۲۶۲/ کتاب الحج، الباب السادس عشر فی الهدی، غنیة الناسک ص ۱۹۱ ، فصل فی احکام الهدایا بعد الذبح الخ، مطبوعه خیریه میرٹھ (حاشیہ صفحہ ھذا اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

found.

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱؎ مکی کے لئے عمرہ کا احرام باندھنے میں دوقول ہیں ایک قول یہ ہیکہ مکی عمرہ کا تنعیم سے باندھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ حل سے باندھے خواہ تنعیم جائے یا کہیں اور سے باندھ لے، البتہ حج کا احرام مکی شخص حرم سے باندھے۔

وقد وقع الخلاف هل يتعين التنعيم لمن اعتمر من مكة، قال الطحطاوى ذهب قوم الى انه لا ميقات للعمرة لمن كان بمكة الا التنعيم وخالفهم آخرون فقالوا ميقات العمرة الحل فمن اى الحل احرموا بها اجزاهم ذلك الى قوله ان ميقات مكة للعمرة الحل وان التنعيم وغيره فى ذلك سواء وان ميقات المكى للحج الحرم، اعلاء السنن ص ۱۰/۲۶ ، كتاب الحج، باب ميقات، اهل مكة للحج الحرم وللعمرة الحل، مطبوعه امداديه مكة المكرمة، فتح البارى ص ۴/۴۴۳، كتاب العمرة، باب عمرة التنعيم، مطبوعه نزار مصطفى احمد الباز مكة المكرمة، عمدة القارى ص ۵/۱۲۰، الجزء العاشرة، باب العمرة التنعيم، مطبوعه دارالفكر بيروت.

فائده:- امر لعبدالرحمن وعائشة كليهما اى افرغا من العمرة وهذا يدل على ان عبدالرحمن ايضاً اعتمر مع عائشة، عمد القارى ص ۵/۱۹۴، الجزء التاسع، كتاب الحج، باب قول الله تعالى الحج اشهر معلومات الخ، مطبوعه دارالفكر بيروت.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دہم

﴿مقامات متبرکہ﴾

رکن یمانی کی تعریف

سوال:۔ (۱) رکن یمانی کی مختصر تعریف کیجئے اور کہاں سے صادر ہوا؟

(۲) معبود حقیقی کے خلیفہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سنگِ اسود کو جنت سے لائے تھے ، یا جہاں بیت اللہ شریف بنا ہے، یا زمین کی نشاندہی کے واسطے آسمان سے خدائے برتر نے یہ پتھر پھینکا کہ اس جگہ تعمیر کعبہ کی جائے، کیا حقیقت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی جنت سے آیا ہے۔[۱]

(۲) اس کا جواب نمبر: ۱ رمیں آ گیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الركن والمقام ياقوتتان من يواقيت الجنة، ترمذی شريف ص۱۷۷/۱، ابواب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود والركن والمقام، مطبوعه اشرفيه ديوبند، مشكاة شريف ص۲۲۷، باب دخول مكة والطواف، الفصل الثانی، طبع ياسر نديم ديوبند، الدرالمنشور ج۱/ص۲۹۱/ سوره بقره تحت آيت ۱۲۵/ مطبوعه دارالفكر بيروت.

حجر اسود کہاں سے آیا

سوال:۔ سنگِ اسود کی مختصر تعریف کیجئے ، اور کہاں سے صادر ہوا جو دیوارِ ملتزم کعبہ پر نصب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آیا ہے، جس وقت آیا تھا نہایت روشن تھا، بنی آدم کی خطاؤں نے اس کو سیاہ کر دیا، اخبار مکہ[1]، شروحِ حدیث[2]، فتح الباری[3] وغیرہ اور کتب تفسیر[4] میں تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

حجر اسود کا استیلام

سوال:۔ (۱) سنگ اسود کے معاملہ میں جھگڑا تھا، جس کو اللہ کے محبوب ﷺ نے طے فرمایا، سنگ اسود کو بوسہ دیا، کیا یہ سنت قیامت تک جاری رہے گی؟ بوسہ دینے کی وجہ کیا تھی؟

(۲) مشہور روایت ہے کہ اللہ کے پسندیدہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ سنگ اسود کے پاس جو بڑا ہجوم آپس میں دھڑ وپکڑ وغیرہ میں مصروف تھا کہ سنگ اسود تو ایک پتھر ہے، اگر اللہ کے محبوب ﷺ نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بوسہ نہ دیتا، کیا توحید پر کچھ اثر ہو رہا تھا؟

---

[1] اخبار مکہ ص ۱/۳۹ ، ذکر ہبوط آدم الارض الخ، مطبوعہ دار الثقافۃ مکہ مکرمہ.

[2] عمدۃ القاری ، ج۵/ص ۲۴۲/ الجزالتاسع، کتاب الحج ،باب ماذکر فی الحجر الاسود ،مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[3] نزل الحجر الاسود من الجنۃ وھواَشَدُّ بیاضا من اللبن فسودتہ خطایا بنی آدم، فتح الباری ج۴/ ص ۲۶۰/ کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود ،مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ.

[4] الدرالمنشور، ج ۱/ص ۳۲۳/سورہ بقرہ آیت ۱۲۷/ مطبوعہ دار الفکر بیروت.

(۳) دیگر قوم کا کہنا ہے کہ قوم مسلم سنگ اسود کو چومتی ہے، اور ہمارے پتھر چومنے کو برا کہتی ہے، سوال کرنے والے کو کیا دلیل پیش کی جائے جبکہ مسلمانوں کا ایک گروہ بزرگوں کی قبر چومتا ہے اور سر جھکاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) اللہ ورسولہٗ اعلم۔

(۲) تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ نافع یا ضار ہے، جیسا کہ بت پرست اپنے بتوں کو نافع وضار سمجھتے تھے[۱]۔

(۳) محض چومنا اس عقیدت کے ساتھ جس کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صاف اظہار فرمادیا، ہرگز پرستش نہیں[۲]، بت پرست اپنے بتوں کو نافع وضار سمجھتے ہیں، اوران کو سجدے کرتے ہیں، جو گروہ قبروں کو چومتا اوران کے آگے سر جھکاتا ہے، وہ غلط کار خلاف شرع کرتا ہے، وہ اسلام کی تعلیم نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۵ھ

---

[۱] انما قال ذالک لئلا یغتر بعض قریبی العهد بالاسلام الذین قد ألفوا عبادة الاحجار وتعظیمها ورجاء نفعها وخوف الضرر بالتقصیر فی تعظیمها فخاف رضی الله عنه ان یراه بعضهم یقبله فیفتتن به فبین انه لایضر ولاینفع بذاته وان کان امتثال ماشرع فیه ینفع باعتبار الجزاء والثواب ولیشیع فی الموسم فیشتهر فی البلدان وفیه الحث علی الاقتداء برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی تقبیله ونبه علی انه لولا الا قتداء لمافعلته .طیبی، ج۵/ص ۲۷۸/ کتاب الحج، باب دخول مکة، الفصل الثالث، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، مرقة شرح مشکوة ص ۳/۲۱۳، باب دخول مکة، الفصل الثالث، مطبوعه ممبئی، عمدة القاری ص ۵/۲۴۰، الجزء التاسع، کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه دارالفکر بیروت. فتح الباری ص ۴/۲۶۰، کتاب الحج، باب ذکر فی الحجر الاسود، مطبوعه نزارمصطفی الباز مکة المکرمة.

[۲] ملاحظه هو حواله بالا. (حاشیه نمبر: ۳/ اگلے صفحه پر ملاحظه فرمائیں)

استیلام حجر اسود کا ثبوت

سوال:۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا حج کے موقع پر نہ مسنون ہے نہ واجب نہ فرض، کلام پاک میں بھی اس کا ذکر نہیں، نہ حدیث میں وارد ہے نہ کسی صحابہ کا قول ہے، بلکہ لوگوں کی ایجاد ہے، کیا یہ قول درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حجر اسود کو بوسہ دینا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے، ان صاحب کا انکار کرنا حدیث وفقہ سے ناواقفیت اور جہالت پر مبنی ہے، تمام کتب فقہ میں جہاں بھی حج کا ذکر کیا گیا ہے، حجر اسود کو بوسہ دینا مذکور ہے "**عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ حین یقدم مکة اذااستلم الرکن الاسود اول مایطوف یخب ثلاثة اطواف من السبع**[۱]**، بخاری ج ۱/ص ۲۱۸/ ان عمر بن الخطاب قال للرکن اما واللّٰہ انی لاعلم انک حجر لاتضر ولاتنفع لولا انی رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم استلمک مااستلمتک فاستلمه**[۲] **بخاری ص۲۱۸/**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] **الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولاعبرة بمایفعله الجهلة ولوکانوافی صورة المشائخ والعلماء. شرح مناسک، مطبوعہ رشیدیہ ص۶۸ ۱/) المدخل ص۲۶۳/ ۱، زیارة سید الاولین والآخرین ﷺ. مطبوعہ مصر، فتاویٰ عزیزی ص۱۰۵/ ۲، مسائل متفرقه، طواف قبور وصلحاء بدعت است، مطبوعه رحیمیه دیوبند.**

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] **بخاری شریف ص۲۱۸/ ۱، کتاب المناسک، باب استلام الحجر الاسود، مطبوعه اشرفی دیوبند،**

ترجمہ:۔ سالم اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپؐ مکہ تشریف لائے تو پہلے طواف میں حجر اسود کا بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے تین میں رمل کرتے۔

[۲] **بخاری شریف ص۲۱۸/ ۱، کتاب المناسک، باب الرمل فی الحج والعمرة، مطبوعه اشرفی دیوبند، (ترجمه حاشیه هذا اگلے صفه پر)**

واللفظ لهٗ، لمسلم[۱] ص ۲ ۱ ۴/-۳ ۱ ۴/ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فی الحجر والله ليبعثنه الله يوم القيٰمة له عينان يبصر بهما ولسان ينطق به يشهد علىٰ من استلمه بحق رواه الترمذی وابن ماجه والدارمی، مشکوٰة شریف[۲] ص ۷ ۲ ۲/ ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حجر اسود کا استیلام

سوال:۔ سنگ اسود جو پتھر کعبہ شریف میں نصب ہے، اس کے کیا خواص ہیں، اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد کعبہ ڈالی تب پتھر تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو کہاں سے آیا، اس کا بوسہ لینا اور چومنا کیسا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**:۔ حضرت عمر بن الخطاب نے حجر اسود سے مخاطب ہوکر کہا کہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ ایک پتھر ہے نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے، اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا اسکے بعد انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] مسلم شریف ص ۲ ۱ ۴/ ۱، کتاب الحج، باب تقبل الحجر الاسود، مطبوعه رشيديه دهلی.

[۲] ترمذی شریف ص ۱۹۰/ ۱، قبیل ابواب الجنائز، مطبوعه اشرفی دیوبند، ابن ماجه شریف ص ۱ ۱ ۲، ابواب المناسک، باب استلام الحجر، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، سنن الدارمی ص ۶۳/ ۲، کتاب المناسک، باب الفضل فی استلام الحجر، مطبوعه دارالريان بيروت. مشكوة شریف ص ۷ ۲ ۲، باب دخول مكة والطواف، الفصل الثانی، مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا قسم خدا کی اللہ اس کو قیامت کے دن اُٹھائیں گے، اس کے لئے دو آنکھ ہیں جس سے وہ دیکھے گا اور اسکے لئے زبان ہے جس سے بات کریگا اور گواہی دے گا، اس شخص کی جس نے اس کا اخلاص کے ساتھ بوسہ لیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ پتھر جنت سے آیا ہے[۱]، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبۃ اللہ کی تعمیر کی اس وقت اس پتھر کو اس جگہ نصب کیا تھا، اس کا بوسہ لینا ثواب ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

استیلام حجر اسود دور سے کرنے کا طریقہ

سوال:۔ حجر اسود کا استیلام دور سے اشارۃً کس طرح کیا جائے، حنفی، شافعی، اور دیگر ائمہ کا کیا فتویٰ ہے، جواب صحیح حوالہ کتب سے دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر حجر اسود کو چھونے کا موقع نہ ملے بلکہ دور سے طواف کرنے کی نوبت آئے تو جس وقت حجر اسود کے سامنے پہنچے تو دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوں پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لے، یہ تصور کرے کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر

۱؎ عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نزل الحجر الاسود من الجنة وھو اشد بیاضا من اللبن فسودته خطایابنی آدم .ترمذی شریف، ج ۱/ص ۱۷۷/ باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود والرکن والمقام. مشکوۃ ص۲۲۷، باب دخول مکة والطواف، الفصل الثانی، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، فتح الباری ص ۴/۲۵۹، کتاب الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ.

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے اس حال میں اُترا تھا کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پس آدمیوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کردیا۔

۲؎ والاستلام ان یضع یدیه علی الحجر الاسود ویقبله لفعله علیه السلام الثابت فی صحیحین وھذا التقبیل مسنون، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲/۳۲۶، کتاب الحج، باب الاحرام، عمدة القاری ص ۵/۲۴۰، الجزء التاسع، کتاب المناسک، باب ماذکر فی الحجر الاسود، مطبوعہ دارالفکر بیروت، مراقی الفلاح ،ص ۴۰۰/ فصل فی کیفیة افعال الحج.

چومے ہیں، اور تکبیر، تحمید، تہلیل صلوٰۃ وسلام بھی اس وقت پڑھے "وان عجز عنهما ای الاستلام والامساس استقبله مشيرا اليه بباطن كفيه كانه واضعهما عليه وكبر وهلل وحمد الله تعالىٰ وصلى الله على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يقبل كفيه[1]" درمختار على هامش الشامى نعمانيه ج ۲/ص ۱۶۶/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

حیض کو روکنا اور عمرہ اور طواف میں حجر اسود کے استلام کا طریقہ

سوال:۔(۱) حیض کو روکنے کیلئے بعض ایسی دوائیں ہوتی ہیں جو حیض کو مستقل طور پر روکدیتی ہے، اور بعض ادویات ایسی ہیں جو حیض کو مؤخر کر دیتی ہیں، یعنی جب تک اس دوا کو استعمال کیا جائے حیض نہیں آئیگا، اور جب استعمال ترک کیا جائے تو دوسرے یا تیسرے روز حیض آجاتا ہے، تو شرعاً اس قسم کی دوائیں استعمال کرنا رمضان میں یا ایام حج میں جائز ہیں یا نہیں؟ نیز مؤخر الذکر دوا کو حیض آجانے کے بعد کسی نے استعمال کر کے حیض کو روکدیا تو وہ طاہرہ شمار ہوگی یا نہیں؟

(۲) ایک عورت نے ایسے وقت تمتع کا احرام باندھا کہ مکہ پہنچ کر طواف عمرہ سے قبل حائضہ ہوگئی، اور ۹/ ذی الحجہ سے پہلے پاک نہیں ہوسکتی تو اب اس کو حج کے احرام کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

(۳) ابتداء طواف میں یا درمیانی اشواط میں جب حجر اسود کا استلام کرے اس وقت

[1] شامی ص ۱۸۰/ کتاب الحج، مطلب فی دخول مكة، (مكتبه رشيديه كوئٹه) مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۲۰۳، فصل فی كيفية تركيب افعال الحج، مجمع الانهر ص ۴۰۰/۱، كتاب الحج، فصل ثانی، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

تقبیل ہتھیلی کی ہے یا ظاہر ابہام کی، نیز درمیانی اشواط میں استلام کے وقت قدم کو مع سینہ کے کعبہ کی طرف گھمانا چاہیے یا صرف سینہ کو گھمانا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) رمضان المبارک کی خاطر حیض کو روکنے کی ضرورت نہیں، جتنے ایام حیض آیا ہو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء بعد میں کردے[۱]، البتہ حج کے موقع پر اگر حیض کی وجہ سے طواف رکن میں تاخیر ہوئی اور جہاز کا نمبر نکل گیا ٹھہرنا دشوار ہو، سارے قافلہ کا رکنا دشوار ہو تو ایسی حالت میں وہ دوا استعمال کرلی جائے، اور جب حیض جاری ہوگا اپنی عادت کے موافق جاری ہو یا دوا کے ذریعہ روکنے کے بعد جاری ہو تو عورت حائضہ ہوگی، اس پر حیض کے احکام جاری ہونگے، جب حیض کو روک دیا گیا تو وہ طاہر ہے ہی[۲]۔

(۲) وہ عمرہ ترک کردے اور حج کا احرام باندھ کر ارکان حج ادا کرے پھر بعد میں عمرہ کی قضا کرے[۳]۔

---

[۱] منها ان یحرم علیهما الصوم فتقضیانه (عالمگیری، ج ۱/ص ۳۸/)الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضة مطبوعه کوئٹه. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۱۱۳، ۱۱۷، باب الحیض والنفاس، حلبی کبیر ۷۸، فصل فی التیمم، مطوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مانع حیض دواء حیض جاری ہونے سے پہلے استعمال کی ہو اگر حیض جاری ہونے کے بعد دواء کے ذریعہ حیض روک لیا اور طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آ گیا تو یہ طہر متخلل کے حکم میں ہے اور جب اس نے حالت حیض میں طواف کیا ہے تو اس پر بدنہ واجب ہوگا۔ لو انقطع دمها بدواء اولا او لم ینقطع فاغتسلت اولا وطافت ثم عاد دمها فی ایام عادتها یصح طوافها ولزمها بدنة الخ، غنیة الناسک ص ۱۴۶، المطلب الاول فی ترک الواجب، مطبوعه خیریه میرٹھ، (ابو القاسم)

[۳] ولو لم یطف لعمرته او طاف لها اقله ولو بعذر کحیض مثلا حتی وقف بعرفة ارتفضت عمرته وان لم ینوا الرفض لانه تعذر علیه اداء ها الی قوله وعلیه قضاء ها بعد ایام التشریق ودم لرفضها (غنیة الناسک قدیم، ج/ ص ۱۱۰/)(فصل فی صفة القران المسنون) مطبوعه خیریه میرٹھ.

(۳) دونوں ہاتھ حجرا سود پر رکھ کران کے درمیان حجرا سود کی تقبیل کی جاتی ہے، اگر اس کا موقع نہ ہوتو دونوں ہاتھ حجرا سود کی طرف کر کے پھر ہتھیلی کی تقبیل کرلی جائے، ابہام کی نہیں[1] جس وقت اثناء طواف میں حجرا سود کا استلام کیا جائے، تو پیراورسینہ سب حجرا سود کی طرف ہوں پھراسی جگہ کھڑے کھڑے پیروں کا اورسینہ کا رخ بدل کر بیت اللہ کو بائیں طرف کرلیا جائے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

میزاب رحمت کے نیچے دیوار کا التزام

سوال:۔ حطیم میں بیت اللہ شریف کی دیوار جو میزاب رحمت کے نیچے ہے اسکا بھی التزام جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے حضرات اس کو مشروع کہتے ہیں۔ بحوالہ قرۃ العین، ص ۲۳۶ ؟؟

---

[1] وتفسير الاستلام عندالفقهاء وضع الكفين على الحجر وتقبيله اومسحه بالكف وتقبيله كبير وتقبيله ولوبغير استلام (غنية الناسک ص۶۳ ؍) فصل واما سنن الطواف، مطبوعه خيريه ميرٹھ. البحر الرائق كوئٹه ص ۳۲۶/۲، كتاب الحج، باب الاحرام، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۲۵/۱، الفصل الخامس فى كيفية اداء الحج.

[2] وكيفية الطواف ان يحاذى بجميعه جميع الحجر الاسود فلايصح طوافه حتى يمر بجميع بدنه على جميع الحجر الاسود بان يستقبل البيت الى قوله فاذا نفصل بعد فراغه من الاستلام ومشى فقد حاذى جميع الحجر بجميع شقه الايسر حين مروره عليه (غنية الناسک قديم ،ص ۶۴ ؍ فصل واما سنن الطواف) مطبوعه خيريه ميرٹھ، البحر الرائق كوئٹه ۳۲۸/۲، باب الاحرام، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۲۵/۱، الباب الخامس فى كيفية افعال الحج.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

میزاب رحمت کے نیچے حطیم میں دعا مقبول ہونا قوی ہے کتب فقہ میں منقول ہے[۱] مگر اس جگہ کا التزام اس طرح منقول نہیں ترک احوط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مقامات اجابت

سوال: ۔حج میں کون کون سے خاص مقامات ہیں جہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ملتزم کے پاس ،تحت المیزاب ، بیت اللہ میں ،زمزم پیتے وقت ، مقام ابراہیم کے پیچھے، صفا مروہ پر، سعی میں ،عرفات میں ،مزدلفہ میں ،رمی کے وقت بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت[۲]۔البحر الرائق ،ج ۲/ص ۳۷۸/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وزادغیره وعند روية البيت وفي الحطيم لكن الثاني هوتحت الميزاب البحرالرائق ج۲/ص ۳۵۲/ آخر باب الاحرام، مطبوعه كوئٹه، درمختار مع الشامي زكريا ص ۳/۵۲۴، كتاب الحج، مطلب في اجابة الدعاء، منحة الخالق على هامش البحر ص ۲/۳۵۱، كتاب الحج، اواخر باب الاحرام، مطبوعه كوئٹه.

[۲] في الطواف وعند الملتزم وتحت الميزاب وفي البيت وعند زمزم وخلف المقام وعلى الصفا وعلى المروة وفي السعي وفي عرفات وفي مزدلفة وفي منى وعند الجمرات الثلاثة وزاد غيره وعند رؤية البيت وفي الحطيم الخ ،البحرالرائق ج۲/ص ۳۵۲/ آخرباب الاحرام. مطبوعه كوئٹه، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۳/۵۲۴، كتاب الحج، مطلب في اجابة الدعاء، غنية الناسك ص ۶۵، تنبيه في اماكن الاجابة، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

غلاف کعبہ کو پھاڑ توڑ کر لانا

سوال:۔ حاجی لوگ حج کرنے جاتے ہیں، اور بہت سامان لاتے ہیں ضرورت کے علاوہ بھی، اور بعض غلافِ کعبہ کو توڑ کر لاتے ہیں، اور بعض پھاڑ کر لاتے ہیں، یہ افعال جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

غلاف کعبہ کو توڑ کر نوچ کر لانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی بزرگ کے بدن پر کرتا ہو اور اس کو توڑ کر نوچ کر لانا یہ سخت بے ادبی ہے ہرگز اس کی اجازت نہیں، علاوہ ازیں وہ وقف کا مال بھی ہے، بلا اذنِ واقف ومتولی اس کے لینے کا کسی کو حق نہیں، اگر کوئی کنکر یا پتھری معمولی طور پر تبرک کی نیت سے لے آئے تو اسکی گنجائش ہے[۱] جس سامان کے لانے کی قانوناً اجازت نہیں، اس کو لانا آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔[۲] فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۱۰/۲۴ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۱۰/۲۴ھ

---

۱ ولابأس باخراج حجارة الحرم وترابه الى الحل عندنا (الیٰ قوله) ولا ياخذ شيئاً من استار الكعبة وماسقط منهايصرف الیٰ الفقراء الخ عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۲۶۴/ الباب السابع عشر فى النذر بالحج، قبيل خاتمه فى زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم . لايجوز قطع شئ من كسوة الكعبة ولا نقله، ولابيعه، ولا شراؤه ولا وضعه فى اوراق المصحف، ومن حمل شيئاً من ذالک فعليه رده (الى قوله) او على ان اصل الكسوة من الاقاف فيعمل على وقف شرط الواقف وليس فيه التصرف ولا لغيره، مناسک الملا على القارى، باب المتفرقات ص۴۹۵-۴۹۶، مطبوعه کراچی.

۲ لاينبغى للمؤمن ان يذل نفسه الحديث،ترمذى شريف، ج ۲/ص ۵۰/ کتاب الفتن(مطبوعه رشيديه دهلى)



باب یازدہم : زیارتِ مدینہ

گنبد خضراء کو دیکھتے ہی صلوٰۃ وسلام

سوال:۔ بہار شریعت حصہ ششم، ص ۱۷۱/ میں ہے شہر میں خواہ شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک نظر پڑے فوراً دست بستہ اُدھر منہ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں، ہاں درود میں زیادتی مناسب ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زیارت روضۂ پاک علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ادب

سوال:۔ بہار شریعت ششم، ص ۱۶۷/ میں ہیکہ امام محمد بن الحاج مکی مدخل میں اور امام محمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دینؒ فرماتے ہیں ''لافرق بین موته و حیاتهٖ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ینبغی لمن قصد زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکثر الصلوة علیه فانه یسمعها وتبلغ الیه، وفضلها اشهر من ان یذکر، فاذا عاین حیطان المدینة المنورة یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۱۲، فصل فی زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعه مصری، مجمع الانهر ص ۴۶۳/ ۱، کتاب الحج، من المهمات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. فتح القدیر ج۳/ص ۱۸۰/ المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم، مطبوعه دارالفکر بیروت.

اعنی فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذٰلک عندهم جلی لاخفاء فیه انتهیٰ[1]''

کیا مدخل اور مواہب لدنیہ میں یہ لکھا ہے اور یہ کتابیں معتبر ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے، مفصل جواب مرحمت ہو ضرورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بہار شریعت یہاں موجود نہیں معلوم نہیں کہ اس میں اس عبارت سے کیا استدلال کیا ہے، یہ عبارت مدخل، ج۱ر ص۲۵۹[1] میں موجود ہے اسی طرح مواہب لدنیہ[2] ج۲ر ص۵۰۸ میں ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہو، ظاہری احترام کے ساتھ قلب کی بھی نگہداشت رکھے کہ کوئی خیال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گرامی کے خلاف نہ آنے پائے، غرض جس طرح آپ کی حیات میں آداب ظاہری و باطنی کی رعایت ضروری سمجھی جاتی ہے، اسی طرح مزار مبارک پر حاضری کے وقت بھی ضروری سمجھے، کیونکہ آپ کی حیات برزخی قوی دلائل سے موجود و ثابت ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مجھ پر پاس کھڑا ہو کر درود بھیجتا ہے، میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے بھیجا جاتا ہے، وہ مجھ کو سنایا جاتا ہے[3]، آپ ﷺ کی حیات میں منافقین جب حاضر

---

[1] مدخل ج ۱ / ص ۲۵۹ / (مطبوعه مصر، فصل فی زیارة سید الاولین والآخرین.

[2] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة ص۱۹۵ /۱۲، الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف ومسجده المنیف، مطبوعه عباس احمد الباز مکة المکرمة.

[3] عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عندی قبری سمعته ومن صلی علی نائیاً ابلغته،مشکوٰة شریف ،ص ۸۷/ باب الصلوٰة علی النبی وفضلها، الفصل الثالث.

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس آکر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں، جو مجھ پر درود دور سے پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

ہوتے تھے، توبسا اوقات آپ ﷺ کووحی کے ذریعہ نفاق پر اطلاع ہوجاتی تھی،[۱] اسی طرح اگر مزار مبارک پر خلاف شان اقدس کوئی خیال کیا جائے تو کیا عجب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر بھی مطلع فرمادیں، بعض روایات میں وارد ہے کہ امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں، اگر وہاں حاضر ہونے والوں کے عزائم وخواطر بھی پیش کردیئے جائیں تو کیا استبعاد ہے، مدخل کی عبارت اس سے پہلے یہ ہے ”ویحتاج الیٰ الادب الکلی فی زیارته علیه الصلوٰة والسلام وقد قال علمائنا رحمة اللّٰه علیهم ان الزائر یشعر نفسه بانه واقف بین یدیه علیه الصلوة والسلام کما هو فی حیاته الخ.[۲]

تنبیه:۔صاحب مدخل[۳] مذہباً مالکی ہیں اور صاحب مواہب لدنیہ شافعی المذ[۴]ہب ہیں اور مجموعی حیثیت سے دونوں کتابیں مالکیہ وشافعیہ کے یہاں معتبر ہیں لیکن مذہب اور

---

۱ قال الامام احمد حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن سلمة بن عیاض عن ابیه عن ابی مسعود وعقبة بن عمرو ؓ قال خطبنا رسول اللّٰه ﷺ خطبة فحمد اللّٰه واثنی علیه ثم قال ان منکم منافقین فمن سمیت فلیقم ثم قال قم یافلان ثم یافلان ثم یافلان حتی سمی ستة وثلاثین رجلاً الخ (مسند احمد ج۵/ص۲۷۳، حدیث ابی مسعود عقبة بن عمرو الانصاری ؓ، مطبوعه دارالفکر بیروت) تفسیر ابن کثیر ص۲۷۷/۴/ (مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، سوره محمد تحت آیت ۳۳/

۲ المدخل لابن الحاج ص۲۵۸/۱، فصل زیارة سید الاولین والآخرین صلی اللّٰه علیه وسلم، مطبوع المصریة بالازهر.

۳ مدخل للامام ابن الحاج ابی عبداللّٰه محمدبن محمد بن العبدری الفاسی المالکی المتوفی ۷۳۷/ سبع ثلاثین وسبعمائة،قال ابن حجر هو کثیر الفوائد کشف فیه عن معائب وبدع یفعلها الناس ویتساهلون فیها واکثر ها مماینکر ویقبضها ممایحتمل.(کشف الظنون ج۲/ ص۱۶۴۳/ مدخل الشرع الشریف علی المذهب الاربعة، طبع دارالفکر)

۴ وهو احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد القسطلانی القتیبی المصری الشافعی...... توفی لیلة الجمعة بالقاهرة سابع محرم سنة ثلاث وعشرین وتسع مائة (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه ،ج ۱/ص۳/ طبع بیروت، کشف الظنون ج۲/ ص۱۸۹۶، مطبوعه دارالفکر بیروت،

فتویٰ کی کتابیں نہیں ہیں، بلکہ سیرت اور آداب کی حیثیت رکھتی ہیں پس جب مذہب اور فتویٰ سے ٹکرائیں گی تو ان کو دونوں مذہب والے چھوڑ دیں گے، اور فتویٰ اور مذہب کی کتابوں پر عمل کریں گے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲/ ذی الحجہ ۵۷ھ

عورتوں کیلئے روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت

سوال:۔ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت منع ہے، تو کیا روضۂ اطہر پر بھی جانا عورتوں کو منع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

منع نہیں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں

سوال:۔ آیا مسجد نبوی میں ۴۰/ وقت کی نمازیں تواتر کے ساتھ ضروری ہیں یا نہیں،

---

[1] هل تستحب زيارة قبره ﷺ للنساء الصحيح نعم بلاكراهة بشروطها (شامی نعمانيه، ج ۲/ص ۲۵۷/) مطبوعه زكريا، ج ۴/ص ۵۴/ باب الهدى، مطلب فی تفضيل قبره المكرم ﷺ. ارشاد السارى الى مناسك الملا على القارى ص ۳۳۴، باب زيارة سيد المرسلين، مطبوعه مصرى، غنية الناسك ص ۲۰۱، خاتمه فی زيارة قبر سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

اگر کسی سبب سے تو اتر ختم ہوگیا تو پھر پوری کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

چالیس نمازیں ادا کرنے پر جو وعدہ ہے وہ مسلسل پر ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

حرمین میں پہلے کہاں جائے

سوال:۔ حج اور زیارت کے لئے ایک شخص گیا اب اس کو پہلے مدینہ طیبہ کی حاضری بہتر ہے یا پہلے حج کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر یہ پہلا حج ہے تو پہلے مکہ معظّمہ جانا افضل ہے ورنہ پہلے مدینہ طیبہ کی حاضری افضل ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] من صلى فى مسجدى اربعين صلوٰة لاتفوته صلوٰة كتب له براءة من النار وبراءة من العذاب وبراءة من النفاق. جمع الفوائد ج ۱/ص ۳۰۳/باب ماجاء فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وزيارته.

ترجمہ:۔ جوشخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے کوئی نماز فوت نہ ہو اس کے لئے جہنم سے براءت، عذاب سے براءت اور نفاق سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔

[۲] ويبدأ بالحج فرضاً ويخير لونفلا. الدرالمختار على الرد ،ص۲۵۷/ مكتبه نعمانيه . (مطبوعه زكريا ، ج۴/ص ۵۴/ باب الهدى، مطلب فى تفضيل قبره المكرم ﷺ. طحطاوى على المراقى ص ۲۱۲ ، كتاب الحج، فصل فى زيارة النبى ﷺ، مطبوعه مصرى، غنية الناسک ص ۲۰۱ ، خاتمه فى زيارة قبر سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، مطبوعه خيريه ميرٹھ.

سفر مدینہ کی نیت

سوال:۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کے وقت مسجد نبوی کی زیارت کے قصد سے سفر کرے یا روضۂ اطہر کی زیارت کا قصد مقدم ہونا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

روضۂ اطہر کی زیارت کا قصد مقدم رکھے، طحطاوی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

مدینہ منورہ کے حدود حرم کیا ہیں؟

سوال:۔ حرم مدینہ منورہ کے حدود کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حنفیہ کے نزدیک مدینہ منورہ کا حرم نہیں، وہاں کا شکار وغیرہ درست ہے۔ **ولیس للمدینة المنورة حرم عندنا فیجوز الاصطیاد فیها وقطع حشیشها ورعیه اھ شرنبلالیه**[2] ج ۱/ص ۲۵۳/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جواب صحیح ہے سعید احمد غفرلہٗ خادم دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/ربیع الثانی ۵۵ھ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۴/۵۵ھ

---

[1] **الاولی فی الزیارة تجرید النیة لزیارة قبرہ صلی اللہ ﷺ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۱۲/ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر، فصل فی زیارت النبی صلی اللہ علیه وسلم، شامی زکریا ص ۴/۵۴، باب الهدی، مطلب فی تفضیل قبرہ المکرم ﷺ، فتح القدیر ص ۳/۱۸۰، خاتمة، المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی ﷺ، مطبوعه دار الفکر بیروت.**

[2] **شامی زکریا ج۴/ص ۵۲/ باب الهدی، کتاب الحج.**

ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا

سوال:۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر کھڑے ہوکر ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو زید قطعاً حرام کہتا ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے؟ اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بعض حضرات اکابر نے اس موقع پر نماز کی طرح ہاتھ باندھنے کو منع فرمایا ہے، مگر دوسرے بعض اکابر نے اس کو آداب میں شمار کیا ہے، چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "ودروقت سلام آنحضرت ووقوف درآں جناب باعظمت دست راست رابر دست چپ نہند چنانچہ درحالت نماز کنند کرمانی کہ ازعلمائے حنفیہ است تصریح بایں معنی کردہ است[1]۔ جذب القلوب[2]، ص ۲۱۷؍ لہٰذا اس میں تشدد نہیں چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرنے کے وقت اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں وقوف کے وقت باعظمت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے جیسا کہ نماز کی حالت میں کرتے ہیں، کرمانی نے جو علمائے حنفیہ میں سے ہیں اس معنی کی تصریح کی ہے۔

[2] جذب القلوب، ص ۲۱۷؍ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ۔



باب دوازدہم: حج کے متفرق مسائل

حالت حیض میں حرم شریف کی نماز اور صلوٰۃ وسلام

سوال:۔ اسی طرح مکۃ المکرّمہ میں یا مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں عورت یا جوان لڑکی کو حیض شروع ہوگیا، عزت وآبرو کی وجہ سے مرد اپنی بیوی یا اپنی لڑکی کو تنہا قیام گاہ پر نہیں چھوڑنا چاہتا ہے، اور وقت کم ہوتا ہے، خود حرم شریف میں جا کر نمازیں ادا کرنا چاہتا ہے، طواف کرنا چاہتا ہے، اور مدینہ منورہ میں نمازیں ادا کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنا چاہتا ہے، بعض عورتیں ایسی عورتوں کو مشورہ دیتی ہیں، کہ کسی سے کہو نہیں نمازیں بھی پڑھو طواف بھی کرو، سلام بھی عرض کرو، یہ تو صریحاً گناہ ہے، مگر ایسی مجبوری میں مرد اپنی بیوی کو اور لڑکی کو حیض کی حالت میں حرم شریف میں اور مسجد نبوی میں کسی ایک جگہ لا کر بیٹھا دے تاکہ وہ خاموش بیٹھے بیٹھے توبہ استغفار کرے، درود شریف پڑھتی رہے نمازیں ادا نہیں کرے اور نہ طواف کرے تو کیا ایسے کرنے میں بوجہ مجبوری کوئی گناہ نہیں، جب مرد مسجد سے یا حرم شریف سے باہر نکلے تو بیوی کو ساتھ لے لے اور کیا بوجہ مجبوری حضور اکرم صلی اللہ عیہ وسلم پر سلام بھی عرض کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مسجد میں داخل نہ کیا جائے[1] مسجد کے متصل خارج مسجد بیٹھا دے تاکہ وہ تسبیح واستغفار میں

---

[1] ویحرم بالحیض والنفاس دخول مسجد شمل الکعبۃ الی قولہ ویحرم بھما الطواف بالکعبۃ، طحطاوی مع المراقی ص ۱۱۵، باب الحیض والنفاس والاستحاضۃ، مطبوعہ مصر. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱/۴۸۶، کتاب الطھارۃ، باب الحیض مطلب لو افتیٰ مفت بشیٔ، النھر الفائق ص ۱/۱۳۱، باب الحیض، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

مشغول رہے، صلوٰۃ وسلام بھی وہیں پڑھتی رہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حج کو جاتے وقت والد، والدہ، بیوی کس کو ساتھ لیجائے

سوال:۔ میں حج کو جارہاہوں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ میں اپنی والدہ، بیوی، اور والد میں سے کس کو اپنے ہمراہ لے جانے کا پہلے حق حاصل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

والدہ صاحبہ کو اپنے ساتھ لیجائیں، تو بہتر ہے، خدا جانے پھر ان کو ساتھ جانے کے لئے محرم میسر آئے یا نہ آئے، ویسے آپ والد صاحب اور اہلیہ میں سے جس کو دل چاہے ساتھ لے جاسکتے ہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۱۹۱ھ

ایک محرم دوسرے محرم کا سر مونڈے حلال کرنے کیلئے

سوال:۔ حج میں سر منڈانا ضروری ہے، اس وقت اگر کوئی حاجی جو ابھی حلال نہیں ہوا

---

[1] ولا بأس لحائض وجنب بقراء ة ادعية ومسها وذكر الله تالیٰ وتسبيح، الدرالمختار ص۴۸۸/۱، كتاب الصلوة، باب الحيض، اعلاء السنن ص۲۶۷/۱، باب ان الحائض والنفساء والجنب لا يقرؤن شيئاً من القرآن، مطبوعه ادارة القرآن كراچی، طحطاوی مع المراقی ص۱۱۴، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، مطبوعه مصر، وتترك غير موكدة ومسجد اوجماعة الخ درمختار ج۱/ص۲۸۸/ مبحث فی مسائل المتحيرة ج۲/ص۱۵۷/ مطلب فی طواف الزيارة.

[2] وفی شرح مسلم للنووی فيه الحث على برالاقارب وان الام احقهم بذالک ثم بعد ها الا ب ثم الاقرب فالاقرب قالو اوسبب تقديم الام كثرة تعبها عليه وشفقتها وخدمتها الخ مرقاة ج۹/ص۱۹۰/ كتاب الآداب، باب البر والصلة. مطبوعه امداديه ملتان.

ہے، کسی محرم کا سر مونڈے تو کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

احرام سے حلال کرنے کیلئے ایک محرم دوسرے محرم کا سر مونڈے تو کوئی حرج نہیں[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹۲/۲/۲۳ھ

حج سے آنے والے کے ساتھ معانقہ اور دست بوسی

سوال:۔ یہاں پر جب لوگ حج کر کے آتے ہیں تو مرد عورت سب ہی لوگ ان کے گلے ملتے ہیں، اوران کے ہاتھوں کو اور کندھوں کو بوسہ دیتے ہیں، کیا جائز ودرست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس قصد سے کہ کوئی شخص مکہ مکرمہ سے آرہا ہے، اس کی تعظیم اور محبت کی خاطر ہاتھوں کو چومنا درست ہے[۲]، معانقہ کی بھی اجازت ہے[۳]، مگر عورت کو نامحرم کے ساتھ یہ معاملہ درست

---

[۱] ولو ازال الشعرة بالنورة او الحرق او النتف بيده او اسنانه بفعله اوبفعل غيره اجزا عن الحلق، غنية الناسک، ص۹۳/ فصل فی الحلق، مطبوعه خيريه ميرٹھ، شامی کراچی ص ۲/۵۲۶، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة.

[۲] وان قبل يدغير العالم وغيرالسلطان العادل ان ارادبه تعظيم المسلم واکرامه فلاباس به عالمگيری، ج۴/ص ۱۱۹/ (مکتبه رحيميه، کتاب الکراهية. الباب الثامن والعشرون. مرقاة ص ۹/۷۶، کتاب الآداب، باب المعانقة والمصافحة، مطبوعه امداديه ملتان، شامی کراچی ص ۶/۳۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغيره.

[۳] وقال ابويوسفؒ لا بأس بالتقبيل والمعانقة فی ازارواحد فان کانت المعانقة فوق قميص اوجبة اوکانت القبلة علی وجه المبرة دون الشهوة جاز عندالکل کذافی فتاویٰ قاضی خاں عالمگيری ص ۴/۱۱۹، کتاب الکراهية،الباب الثامن والعشرون. مطبوعه رحيميه ديوبند، شامی کراچی ص ۶/۳۸۱، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء.

نہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/۹۲ھ

عورتوں کے لئے اپنی قیامگاہ پر نماز پڑھنا بنسبت حرم کے بہتر ہے

سوال:۔عورتیں نمازوں کیلئے حرم شریف میں جاویں یا اپنی قیامگاہ پر پڑھیں افضل کیا ہے سمجھ میں یہ آتا ہیکہ صبح اور عشاء حرم میں پڑھیں کیوں کہ اندھیرے کی وجہ سے پردہ بھی ہے اور حرم میں آنے جانے میں سہولت بھی ہے اول وقت چلی جائیں اور آخر میں باہر آئیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ان کو مکان پر نماز پڑھنا بہتر ہے، ہر نماز کا یہی حکم ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غیر مسلموں کا حرم میں داخلہ کیوں ممنوع ہے

سوال:۔مکہ مکرمہ میں غیر مسلموں کو داخل کیوں نہیں ہونے دیتے جب کہ ہمارے

---

[1] ولاتمس شیئاً منہ اذ کان احد ھما شاباً فی حد الشھوۃ وان امنا علی انفسھما الشھوۃ عالمگیری ،ج۴/ص۷ ۹/ (مکتبہ رحیمیہ) کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن، وما حل نظرہ حل لمسہ الا من اجنبیۃ فلا یحل مس وجھھا وکفھا وان امن الشھوۃ لانہ اغلظ، الدرمع الشامی کراچی ص۳۶۷/۶، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس.

[2] وکذا ھی (المضاعفۃ) فی حق الرجال دون النساء کماحققہ فی الفتح، غنیۃ الناسک ص۷۶/ مطلب فی مضاعفۃ الصلوۃ فی المسجد الحرام، مطبوعہ خیریہ میرتھ.

ہندوستان میں مسلمان اور ہندو ملکر رہتے ہیں اور تمام ہندو لوگ مسلمان پیروں کی زیارت پر جاتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

شاہی دربار میں وہی جاسکتا ہے جس کے پاس شاہی پروانہ ہو، دوسرا شخص نہیں جاسکتا، شاہی پروانہ ہے ایمان جس کی علامت ہے کلمہ "لَااِلٰهَ اِلّاَاللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه" ہندو بھی اپنے مخصوص اور متبرک مقامات میں دوسروں کو آنے کی اجازت نہیں دیتے، بعض تیرتھ ایسے ہیں کہ وہاں کوئی غیر ہندو غسل (اسنان) نہیں کرسکتا نہ عام مساجد کے یہ حال ہیں نہ عام مندروں کے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۱۴۰۰ھ

بذریعہ بس سفر حج مزارات کی زیارت کرتے ہوئے

سوال:۔ سیاست اخبار مورخہ ۲/دسمبر ۶۰ھ میں سفر حج کا جو طریقہ درج ہے کیا شرع شریف میں اس طریقہ سے حج بیت اللہ شریف جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

کانپور سے اجمیر شریف تک کا ٹکٹ خرید کر اس کے ذریعہ دہلی، اجمیر، آگرہ، جے پور، فتح پور، سیکری، بمبئی، بصرہ، بغداد، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین شریف، کوفہ، بیت المقدس، جدہ، مکہ معظّمہ، طائف شریف، مدینہ منورہ کی زیارت بہت سستی اور آسان ہے،

---

[1] والسر فی حرم مكة والمدينة ان لكل شئ تعظيماً وتعظيم البقاع ان لا يتعرض لما فيها بسوءٍ واصله مأخوذ من حمى الملوك وحلة بلادهم فانه كان انقياد القوم لهم وتعظيمهم اياهم مساوقاً لمؤاخذة انفسهم ان لايتعرضوا الخ حجة الله البالغة ص ۲/۶۱، امور تتعلق بالحج، مطبوعه مصرى.

بظاہر تو بہت بڑے کارِ خیر کا دروازہ کھول کر شائقین حج وزیارت پر احسان عظیم کیا گیا ہے، بہت سے مسلمان روپیہ کی کمی کیوجہ سے محروم تھے، اب انکو بھی آسانی ہوگی، غالباً اس اعلان پر بے شمار ٹکٹ خریدے جائیں گے، اور بے شمار روپیہ بھی جمع ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کتنے خوش نصیب ایسے ہوں گے جن کا ٹکٹ برآمد ہوگا، اور کتنے ایسے ہوں گے جنکے ارمانوں پر پانی پھر جائے گا، اور حسرتیں خاک میں مل جائیں گی، یہ درحقیقت جوا اور قمار ہے[1]، جیسے قسم قسم کے معمے حل کرنے کیلئے دفتر کھلے ہوئے ہیں، اور لاٹری کے ذریعہ کاروبار کئے جارہے ہیں، اسی کا شعبہ یہ بھی کھولا گیا ہے، اسی کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کی زیارت کا وعدہ کر کے اہل تشیع کو دعوت دی گئی ہے اہل سنت والجماعۃ کو بھی ان کے خصوصی مذہبی شعار میں شرکت کا موقع مل سکے گا، تاکہ یہ بیچارے تعزیہ داری اور ماتم ہی پر قناعت نہ کریں، بلکہ قدم آگے بھی بڑھائیں، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کی شرکت کو تو اس میں اصل ہی قرار دیا گیا ہے، کہ جو بیچارے بزرگان دین کے مزارات کی زیارت مسنونہ پر کفایت کرتے اور مشروع طریق پر ایصال ثواب کر لیتے تھے، وہ طواف اور سجدہ مزار شریف سے بھی نہ بچ سکیں گے، اور وہاں کی ہر قسم کی خرافات وشرکیات سے برابر کے شریک ہوجائیں گے، سیر وتفریح کے دیگر مقامات بھی دکھائے جائیں گے، غرض محض حج وزیارت کی نیت سے یہ سفر اصالۃ نہ ہوسکے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] القمار من القمر الذی یزداد تارۃ وینقص اخری لان کل واحد من المقارین ممن یجوز ان یذهب مالهٗ الی صاحبه ویجوز ان یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص (شامی زکریا ج ۹/ص ۵۷۸/ فصل فی البیع، باب الاستبراء، کتاب الحظر والاباحة.

[2] سفر حج سیاحت کی نیت سے بھی پاک کرنا چاہئے جیسے تجارت کی نیت سے خالص کرنا چاہئے۔

مستفاد: وتجرید السفر من التجارة احسن (عالمگیری ج ۱/ص ۲۲۰/ الباب الاول، کتاب الحج. واما آدابه، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، البحر الرائق ص ۳۰۹/۲، اول کتاب الحج، مطبوعه سعید کراچی، النهر الفائق ص ۲/۵۲، اول کتاب الحج، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

کیا ہر حج میں نولاکھ نوہزار نوسوننانوے آدمی شریک ہوتے ہیں

سوال:۔ عوام میں یہ بھی مشہور ہے کعبۃ اللہ کا جب حج ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ نولاکھ نوے ہزار نوسوننانوے (999999) آدمی اس میں شامل ہوتے ہیں، اگر کمی ہوتی ہے تو فرشتے پوری کردیتے ہیں، آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ عدد میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

منجاء پر وقوف شعارِ روافض ہے

سوال:۔ اسی طرح مکان منجاء جو کہ پشت کعبہ میں رکن یمانی سے بائیں طرف چار ہاتھ کی مقدار تک ہے اس کا التزام بھی مکروہ ہے، اگرچہ ایسا کرنا روافض کا شعار ہوگیا ہے، وہ اس جگہ دعا کے لئے وقوف کرتے ہیں، بہرحال جائز تو ہے اور اکثر کے علم میں نہیں ہے کہ یہ روافض کا شعار ہے، لہٰذا کیا ہم حنفی اس جگہ التزام بلاکراہیت کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جو امر فی نفسہ مندوب ہو مگر وہ روافض کا شعار بن جائے، تو اس سے بھی اجتناب چاہئے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ان کل سنة تکون شعاراً اهل البدعة ترکها اولیٰ، مرقاة ج۴/ص ۶۳/ باب المشی بالجنازة والصلوة علیها، الفصل الثالث، کل سنة تکون شعاراً اهل البدعة الخ، مطبوعه امدادیه ملتان.

نوٹ پر کمیشن

سوال:۔ بعض حاجی دوسرے حاجی کو اپنے ملک کا نوٹ دیکر یہ کہتے ہیں کہ میرے نوٹ کو حج والے نوٹ سے بدل کر اپنے ساتھ سعودیہ عربیہ لیتے چلو وہاں تم مجھ کو دیدینا اور میں تم کو اس کے عوض اتنا کمیشن دوں گا، کیا یہ درست ہے اگر نہیں تو جواز کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ بھی درست نہیں، اپنے نوٹ جس قدر قانون کی اجازت سے ہے بس وہی لیجائے اس سے زیادہ کمیشن دے کر نہ لیجائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی

دارالعلوم دیوبند

حج میں نوٹ کا تبادلہ کمی زیادتی سے

سوال:۔ عام ملکوں کی حکومتوں کا دستور ہے کہ وہاں کی حکومت سعودیہ عربیہ میں حاجیوں کو خرچ کے لئے ایک خاص قسم کا نوٹ دیتی ہے، جو سعودیہ عربیہ میں گراں قیمت پر فروخت ہوتا ہے، تو کیا حج کا سو روپے والا نوٹ اس ملک کے دوسرے نوٹ سے کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا درست ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

وہ نوٹ حکومت سعودیہ عربیہ میں چلانے کے لئے دیا جاتا ہے، اس کو اپنے ملک میں زیادہ

---

[1] ولاتلقوا بایدیکم الیٰ التھلکۃ الایۃ، سورۂ بقرہ آیت: ۱۹۵،

ترجمہ:۔ اپنے آپکو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔

قیمت پر چلانا درست نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

ضلع کے نام سے درخواست حج

سوال:۔ ہمارے یہاں قصبہ شیرکوٹ کے نام سے حج کے لئے پاسپورٹ یا منظوری نہیں ہوتی، اور کسی دوسرے شہر کے نام سے پاسپورٹ یا منظوری ہوجاتی ہے، اب ہمیں کیا کرنا چاہئے، اسکے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگر بجنور سے منظوری ہوجاتی ہے، تو موضع بجنور کا رہنے والا اپنے آپ کو بجنوری کہہ کر بھی درخواست دے سکتا ہے[2] فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۴ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۴ھ

---

[1] کیونکہ قانوناً ایسا کرنا اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ قال تعالیٰ: ولا تلقوا بأیدیکم الی التهلكة الآیة، آیت: ۱۹۵، سورۂ بقرہ.

عن حذیفةؓ قال قال رسول الله ﷺ لا ينبغي للمؤمن ان يذل نفسه قالوا وكيف يذل نفسه؟ قال يتعرض من البلاء لما لا يطيق، ترمذی شریف ص ۲/۵۱، ابواب الفتن، باب بلا ترجمة بعد باب ماجاء في النهي عن سب الرياح، مطبوعه اشرفی دیوبند، مطبوعه رشیدیه دهلی ص ۲/۵۰.

[2] نعم المعاريض تباح بغرض خفيف، شامی ص ۹/۶۱۳، كتاب الحظر والاباحة (فصل في البيع، مطبوعه زكريا ديوبند، احياء العلوم الدين ص ۳/۱۳۷، كتاب آفات اللسان، الآفة الرابعة عشرة الكذب في القول؛ بيان الحذر من الكذب بالمعاريض، مطبوعه مصطفى البابي الحلبي واولادهٗ بمصر.

لڑکی کی حق تلفی کرکے حج

سوال:۔ ۳۷/بیگہ زمین سسرال سے میرے حصہ میں آئی اور ۱۹/بیگہ میرے پاس موروثی ہے، موروثی زمین کا بیس گنا ادا کرر ہاہوں اور ۲۵/سال سے برابر ادا کرر ہاہوں، کل جگہ ۵۶/بیگہ ہے اورسب کے رہائشی مکان الگ الگ بنوا دیئے ہیں، ایک لڑکی تھی اس کی شادی کردی وہ اپنے گھربار کی ہوگئی ہے، زمین سے کوئی حصہ نہیں دیا ہے، اور میرے پاس ۱۴/بیگہ زمین ہردوقسم کی زمینوں کو ملاکر باقی بچی ہے، میں چاہتاہوں کہ ۱۴/بیگہ زمین کو بیچ کرزیارت حج بیت اللہ کرآؤں تو کیا یہ حج میرے لئے جائز ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیا:۔

حج توآپ کا ہوجائے گا لیکن آپ نے لڑکی کو زمین نہیں دی، یہ اس کی حق تلفی ہوئی ہے، حالانکہ جتنی جتنی لڑکوں کودی ہے، اتنی لڑکی کودینا چاہئے تھی، اپنی زندگی میں جب اولادکوبطور عطیہ زمین وغیرہ دی جائے توسب کا حق برابر ہوتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۴/۵ھ

کیا مدینہ منورہ میں بھی عمرہ ہوتا ہے

سوال:۔ کیا مدینہ منورہ میں بھی عمرہ کیا جائے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں کیا جاتا ہے، زید کہتا

---

[1] وروی المعلی عن ابی یوسفؒ انہ لابأس بہ اذالم یقصد بہ الاضرار وان قصد بہ الاضرار سوی بینھم یعطی الابنة مثل مایعطی للابن وعلیہ الفتویٰ ھکذافی فتاویٰ قاضی خان وھو المختار کذافی الظھیریة، عالمگیری ج۳/ص ۳۹۴/ (مکتبہ رحیمیہ) ومطبوعہ زکریا دیوبند ج۴/ص ۳۹۱/ کتاب الھبة، الباب السادس فی الھبة للصغیر. درمختار علی الشامی کراچی ص ۶۹۶/۵، کتاب الھبة، خانیة علی ھامش الھندیة مطبوعہ کوئٹہ ص ۲۷۹/۳، کتاب الھبة، فصل فی ھبة الوالد لولدہ الخ.

ہے مدینہ میں بھی کرنا چاہئے آیا قول زید صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عمرہ میں دو کام کئے جاتے ہیں، ایک طواف بیت اللہ دوسرا کام صفا ومروہ کے درمیان سعی یہ دونوں کام صرف مکہ مکرمہ میں ہوتے ہیں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند

عورتیں فجر کی نماز کہاں پڑھیں
اور
رمی جمرہ عقبہ کس وقت کریں

سوال:۔ عورتیں دسویں کی رمی کس وقت کریں، اور صبح کی نماز کہاں پڑھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

عورتیں فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھیں [2]، اور جمرۃ العقبہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد کریں، زوال کے بعد بھی گنجائش ہے، کوئی عذر ہو تو بعد نماز فجر قبل طلوع شمس بھی کرسکتی

---

[1] وهي في الشرع زيارة البيت والسعي بين الصفا والمروة. عالمگیری ج۶/ص ۱۲۱/ (الباب السادس في العمرة) مطبوعه دارالكتاب ديوبند، البحرالرائق كوئٹه ص ۲/۳۵۹، باب القران، الدارالمختار مع الشامي، مطبوعه زكريا ص ۴۷۵-۴۷۶/۳، كتاب الحج، مطلب احكام العمرة.

[2] وصلى الفجر بغلس لاجل الوقوف ثم وقف بمزدلفة الخ، درمختار على هامش ردالمحتار ص ۳/۵۲۹، قبيل مطلب الوقوف بمزدلفة، مطبوعه زكريا، بحر كوئٹه ص ۲/۳۴۲، باب الاحرام، زيلعي ص ۲/۲۸، كتاب الحج، باب الاحرام، امداديه ملتان،

ہیں[1]۔ کذافی ردالمحتار۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شوہر کے سفر پر جانے سے اگر بیوی بیمار ہوجاتی ہو تو شوہر کیا کرے

سوال:۔ ایک عورت سفر پر شوہر کے باہر جانے سے مریض ہوجاتی ہے، کیا شوہر کا اسے ساتھ لے جانا ضروری ہے یا شوہر کا اس عذر پر نہ جانا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

شوہر اپنی ضروریات کی وجہ سے سفر میں جاسکتا ہے، اگرچہ اسکی بیوی بیمار ہوجاتی ہو، مگر اسکی تیمارداری کا انتظام کرکے جائے، یا سفر میں ساتھ لیجائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۹۱ھ

---

[1] ورمی جمرة العقبة من بطن الوادی الی قوله ووقته من الفجر الی الفجر ویسن من طلوع ذکاء (الشمس) لزوالها ویباح لغروبها ویکره للفجر وکذا یکره قبل طلوع الشمس وهذا عند عدم العذر فلا اساءة برمی الضعفة قبل طلوع الشمس ولا برمی الرعاة لیلاً کما فی الفتح، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۳۴-۵۳۰/۳، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة، غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص ۱۹۱، باب مناسک یوم النحر، فصل فی رمی جمرة العقبة، مطبوعه خیریه میرٹھ.

[2] وکذا ان کرهت خروجه زوجته واولاده اومن سواهم ممن تلزمه نفقته وهو لایخاف الضیعة علیهم فلابأس بان یخرج ومن لاتلزمه نفقته لوکان حاضرا فلا بأس بالخروج مع کراهته وان کان یخاف الضیعة علیهم کذافی المحیط، عالمگیری، ج ۱/ ص ۲۲۱/ کتاب المناسک، الباب الاول فی تفسیر الحج ومما یتصل بذالک مسائل، مطبوعه کوئٹه، وفی الکبیر عن التتمه من علیه الحج ومرضت زوجته لا یکون عذراً عن التخلف فی الحج، غنیة الناسک ص ۲، مقدمه فی تعریف الحج وما یتعلق بفرضیته، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

ہندوستانی کا پاکستانی پاسپورٹ سے حج کرنا

سوال:۔ کوئی شخص ہندوستانی ہے وہ پاکستان سے پاکستانی پاسپورٹ بنواکر حج کو جائے تو حج درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اسکا حج درست ہوجائے گا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

داخلے میں کچھ دینا رشوت ہے

سوال:۔ خدام کعبہ بلا کچھ لئے خانہ کعبہ کے اندر نہیں جانے دیتے تو ایسی صورت میں ان کو کچھ دینا کیسا ہے یہ رشوت تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ رشوت ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مگر یہ دیکھ لے کہ یہ قانونی جرم تو نہیں، اور خلاف ورزی کی وجہ سے کوئی دشواری تو پیش نہیں آئیگی، اس لئے کہ قانونی خلاف ورزی کرکے اپنی عزت وآبرو کو خطرہ میں ڈالنا دانشمندی نہیں، ارشاد خداوندی ہے ”ولا تلقوا بایدیکم الیٰ التهلكة“ الایة. سورۂ بقرہ آیت: ۱۹۵، مگر اس کے باوجود حج ادا ہوجائیگا۔

[2] ویحرم اخذ الاجرة ممن یدخل البیت اویقصد زیارة مقام ابراهیم علیه السلام بلاخلاف بین علماء الاسلام وائمة الانام کما صرح به فی البحر وغیره اھ شامی کراچی ج ۲/ص ۶۲۴/ باب الهدی، مطلب فی دخول البیت، غنية الناسک فی بغية المناسک ص ۴۷، مطلب فی دخول البیت، باب السعی، مطبوعه الخیریة میرٹھ.

حج سے پہلے پہنچنے والا مکہ معظّمہ میں مقیم ہے یا مسافر

سوال:۔ جو شخص یکم ذی الحجہ کو مکہ شریف پہنچے اور بیس روز قیام کی نیت کرے اور حج سے فارغ ہوکر اکیس کو مدینہ طیبہ جانے کا قصد کرے تو وہ شخص قیام مکہ معظّمہ میں نماز پوری پڑھے گا یا قصر کرے گا، ایسا شخص مقیم ہے یا مسافر؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

وہ شخص مقیم نہیں بلکہ مسافر ہے اسکو چاہئے کہ مکہ مکرمہ میں بھی قصر کرے اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں بھی قصر کرے، البتہ اگر مقیم امام کے پیچھے پڑھے گا تو قصر نہیں کریگا، بلکہ اتمام کریگا، جیسا کہ ہر مسافر کا حال ہوتا ہے[۱]۔ البحر الرائق ج ۲/ص ۱۴۳/ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] وذکر فی کتاب المناسک ان الحاج اذا دخل مکة فی ایام العشر ونوی الاقامة نصف شهر لایصح لانه لابدله من الخروج عرفات فلایتحقق الشرط. البحر الرائق، ج۲/ص ۱۳۲/ باب المسافر. حاشیة الشلبی ص ۲۱۲/ ۱، باب المسافر، مطبوعه امدادیه ملتان.

نوٹ:— منیٰ عرفات ومزدلفہ میں قصر واتمام سے متعلق مفتیان کرام کا فتویٰ جو مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں شائع کیا گیا ہے، یہاں افادہ واستفادہ کیلئے درج ہے۔

الاستفتاء:۔ (۱) کیا منیٰ مکۃ المکرّمہ میں داخل ہے یا خارج؟

(۲) کیا منیٰ میں حاجی کو قصر کرنا ہے، یا پوری نماز ہوگی؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق:۔ (۲/۱) عام کتب فقہ میں یہ تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچا اور ۸/ ذی الحجہ تک اس کے پندرہ روز نہیں بنتے تو اس کو قصر نماز ادا کرنی ہوگی، کیونکہ ۸/ تاریخ کو اس کو ہر حال میں مکہ مکرمہ چھوڑنا ہے، لہٰذا اس کا پندرہ روز قیام کا اعتبار نہ ہوگا، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب منیٰ مکہ مکرمہ سے علیحدہ تھا، اب صورتِ حال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی منیٰ سے بھی متجاوز ہو چکی ہے، اور منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک محلّہ ہے، جیسا کہ مقامی حضرات سے تحقیق کرنے......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

رکن یمانی کو دور سے اشارہ نہیں

سوال:۔ رکن یمانی سے دور طواف کے وقت رکن یمانی کو کس کس طرح کیا جائے اشارہ مس کرتے وقت دور سے کیا تکبیر پڑھی جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جائے گا، نہ ہاتھوں کو چوما جائیگا، بلکہ رکن یمانی سے قریب ہونے کی حالت میں بھی اس کو نہیں چوما جائے گا۔

"واستلم الركن اليماني وهو مندوب لكن بلاتقبيل درمختار على هامش الشامي نعمانية، ج۲/ ص ۱۶۹/ وقوله واستلم الركن اليماني اى فى كل شوط والمراد بالاستلام هنالمسه بكفيه اوبيمينه دون يساره بدون تقبيل وسجود عليه ولانيابة عنه بالاشارة العجز عن لمسه للزحمة اھ" (شامی[۱] نعمانية ج۲/ص ۱۶۹/

فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... سے اور مشاہدہ سے معلوم ہوا، اور دونوں کی بلدیہ بھی ایک ہے، لہٰذا اب ۸/ تاریخ نہیں بلکہ ۹/ کا اعتبار ہوگا، نیز اگر حج سے قبل مسافر ہے اور حج کے بعد یعنی ۹/ ذی الحجہ کے بعد اس کو پندرہ روز مکہ مکرمہ میں رہنا ہے، تو ۱۰/ ذی الحجہ کو ظہر کی نماز سے مقیم ہوگا، اور نمازیں پوری ادا کرنا ہونگی، اور جو پہلے سے مقیم ہے وہ تو ہر حال میں منیٰ عرفات، مزدلفہ میں نماز پوری ادا کرے گا، کیونکہ عندالاحناف قصر سفر کی وجہ سے ہے نہ کہ حج کی وجہ سے۔ کتبہ سید محمد علوی دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور۔

تصدیق مفتیان کرام واردین مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ موسم حج ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰۰۰ء

(۱) مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھ (۲) مفتی مشرف علی تھانوی صاحب لاہور (۳) مفتی احمد خانپوری صاحب گجرات (۴) مولانا مبین احمد صاحب ہاپور (۵) مفتی شبیر احمد صاحب مرادآباد (انوار رحمت، ص۷۲)

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [۱] شامی كراچی ص۴۹۸/ ۲/ مطلب فی طواف القدوم، بحر كوئٹه ص ۳۳۰/ ۲، باب الاحرام، مجمع الانهر ص۴۰۳/ ۱، كتاب الحج، فصل فاذا دخل مكة الخ، دارالكتب العلمية بيروت.

حاجی کے گلے میں ہار

سوال:۔ حاجی کے گلے میں لوگ گری اور مکھانے اور کپڑے کے پھولوں ،اور گلاب کے پھولوں کا ہار بنا کر ڈالتے ہیں، گلاب اور گیندے وغیرہ کے ہار پھول حاجی کے اوپر پھینکتے ہیں، یہ سب از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ سب طریقے خلاف سنت ہیں اور غلط قابل ترک ہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

حجاج کے لئے نعرۂ تکبیر اور پھولوں کے ہار

سوال:۔ پندرہ بیس سال سے یہ رواج ہو گیا ہے کہ حجاج کو رخصت کرتے وقت اور واپسی میں ان کے استقبال کے وقت لوگ پھولوں کے ہار ان کے گلے میں ڈالتے ہیں، اور جوش وخروش کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں، زید اس فعل کو بدعت مکروہ اور ریا کاری ونمائش پر محمول کرتے ہوئے ناجائز سمجھتا ہے، اور بکر اسے فعل مباح اور نعرۂ تکبیر کو مستحسن اور بلندی شعائر اسلام سمجھتا ہے دونوں میں کس کا قول صحیح ہے، بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ابتداءً نعرۂ تکبیر بلندی شعائر اسلام کیلئے تجویز ہوا تھا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام

---

[۱] فتاوی رحمیه ص ۱۷۳/۱۰ ، حجاج کرام کی دعوت هدیه کا لین الخ، مطبوعه رحیمیه گجرات، آپ کے مسائل اور انکا حل ص ۱۶۱/۴، حاجیوں کا استقبال کرنا شرعاً کیسا ھے ، طبع کتب خانه نعیمیه دیوبند، انوار مناسک ص ۵۹۵ ، سفر حج میں غلطیوں کی اصلاح، واپسی میں حاجی کی بارات، مطبوعه مرادآباد.

E:\f.m.Fainal\Jild-15\Matafarriqat-e-Haj

قبول کرنا[1]، ابوجہل کا مقتول[2] ہونا، قلعۂ انطاکیہ کا فتح ہونا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی مواقع پر نعرۂ تکبیر کا ثبوت ملتا ہے، مگر اب تو محض نمائش ہی ہے، خاص کر ہندی لوگوں کیلئے بلکہ اکثر مواقع میں لہو ولعب کی صورت ہوجاتی ہے، اس لئے اس سے اجتناب ہی بہتر ہے، پھولوں کا ہار ڈالنا سلف صالحین سے کہیں ثابت نہیں مشرکین اپنے بتوں پر پھول چڑھاتے ہیں اور مبتدعین ان کی حرص میں قبور اور مزارات پر چڑھاتے ہیں، اب ایک قدم اور آگے بڑھا کر زندہ لیڈروں اور عازمین حج یا حجاج پر چڑھانے لگے اس سے زیادہ اور کوئی اس کی اصل معلوم نہیں ہوتی[3]، اگر سونگھنے کیلئے کسی کو پھول یا کوئی اور خوشبو دیجائے تو وہ بہتر ہے، جس کا رد کرنا بھی خلاف سنت ہے۔[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] حدثنی نافع عن ابن عمر قال: لما اسلم عمر بن الخطاب (الی قوله) قلت اشهد ان لااله الا الله وانک رسول الله فكبر المسلمون تكبيرة سمعت بطريق مكة (اسد الغابه ص ٣/٦٤٦، باب العين والميم، عمر ابن الخطاب، مطبوعه دار الفكر بيروت)

[2] عن ابن مسعود قال اتيت رسول الله ﷺ يوم بدر فقلت قد قتلت ابا جهل فقال آالله الذى لا اله الا هو: فقلت الله الذى لااله الا هو مرتين او ثلاثاً قال فقال النبى ﷺ الله اكبر الحمد لله الذى صدق وعده وهزم الاحزاب وحده الخ (البدايه والنهايه ص ٢/٣٢٤، الجز: ٣، مقتل ابى جهل لعنه الله، طبع مكتبه تجاريه مكه مكرمه)

[3] ازدادالعامة اصراراً على هذا العمل الذى لااصل له، تقليد للنصارى حتى صاروا يضعون الزهور على القبور ويتهادون بينهم فيضعها الناس على قبور اقاربهم ومعارفهم تحية لهم ومجالة للاحياء حتى صارت عادةً شبيهة بالرسمية فى المجاملات الدولية (معارف السنن، ج ١/ص ٢٦٦/ باب التشديد فى البول. المكتبة الاشرفية ديوبند)

[4] عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث لاترد الوسائد والدهن واللبن. رواه الترمذى. مشكوٰة شريف، ص ٢٥١/كتاب البيوع، قبل باب اللقطة. مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزوں کو رد نہیں کیا جاتا، تکیے، خوشبو، دودھ۔

حاجی کو رخصت کرنے کیلئے عورتوں کا اسٹیشن جانا

سوال:۔ حج کرنے والے کے پیچھے عورتیں جوان و بوڑھی اسٹیشن پر بھیجنے جاتی ہیں، یہ طریقہ کیا صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:۔

عورتوں کو اس مقصد کے لئے گھر سے نکلنے اور اسٹیشن پر جانے کی ضرورت نہیں ان کو باز آنا چاہئے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

حاجی کا ولیمہ

سوال:۔لوگ حج سے واپس آنے پر اپنے خاندان والوں کی دعوت کرتے ہیں، یہ دعوت اور کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:۔

حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے، اور بہت بڑی نعمت ہے اس کی ادائیگی پر اگر کوئی شخص شکریہ کے طور پر غرباء و مساکین اور اعزہ و احباب کو کھانا کھلائے ، یا کچھ ہدیہ دے تو شرعاً درست ہے، لیکن بعض جگہ اس میں ریا اور فخر کی شان ہوتی ہے[2]، اور گویا کہ اپنے حج کا اعلان

---

[1] ومن منكراتهم ايضاً خروج النساء عند ذهابهم وعند مجيئهم فان الواجب على المرأة قعودها فى بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن الخروج ولواذن لها وخرجت كانا عاصيين مجالس الابرار ص۴۵ ۱ / رقم المجلس: ۲۰.

[2] ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ان اخوف ما اخاف عليم الشرک الاصغر قالوا يا رسول الله وما الشرک الاصغر قال الرياء رواه احمد، (مشكوة شريف ص ۴۵٦، باب الرياء و السمعة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، غنية الناسک ص ۱٦، باب ما ينبغى لمريد الحج، مطبوعه خيريه ميرٹھ)

ہوتا ہے کہ حج کر کے آئے ہیں اور بعض جگہ پر کھانا لازم اور ضروری تصور کیا جاتا ہے[1] حتی کہ اگر اپنے پاس پیسہ نہ ہو تو قرض لے کر کھلایا جاتا ہے، اور بعض دفعہ اس کے لئے سودی قرض لیا جاتا ہے، ایسی صورت میں شریعت کی طرف سے اس کی اجازت نہیں، اس سے پرہیز کیا جائے، اس طرح کھلانے سے بھی اور ایسا کھانا کھانے سے بھی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/ ۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/ ۹۰ھ

حاجی کا خطاب

سوال:۔ حجاج کرام جب حج کر کے واپس لوٹتے ہیں، تو انہیں حاجی کا خطاب دیا جاتا ہے، اور کچھ لوگ خود ہی حاجی لکھنے لگتے ہیں، عوام کو حاجی کے خطاب سے پکارنا درست ہے یا نہیں؟ یہاں لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے بھی حج کئے اور رسول اکرم ﷺ نے ہمیشہ ہی حج کیا، لیکن کہیں بھی حاجی کا خطاب نظر نہیں آتا، شرع سے اسکی تفصیل لکھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاجی کے لفظ سے خطاب نہیں کیا جاتا اور اس کی ضرورت بھی نہیں تھی، اس لئے کہ ان کے مناقب وفضائل بے شمار تھے، اور حج تو وہاں کے مشرک بھی کرتے تھے، ہمارے یہاں جس غریب کے پاس کوئی فضائل ومناقب نہیں اس کو حاجی کہہ کر کچھ تعظیم وتکریم کر لی جائے، تو اس میں مضائقہ نہیں،

---

[1] ان من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال (مرقاة ص ۲/۱۴، باب الدعاء فی التشهد، مطبوعه بمبئی.

[2] آکل الربـاء وكـاسب الحرام اهدی الیه او اضافه وغالب مالهٗ حرام لایقبل ولا یاکل مـالم یخبره ان ...... ذٰلک المال اصله حلال ورثه او استقرضه (فتاویٰ عالمگیری کوئٹه ج۵/ ص ۳۴۳/ کتاب الکراهیة ،باب الهدایا والضیافات)

لیکن حاجی کو اس کا منتظر رہنا یا خواہش مند رہنا یا خود اس کی تشہیر کرنا کہ لوگ مجھے حاجی کہیں یہ زیبا نہیں، وہ اپنے حج کی نمائش ہرگز نہ کرے[1] فقط واللہ وسبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۲۹ ۱۴۰۱ھ

حج کے لئے حیلۂ تملیک

سوال:۔احقر کو میراثی ترکہ سے حصہ ملا ہے، کل تین سو روپیہ ہیں، وہ اس طرح کہ مرحومہ بیوی کے حصہ میں باپ کا ترکہ کل نوصد روپیہ آیا، جس کے حسب وصیت مرحومہ تین حصہ کئے گئے، ایک حصہ مرحومہ کی بہن کو ملا، اور ایک احقر کو اور ایک حصہ مرحومہ کے ایصال ثواب کا نکالکر ڈیڑھ سو میرے پاس ہیں اور ڈیڑھ سو مرحومہ کی بہن کے پاس میں، گویا ڈیڑھ سو ایصال ثواب میں، میں صرف کروں گا، اور ڈیڑھ سو مرحومہ کی بہن صرف کرے گی، چونکہ مرحومہ کی بیماری میں صـــــ روپیہ بھی دوا کے لئے بھیجے تھے، جو مرحومہ کی کچھ دوا میں لگ گئے باقی ماندہ کچھ مرحومہ اپنے ہاتھ سے خیرات کرگئی، کچھ میں نے اس کے ایصال ثواب میں لگا دیئے وہ پچاس روپیہ بہن نے اسکے تین تہائی حصہ میں وضع کر کے احقر کو کل چار سو روپیہ دئے، جس میں تین سو میرے حصہ کے ہیں، اور ایک سو مرحومہ کے حصہ کے ہیں، اب میں کل تین سو کا مالک ہوں، اس کے علاوہ میں نے جو اپنے سرمایۂ کا حساب دیکھا تو قرض وغیرہ ادا کر کے کل پچاس روپیہ کا حساب ہے، جس میں پچاس سے زیادہ ادھار میں ہیں، جن کی عندالضرورت وصولیت کی پختہ امید نہیں، اور ایام حج کے چھ سات مہینے باقی ہیں، نہ معلوم اتنے دن اگر رہا ان میں سے کچھ گھٹے گا یا بڑھے گا، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کیا صورت ہوگی، مذکورہ رقم میں سے پچاس روپیہ ادھار دیدئے جب احقر کو بہت تنگی ہوئی، اور

---

[1] وتجريد السفر من التجارة احسن واما عن الرياء والسمعة والفخر ظاهر او باطناً ففرض. (غنية الناسک ص ۱۶/ مطبوعه الخيرية ميرٹھ، عالمگيری ج ۱/ص ۲۱۹/ کتاب المناسک، الباب الاول.

گذارہ بمشکل ہونے لگا یہ اُدھار بھی ایسا ہے کہ وقت پر ملے نہ ملے، احقر کے سرمایہ کی یہ صورت ہے اور فریضۂ حج کی ادائیگی ذمہ ہے، اس لئے عرض کیا تھا کہ مرحومہ کے حصہ کے جو یکصد روپیہ باقی ہیں، اگر ان کی اجازت مل گئی تو ساڑھے تین سو کے قریب روپیہ قبضہ میں آجائیگا، حج کا ارادہ کرلوں گا، گوا تنا روپیہ بھی مجھ معذور کے لئے کافی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مجھے معیت کے لئے ہر وقت ایک مستقل آدمی کی ضرورت ہے کیونکہ وہ سفر تو دور دراز کا ہے، اگر قریبی سفر میں جاتا ہوں بغیر معیت دوسرے آدمی کے پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

سہارنپور جب گیا بازار میں تانگا، موٹر کی بھیڑ میں کئی دفعہ چوٹ سے بچا اور مغرب کے بعد تو اندھیرے میں کہیں آنے جانے کی بہت ہی دقت ہوتی ہے، حتی کہ دن کو مکان میں بیٹھا ہوا آدمی بہت دیر میں پہچانا جاتا ہے، چنانچہ اپنے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب اور مولانا الیاس صاحب چھوٹے مدرسہ کی سہ دری میں تشریف فرماتھے، صبح کے وقت جب میں گیا تو پہچان نہیں سکا یوں ہی السلام علیکم کی انہوں نے سلام کا جواب دیا اس وقت مصافحہ کیا

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اسکی بہتر صورت یہ ہے کہ وہ یکصد روپیہ کسی غریب کو برائے ایصال ثواب دیدیا جائے وہ اگر اپنی خوشی سے آپ کو دیدے تو پھر آپ اس کو اپنے صرف میں لاسکتے ہیں[1] مرحومہ نے آپ کو اس روپیہ کے مصرف خیر پر صرف کرنے کا وکیل بنایا ہے، خود رکھنے کی اجازت نہیں دی، اس لئے بغیر تملیک کے آپ کو خود رکھنا جائز نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۳/۵۹ھ

الجواب صحیح، سعید احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۳/۵۹ھ

صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۵/ربیع الاول ۵۹ھ

حاشیہ صفحہ ھذا اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حج کی درخواست منظور کرانے کیلئے سوروپیہ دینا

سوال:۔ کوئی شخص حج بیت اللہ کا متمنی ہے اس سے کوئی شخص سوروپیہ یا اس سے کم وبیش اس یقین کا معاوضہ طلب کرتا ہے، کہ وہ اسی سال درخواست حج بیت اللہ منظور کرادے گا، تو ایسی صورت میں یہ معاوضہ دے کر حج کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر درخواست منظور کرانے میں ذمہ داروں کے پاس جانے سفر کرتے وقت خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئے، اور یہ شخص سفر حج یا حق المحنت کے طور پر مبلغ سوروپے لے تو اس طرح حج کرنا درست ہے بغیر ان سے ملے اور بغیر خصوصی کوشش کے بسا اوقات درخواست پڑی رہتی ہے، نامنظور ہو جاتی ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۳/۹۴ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هويكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد وتمامه فى حيل الاشباه، شامى ج ۲/ ص ۱۳/ (مكتبه رشيديه ديوبند) كتاب الزكوٰة، باب المصرف. تاتارخانيه ص ۲۷۲/ ۲، الفصل الثامن بمن توضع الزكاة فيه، كتاب الزكاة، مطبوعه كراچى، طيبى ص ۵۷/ ۴، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له الصدقة، مطبوعه زكريا ديوبند)

[2] وللوكيل ان يدفع لولده الفقير وزوجته لالنفسه الا اذا قال ربها ضعها حيث شئت شامى ج ۲/ ص ۱۲/ (مكتبه رشيديه ديوبند، كتاب الزكاة)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] قال فى التاتر خانية وفى الدلال والسمسار يجب اجرالمثل وما تواضعوا عليه ان فى كل عشرة دنانير كذا فذاک حرام عليهم وفى الحاوى سئل محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال ارجوانه لابأس به وان كان فى الاصل فاسداً لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه الخ شامى ج۵/ ص ۴۴/ مكتبه رشيديه، مطبوعه كراچى ص ۶۳/ ۶، مطلب فى اجرة الدلال، قبيل باب ضمان الاجير. كتاب الاجارة، مبسوط سرخسى ص ۱۱۵/ ۱۵، كتاب الاجارات، باب السمسار، مطبوعه دارالفكر بيروت، عالمگيرى ص ۴۵۰/ ۴، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع، مطبوعه كوئٹه.

حج میں تجارت

سوال:۔ ایک شخص نفع کی غرض سے کچھ تجارتی سامان لے کر حج کو جاتا ہے، اسی طرح وہاں سے بھی لاتا ہے، ایسا کرنے سے حج کے ثواب میں کوئی خلل تو نہ ہوگا، جب کہ ان چیزوں کے لیجانے اور لانے کی ممانعت بھی نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ثواب میں تو کمی نہیں ہوگی، لیکن یہ سفر مبارک اگر تجارت سے بالکل ہی خالی رہے تو زیادہ اچھا ہے "وتجرید السفر عن التجارة احسن ولو اتجر لاینقص ثوابه اھ بحر، ج ۲/ص ۳۳۳"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حاجیوں کا خلاف قانون سامان لانا

سوال:۔ بہت سے لوگ حج سے واپسی پر سستے ہونیکی وجہ سے سونا وغیرہ خرید کر لاتے ہیں، جب کہ سعودی حکومت کے قانون کے مطابق بہت سی چیزیں ایک خاص مقدار سے زائد ملک سے باہر لیجانے کی ممانعت ہے، کیا اس قانون کی رعایت نہ کرنے سے گنہگار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب سعودی حکومت میں کوئی شخص داخل ہو تو اس کو سعودی قانون کی پابندی لازم ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] البحرالرائق زکریا ج ۲/ص ۱۵۴۱/ مطبوعہ ایچ ایم سعید ج ۲/ص ۳۰۹/ اول کتاب الحج، عالمگیری ص ۲۲۰/۱، کتاب الحج، الباب الاول، النہر الفائق ص ۲/۵۲، کتاب الحج، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت۔ (حاشیہ ۲/ اگلے صفحہ پر)

عورت کورات میں رمی جمار کرنا

سوال:۔ جمرہ میں کنکری مارنے کیلئے اگر عورتیں رات کو کنکری ماریں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ہجوم کی وجہ سے دن کو موقع نہ ملے تو رات کو ان کے لئے گنجائش ہے ورنہ رات کو مکروہ ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۲ھ

سوال کر کے حج کو جانا

سوال:۔ ایک شخص پر حج فرض نہیں ہے، مگر وہ لوگوں سے سوال کر کے حج کو جانے کا ارادہ کرتا ہے اور حج کرتا ہے، تو اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں؟ اس طرح سوال کرنا کیسا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] حق علی الامام ان یحکم بالعدل ویودی الامانة فاذا فعل ذٰلک وجب علی المسلمین ان یطیعوه (الجامع لاحکام القرآن ج۳/ص ۲۲۴/ سورة النساء آیت: ۸۵/ مطبوعه دارالفکر بیروت، احکام القرآن للجصاص الرازی ص۲۹۸/۲، باب فی طاعة اولی الامر، مطبوعه کراچی، شامی کراچی ص ۴۲۲/۵، کتاب القضاء، مطلب طاعة الامام واجبة)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] واللیل وقت مکروه کذافی محیط السرخسی فتاویٰ عالمگیری ج۲/ ص ۲۳۳/ بحث الکلام فی الرمی، فی مواضع قد تبین مماقد منا انهم جعلوا خوف الزحام عذراً للمرأة ولمن به علة اوضعف فی تقدیم الرمی قبل طلوع الشمس اوتاخیره الی اللیل الخ غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص ۱۰۰/ فصل فی شرائط الرمی. مطبوعه الخیریة میرٹھ، النهر الفائق ص۸۷، کتاب الحج، باب الاحرام، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جس کے پاس ایک دن کھانے کی مقدار موجود ہو اس کو سوال کرنا درست نہیں، ’’لایحل ان یسأل شیئاً من القوت من لہ قوت یومه بالفعل اوبالقوة. طحطاوی ص ۳۹۳[1]‘‘ اور ایسے شخص کو دینا بھی درست نہیں ’’ ویاثم معطیه ان علم بحاله لاعانته علی المحرم طحطاوی[2] ص ۳۹۴‘‘ اس طرح حج کرنے سے حج ادا ہوجائے گا، مگر سوال کرنے کا گناہ بھی ہوگا، کذا فی ردالمحتار، ج ۲ ص ۱۰۴[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۳۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۳۰ھ

دس روپیہ حرم میں خرچ کرنے کیلئے دیئے اور خرچ کردیئے بمبئی میں

سوال:۔ زید حج کو جارہا تھا، بکر نے اس کو دس روپیہ دئے کہ ان کو حرم میں خرچ کردینا، مگر زید نے بمبئی میں ایک غریب شخص کو دیدیئے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

زید نے غلطی کی کہ بمبئی میں روپیہ خرچ کردیا، اسکو حرم شریف میں خرچ کرنا چاہئے تھا،

---

[1] طحاوی علی المراقی ص ۵۹۴/ قبیل باب صدقة الفطر (مطبوعه مصر) شامی کراچی ص ۲/۳۵۴، باب المصرف، مطلب فی الحوائج الاصلیة، بحر ص ۲/۲۵۰، باب المصرف، قبیل باب صدقة الفطر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] طحطاوی علی المراقی ص ۵۹۴، باب المصرف، قبیل باب صدقة الفطر، مطبوعه مصری، بحر ص ۲/۲۵۰، باب المصرف، قبیل باب صدقة الفطر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[3] ویجتهدفی تحصیل نفقة حلال فانه لایقبل بالنفقة الحرام ...... کماورد فی الحدیث مع أنه یسقط الفرض عنه معها الخ شامی زکریا، ص ۳/۴۵۴/ اول کتاب الحج مطلب فیمن حج بمال حرام،

اب وہ بکر کو خبر کردے کہ وہ اس خرچ پر رضا مند ہو تو بہتر ہے، ورنہ دس روپیہ بکر کو واپس کردے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۹۵ھ

حج کی درخواست میں اپنے کو دوسرے صوبہ کا بتلانا

سوال:۔ ایک شخص حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتا ہے، چونکہ یوپی میں حجاج کی کثرت کی وجہ سے اکثر درخواست منظور نہیں ہوتی، اس لئے اگر کوئی شخص حیلہ کرکے اپنے کو کسی دوسرے صوبہ بنگال یا بہار کا باشندہ ظاہر کرکے درخواست منظور کرائے تو یہ فعل شرعاً جائز ہوجائیگا یا نہیں؟ یہ فعل کذب میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر دوسرے صوبہ میں کچھ مدت رہا ہو یا رہتا ہو تو اسکی طرف نسب کرنا بھی بے اصل نہیں محدثین کے یہاں بھی ایک مخصوص مدت تک ایک جگہ قیام کرنے سے اسکی طرف نسبت کرنا درست ہے، نیز اس نسبت کرنے سے کسی کی حق تلفی بھی نہ ہوتی ہو تو گنجائش ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] رجل دفع الی رجل عشرة دراهم اومائة من حنطة وقال ادفع الی فلا ن الفقير فدفع الی غيره فی الحاوی انه يضمن وقال ظهير الدين لايضمن .عالمگيری ج۳/ ص۴۰۵/ (مكتبه رحيميه ديوبند) عالمگيری كوئٹه ص۴۰۸/۴، كتاب الهبة، الباب الثانی عشر فی الصدقة، شامی زكريا ص۱۸۹/۳، كتاب الزكاة، مطلب فی زكاة ثمن المبيع وفاءً.

[۲] استعمال المعاريض عند الحاجة الی قوله وشرط المعاريض المباحة ان لايضيع بها حق احد، شرح للنووی علی الصحيح المسلم ص۲/۲۰۹، كتاب الادب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته، مطبوعه رشيديه دهلی، الاذكار المنتخبة للنووی ص۳۳۸، باب التعريض والتورية، مطبوعه دارالكتاب العربی بيروت، نووی علی المسلم ص۲/۳۲۵، كتاب البر والصلة، باب تحريم الكذب وما يباح منه، مكتبه سعد ديوبند، فضل الله الصمد فی توضيح الادب المفرد ص۲/۱۹۷، باب المعاريض، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

حج میں کیا تمنا کی جائے

سوال:۔ حج میں جانے والے کو کیا تمنا کرنا چاہئے وہاں مرنے کی یا واپسی آنے کی اس میں جو احسن ہو تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ تمنا کرنا چاہئے کہ اگر میری بہتری وہیں موت میں ہے، تو اللہ تعالیٰ وہاں موت نصیب فرمائے، اگر بہتری واپسی میں ہے تو اللہ تعالیٰ سب گناہ سے پاک وصاف کر کے عافیت کے ساتھ واپس لائے اور پوری طاعت کی توفیق دے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۶/۵/۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۶/۵/۵ھ

حاجیوں کا سامان لانا اور لیجانا

سوال:۔ حج کے لئے جو رقم تبادلہ گورنمنٹ کرتی ہے وہ محدود ہے، اس لئے حاجی مدراسی لنگی، عطر، صندل وغیرہ لیجا سکتے ہیں یا نہیں؟ ان پر حکومت کی کوئی پابندی نہیں تا کہ اس سے تجارت کر کے اطمینان سے خرچ کر سکے یا وہاں سے وہ سامان جس پر حکومت سعودیہ کی

---

[1] فلا يطلب الموت مطلقاً بل ليقيده تفويضاً وتسليماً فليقل اللّهم احيني ماكانت الحياة مدة بقائها خيراً لى اى من الموت وهو ان تكون الطاعة غالبة على المعصية والا زمنة خالية عن الفتنة والمحنة وتوفني اى امتنى اذا كانت الوفاة وفى نسخة صحيحة اذا كان الوفاة اى الممات خير الى اى من الحياة (متفق عليه) الى قوله ويندب ايضاً تمنى الموت ببلد شريف، مرقاة المفاتيح ص ۲/۳۲۱، باب تمنى الموت، كتاب الجنائز، مطبوعه بمبئى، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۹/۶۰۱، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبرا وغيره.

کوئی پابندی نہیں مثلاً لونگ، جائفل، دارچینی، ریگ ماہی، اور دوسری جڑی بوٹیاں یہاں پر سونے چاندی کا سوال نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جس سامان کے یہاں سے لیجانے اور وہاں سے لانے پر کوئی قانونی پابندی نہیں اسکا یہاں سے لیجانا اور وہاں سے لانا حاجی وغیر حاجی سب کیلئے جائز ہے، ایسا کرنے سے حج کے ثواب میں کمی نہیں آتی[1] لیکن اتنا ضرور ہیکہ حاجی کا دھیان صرف تجارت وغیرہ میں اٹکا رہتا ہے، اسلئے افضل یہ ہے کہ تجارت کی نیت نہ ہو اور پیسہ کی کمی کو دور کرکے فرائض کو سہولت سے ادا کرنا اور خیرات کرنا مقصود ہو تو اس نیت میں اجر وثواب ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۸۹ھ

تبلیغی جماعت کے ساتھ حج کرنا

سوال:۔ زید کا خیال ہے کہ جب حج بیت اللہ کو روانگی ہو تو کسی تبلیغی جماعت میں شامل ہوں، عمر نے جب یہ سنا کہ زید کا خیال یہ ہے کہ جماعت میں شامل ہو جاؤں تو انہوں

---

[1] وتجريد السفر من التجارة احسن ولو اتجر لاينقص ثوابه غنية الناسک، ص ۱۶/ باب ماينبغي لمريد الحج. مطبوعه خيريه ميرٹھ، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۹/۲، كتاب الحج، فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۲۲۰/۱، كتاب المناسک، الباب الاول فى تفسير الحج.

[2] والكسب مستحب وهو الزيادة على ذٰلک ليواسى بهٖ فقيرا اويجازى به قريباً فانه افضل. (عالمگيرى، ج۵/ص ۳۴۹/ الباب الخامس عشر فى الكسب، كتاب الكراهية. مطبوعه كوئٹه، وقال النبى ﷺ من طلب الدنيا حلالاً تعففاً عن المسئلة وسعياً على عياله وتعطفاً (اى ترحماً وتلطفاً) على جاره من الفقراء (فى تحسين حاله) لقى الله (اى يوم القيامة فى ماله) ووجهه كالقمر ليلة البدر قال العراقى رواه ابو الشيخ فى الثواب وابو نعيم فى الحلية والبيهقى فى شعب الايمان من حديث ابو هريرة، اتحاف السادة المتقين ص ۴۱۴/۵، كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الاول، مطبوعه دارالفكر بيروت.

نے یہ فرمایا کہ جماعت میں شامل ہونے سے بیت اللہ شریف میں جو نماز پڑھو گے اس سے محروم ہوجاؤ گے، اس وجہ سے جماعت تو محلّہ درمحلّہ مسجدوں میں گشت کرے گی، اور وہیں نمازیں پڑھے گی، تو ظاہر بات ہے کہ اس ثواب سے محروم رہو گے، تو زید نے یہ جواب دیا کہ دوسروں کو دین کی بات پہنچانا ہی بڑی چیز ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے، بات یہاں آکر ٹھہری کہ فتویٰ منگا لیا جائے، جیسے مفتی صاحبان کی رائے ہو اس پر عمل کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

تبلیغی جماعت میں جاکر اصول کے موافق کام کرنے سے نیت کی درستی کا اہتمام ہوتا ہے، قلب میں اخلاص پیدا ہوتا ہے، نماز باجماعت کی پابندی ہوتی ہے، تہجد کی توفیق ہوتی ہے، ذکر سے زبان، قلب کو اُنس پیدا ہوتا ہے، حج کے زمانے کی جماعت میں حج کے موافقِ سنت ادا کرنے کی تعلیم ہوتی ہے، حرم محترم اور اہل حرم کے حقوق معلوم ہوتے ہیں، لایعنی باتوں سے حفاظت رہتی ہے، اگر یہ سب چیزیں میسر آئیں تو پھر حج کی قیمت بہت زیادہ ہوجاتی ہے، اور جب حج کو صحیح طریقہ پر ادا کرنے کیلئے یہ سب کچھ کیا جاوے تو یہ جماعتوں کیساتھ جانا بھی حج ہی کیلئے جانا شمار ہوگا، اسلئے مناسب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی معیت میں حج ادا کیا جائے، اور وہاں بھی جماعت کے ساتھ شریک ہوکر کام کیا جائے، تبلیغ کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی تعداد میں حرمین شریفین سے باہر سفر فرمائے ہیں[1]، وہ

---

[1] (الف) فی حدیث عمر بن اسید ،قدم علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رھط من عضل والقارۃ فقالوا یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فینا اسلاماً فابعث معنا نفرا من اصحابک یفقھونا ویقرؤن القرآن ویعلمونا شرائع الاسلام فبعث رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم معھم عشرۃ رھط الحدیث(طبقات ابن سعد، ج ۲/ص ۵۵/) سریۃ مرثد بن ابی مرثد، مطبوعہ دارالفکر بیروت. **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

حضرات بھی جانتے تھے کہ نمازِ حرم کا مقام کس قدر بلند ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۹۱ھ



تم

الجزء الخامس عشر

بحمد الله تعالیٰ ویلیه الجزء

السادس عشر مطلعه كتاب النكاح

انشاء الله تعالیٰ وصلی الله تعالیٰ علی خير خلقه محمد

وعلی اٰله واصحابه اجمعين الی يوم الدين

(آمین)

محمد فاروق غفرله

جامعه هٰذا

(مابقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (ب) فی حدیث انسؓ قال بعث النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سبعین رجلاً لحاجة يقال لهم القراء فعرض لهم حيان من بنی سليم رعل وذكوان عند بئر يقال بئر معونة (بخاری شریف، ج ۲/ص ۵۸۶/ كتاب المغازی، باب غزوة الرجيع. مطبوعه رشيديه دهلی.

(ج) راجع حياة الصحابة، ج ۱/ص ۹۰/ ارساله عليه السلام الافراد للدعوة، ج ۱/ص ۹۴/ ارساله عليه السلام السرايا للدعوة فيه ذكر بعثه عليه السلام الی دومة الجندل والی بلی والی اليمن والی نجران، من باب الدعوة الی اللّٰه والیٰ رسوله. (حياة الصحابة ج ۱/ ص ۹۰/) مطبوعه حضرت نظام الدين نئی دهلی.